

# فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی

- ۱- تمہید از علیچند راجہ اجایا سرہاراجہ بہادرین السلطنتہ بالقاء
- ۲- احیرن ان کا زمانہ از مولوی مسعود علی حسنا محوی۔ بی اے (علیگ) ۱ تا ۱۰۶
- ۳- ضمیمہ دیباچہ " " " ۱۰۷ تا ۱۱۴
- ۴- غزلیات حضرت امیر حسن سجری دہلوی ۱ تا ۳۹۹
- ۵- رباعیات متنفرات " " ۴۰۰ تا ۴۳۲
- ۶- قصائد " " ۴۳۳ تا ۵۵۹
- ۷- شہنویات " " ۵۵۹ تا ۶۲۳

تہیہ یکیدہ خاموش شاعر عالمی نجاتیہ راجا جیان سہ ماہیہ سلسلہ  
 کے سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای صد علم سرکار  
 حید آباد دکن ام اقبالہ و جلالہ

مست توام ازادہ و جام آزاد م صبیہ توام ازادہ و دام آزاد م  
 مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزاد م  
 بندہ آزاد نشا و نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی  
 علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار  
 ہمت افزا داستانیں سنی ہیں، اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو  
 اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے ملو تھی، یہی وجہ  
 ہے کہ وہ بہت دیر سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل  
 کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور  
 فریفتہ رہا ہے، اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح  
 اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت و ارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔  
 حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادہ تمندی کے  
 چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف،  
 ان کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن  
 ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات جمع الصفات اور ان کے



کلام بلاغت نظام سے ایک خاص انس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے  
 دیوان جو امتداد زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانہ  
 کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہ منگائے اور بعض نسخے  
 خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا  
 کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور نامتام ہیں۔ اب تک کوئی ایسا نسخہ  
 نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے  
 جتنے نسخے دیکھے گئے ان میں سے اکثر چند روز کے ہمان نظر آئے، بعضوں  
 کی سیاہی اڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں  
 کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر  
 اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی  
 جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نام آور شاعر کا  
 کلام صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین  
 اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک  
 دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپوایا جائے تاکہ وہ ایک فرید مت  
 کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے  
 مصارف، اور تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا  
 کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)  
 سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبوبان قدیم سے ہیں  
 براہ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ اچھڑ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

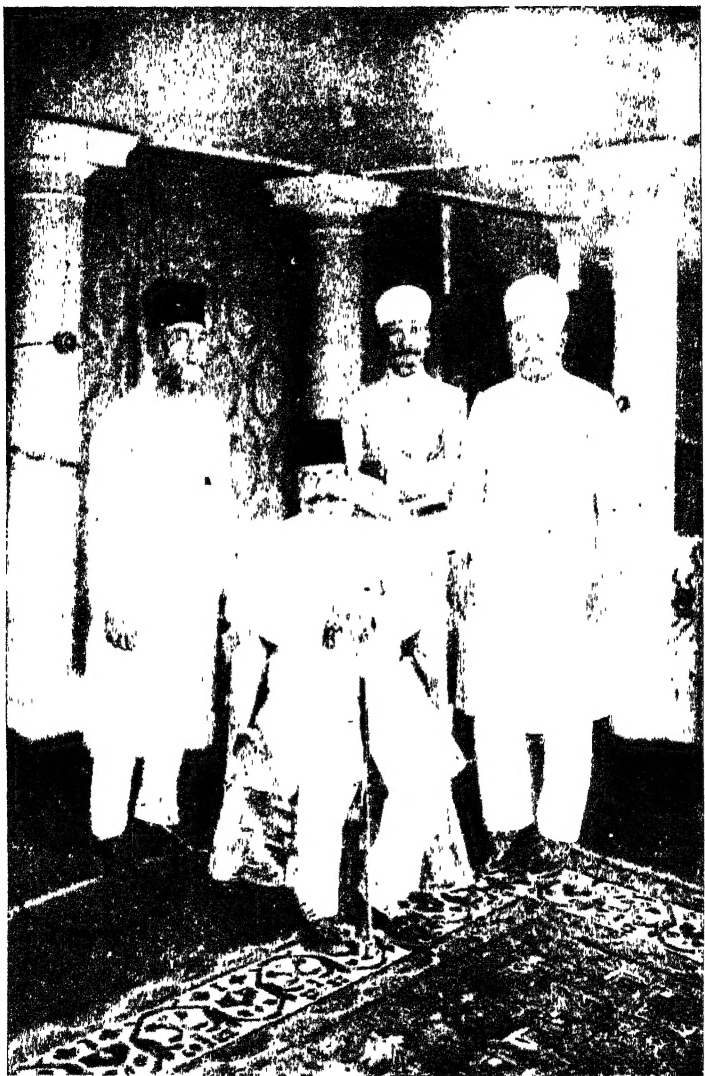
کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علمی یادگاروں  
میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت قدر قدرت  
نواب میر عثمان علی خاں ادام اللہ سلطنتہ کی مسیحا دمی سے از سر نو زندہ  
ہو رہی ہیں اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سرزمین  
دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محوی صاحب نے خوب کہا ہے۔

از نیر توجہ گیتی فروزاو شمع علوم زندگی از سر گرفتہ است  
آراستہ ہم معاش ازالہ ہم معاویک بنگریک کرشمہ دو کشور گرفتہ است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ

حیدر آباد دکن

۱۳۴۲ھ

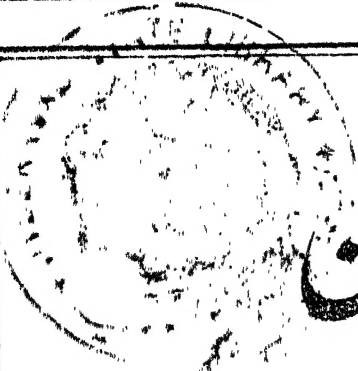


راجہ راجا یان سرمہا راجہ بہادر کشن پر شاہ یمن آساطتہ

سید یعقوب بزمی بی۔ اے مسعود علی معومی بی۔ اے

مرزا نظام شاہ لبیب تیموری

ملاحظہ ہو ضمیمہ نیدارچہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹



# امیر حسن

۱۴۷

## ان کا زمانہ

امیر حسن علاء بھجری کے حالات زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیرالاولیاء کے مؤلفین کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے اور مدہمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے منہ پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے ان معتبر مؤلفین کے اقتباسات جنھوں نے اس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود ان کے الفاظ میں پیش کر دیں اور بعدہ جو کچھ ہیں امیر حسن اور ان کے بعد اور معاصر ادیبوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو مشہور بھجری میں ختم ہوئی)

صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ اُن کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لیے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتداء کرتے ہیں مولانا موصوف سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) ”دعصر علانی شعرائے بودند کہ بعد از ایشان بلکہ پیش از

ایشان چشم روزگار مثل ایشان ندیدہ است لایتما۔ امیر خسرو.....“

”دوم شاعرے از شعرائے یگانہ در عصر علانی امیر حسن سجری بودہ است“

”و اورا تالیفات نظم و نثر بسیار است و بسلامتی ترکیب و روانی سخن“

”آیت بودہ است۔ و از بسکہ غزلہائے وجدانی در غایت روانی بید“

”گفتہ است اورا سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور“

”باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ و بعزت خداوندان“

”نکارم اخلاق کہ در لطافت و ظرافت و مجلسہا و استحضار اخبار“

”سلاطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل و زہدیت“

”صوفیہ و لزوم قناعت و اعتقاد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گردانیدن“

”بے اسباب دنیا و تجرد و تفرد از علایق دنیا، بچوں او کسی را کمتر دیدہ ام“

”و ساہمرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد و یگانگی بودہ است۔“

”و نہ ایشان بے صحبت من نہ توانستند بے بودند من توانستم کہ مجاہدت“

”ایشان را گردانم۔ و از محبت من میان ایشان ہر دو استاد و قرابت شد“

”و در خانہائے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتند۔ و از نہایت اعتقاد کئے“

”امیر حسن بنجدست شیخ (سلطان المشائخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت“

”آنچہ مدت ارادت خود و مجالس شیخ شنیدہ است میں لغوی شیخ و چند  
جلد جمع کردہ است و آنرا ”فوائد الفوائد“ نام نہادہ۔ و این فوائد الفوائد  
”سور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است  
”وصحائف بزم شریعت و ثنویات بسیار است و چنان شیریں مجلس و ظریف و  
”خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راتے و اسے کہ  
”بجاست او می شد از مجالست خیر او نیا فتمیم۔“

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خود کی کتاب ”سیر الاولیاء“  
سے دیا جاتا ہے۔ امیر خود اور ان کے والد اور نانا بھی سلطان المشایخ حضرت  
نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین  
برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انہوں نے  
امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا  
ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت ہے جسے ہم اوپر دے چکے ہیں بحضرت نقل کر دی ہے  
دوسری جگہ حضرت سلطان المشایخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲۱) ”منہم۔ آن ملک الملوک فضلاً۔ آں بطافت طبع  
”دلربا۔ یعنی امیر حسن علاء العجزی کہ غزلیات جگر سوز اور حقیقی دہلہائے  
”عاشقان آتش محبت بیرون نی آرد، و اشعار دل پذیر اور اتے بہاائے  
”سمنوراں میر سامد و لطائف روح افروزے از مایہ اہل ذوق است  
”و سخن ایں بزرگ چاشنی شیخ سعدی دارد و دہیتے میں گفتہ است۔  
”حسن گلے ز گلستان سعدی است؛ کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است“

"وایں بزرگ پیوستہ میان شعرا شکر و تبجل بود و هیچ کس بطیفہ و نظیے"  
 "بدیہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بہر لطف"  
 "اومی داشتند۔ و ترمیمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگان حضرت"  
 "سلطان المشایخ منسلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشایخ مخصوص"  
 "گشت۔ و قمتے این بزرگ بخدمت سلطان المشایخ آمدہ چند عزیزے"  
 "حاضر بودند۔ سلطان المشایخ روئے بسوئے این بزرگ کرد و فرمود"  
 "کہ ایں ساعت ذکر فضلہ داشتہ کہ تو در آمدی۔ و ان ملفوظات روح افزائے"  
 "سلطان المشایخ فایدے نوشت و عین تقریر سلطان المشایخ بقدر"  
 "امکان رعایت کرد کہ امر و آں فوائد انوار مقبول اہل دلائ عالم شدہ است"  
 "و دستور عاشقان گشتہ و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان المشایخ"  
 "امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گشتے کاشکے ہمائی کتب کہ عمر در ایں صرف کردہ"  
 "برادر امیر حسن را بودے و ملفوظات سلطان المشایخ کہ جمع کردہ است"  
 "را بودے تا من ہاں در دنیا و آخرت فخر و مباہات کردے و ایں"  
 "بزرگ در ایں عالم مجرذ زیست۔ در آخر عمر در دیوگیر رفت ہما نجا دفن یافت علیہ السلام۔

ہندوستان غلاموں، خلیجوں اور تغلقوں کے ابتدائی دور حکومت تک  
 علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ نظائر، فضلا، شعرا، اور متصوفین کے  
 طبقہ اور نمرہ میں سربرآوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال  
 (سنہ ۱۲۹۰ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف و انحلال شروع ہو گیا اور  
 اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد مموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لڑاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والوں تھا۔ اور یہ درخت جوامن الطینان کی سرزمین اور قدروان بادشاہوں اور امیروں کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (۸۷۳ھ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چہستان ویران اور سنان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ موفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں میں بھی تودہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشناس عالم کرے۔ ایسے کس پر سی کے زمانہ میں بیچارے نے سن کے حسن صورت اور سیرت کی داستان سننے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اس وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے اور ان خوشخو بابلوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چہرہ پشیمان بن کر آج ہمایون کے عہد میں طالب فضل و کمال و محاط بہ جلال زان و المعروف بہ شیخ بہائی نے جو بارشاد کے نمایاں ذہن اور شہور شاعر صوفی اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا علیہ الرحمہ جلی و مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے "سیر افارین" لکھ کر بل دل کی بھولی ہوئی داستان از سر نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس مہناز طبعہ نے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے میرے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المتلخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ



کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں :-

”اقتباس (۳) ”نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے“  
 ”حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)  
 ”بزیارت مزار متبرکہ حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس“  
 ”رفتہ بودند من و خدمت مولانا برہان الدین برکاب ایشاں بودیم۔ بعد از“  
 ”زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمسی گزرا فدا تا بر بہر مزار بعضے بزرگواراں“  
 ”کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فاتحہ بخواند ناگاہ خواجہ علا حسن بخیری جامع“  
 ”یادان خود دکنارہ حوض شراب میخورد۔ وادرا با حضرت شیخ در مباد حال“  
 ”وہ بایون آشنائی و صحبت بوده است پیدا گشت و ایں دو بیت“  
 ”بر زبان راند۔“

”سألہا باشد کہ ما محبتیم گرز صحبتہا اثر بودے کجاست“  
 ”زہد تاں منق از دل ما کم نکرد منق مایاں بہتر از زہد شہاست“  
 ”چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بغیر فرمود صحبت اثر ہاست“  
 ”ایں سخن در دل او چنان اثر کرد کہ فی الحال سر بر ہنہ تاخت و خور“  
 ”پائے حضرت شیخ انداخت و تاب شد و بشرف ارادت مشرف“  
 ”گشت۔ و ایں خواجہ حسن دراں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر“  
 ”داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد..... و ایں غزل“  
 ”بعد از توبہ در قلم آورده است کہ مقطع آں ایہ نیست۔“  
 ”اے حسن توبہ آنکہے کردی کہ ترا توبت گناہ نمساند“

۰ اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشمار تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صوفیہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان الشیخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کر دی ہے جو شیخ جالی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ توبہ کے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بجائے تہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۴) ”روز سے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگزشتہ“  
 ”امیر خسرو کہ عنفوان جوانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ“  
 ”حسن جمال و افروغ فضل و دانش کامل داشت در دکان خبازے“  
 ”نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا“  
 ”و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان“  
 ”رفتہ پر سید نان چگونہ میفرشتی حسن گفت نان در پلہ ترا زومی نہم“  
 ”و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں تر آید مشتری“  
 ”را را ہی نمی نایم۔ امیر خسرو گفت۔ اگر مشتری مفلس باشد“  
 ”مصلحت چیست گفت درد و نیاز ہم عوض زر می ستانم“  
 ”امیر خسرو اذ حسن کلام خواجہ حسن حیران مانده کیفیت حال بشنید (حضرت“  
 ”نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز در طلب دانگیر شدہ“

و در آن زودی ترک دکان کرده - اگر چه آن وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر  
 از اول کیسب علوم و کمالات ظاہری مشغول گشته بخانقاه شیخ مترو  
 گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بهم رسید - هر دو نوکری شایان  
 محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت  
 ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شده و خواجہ حسن دوات دار  
 گردید - و چون محمد سلطان خاں شہید بدلی می آمد ہر دو عسکر  
 از خدمت شہزادہ ذراغ می یافتند اکثر اوقات در ملازمت شیخ  
 بسر می بردند - و رفتہ رفتہ عاشقی و معشوقی ایشان شہرت یافتہ بجا  
 رسید کہ صاحب غرضان بعض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشان را  
 بزبان گرفته از اہل ملاست میدانند قابل خدمت نزدیک نیند  
 امیر خسرو در آن وقت غزنی کہ مطلعش این است گفت  
 زین ل خود کام کارن بر سوئی کشید خسرو فرمان دل بردن ہمیں بار آورد  
 بعدہ محمد سلطان خاں شہید از روی مصلحت خواجہ حسن را از  
 مصاحبت و اختلاط امیر خسرو منع فرمود - اما چون سر رشته محبت  
 میان ایشان استحکام داشت ہر آن منع سودے مترتب نشد -  
 و اہل غرض باز این معنی محمد سلطان خاں شہید عرض کردند - و درین  
 کثرت تہد سلطان اعراضی شدہ تا زیادہ چند بر خواجہ حسن زد - و خواجہ  
 چوں را بنابیرں آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت - و محمد سلطان خاں  
 شہید ہاندم این خبر رسد تعجب نمود و یکے از حضار مجلس کہ حقیقت حال

”مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشان بزیر تحقیق آراستہ  
 شدہ است و جمال حال اینہا پر پردہ عفت و صلاح پیراستہ محمد سلطان خاں  
 شہید کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا ملر  
 است یا نہ - او جواب داد کہ دولی از میان ما رخت بر بستہ - محمد سلطان خاں  
 شہید گواہ طلبید - امیر خسرو دست از آستین بر آوردہ گفت -  
 ”صبر - گواہ عاشق صادق در آستین باشد - پس محمد سلطان خاں شہید  
 دید کہ اثر تا زیانہ بر ہاں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بردست امیر خسرو  
 ظاہر است پس سکوت اختیار نمود - و امیر خسرو فی الفور اس رباعی خواند  
 ”عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست  
 ”تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست  
 ”اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت  
 ”نامیت مرا بسن و باقی ہمہ دوست“

عہد جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی  
 کتاب ”اخبار الاخبار“ (سنۃ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مولف نے  
 ایک حد تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تصانیف  
 بالکل معر انظر آتی ہیں - علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں  
 کیا ہے - جو کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے :-

اقتباس (۵) ”امیر حسن بن علاء سجری دہلوی - اور در میان  
 ”فضلائے عصر غرتے و مکاناتے دیگر بود در میان مریدان شیخ نظام الدین بقرت عتبات

”شیخ امتیازے داشت و در حسن معاشرت و صفائے سریت و سادگیا  
 ”حمیدہ یگانہ عصر بود و اوصاف تصوف موصوف - اور امیر خسر و تقدم  
 ”گوئے هست اگرچہ ہر دو صاحب و معاصر یکدیگر بودند اور اقصائے  
 ”در برج سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسر و در برج ایں سلطان  
 ”کمتر چیزے تو اس یافت - و اکثر اشعار امیر خسر و در زمان سلطان غیاث الدین  
 ”بلبن و برج خان شہید است کہ پسر دوست و حاکم ملتان بود و امیر خسر و  
 ”در ملازمت اومے بود - و ایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین  
 ”سعدی شیرازی از شیراز نموده شیخ التماس اورا مبذول نہ داشتہ فرمود  
 ”پیر ندیم ذیل سیر ہندوستان نامہ - و آنکہ در باب ملاقات امیر خسر  
 ”با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد - و میر حسن را کتابے است  
 ”مسی بغواؤ الفواد در آنجا ملفوظات شیخ راجع کردہ در غایت منت  
 ”الفاظ و لطافت معانی آں کتاب در میان خلفاء و مریدان شیخ  
 ”نظام الدین دستورے است - گویند کہ امیر خسر و گفتے کا شکے تمام  
 ”تصنیفات من بنام میر حسن بودے و ایں کتاب از من بودے و ایں  
 ”سخن باتنی از غایت محبتے است کہ امیر خسر و رانبت بہ پیر خود بود.....  
 ”

”مولد و نشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجردانہ  
 ”زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہماںجا مدفون یافت و روضہ او  
 ”ہمدراںجا است رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ ..... است۔“

اس کے بعد جس قدر تذکرے اولیاء شاعر کے لکھے گئے ان میں ہی واقعات  
اُلٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو ادب پر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے  
نا قابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق الخاطب یہ شاہ نواز خاں کا  
تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل موف نے ایک حد تک  
تنقید اور تقریظ سے کام لیا ہے اس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ  
ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۶)۔ "خواجہ حسن دہلوی، لقب وئے نجم الدین بن علاء سجزی است  
مولد و منشاے او در دہلی است۔ میان فضلاء عصر غئے و مکنائے  
داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالفتات خاص  
"مخصوص بود بحسن معاشرت و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ"  
"یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتداء حال خواجہ کہ حسن جمال وافر  
و فضل و دانش کامل داشت بر دکان خزانے نشست۔ روزے  
"سلطان المشایخ باصحاب خود ازاں راہ میگزشت۔ امیر خسرو کہ غفوان  
"شباب بود چنین حسن و لر بادیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دکان رفتہ پیرسید  
کہ نام چلوئے مینفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترا زوئے ہم و خریدار را  
"مینفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں بر آید مشتری را  
"راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار بفلس باشد مصلحت چیست  
"گفت در دنیا ز عرض مینمایم۔ امیر خسرو از حسن کلام حسن حیران  
"ماند۔ و کیفیت حال بشیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق در آن زودی

"حسن ترک دکان کردہ بیشتر از اول کجسب کمالات صوری اشتغال نمؤ"  
 "اگرچہ دران وقت بخدمت شیخ مرید نشد اما آمد و رفت میکرد"  
 "این حکایت از اکاذیب است - شیخ (عبدالحق) در اخبار والاخبار"  
 "آوردہ کہ بقیاس چنان در می آید کہ امیر حسن را نسبت با خیر خسرو"  
 "تقدم گویند باشد چہ امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غزالت"  
 "و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے توان یافت اگرچہ"  
 "ہر دو معاصر و صاحب یکدیگر بودند - چوں میانہ وے و امیر خسرو"  
 "الفت و محبت تمام بہم رسیدہ بود ہر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین"  
 "اختیار نمودہ بملتان رفتند - امیر خسرو بہ مصحف اری شہزادہ و خواجہ حسن"  
 "بدوات داری اختصاص یافتند - و بعد از شہادت شاہزادہ بدلی آمدند"  
 "و امیر خسرو در رثیہ او نثرے نوشتہ و بیاران دہلی فرستادہ گویند"  
 "خواجہ حسن و قینکہ شش از پنجاہ متجاوز بود بر حوض شمس با جمعیہ جمع مشغول"  
 "بود - ناگاہ سلطان الشاہ از اراں راہ می گزشت - خواجہ این دو بیت خواند"  
 "ساہا باشد کہ ما ہم صحبتیم      گرز صحبتہا اثر بودے کجا است  
 رہتاں فسق از دل ما کم نکرد      فسق مایاں بہتر از زہنما است  
 "شیخ فرمود صحبت را اثر داشت - انشاء اللہ تعالیٰ روزی باو - چوں"  
 "وقت انتباہ رسیدہ بود فوراً پیالے شیخ افنادہ از جمیع مناہی توبہ"  
 "نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید کہ مقطع اش این است -"  
 "اے حسن توبہ آنگہے کردی      کہ ترا طاقت گناہ ماند

”کتاب فوائد القواد کہ مشتمل بر احوال و اقوال شیخ است تصنیف اوست“  
 ”در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی۔ کویندا میر خسرو گفتے کا شکے“  
 ”تمام نضائیں من بنام حسن بودے و ایں کتاب از من۔ و ایں سخن“  
 ”از غایت محبتے است کہ نسبت پیرداشت۔ در شعر بسیار مقتصد“  
 ”شیخ سعدی بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد۔ چنانکہ خود کوید۔“  
 حسن گلے ز گلستان سعدی آورده است

کہ اہل معنی گل چیں ازاں گلستانند

”لہذا اور اسعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبد الرحمن جامی“  
 ”در بہارستان آورده کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر فایز کا“  
 ”تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نموده لاجرم از اجتماع آہنہا“  
 ”شعر وے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است“  
 ”بنابریں اشعار وے را اہل ممتنع گفتہ اند۔ صاحب تاریخ فیروز شاہی آورده“  
 ”کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن“  
 ”ندیدہ ام سلطانین و اغنیابوئے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر وقتیکہ“  
 ”سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نموده دیوگیر کن را پائے تخت“  
 ”خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت و سے تیز بد انجاشافت“  
 ”و در جہاں آوان بدار الجمان منزل گزید“ مخدوم اولیا“ تاریخ است“  
 ”در اخبار الاصفیا سال رحلت سنہ ہفتصد و سی و ہفت نوشتہ کہ“  
 ”یک سال ازاں تاریخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر“



”شناخ چشت مثل شاہ متجب الدین معروف بزری زرخش و برادرش“  
 ”شاہ برہان الدین غریب شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم درانجام اللہ“  
 ”مدفون گردید و دران دیار مشہور حسن شیرگشتہ - اشعار خواجہ مشہور است“

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجہ حاشیہ سے مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض مؤلفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جز لے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے کھانکے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں بھی تک نہایت آب تاب کے ساتھ روشن ہے۔  
 فوائد الفواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو ”حسن علاء سجری“ لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ ”علا“ سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرا لفظ ”سجری“ ہے، جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا ”سجری“ ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبارالآخیاں اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہارستان نے ”علا“ کو ان کے والد کا نام قرار دیکر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اودھ کے کتب خانہ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علاء" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا نہ کہ محض لفظ "علاء" سے۔

دولت آباد جو مالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد کن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا دفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطف بود  
نے سگ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

برزبانت چوں خطاب بندہ "ترک اللہ" رفت  
دست "ترک اللہ" گیر و ہم بہ الہش پیار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشایخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بناء پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے اشعار مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رنگیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ ”شاعر“ کو بگاڑ کر ”شیر“ کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے شہرخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھادی جاتی تھی۔ مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے۔ دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس نے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہوگا۔

لفظ ”سنجری“ کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ ”سجری“ ہے جو ”سگزی“ کی معرب شکل ہے ”فوائد الفواد“ جو انہی سال قبل دہلی کے فخر المطالع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علامہ سجری لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفاء کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قریب جوا کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں اس بنا پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں ”سنجری“ نہیں بلکہ ”سجری“ کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

ایس سے بھی ہوتی ہے کہ دینائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ ”سنجر“ کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجر البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت ”صاحب معجم البلدان“ لکھتے ہیں کہ وہ جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے..... یہ شہر اکثر اہل علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجمدان کے ہمارے زمانہ میں اسعد ابن محیی بن ”بن منصور شاعر ہیں جو بہائے سنجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔“ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح ”سنجری“ نہیں بلکہ ”سنجاری“ کہلاتے۔ ”صاحب معجم البلدان“ سیستان یا سجستان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے :-

”سجستان یا (سیتان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صد مقام زریخ ہے جو ہرات سے جانب جنوب انٹی زریخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ریگستانی حصہ ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قومی تھیل اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف، ابی بکر اشافعی، علیج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ سب ”سجری“ کہلاتے ہیں۔

اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سلطان سنجری جو قوی پلا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو ”سجری“ کہتے ہوں۔ لیکن اس کا پتہ نہ کسی تاریخ سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس لیے جب تک مزید اختلاف نہ ہو انھیں ”سجری“ ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انھوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ "مجررا داشتہ و مینا داشتہ" جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :-

پروردہ فضل ایزدش ' ارشاد غیبی مرشدش

بودہ بدایوں مولدش ' دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایوں تھا۔ بدایوں اس زمانہ میں قبتہ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور مہتمم باشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جالی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علاء سجزی باجمیع یاران خود در کنارہ حوض شراب میخورد و او را با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ) در مبدل حال در بدایوں آشنائی و صحبت بودہ است پیداکشت۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایوں میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشائخ ۶۳۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۶) سال کی عمر یعنی ۶۴۹ھ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مبدل

جال میں بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں ان کا نشوونما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ سال پیدائش اور اخیر عمر | امیر حسن کا سال پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں سے عسر کا مقابلہ نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ہمارا سلسلہ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات موسوم بہ "فوائد النفاذ" میں جو سنہ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلاغٹ شبہ مرید اور تائب ہونے کا سال سنہ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ "بہارستان" جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت ان کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ "مخدوم الاولیاء" یعنی سنہ ۸۳۸ ہجری قرار دیتے ہیں۔ گویا سنہ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ۸۳۸ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر  $۵۶ + ۳۲ = ۸۸$  سال قرار پاتی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل تھا اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے مہنکا دیا جائے تو سال پیدائش سنہ ۷۶۵ نکل آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ ہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ ”سنة ہجری میں جبکہ میری عمر ۱۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۷۱۵ سے خارج کر دیا جائے تو سنة ہجری مطابق سنة ۱۲۵۴م نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سال پیدائش مسلم طرے سنة ہجری ہے، جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شصہ ہشتاد و چار شد تاریخ

مرازی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی سنة ہجری میں میراجو تیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار کا یہ فرمانا کہ ”امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم است“ (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ ”امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے۔“

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پا سکتا۔

دوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گزرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۲ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۲ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کدوئی میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔ مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی میناد کے یوں ہی ایک لغوبات لکھ دی ہوگی۔ اس خلش کو دور کرنے اور اس معصے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ”الغ خاں“



کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ۶۲۲ ہجری میں ۱۲۲۷ء میں اپنے بھتیجے سلطان علاء الدین مسعود کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع عابد زماں اور سچہ خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے ”بنرگان چیل گانی“ میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف بادشاہوں کے زمانہ میں بازدار خاصہ، میر شکرار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خانِ اعظم ”انغ خاں“ کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔ سلطان ناصر الدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کل تھا۔ اور عام طور سے ”انغ خاں“ کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود بادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معز الدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد ”خاندان غلامان“ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلجیوں کا ستارہ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا بادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے فریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے ۶۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے و حویداروں سے پاک و صاف کر کے سرِ سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصہ تھا ”انغ خاں“ کا خطاب دیا۔ اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا۔ اسی لحاظ سے بچا رہے شعرا کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خان" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خان" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جابر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار ملک کشور گیر عالم      مغز الحی "الغ خان" معظم  
گرامی گوہر الماس کوکب      ورا نصرت من اللہ نقش خاتم  
"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

مغز الحی والد نیا "الغ خان" زمان اور      کہ دارد او ز تائید ازل از لامکان دولت  
فلک سر بردار این خانہ می مالد چومی داند      کہ ہرگز سر نہ سپید زیں مبارک خاندان دولت  
"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا مدح یعنی  
"الغ خان" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ کیفیت اگر  
پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین  
اور غیاث الدین بلبن گورشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق در سایہ اقبال الغ خانی باد      سایہ دولت شد بر سرش ارزانی باد  
شد ز تاریخ ازل ثنائی اسکندر شد      شاہ اقبال تو تا حشر ہم ثنائی باد  
اس میں "ثنائی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں  
جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے  
مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ ۵

بزرگواروں عالم کشادی      ازیں اقبال بر خور دار بادی  
مقرر بر تو ہر چہ از بازو ستخت      آغ خان معظم بازوئے رست  
نخضر خان مبارک شمع گلشن      دو چشم ملک از ہر دور روشن  
نخضر خان اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا مدح "آغ خان" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

**نسب و مذہب** | ہمارے کرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب پٹاؤنی یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایون تھا اور فرمایا تھا کہ ان کا نسب معلوم ہو جائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلہ ملازمت وغیرہ وہاں مقیم تھے جویندہ یا بندہ ان کے کلیات کو نظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بحر امایہ از چومن ابرسیت	بہترین دُر و کہترین مطرم
از سخن آہم از تواضع خاک	لاجرم ہر بان و ہر ورم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف	چون شنید آبداری گہرم
باز بعضے خسان و بد وہناں	زیں دُر منکر اندوزیں غدم
لمعن این درغن کنند مباد	ضرب شاں چیت یک شبہ سپرم

چار مادر کنست و ہفت پدر من زیک مادر و زیک پدر  
دست در شاخ من زندہ مباد کہ بہ پنج کے رسد تہرم  
در دنیا سر لے بو لہیت من بہ عزت ازیں سرا پدرم  
خانہ بو لہب چہ جائے قرار چوں در مصطفیٰ است مستقرم  
قرشی الاصل ہاشمی نسبم کز ہوایش برآمد ایں شجرم  
اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبد القدیر صاحب  
بدایون کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے  
ان کا زمانہ ان کا کلام ان کی صحبت اور ان کی ارادت صاف بتا رہی ہے  
کہ وہ صوفی اور خفی المذہب تھے۔

**تعلیم** | سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۲ھ ہجری ۱۲۶۴ء سے  
شروع ہو کر ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں  
کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی کتاب ذوق  
اور باوجود ان کے حالات سے طبقہ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر کچپی کے آج تک  
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو  
بیچارے حسن سے بستہ زبان اور بقال اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی  
تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس تک  
تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے لحاظ  
سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی  
کہ اس کے عہد حکومت میں ایشیا کے تیس چالیس ایسے حکمران جنہیں تا تازی مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبائش اور رونق تھے۔ لیکن ان سب کی تعظیم و تکریم میں سجدہ مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قائم کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”اس عصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے مقبرہ سادات مشہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید فتح الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات کر دین و سادات عظام کھل و سادات حنیف و سادات بیانہ و سادات بدایون وغیرہ صحت اور بزرگی حسب میں حدیم المثل تھے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجری، مولانا شرف الدین دیوبانجی، صد جہاں منہاج الدین جرجانی قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مزاحمی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔“

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہنشاہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کریں گے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجہا کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی یا اگرچہ ان کی کوئی معتدبہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے فقرے جا بجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کشنری و رزیدنسی دہلی صاحب ”قصر عارفان“ جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی ”قواعد النسخ“ نحو عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برتنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین و اکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو | اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہوگا  
کی ملاقات کہ صاحب ”تاریخ فرشتہ“ کی روایت کے مطابق ایک دن

حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو ان کا حسن جمال دیکھ کر فریفتہ ہو گئے دکان کے پاس جا کر کوچیا روٹی کس انداز سے بھیجتے ہو۔ حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھکاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی تسبیل کر لیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سنکر حیران رہ گئے اور یہ کل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو درد و طلب دامگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات طاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہو گئی۔

جہاں تک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہو گیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے ایسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب ”تذکرہ بہارستان“ نے البتہ اس حکایت کو ”اکاذیب“ میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے۔ ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیر الاولیاء کے مولفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بناء پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں متصور ہو سکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خور و جہنوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خور نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی تو امیر خسرو ضرور اس کا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے دروطلب کا پیدا کر دینا کیا کم کراست ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔ چوتھے۔ امیر حسن کے حسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”خواجہ حسن..... در دکان خبازے نشستہ بود“ اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ ”نان فروشی“ کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مزاح بھی یہ سوال کرنا کہ ”نان چگونہ میفروشی“ کس قدر بے موقع خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقہ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف



کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک نکتہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشایخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گزر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرأت کر سکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان بائی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی اخیر سے مرید جو ابتدا سے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشایخ کے شمع جمال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرور کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشا دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا: **وَإِذَا سَأَلَ بِتِجَارَةٍ أَوْ لَهَىٰ أَنْ الْقَضَاۗءَ إِلَيْهَا دَعَوْكُوكَ قَائِمًا**۔ ان وجہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح جس سے ہم آگے بحث کریں گے بالکل مہمل اور لغو سمجھتے ہیں۔

**ما از مت** غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں ہے جنہیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم و فضل کا دلدادہ تھا۔ پادشاہ سے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ <sup>۶۹</sup> <sup>۶۸</sup> ۶۹۸ھ میں غیاث الدین بلبن کا چچا زاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور ملتان کا گورنر تھا فوت ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تا ماری مغلوں کا جولا نگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جرعی، شجاع، مدبر اور قابل اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے ”قآن الملک“ کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج دیکر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچ کر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دو سرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدیموسی کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ سترہ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی سترہ ہجری سے سترہ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دیار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ”یہ شہزادہ سید مودب اور ہذب تھا اس کی صحبت ہمیشہ دانشمندی، معتبروں، فاضلوں اور ہنرمندوں سے ملور ہوتی تھی اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی، خمسہ نظامی پڑھے جلتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے“ سکے مذمہ کی حیثیت سے تنخواہیں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور دانش و ہنر دریافت کر کے انہیں اپنے تمام ندما میں منتخب کر لیا۔ انکے کلام کو پسند کرتا، اور ان کے ساتھ دوسرے ندمیوں سے زیادہ مہربانی کرتا تھا اور انہیں زیادہ انعام اور بہتر خلعت دیتا تھا۔ میں نے خود امیر خسرو اور امیر حسن کو یہ سنا ہے کہ خان شہید سا مؤدب اور مہذب شہزادہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے وہ بار میں تمام تمام دن ایک نشست سے مؤدب بیٹھا رہتا اور زانو نہ بدلتا تھا ایسے مواقع پر ہم نے کبھی اسے چار زانو بیٹھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مجلس میں اس کے منہ سے کوئی لغو بیہودہ یا فحش بات سنی۔ قسم بھی اگر کبھی کھاتا تو وہ "حقا" کے لفظ سے زیادہ نہ ہوتی تھی..... ملتان کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ اس نے شیخ عثمان اور شیخ قدوہ فرزند حضرت شیخ بہار الدین ذکر کیا کہ بلا کر عربی غزلوں کا سماع کرایا۔ ان بزرگوں اور ان کے ساتھی درویشوں کو خوب وجد ہوا جس وقت تک ان کی یہ حالت رہی شہزادہ برابر ہاتھ باندھے کھڑا رہتا رہا اس کی مجلس میں اگر شعرائے قدیم کا وعظا و نصیحت کا کوئی شعر پڑھا جاتا تھا تو اسے سجد توجہ سے سنتا تھا اور اس طرح روتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ علم کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ملتان سے دو مرتبہ آدمی اور خرچ بھیج کر شیخ سعدی کو شیراز سے بلایا مگر ضعف پیری کی وجہ سے خود نہ آ سکے اور ہر مرتبہ اپنا کلام اپنے قلم سے لکھ کر بھجوا یا اور معذرت کی۔"

انتخاب نشان (۴) کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ حسب روایت فرشتہ امیر خسرو امیر حسن پر عاشق تھے اور ان کے ان تعلقات کی نسبت لوگوں کے خیالات بُرے تھے۔ اگر عشق کے معنی دوستی اور محبت کے لیے جائیں تو یہ عاشقی

یا معشوقی اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی مان پری یا مان فروغی کی روایت کی طرح بالکل بے سرو پا نظر آتا ہے۔ اہل ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمری کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۸، ۲۷ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی موچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خد متوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی ہندیب اور متانت کا حال آپ سُن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابل ملامت و سہزنش باور کر کے امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنہیں کوئی ذہی عقل انسان مانتے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتے نے ان دونوں حضرات کی عمروں ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور ہندیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پاسکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ سال (از ۶۹۹ تا ۷۰۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُر لطف اور دلچسپ صحبت کو درہم و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغوں خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمو خاں نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار اور اپنے قوم کے دامن سے شکستوں کی بنیادی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیپال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا قلعان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرات اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا، اور ایک گھسان لڑائی کے بعد اُسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پاس فتح مند سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے نہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کیس میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا اور اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ نہ کر سکا، وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمیعت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حلوں کا جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پیروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے جو قلعان میں موجود اور غالباً اس محرمہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

”غزات اسلام از ملوک ترک و خلیج و معارف ہندوستان و سائر سپاہی و  
نماز گاہ محرمہ ازاں جہت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را با صلوٰۃ نسبت  
فرمود کہ وجہنا من الجہاد الا صغریٰ الی الجہاد الا کبر“ تکیہ گو یان دست بر آوردند  
..... ”عجب نہیں کہ“ نماز گاہ محرمہ کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت  
کے بنالینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین بنی کی تلخیص میں

کہیں نساہ کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں صبح سے شام تک قایم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہو نہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شہنا میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بناء پر سلطان محمد تانچوں اور تذکروں میں "خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک مغل کے ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن امیر حسن کے متعلق ہمیں اب تک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بناء پر ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔ ہمارے کرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کر کے بلخ لے گئے تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک تھے، چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کر کے بلخ لے گئے، اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانا موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر ایسا تحریر فرمایا ہو گا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر تمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

## ترکیب بند امیر خسرو

واقعہ است ایں یا بلا از آسماں آمد پدید مجلس یاراں پریشان شد چو برگ گل ز باد بسکہ آب چشم خلقے شد رواں از چار سو خاستم تا ز آتش دل بر زباں آرم سخن جمع شد سیارہ در چشم مگر طوفاں شود	آفت است ایں یا قیامت در جہاں آمد پدید برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمد پدید بیج آب دیگر اندر مولتاں آمد پدید صد زبان آتشینم در دہاں آمد پدید چوں برج آبی انجم را قراں آمد پدید
--	---

من نخواہم جز ہماں جمعیت ایں کے شود  
خود محاست ایں بنات النعش پرویں کے شود

آچہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں شکر کشید چہل خبر کردندش از ہمن بدن قہر کشید انچہ حاضر بود لشکر لشکرے دیگر نخست آپنہاں رنگیں کھم امسال خال انخوشاں او دریں تدبیر واگہ نہ کہ تقدیر فلک	تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید بے محابا خشم در سر کرد وراثت بر کشید زانکہ رستم را شاید منت لشکر کشید کز زمیں بایہ شفق را گوئے احرار کشید صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشید
---	--

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

	جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید	
<p>باد پای بر کافران خاکسار انگینختن زلزلہ در عالم از سیر سوار انگینختن شعلہ آتش ز تیغ آبدار انگینختن ملک گیری را ز سر خورشید و آرا انگینختن آفتاب اندر تیمم زان غبار انگینختن</p>		<p>جنگ شد دیدی و برگردوں غبار انگینختن غلغلہ در انجم از جوشش سپاہ انداختن ضربت مردانہ در پہلوئے نامردان زدوں دیو بندی را علم جمشید و آرا افراختن آسمان اندر تضرع زان فزع برداشتن</p>
	<p>اندر آن وقتی کہ فرق از مرد و تا نا مرد بود اے بساکس را کہ لبہا خشک و ہا زو بود</p>	
<p>زرد شد خورشید چون خجربہ خجربہ یافتند آسمانے بر سر خورشید لشکر یافتند گلستان شد دست چوں اسپر اسپر یافتند ہیچ صورت ہما کہ در دیباے اخضر یافتند کز فلک آن نطع را بر شکل دیگر یافتند</p>		<p>روز را تاریکی آمد چوں بہم بر یافتند روز نر و یک فوہ رفتن شدہ از زم تیغ آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن یافتند کشتگان افتادہ در صحرائے از اطراف سر خواست شدہ تا نطع نصرت گستر و لیکن چو</p>
	<p>یک زمان شمشیر قناش نیا سود از قتال از زوال روز تا شب اندراں روز زوال</p>	
<p>یا بسوئے تشنگان موبجے ز دریامی دوید در گلوش موج می زد و خون بالائی دوید</p>		<p>یارب آن خوں بود کاندروئے صحرا میدید کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می پسید</p>



<p>ایں بدوزخ برد آں بخت برد جو شاه لشکرش بترتیب صف آئین جنگ پائے پس می برد گردوں ہو گرفتار فتح را</p>	<p>گرچه خون گبر و مومن هر دو یکجای دوید مید و انید اشتهب اقبال را تانی دوید فتح هر چند از طاعین جانب مانی دوید</p>
	<p>کافران را انتظار شب که تابیر وں شود ناگهان میزان مارا پله دیگر گوں شود</p>
<p>تاچه شب بود آں که از چرخ آفتاب افتاده بود روز چوں باقی نبود آں آفتاب تحت را گر حسین کربلا را ره به بے آبی فدا کافران در خون چو خرد پارگیں غلطید بود فعل ایں گرگ کهن بنگر که از دست رسا</p>	<p>دیو آتش در جہاں منیر د شهاب افتاده بود روز باقی بود چیزے کا فتاب افتاده بود او محمد بد کہ در آبش آب افتاده بود مومن اندر گل چو گوهر در خطاب افتاده بود شیر در زنجیر و فیل اندر طاب افتاده بود</p>
	<p>بے فزع بود آں قیامت را معین ندیده ام گر قیامت را نشان اینست پس من ندیده ام</p>
<p>دایرات آسمانی گردش بر کار کرد ذره را دیدی که آب چشمه خورشید بر بامغل ہر سال بہر دیں سرو کا ریش بود دست تقدیر راست کہ غل ریزد و جاگ بود شیر زانیش موی صد خروش صعبند</p>	<p>مرکز اسلام را سرگشته چوں پر کار کرد سنگ را دیدی کہ کار بلوئی شہوار کرد عاقبت جان گرانی در سراں کار کرد نا تو امانیم نتوان کینہ با قہار کرد بیل مست از لک خارے صد فغان کار کرد</p>

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار	
ہر وہمہ بر روئے آں فرخ تھا بگریستند بس کہ اندر عہدا و ماہی و مرغ آسودہ بو خلق مٹاں مرد و زن مویہ کنان موکناں از خروش گریہ و بانگ دل غمگین سخت ور از اں بند بمانا گہ اسیرے بازگشت	روز و شب بر سال آنک بقا بگریستند ماہیاں در آب مرغاں در هوا بگریستند کو کبوتر و سوسو و جاجبہ بگریستند بس کہ در ہر خانہ اہل عزا بگریستند روئے او دیدند ہر کس بے ریا بگریستند
گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جھول گزشت حال من ایں بود حال دیگران تا چہل گزشت	
دست مالم یا خود از دندان کخم بازو کہود ہم سیاہے شد ز ہند و ہم سفیدی شد ز ترک نیلگر را خود عرو سے خد بخانہ بس کہ شد خبر ویاں را کہ پیشانی زدند و غول گزشت بس کہ می کنند مو از فرق نازک سر بر	یا ہوشم جامہ زین مینائے چوں مینو کہود بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہند کہود بر مثال نوح و عرو سے در عزائے شو کہود زیر ابرو سُرخ شد بالا تر از ابرو کہود شد ز آزار چہاں کندن تہ ہر مو کہود
موسے ستر چنڈا زین فہم زار و گریاں بر کخم ایں تن چوں موسے باوے از سر جاں بر کخم	
وہ کہ دل یکبارگی غل شد برائے دوستاں	آہ از اں جمعیت راحت فرمائے دوستاں

<p>بسکه غن بے بہا خورده است خاک از دوستاں خسروا ہر بار میگونی فخر خواہم دید جاں کہ صد جا پاره شد از غم کجا باشد روا دوستاں رفتند از بہر کہ میگونی سخن</p>	<p>واجب است از خاک جستن غل بہا دوستاں جامہ جاں تا بدامن در غزلے دوستاں پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں نختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں</p>
---	--

<p>یاد میکن رفتگانرا خاصہ در حال دعا کت برحمت یاد نمساید مگر دال دعا</p>
--

<p>یار بآں خورشید رحمت نور در جاں بادشاں بود شاں در روز ہجرت خان اعظم میشوا تشنگانے راکہ جاہنشاں نے آبی برفت بستگانے راکہ دشواری برایشاں دیر ماند وانچہ باقی ماندہ اند و زان بلا باز آمدہ</p>	<p>جاں ز فیض نور چوں خورشید تا یاں بادشاں پیشوائے جنت الفردوس ہم خاں بادشاں بر سر از ابر کرم ہر لحظہ باباں بادشاں یارب امید رہائی زود آسان بادشاں فضل یزداں بادشاں احسان سلطان بادشاں</p>
---	---

<p>چوں محمد رفت شد را عاقبت محمود باد کیقبادش اسعد و کینخسروش مسعود باد</p>
---

## مثنویہ امیر حسن

دیبازا است تا پہر تنگہ اگر چہ مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصداقت می پیوندد  
بری گردد و روزگار ناسازگار اگر چہ رسم رضای ہند و وعدہ وفا می دہد و در میگزارد

آسمان شوخ چشم کہ مردک مروی اوچیں خاست میوب است اگرچہ اول چوں متاں بے آنکھ ہیچ  
 کرے باعث باشد چیرے می بخشد و لیکن آخر چوں طفلان بے آنکھ ہیچ خیانتے مانع آید  
 بازمی ستاند عادات و مہودات زمانہ جلنے ہمیں منوال چہ بتجارب و چہ بتسامع و  
 و شنیدہ آمدہ است کہ ہر کراچوں ماہ برآمدہ می بیند میخواید کہ روے کمال اورا بلغ  
 نقصان سیاہ کند و ہر کراچوں ابر بر سر آمدہ می یابد در اس می کوشد کہ جوہر اورا پارہ  
 پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند و میں بلغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ  
 گلے بے خار نرسد ہیچ ولے از خار خار نرسد لے بسا سہزہ نورست کہ از خزاں آفت  
 در مقام لطافت زرد و زوئے ماندہ ولے بسا ہنال نوخاستہ کہ از تند باد اجل در خاک  
 زمین پہلو ہنوادہ سہ

در باد خزاں میں کہ چہ حد سوزی بر سر و جواں چہ نا جوانمردی کرد  
 کیے از امثال این تمیش واقع خسرو ماضی قاتان ملک غلابیت انار شد بر ما  
 و ثقل باجانات میرا روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستائیمہ (۶۸۳)  
 کہ ماہ چوں بہر در دل کافر ہیچ جا پدید نہو آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنا  
 بر آمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا در غرہ غزلے او  
 لایح و چند افراط جہاد و ضمیر نیر او ثابت پائے مبارک در رکاب آورد شبانہ بر را  
 مشکل کشائے عرصہ داشتند کہ ایتمر با تمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں  
 بامداد شد بر غریمت کوچ از اس مقام نہضت فرمود و بیک فرسنگی آں لایعین پیش  
 باز آمدہ بموضع مہضات در حدود بلغ تہریر کرانہ آب لاہور اختیار کرد چنانچہ  
 متصل آب دیر ہی بزرگ بود از احصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشند تا ازیں جگہ کے رو بفرار تو اندھنا دوندہ اذیل  
مخافیل ساقہ لشکر را آفتے تو اندر رسید و الحق آں اختیار از غایت خرم و نہایت  
کار دانی اُن خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سر رشته ہمہ مصالح دیتا  
میرود و ملک ہمہ تدبیر را از انتظام می شود ۵

ہر کرا از بخت بدرہ او فتد کار او در کام بد خواہ او فتد  
بخت چوں دیوانہ از رہ گم شود عقل چوں شب کور و چاہ او فتد

تقدار آں روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ ملک دارند نشانہ ماہی آویختہ بودند  
و مرغ کہ در مرغوی او ہمہ از خون اعیان مملکت است ہمہ از ترکش آں برج خدنگ  
خدا لان طعانہ طغیان می کشاد خان جزا کمر را کہ اسدے بود از برج آبی خانہ خوف  
و غرابی و دلائل فتن و محامیل فتور بریں فرع ظاہر و باہر و رموز اشارات جاہ القضا  
ضائق القضاہ سیاق و اوراق تحریر افتاد۔

القضہ نیروز است کہ سوار چرخ در ولایت نیروز رسید و روز آں شاہ گیتی فروز  
را وقت زوال نزدیک شد ناگاہ گروہی از سمت آں کفرہ پدید آمد خان غازی  
ہماں زمان سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و خشم او بر قضیہ  
اَقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّةً صفہ صبار قوی تراز سد سکندر بر کشیدند بعد از  
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذات عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع کوام  
بہما و ایستاد و کفار تتار علیہم الخذلان و الخسران از آب بہا و عبرہ کردند و مقابل  
صف اسلامیان در آمدند ازیں وحشیان خرابی دوست بیاباں زادہ پرہائے بوم  
بر سر ہائے شوم خود نہادہ و غزوات اسلام از ملک ترک و بلخ و معارف ہندوستان

و سایر سپاہی در نماز گاه معرکه از آن جهت که مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را  
 با صلوة نسبت فرمود کہ رجعتنا من الجہاد الا صغر الجہاد الا کبر تکبیر گویان  
 دست بر آوردند و در اول حملہ چندین زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گزارانیدند  
 و نیزہ لوک در گاہ در اعضائے اعدا چنان می نشست کہ نینوار از بالائے ہر یک خون  
 بر میخاست و شست ترکان خاص در تیر تافتن چنان می بود کہ جامہ بود بر اہل تار  
 تار تار می شد۔ ۵

در اول تگ خدنگ شہ حبست گشتند ستاریاں ہمہ پست  
 خدایگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصفا  
 ہر بار کہ حملہ می آورد شمشیر گوئی در آن حرب گاہ بر شمایل آن شاہ می لرزید و ہمہ تن  
 زباں فہدہ با وی گفت کہ امر دفع این ملاحین بہ بندگان دولت حوالہ کن و نفس  
 نفیس خود حرکت مفرمائے کہ شمشیر دورو یہ است تیغ اجل راز خفے بمحاسبان تو است  
 کہ از تقدیر قادر بر کمال بگرد من از زمین الکمال چشم می زغم۔ ۵  
 مرو تا خاک تو بر چشم بندم کمن کر چشم بد اندیشہ بندم  
 فلک روئے چنان روشن ندیدہ ام من از دیدہ بر آں آتش سپندم

آزمانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میرسانید ہر یک از اسلحہ  
 بزبان حال در مقابل آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امر دزدوست از من کوتاہ کن کہ زبان  
 سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مرا در روئے بخصم مجال طعن نماندہ  
 مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیر می گفت اے عقدہ شرت تو  
 عقدہ جو را بر کشادہ بقصد این فندہ پیش مرو من خود در رفتن مہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کبر بام پنجم است و بر در خانه هشتم در گوشه کمین از کمین  
 کید و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطار و اوا کند و کند می گفت که امروز  
 سر رشته تدبیر از دست تفکر نمی باید داد که من ازین جنگ بے دنگ و رزم بے حزم  
 تو بر خودی پیچم ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چو طناب بر بسته اند  
 خیمه نعم تواند الله الله بایں طائفه رسم طناب اندازی را چندین طناب ده  
 من بر رغبت پیش تو سر بر طناب آورده ام

تو کند از زلف اندازی کند انداز من

فی الجمله آن شاه دیں پناه کفر گاه همه قلب سپاه بایں گروه گمراه از نیمه  
 آتشگاه غرور بے اجبار و اکراه میکرو و غوغائے غالبان و غا و غلیان طالبان  
 غزا گوشش گیتی و اصماغ سما کر کرده زبانه های آتش که از سر نیزه غزائمنه  
 می خاست و زباں های تیغ که در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد  
 در اں قیامت همه بدیں آیه رواں بود که یوم یقر المومنین آخینه پشت زمیں  
 چو چشم پیران بصر بباد داده پر خوں و روئے آسمان چو فرق پسران پر رشته پر  
 آہن شمشیر چو آتش چیتابی اے پدر

یا مراداغ یتیمی بر جگر خواهی نهاد

هم مدین این عا و اثنائے این آشوب و بلا ناگاه تیرے ازشت قنار ببال آل  
 شهباز فضائے غزار سید و مرغ روح از نفس قالب آنحضرت بجانب گلشن  
 و روضه رضوان نقل کرد انا لله و انا الیه راجعون همان ان پشت دین محمدی  
 صلی الله علیه وسلم چو دل قیماں زار شکست و سده ملت احمدی صلی الله علیه وسلم

چو گدیرِ غریباں پست بیفتاد و اعتضاد وے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتماد  
 اک بیضہ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ  
 کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرورفت و گردوں بر شکار سوگواراں جامہ  
 در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت زحل برو  
 قضاے وفا و شرط غزا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او براہل ہندوستان نوحہ  
 می کرد و مشتری بر در بیخ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود در اصرار چاک میکرد  
 و دستار بر خاک می زد و مرجع کہ دست قوت او چون چشم تر کاں روئے معیشت  
 او چون جعد رنگیاں تنگ و تاریک باد از ماسف آں خار خار کہ در دل غول تلخیت  
 چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضہ قصاب می طہید و آفتاب از شرم آنکہ  
 چادر دفع ایں حادثہ و وقع ایں واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد و زہرہ چوں  
 دید کہ اجرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زاد فی الطہور نغمہ دف را ورق بگردانید  
 و سماع در پردہ دیگر آغاز کرد و بروفاٹ آں شاہ بندہ نواز خود بجائے سازنا لیدن  
 رفت و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحاہما در قلم می آورد  
 را نظم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفتر خویش پیراں کاغذ  
 را پر داخت و ماہ حالے در صورت ہالے با قامت منحنی دراں قیامت زمین سر  
 ردیوار و در افق میزد و مراتب مراثنی نگاہ می داشت۔ نظم

وئے بنجاکی نمی وہ کہ چنین سخا بہت      ماہ زمانہ مرا زیر زمین سخا بہت  
 ریشکار میروی جان منست خاک تو      خلوت خاک خوش بود جان من این سخا بہت  
 حق تعالی و تبارک روح مہر و مطیب آں شاہزادہ غازی را بیدار علی



و مراتب والا برساناد و ددم جام الما مال تجلی جلال و جلال غمیش بخشاد و ہر  
شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق این شکستہ یکس داشت  
سبب فرید درجات و محو خطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین۔“  
یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہل علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی  
اور مقتولین کے عزیزوں کو رلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا  
ایک خاص طرز تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی  
ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر  
دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی  
اور سادگی اور فواہد الفاظ کی نثر کی روانی دیکھ کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے  
یہ طرز تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد  
کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہو جانے کے بعد ملتان میں  
قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد  
کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا، اگرچہ پادشاہ اپنی شکستہ  
اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا  
جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا  
عموماً شعر و شاعری کے مناسب موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے  
وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر  
پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا سلسلہ میں انتقال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد ”خان شہید“ کا بڑا بیٹا کیخسرو پادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کی قبضہ کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد، اہلِ حق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ رد کا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیقباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدست اور سرشار ہوا، اور اس طبع عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سطوت بلبنی کے در سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھلے۔ اور ہر طرف خوبرویوں کے جھگڑے، اور شراب و کباب کی صحبتیں قائم ہو گئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے ”لعل کو شک“ چھوڑ کر ”کیلو کھری“ میں جتنا کے کنارے ایک عالیشان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیہ مطرب اور نقوی و توبہ شکن شاہد آکر اس پرستان میں جمع ہو گئے۔ مسجدیں ویراں اور میخانے

آباد ہو گئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم و نسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا، نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء، فخر الدین دہلی کا کو توال اور اس کی بیوی پادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور غیر تھا۔ مگردنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معز الدین کا کام تمام کر کے خود پادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہواخواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جا رہے تھے کینخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جا فروش کی طرح فوج کرادیا گیا۔ خواجہ خیلر سانیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہو گئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درختاں تصویر غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خان جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کر لی اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہو گئے ہوں لیکن

بد وہ خود اس بارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔  
 سلطان مغزالدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں اور  
 اُمراء ملک کی تباہی کا حال جب سلطان مغزالدین کے باپ بغرا خاں کو جو  
 پہلے لکھنؤی کا گورنر اور مغزالدین کے بادشاہ ہو جانے کے بعد وہاں کا خود مختار  
 فرمانروا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک کثیر جمیت  
 کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اُسے سمجھانے کے لیے لکھنؤی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ  
 باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم  
 کے ساتھ اودھ پہنچ کر دریائے سر جو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤشکر  
 کے ساتھ دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی  
 آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کر کے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے  
 اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔  
 باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا  
 قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے مرتب  
 کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرارداد داخلہ کے صواوہ سے پایادہ سر پریدہ میں نعل  
 ہوا اور زمین بوس کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے  
 آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیٹاب ہو کر تخت سے اتر ا اور  
 باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بچہ اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا اور  
 خود زانوئے ادب تہ کر کے اُس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور جشنوں کے  
 سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہان بینی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور خوفناک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کینخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو ان کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی راسی اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں عبلا دی تھیں مگر باپ کی درو انگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آجائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرات کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ آدھ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :-

زہے ملک خوش چوں دو سلطان کیے شد زہے حمد خوش چوں دو پمیاں کیے شد  
 پسر بادشاہ پدہ نیز سلطان کنوں ملک میں چوں دو سلطان کیے شد  
 معز الدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام ان کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندما سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

مغزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ سترہ ہجری میں قرآن السعیدین کا کام ان کے سپرد ہوا اور سترہ<sup>۱۸۹</sup> ۱۹۰ھ میں سلطان حسن الدین تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا۔ سلطان معز الدین کے مرنے کے بعد تین چار مہینے کے اندر ہی ترکوں کی تمام ہو گئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر (۵۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق و دینداری جو انور و علم و بردباری عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ صاحب "تغیب التایخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں۔

لے زلف پر نیانت ثر و لیدہ منخواہم      واں روئے چو گلنارت تصفیدہ منخواہم  
بے پیر بہشت خواہم یک شب بکنار آئی      ہاں باگ بندہ است ایں پوشیدہ منخواہم  
گو ایار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

مارا کہ قدم بر سر گردوں ساید      از تودہ سنگ گل چہ قدر افزاید  
ایں سنگ شکستہ زال نہادیم در      باشد کہ دل شکستہ آساید  
یہ رباعی سعدی منطقی اور دوسرے درباری شعراء کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اسکے عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دریں جاگز کس باشد کش خرقہ رولے چرخ اطلس باشد  
 شاید کہ زمین قدم میمونش یک ذره بارسد ہماں بس باشد  
 صاحب تیغ ”فیروز شاہی“ لکھتے ہیں کہ ”جلال الدین کی لطافت طبع اور  
 شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو  
 پر جو شعر لے اولیں و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض مالکی کے زمانہ میں  
 خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سوتنگہ جو اُن کے والد کی موجب تھی ان پر  
 جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر  
 سجد نوازش اور مہربانی اور رعایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور  
 مصنف دار بنایا اور جو خلعت امراء عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے  
 مقرر کیا اور اسی بناء پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستعمل ہونے لگا سلطان  
 جلال الدین کے ہم صحبت اور ہم نشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً  
 ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غوری، ملک قیر، ملک نصرت صبح  
 ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک  
 سعد الدین منطقی یہ لوگ طرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقہ  
 ندما میں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، موید جاجرمی، پسر ابیک دعاگو، موید دوا  
 صد عالی۔ امیر ارسلان کلاہی، اختیار باغ اور تاج خلیب سے انتشار پردازان  
 دانشور، مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی  
 غزلیں کہہ کر لاتے تھے، پادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی  
 ہو گئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دبار کے غزنواں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرض کہ سلطان جلال الدین کی صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا منہ مشکل تھا۔

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”امیر خسرو سلطان مغز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے مہنشین ہوئے“ شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے مہیوں میں داخل تھے۔ ”علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنہوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزنوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے۔ اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے؟ علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتان کی کتاب ”فوائد النواد“ کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخؒ کی) دولت پاؤں



سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔  
 تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین کنہوی  
 گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرا بتدار میں وہ بھی اسی لشکر  
 میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہنا کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔  
 چوتھی جگہ سرائے کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت  
 میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ  
 فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے  
 نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی  
 ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے  
 ضمن میں فرماتے ہیں :

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم

اسم گرو، سلاح گرو، چار پا گرو

غرض کہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ  
 قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرہ اہل سیف میں ہو  
 یا اہل قلم میں۔ قیام زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے  
 ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کڑے  
 میں بلا کر نہایت بیرحمی اور دغا سے قتل کر دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔  
 مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ سوال جسے وہ ”عجب العجائب“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ بغیر علاء الدین کے ارادہ اور استقام کے اس کے عہد حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر مہتر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دار الملک دہلی رشاک بغداد غیرت مصر اور ہمسرتطنینہ ہو گیا تھا۔ مولانا نے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات، واعظین، ماہران فن قرأت، نڈا، موزین، اطبا، منجین اور سرود گویوں اور شعرا کا تفصیل ذکر کیا ہے۔ بلطف شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیرن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین توکمش، حمید الدین راجہ، مولانا عارف، عبید حکیم، شہاب انصاری، اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی، مگر سلطان علاء الدین ایسے ناہر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنگہ واجب دیوان عرض سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے عجوبہ روزگار استادوں اور ہر مندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرض کہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیرن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مرح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے  
زباں ساکت، قلم ساکن، معافی کم، سخن کمتر  
کنوں مے بینمت از جاہ و جود و بذل، عدل شد  
سخن بسیار و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم  
کمینہ ماح و کمتر سگ ایں آستان بادا

جان من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ  
حرز جان خویش کروم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قائم است  
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دور سخن پر پادشہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا ہرگز شبے زمانہ نہ نمود جسز سنجایم

سلطان علاء الدین کہ باد از حق نظر ہا سوئے او

الحق ز چشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من

چونانکہ من بندہ شدم در گاہ شامہنشاہ را

گیتی غلامم می شود ترک فلک ہندوئے من

سلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۱۹ء میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔

ملک کافور نے جس کا خطاب ”ملک نائب“ تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا معتد علیہ اور قوی ہو گیا تھا، امرائے دولت کو جمع کر کے علاء الدین کا ایک وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بیٹے کو ولیعہدی سے ملحدہ کرنے

اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی ولیعہد مقرر کرنا ذکر تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر

ملک کافور کے اقتدار سے مرغوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس طرح سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آ گیا۔ ملک کافور اپنے چند روزہ

اقتدار کو نہایت بُری طرح اور سید ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو جو گوآیار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کر دیا اور خضر خاں

لی ماں ”ملکہ جہاں“ کو قید کر دیا اور اس کا تمام زور و زورچہیں لیا۔ سلطان علاء الدین کے دوسرے بیٹے شادی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام

کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکھو لیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہ گیا۔ اسے ایک حجرہ میں بند کر کے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کر دیں۔

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احساناً انہیں یاد دلانے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کا فوراً بقیہ خاندان اور امرائے علانی کی قلع قمع کی فکریں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضا و قد خود اس کی فکر میں ہے۔ پائیکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کا قلعہ کی خواجگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معرفت نوازی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مشنوی "سپہر لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہوزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہنا، گنج بخشا، کرم گسٹرا	معانی شناسا، سخن داورا
چنیں بخشے کز تو جم ہنستم	در ایام پیشینہ کمر ہنستم
کنوں لا بد از سحر سخن چوین	بہ اندازہ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہوزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اُس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اتار کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔

سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور غور و فکر کرکھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک برواریچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنالیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۱۱۸۰ھ سے لیکر ۱۲۱۰ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا اُن کی کتاب فوائد الغواص سے ثابت ہوتا ہے جو ۱۱۸۰ھ سے شروع ہو کر ۱۲۲۰ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان الشاہج کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان الشاہج کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشایخ کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اُسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے عیادت پر جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علانی جس کی بنیاد خاک و خون پر قائم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاکِ خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحبِ تاج و تخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت متظم، معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ۷

کارے نکرد جز بکمال علم و عقل      گوئی کہ صد عمامہ زیرِ کلاه داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کر لی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظامِ مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا۔ اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر بخل اور امساک کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہنشاہوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحاتِ مالک پر دہلی کے تمام سربراہ اور وہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکورہ اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کر کے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

و اکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا غرض کہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کو شک میں ٹھہرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرار داو یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ اچھے دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دگر مر گیا۔ اور جو شہر چشتیوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کردہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی عزت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علما، فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق، عادات | امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہونا  
اور دوسرے حالات | ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو  
مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفوائد" سے مستنبط ہوتا ہے



مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذیقفل اور پابند وضع لوگوں میں ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش و خرم اور مرج و مرجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلاء دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو باجواب اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں۔

صیاد مرا یکے بیاموز دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش  
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرج	مایہ عاشق تہیدستی بود
حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنج داد	در ادبارش چہ می بینی باقبال تو می بازو
مایم یک قبا شدہ آن یک قبا گرو	در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اکنون کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم	اپیہم گرو سلاح گرو چار پا گرو

کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا	شادی گرو ملیح گرو زیر کا گرو
یک خانہ پر کتاب، کنوں کاغذے نامد	حجت گرو، قبالہ گرو، امیرا گرو
حالم زمیندوانی اکنون چہاں نشدہ	بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو

تباہت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے  
اور بعض بادشاہ ان میں شعروجن کے دلدادہ اور فدائی تھے مگر وہ ان سب  
درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے  
زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی  
گرد سے لوث ہو گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان محدودے چند شعراء میں ہوتا  
جو ہمیشہ اس گردِ نزلت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام عسر  
بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔

از گفستن مدح دل بمیرد      شعرا چہ ترو نفسیج باشد  
گرد و ز نفس چراغ مرده      گر خود نفس سچ باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریریں کرتے رہے  
کہ آپ کو جد و ہند کر کے اپنی سعاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے  
مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا  
ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں

چند گوئی کہ دو دولتیاں لازم گیر      ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی  
زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لائابالی تھی ”فوائد النواد“ کی پہلی ہی صحبت میں  
حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق  
ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شرب نہ پی ہو  
اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہ توبہ

کر لی ہو۔ مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے  
 "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استغفار سے  
 توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے  
 ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیب دینے  
 دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی سی بہت  
 شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو  
 پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاجم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل  
 علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گزشتہ زندگی پر پشیمان  
 کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گا۔

یک سر ہو دلت سفید نشد      بیچ مو بر تننت سیاہ نماذ  
 اے حسن توبہ آنکھیں کر دی      کہ ترا طاقت گناہ نماذ

اے جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن

وقت تعقیل حواشی باط پیسراست

جزبیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موے

چوں سفیدت شد کنون بعد از سیاہی رنگ نیست

چون حسن آنکہ از گند در گزشت آں منم

آنکہ گناہ بند گاں در گزرا ند آں توئی

بیار خطا کردی باز آے حسن کنوں      روے بزمیں آور اور ویشی درویشاں

زناں ندیمہا کہ میکدے پشیمان شد حسن آئے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم  
یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمس" پر ٹھیکر علانیہ  
شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (لاحظہ ہو اقتباس نشان ۳) ہرگز قرین قیاس  
نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائیں گے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے  
بعد ان کی زندگی اسلامی نقطہ نظر سے قابل رشک ہو گئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں :-  
حسن ارچہ کج نہادے کلمہ کرشمہ بر سر

بہ بر تو بندہ کنوں کمر امید واری

"نوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف  
فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے اور ان کی  
زندگی بعینہ اسی تھی جیسی ایک اہل اشد اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک  
با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو  
مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور  
حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفائیں تھے مگر یہ نہیں بتایا  
کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی اور جب تک یہ نہ معلوم ہوا اور وہ روایت  
درایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور  
مسلم ہیں کہ امیر حسن شہید میں مرید اور تابع ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین  
کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے  
کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی شہید کا ہے لیکن تاریخ فیروز شاہی سے  
معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ زنتنبہور کا محاصرہ کیا۔

اشنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی اگرچہ یہ بغاوتیں بآسانی فرو ہو گئیں مگر علاء الدین کو دانشمند اور دور بین مدرین کی طرح اس کا فکر دہشگیر ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہو جانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ ہمینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زرو مال کی فراوانی۔ پادشاہ نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کریں گے۔ علاء الدین اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے سختہ ہو جانے کے بعد اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً ممنوع کر دی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگلوں کو خارج البلد کر دیا اور جو کثیر حاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکست ہو گیا۔ مخلص اور سچے مصلحین کی طرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کر دیا۔ اور جتنے قرائے عمدہ عہدہ شراہوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیج کر اُنڈالوا دیے جس سے راستوں میں کچھڑ بگنی اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کر دیے کہ چوری چھپے بھی شراب شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے بیٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے  
 کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ  
 میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے  
 غیر مشروع حرکات کے اسناد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات  
 میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سرِ راہ بیٹھے ہوئے  
 علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنی  
 امیر حسن اور حضرت سلطان المشائخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایوں میں صہبیت  
 ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایوں  
 حضرت سلطان المشائخ مسلم طور سے ۸۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی  
 عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوف  
 کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے ”بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم غریمت  
 دہلی شد“ جو امیر خرد صاحب ”سیرالاولیا“ نے نقل کیے ہیں۔ اسطور سے حضرت  
 سلطان المشائخ کا دہلی تشریف لانا ۸۳۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال  
 پیدائش ۸۵۲ھ ہجری ہے۔ جس وقت حضرت سلطان المشائخ ترک وطن فرما کر  
 دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایوں  
 میں ان کی ہم صہبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۳۴ سال کی ہونا بھی غلط ہے  
 ۸۵۲ھ میں مرید اور ۸۵۳ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی  
 عمر ۵ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام  
 دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خرد نے سیرالاولیا میں حضرت سلطان المشائخ

کی کرامتوں کا ایک باب قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شہزادہ سے اٹھ کر سروپا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور تین کرامت کو امیر خرد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں آتے جلتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیعت کی ہے۔ غرض کہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ ان کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشموں اور ہم سروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفوائد کی ۲۳ ربيع الآخر ۸۵۷ء کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکرا اللہ بالخیرنے یہ حال معلوم کر کے ایک برہنہ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادعہ کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہنہ مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہنہ نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ ہمارا جہاں تمام مال تو چھین گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہنہ نے جواب دیا کہ میرا جینو تو نہیں چھینا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔  
 میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم  
 ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء  
 یہ تھا کہ توقف واجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بچ و فوس  
 نہ کرنا چاہیے اگر تمام دنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف  
 حق کی محبت کا قائم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹ رجب ۱۳۵۷ء کی صحبت  
 میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدسوسی حاصل ہوئی  
 میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔  
 اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا  
 ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی  
 جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہدِ خلائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار  
 ایک ہزار تنگہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنگہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے  
 لغت میں اس کے معنی سکڑ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا  
 سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنگہ  
 کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکڑ نفرتی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف  
 مقصود ہوتا ہے وہاں تنگہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان  
 کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنگے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف  
 رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں  
 کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنگہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے



کے برابر ہوتا تھا۔ آپ ادھر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا کو ایک ہزار تنگہ واجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین کی ناقدر وافی کے ضمن میں بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ موجب سے ماہوار نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی اور دو چیتل یعنی آٹھ پائی کو ایک سیر مضری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ موجب سالانہ تھی اور اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلئے کافی تھے چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے موجب میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۳ شعبان ۷۸۷ء کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استفہام عرض کیا کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہے

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سنکر کہ روزوں کا انحصار صدقہ فطر پر ہے۔ قرض وام کر کے صدقہ فطر دیا کرتا تھا۔ یہ سنکر بندہ قدبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقہ فطر دیا کریگا۔ ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد و غلام تنگہ ملیج نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری کے ماں باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انحصار سے التجا کی کہ دس تنگے لے کر چھوکری اس کو واپس کر دیجائے۔ چھوکری کے ماں باپ کے رونے پٹنے کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ملیج سے کہا کہ نوے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ ملیج راضی ہو گیا اور میں نے دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کر دیا خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا..... فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے اہل و عیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگایا ورنہ ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کنبہ والے تھے۔ شمس دبیر کے ساتھ جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتمد ہو گیا تھا ان کی قرابت تھی اور ان کے دو بھتیجیوں میر جھجھو اور شمس الدین کا ذکر اکثر جگہ آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی بھی حضرت سلطان المشایخ کے مرید اور سچے معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب میرالادلیا، لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ کے فدائیوں میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشائخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کر کے امیر حسن کہتے ہیں

در اثنائے نماز اے جان نظر بر قامت دارم  
مگر از قامت خوبت متبول افتد من از من

اس کے علاوہ فوائد الفوائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تشبیہ خوانی اور پھونک ڈولانے کے لیے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری | مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعراء غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکھی بھسکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات و ادات اور معاملات بیان کر کے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش و خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا، اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعماء یعنی فغانی

’نظیری‘ عَرَفی‘ کلیم‘ طائب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرض کہ  
امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے  
زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا  
چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے بالکمال شخص فرماتے ہیں کہ

خسرو سمرست اندر ساغر معنی بریخت

”شیرہ از خندانہ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے توشیح کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے  
معاصر ”سعدی ہند“ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف  
اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

در خم معنی حسن را شیرہ نورینخت عشق

”شیرہ از خندانہ مستی کہ در شیراز بود

از نظم حسن نوشت دیباچہ عشق آری

جلد شخص دارد شیرازہ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ کمال معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی در دے از خم خانہ دردے حسن

و او معنی از دے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے  
اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر  
خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قائم فرمائیے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقلع میں فرماتے ہیں :-

خسروا شعر تو اسرارِ حدیث است مگر

کز سخنہائے تو ام بوائے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خسرو ان کے کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ۱ و ۲ سے ظاہر ہے مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلئے وہ سعدی ہندوستان کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چہماق سے محبت کی آگ نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور ان کے روح افزا لطائف سے اہل ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ”حسن کا دیوان اس زمانہ (نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن سننا پسند نہیں خواہ چھوٹے کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بچیدار التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے :-

ساقیائے وہ کہ ابرے خاست از خاد و سید  
سرور اسر بنز شد صد برگ را چادر سید

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچتی۔

(۴) مولانا عبد الرحمن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل متنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعراء فیضی کا قول تھا کہ ”امیر حسن آنے دار دک عاشق آن تواند شد اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود“ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی      بر زبانه جہاں جہاں سخن است  
وگر از پیر من نظر جوئی      روح فیاض خسرو حسن است  
(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دارد منصب شاعری

کہ سوز خسروست و ناز کہیائے حسن باو

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف

غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو سوز و گداز اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتہ محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جا بجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ ملاحظہ ہیں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے۔

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب      تو بوئے نبی یابی آخر چہ ز کااست این

بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ      زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش نرس      چندیں شکر بعرصہ ہندوستان نہ بو

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ      منش ہے نہ ستایم بیک زباں تہنا

ہندوئے چرخ زہر داد مرا      ہمہ ہندوستان پر از شکر

ہاں اے حسن از عالم لعلی چہ کشی چندیں      از گفۃ شیرینیت بارے شکر ارزاں شد

نہاست بحد تو حسن از دو جہاں یگانہ      ہم بہد یہہ تر سخن ہم بدیج در فشاں  
اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعرتیں 'خاصہ غزل سحر میں  
آن بلبل کہ شہر پر آوازہ ہنست      کز اوج کنگر فلک آواز میسکنم  
مست سماع قول من آند اہل ایں دیا      اینک ہماں طریق غزل ساز میسکنم

اے حسن براستین نظم خود نوکن طراز      خاصہ ایں سماعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن بچو شمار ہر کے      عرض سخنو راں شود و صف شاں علم توئی

حسن را در ہمہ حال آفریں گو کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن خستہ کن خاتم گویاے خود زانکہ براو میشود ختم سخن گستری  
ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ  
حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق و شوق میں قوالوں سے فرمایش کر کے  
امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خرد اپنی کتاب سیرالاولیا میں لکھتے ہیں کہ  
ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت  
کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک  
تھے۔ پہلے قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے ترکے کہ از جہائے ابرو کہاں پیدا کند پنہاں زند تیر  
گوشہ معی کے جاے گیرد خرامیرے کہ بہت اندر مزا میر  
اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھ کر بند ہو گئے  
اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ہے

معلت ہمہ شوخی و دلبری آموخت

جفا و ناز و عتاب و شکری آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو  
ایک یا دو شعر پڑھ کر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر جھوم ہوتا ہے کہ  
میں خیر ان ہو کر رہ جاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان  
ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا



تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خوردا اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا تھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیار دشد کسے صاحبِ دیوگر انگشتی دزد سلیمیاں کے شود  
از فضول حاصل فضل حسن مخفی نماند آفتاب اندر پر خاش پہاں کے شود  
شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قائم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو ہر سکا بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لا کر اُسے کمال کی گرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال و نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ حذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قائم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

بز و یک قابل قبول نہیں ہو سکتا جس میں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے بقول ہمارے ایک دوست کے 'مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔  
امیر حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اُس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اوست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ انہماک سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف توانی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر شکل اور تنگ قافیہ اختیار کرتے ہیں اور متداولہ بحر و لیت اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین کی غزلوں کی بجور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملہ کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔  
زاشک حسن حسن را تا لب رسید طوفاں

اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ (اور سیلاب اشک غرق میثوم و میمرم)  
باحسن گفتی چہ را عاشق شدی

صد جوابت ایں سوالت را ولے (از راہ ادب جواب گفتن نمی توانم)  
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون

آدم آنجا ما بلغزید است مسکین آدمی (آدمی بیچارہ راجہ یا راکہ نہ لغزد)  
مرد نمی تا ہمسہ دل خون نمی

لاف محبت چہ زنی چوں نمی (مرد ہمسہ دل خون نمی)  
بیار خطا کردی باز آئے حسن اکنون

روئے بزین آدر درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)  
اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نزد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تخت شاہیست کہ بفریل ہند فرزیند مخ دریں عرصہ منہ بیدق ایں شاہ نہ

شاہ انجم بر بساط آسماں خانہ خانہ از رخت بگریختہ

بیل بند عشق شد بر عرصہ دل استوار شاہ رخ بنما کہ ماتست از غزلے شاہ شاہ  
نرد عشقت پاک می باز مے رسم از آنکہ کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہ  
بعض غزلیں از سرتا پاشطرنج کے اصطلاحات سے ملو ہیں۔ دیکھو غزل ۲۲، صفحہ ۳۵۶  
(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام  
کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹، صفحہ ۳۸۷۔ جس میں لفظ ”شتر“ کا التزام  
کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے  
انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو  
اس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چوں بر من چوں شاد غمی آئی من عنسندہ عشقم چوں شاد غمی آیم  
”چوں“ بمعنی ”زیں“ کے استعمال ہوا ہے۔  
نزد تو آورد حسن قصہ و عجز و بیکسی تو بکمال مرحمت بیکس عاجزش ماں  
”ماں“ بمعنی ”گزار“

اں سرو رواں گشت ہی نالم از ایرا چوں بلبل از اں سرو رواں دور شد م باز  
”از ایرا“ = ازیں جہت یا بدیں سبب

عشقت رسید ملک دل گرفت شاہنشاہ عظم فصولی می نمود از شغل کیوں گردش  
”کیوں“ بجائے ”کیسو“ کے یا ”ہرمہ“ بجائے ”ہمہ“ یا ”جز کہ“  
بجائے ”جز“ یا ”فرمودگی“ بجائے ”پسندیدہ“ کے۔ ان کے کلام میں  
ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنہیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

گفتیم ز باغ وصل تو بونے بہن رسد  
آواز از دور تو برآمد کہ بار نمیدست  
مرا با خاتم بہت فلک فیروزہ آمد  
بدان فیروزہ در صفت صفا پیوستہ فیوزم  
بکشائے رخ فرخ و دج دہن تنگ  
ہرے ہنریاں کن و ہمرے بگد بخش  
تو بہر وصال گل زنی پر  
ما زیر پر فراق بالیم

صبر از برم بچست چو آہو بصد گاہ  
آن شہسوار سخت کماں را خبر کنید  
رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔

کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند  
کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن  
(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود و اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو شان و شوکت اور مطراق ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار ممدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) ثنویاں جس قدر میں صاف اور قصائد سے زیادہ ہرچست میں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں کوئی خاص بات قابلِ لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہیں ان کے جو اشعار پند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

## منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب  
گفتی کہ چرا حیدائی از من  
گفتی کہ خواب اندر ہماں شمع یک شب  
در عصاں سخنیں روئے کشادہ اندر آئے  
از حسن میں چه سوالت کہ محبوب تو کیت  
خلق گویند دل از صبر بجب آور باز  
باز میں دلم بسوئے دل آرام می رود  
طرف سرو کار است کہ با وعدہ معشوق  
دوسہ بار با تو گفتم کہ مرا بیچ بستاں  
تسخ کردم جہانیاں را خواب  
اے حسن یا رگر خطائے کرد  
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی  
صبر من بیگاہ تر شد چون تو بر نشی ز من  
زلف از رویت نمیسگرد و جدا  
یارب منجہ برساں تا سپر شمش  
زلف تو شفیع محشرم باد

رو کہ سلطان رفت و لشکر میرود  
میں از فلک است از حسنیت  
اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید  
تا بدعا بدل شود و دعوی داد خواہ تو  
این سخن را چه جواب است تو ہم میدانے  
اے دل از صبر نشانے دہ اگر جلے بہت  
از دام جست باز سوے دام میرود  
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد  
نشد اتفاق شاید کہ بایں بہا گرانم  
زاں دعا کہ مستجاب نہ بود  
ہم شکایت از او صواب نہ بود  
من خود کنم آغاز بیایاں کہ رساند  
آشنا ہر کہ برگردد چہ غم بیگانہ را  
کا فراں را نیست از آتش نجات  
کاں آفتاب شبم از آسمان کسیت  
ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کنت اگر خواہد  
سنگ بروئے خود زن آتشی درخت خویش  
دوش چشم ہمہ کس درمہ تو حیراں بود  
آب مرہ ما گزراں شد ز سرما  
مرا زور گرفتہ بر حمت بگزار  
یار آوارگی ہی خواہد  
ما گنا ہے نکرده ایم ولے  
دلہم ربودی و نہواختی ہزار افسوس  
روزم تو بر فروز شیم راتو نور بخش  
جاں پیش کشم چو تو در آئی  
ہر چہ بغیر میکشی دندہ ہی کنی لب  
حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرغ  
مصلحت نیست کہ پندم دی اے خواجہ حکیم  
تو اراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم  
مگر قسم اینکہ بہ بندم زباں ز نالیدن  
یہ شمشاد گفتم جوانی مکن  
دل نہادیم یہ ہر حکم کہ از تقدیر است  
انست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا  
واللہ از تیر زنی بر جگر ہم ہر بارے

قصہ من ہنوز براگر است  
اے حسن این سنت دیوانگان قائل است  
چاشنی خم ابروئے کسے باوئے بہت  
نیکو مثل است اینکہ ہم از ناست کہ بہت  
کہ یاد شاہ بے صید را گرفت گزشت  
رفتن حج بہانہ افادہ است  
خوئے بدر بہانہ بسیار است  
چنانکہ دلبریت بہت دلنوازی نیست  
ایں کار تست کارمہ آفتاب نیست  
در خلوت دوست جاں نگیجد  
چشم تو جوہر میکند لعل تو داد میدہد  
ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند  
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند  
مگر لباس جیاتے کہ بہت پارہ کنم  
تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم  
کہ مانیز روزے جوان بودیم  
ترک تدبیر پسندیدہ تریں تدبیر است  
دام بلا قبول کن چوں زدہ دم ولا  
از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم

اے حسن گردل تو بشکند از لشکر عہم  
 گردیدن خود حسد ام داری  
 مجھوں لباس عقل دیں عشق لیلے چاک زد  
 عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود  
 بردل یار حسن بود فراموش گشتہ  
 گفتی حسن چرا نہ کتی توبہ از شراب  
 مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی  
 چوں شود عالم دریں سیلاب غم  
 گرت روم بغداد عمر دوستاں تو باد  
 خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بازی ہچناں

آخر رسید افانہ ام شب را درازی ہچناں  
 بازم این ساعت از ازل نگو یاد آمد  
 گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد  
 بارخ خوسے کردہ بر بام آمدی  
 چوں گل نو خاستہ باراں زدہ  
 شمعہ عشقت چہ خواہد از دلم  
 خمیہ اندردہ ویراں زدہ  
 ہنرم او ہمہ تر بود کجا در گیسرد  
 مدعی گزشتہ از شوق در آتش چہ کند  
 من تراد انم ازیں ہا بے آیند و رونند  
 رفتن باد صبا آمدن گل چہ کنم  
 چہ سود مند بود و شربتے کہ او فرمود  
 طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق  
 باز آ کہ ز پیراں نہ پسندد جوانی  
 تا چند حسن عشق شراب و غم شاہ  
 وصل تو لطیفہ خدائی  
 ہجر تو علامت قیامت



داری تو زخم تیغ روان، مار شک خون  
روز غم تو مر مرا زار شکست گو شکن  
روزے میان ما تو ایں ماجرا رود  
من ز شکستگی خوشم گرتو شکستہ پروری  
قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر  
کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہا شک  
کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ عنزلیں  
پہلو بہ پہلو نقل کرینگے۔

### امیر حسن

### سعدی

۱۔ آں روئے میں کہ حسن پوشیدہ ماہ را  
واں دلم زلف دانہ خال سیاہ را  
۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را  
برامہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را  
۲۔ من سرو را قبا نشنیدم کمر کہ بت  
بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را  
۲۔ دل مے بری ز ما بگو ای قذویش  
اے دوست راست کردہ چہ ری گواہ را  
۳۔ گونید آفتاب پرستند یک گروہ  
ما بندہ ایم آں دو رخ ہیچو ماہ را  
۳۔ اے روئے تو تمام چوہ در صفت  
اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را  
۴۔ با دوستان خویش نگہ میکند چنانکہ  
سلطان نظر کند بہ تکبر سپاہ را  
۴۔ بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند  
ہر گہ کہ عرض داشت کند پادشاہ را  
۵۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی  
دیگر کمن کہ عیب بود خافتاہ را  
۵۔ غمزدہ غمزت تاراج بر جاہنا  
اے غمزدہ غمزت تاراج بر جاہنا  
عیش و طرب آ دروے برالہ و ریجاہنا  
کفر سر زلف تو غارتگر ایماہنا

کہ نعرہ زدے بلبل کہ جامہ دیدے گل  
 آیا د تو افتادم از یاد برفت آنہا  
 تا عہد یہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم  
 بعد از تو روا باشد نقص ہمہ پیمانہا  
 تا خار غم عشقت آویختہ در دامن  
 کوہ نظری باشد رفتن بگلتا ہنہا  
 آں را کہ جنیں دروے اپائے در انداز  
 باید کہ فرو شوید دست از ہمہ در مانہا  
 اگر در طلبت رنجے مارا برسد شاید  
 چون عشق حرم باشد سہل ست بیابانہا  
 ہر کو نظرے دارد بایار کماں ابرو  
 باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکانہا  
 گویند گو سہدی چندیں ز غم عشقتش  
 میگویم و بعد از من گویند بدورانہا

دیگر

یاد گلوئے سحر خوشے وز دخیلے ندیم  
 بسکہ خواہد رفت بر بالائے خاک نامیم  
 اے کہ در دنیا ز رفتی بر صراط مستقیم  
 در قیامت بر صراط جائے تشریف مستقیم  
 دل بدو لبر حاقبت تسلیم کردم اے سلیم  
 تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم  
 در کلاہ ہمت در ویش تا یک ترک ہست  
 ترک جہنت خوشترست ہر چہ و جہنت نعیم

قلبِ رُئے اندوہ نہ تانند در بازارِ حشر  
 خالصے باید کہ از آتشِ بروں آید سلیم  
 غیبت از بیگانہ پوشیدہ است مئی بندِ بصیر  
 فعلت از ہمسایہ پنهانست مہد اندِ علیم  
 نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود  
 طفل خرد دوست دارد صبر فرما بد حکیم  
 آنکہ جاں بخشید و روزی داد و چندین لطف کرد  
 ہم بخشاید چو شستہ استخوانِ بندِ ریم  
 سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن است  
 وقتِ عذر آوردن مست استغفر اللہ العظیم  
 ہم انہیں تین غزوں پر جو ہم نے دو فوجِ حضرات کے دیوانوں سے ہلاکی حاصل  
 لحاظ کے منتخب کر لی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے  
 ظاہر ہے کہ پردازِ خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیرِ حرن شیخ کا پورے  
 طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے  
 شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ امیرِ حرن نے ہر لہجہ میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو  
 صفحہ ۴۹ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مزید اور تائب ہونے سے  
 قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیرِ خسرو کی بھی چار غزلیں  
 جو ان کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں  
 تاکہ اس صفتِ شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جاسکے۔

## امیر خسرو

شہباز روز آمد بے کردل نہادی یاد را  
 جام زق آمد بروں بجئے نہ دادی یاد را  
 شد بازوئے ہجرت قوی در شتن بچار گال  
 چنلاں قصاص افزوں کند عادت شود جلاد را  
 ایکہ میگوئی کہ وقتے لوح صبرت باد برد  
 ساہا شد تا فراموش کردہ ام آں باد را  
 ایں ہمہ خونابہ کا شام ہے زیر روزید  
 بہترین روزے خلل اندازد ایں بنیاد را  
 چند گرم چوں سیدہ رومی غنیمت از قصت  
 آب کے شستن تواند داغ مادر زاد را  
 تابسوئے گفت شیریں ست دل خارا کو  
 کندن از ناخن چو گل چیدن بود فراد را  
 نوک تر گان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ  
 در رگ ہمار نشتر بکشند فصا در را

## امیر حسن

دی سوئے سرو لالہ رخ پیغام دادم باد را  
 بنوشته خط بندگی آں سو سن آزاد را  
 تائیش او افتد گر انیک ز حشیم در فشاں  
 در ہذا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را  
 مجنوں لباس عقل دیں در عشق لیلی چاکہ زد  
 پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را  
 میخاشم کز دست دل امرو فرمایے کغم  
 گریہ گرہ شد در گلورہ مبتہ شد فریاد را  
 دی بعد فروش بامداد ازدور دیدم کرد او  
 من در غزل خواندن شدم خنہ فدا اوراد را  
 ہر کس ہے دارد ولے چہ سود کز خون نزل  
 بوسہ بخسرو میرسد تیشہ زدن فراد را  
 گر عمر نیست لے حسن در پائے خواب صرف کن  
 چندیں چہ بگل میزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کولش من دیوانہ را  
 از کجا کردم نگہ آں شکل قلا شانہ را  
 گاہ گاہ لے باد کا نجابت می افتد گز  
 باز دل کو رم ز سر عہدے و میخانہ را  
 ساقیانچہ بدہاں آفت فرزانہ را  
 باز در زنجیر زلف شاہداں آو بخیم

زانسانان کہن یاوے دہ آں بیگانہ را  
 عمر گزشت و حدیث در دما آخرنشد  
 شب باخشد کنوں کوتہ کف افسانہ را  
 شعلہ گو در جاں بلیبر دسینہ گوز آتش بوز  
 شمع زینہ نیست کو رحمت کند پروانہ را  
 جاں ز نظارہ خراب ناز اوز اندازہ پیش  
 مابوئے مست و ساقی پردہد پیماہ را  
 حاجتم نبود کہ فرمائی بترک نام و ننگ  
 زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را  
 خسروست و سوز دل و زذوق عالم بنخیر  
 مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را  
 چوں کف بس می نیام این دل دیوانہ را  
 یار بہ داند ز سرگردانی عشاق خویش  
 شمع بہ روشن کند جان بازی پروانہ را  
 جاں چو بجائے عشق او شد عقل را کفتم بود  
 در حریم محرم او چوں کفم بیگانہ را  
 ماہ من از بصیت کا نذر کلبہ ام نامی شبے  
 یا مگر از گنج روزی نیست این ویرانہ را  
 در دلم صد گونہ غوغا نیست گر مہاں شوی  
 از حضورت کعبہ میازم من این بجانہ را  
 دل چورفت از توضیحت یا کہ گوی اے حسن  
 مرغ چوں حبت از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را

## دیگر

یارے کہ از جدائی اویم گماں نبود  
 ماہیست بے ویم کہ شبہ دریاں نبود  
 بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت  
 مارا ز آشنائی آں این گماں نبود  
 گل آمد و بباغ رسیدند بلبلان  
 واں مرغ رفتہ ترا ہوس آشیان نبود  
 اسال رونق گل تر آ پنجاں نبود  
 بے سرو و گل بد بیہ بلبل رواں نبود  
 گلزار بود مجلس و قول مغنیان  
 بز قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود  
 ایں کارواں گل پس لے رسید یک  
 ماہے کہ مروست دریں کارواں نبود

دامانش چوں گزاشت حق صحبت قدم  
داشته ام کہ از توبہ بہیم شب خرق  
گیرم کہ دست ہیچ کش در غنا نمود  
آں روز رستخیز مرا در گماں نمود  
جانم بجا و من نیم از زندگان از آنکہ  
اصل بتاں جواہر غیب ہم تار کرد  
ز بود و جلہ زندگی من بجاں نمود  
ورنہ مرا چنینی صدف در فشان نمود  
رفتم ببولے صحبت یاراں بسوی باغ  
مرغ ارجہ عشق نامہ خود خواند باد  
گئی بیابان زان ہمہ گلہا نشان نمود  
دستانش را طراوت این دستان نمود  
خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال  
ایں طرز شیوہ حسن ست و زہ پیش زین  
دانی کہ ہیچکہ چمنی سخنراں نمود  
چندیں شکر بعرصہ ہندوستان نمود

دیگر

گرچہ اطفال دل دیدہ و جاں بر خیزم  
چیت مطلوب تو تا از سراں بر خیزم  
حاش شد کہ من از شوق فلاں بر خیزم  
ور بجاں حکم کنی از سراں بر خیزم  
یکز ماں پیش من اے جاں جہانم پیش  
اندریں رستہ دکانست مرا از طاعت  
تا بدان خوشدلی از جاں زجاں بر خیزم  
گردہ سولے تو باشد زدکاں بر خیزم  
ہوہم بہت کہ پیش تو دے بنشینم  
یک جہاں طعنہ ز ندیم کہ نشینی بیکار  
وز سر ہرچہ بگوئی پس ازاں بر خیزم  
گردے بد ہی از دو جہاں بر خیزم  
مردم دیدہ مرا بہر تو در خل نشانہ  
بے تو از دنیا و عقبی چو نخیز و چیزے  
من برویت نگرم وز سراں بر خیزم  
تا تو اں گشتم ازاں گوئہ کہ نتوانم خست  
دور مرا دست گیری تو رواں بر خیزم  
تو بیا تا ہم ازیں وہم ازاں بر خیزم  
سوئے گور من اگر گزری اے سرو رواں  
سرو تو بنگرم از دور و رواں بر خیزم

از پس حشر کہ از گور ہر انگبسنیدم اگر از زمزمہ عشق تو در نفس صور  
ہم ز بہر تو بہر سو نگراں بر خیزم نیم بانگے شنوم رقص کمال بر خیزم  
خسروم آخر و پسند کہ ہر دم باتو دروے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن  
شاد ماں شینم و با آہ و فغاں بر خیزم تا ازین زہد فروشی زباں بر خیزم  
ملک ہے کہ غزل کے سیدل میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش  
بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں۔ لیکن  
قصائدِ ثنوی اور دوسرے اصنافِ شعر اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے  
کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس کو بصورتی  
سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسرو از رہ کرم و پذیر انچہ من بندہ حسن می گویم  
سخنم چوں سخن خسرو نیست سخن این ست کہ من می گویم  
انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے  
ان کی ذاتِ جمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام  
کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مطلع میں کہتے ہیں۔

خسرو اشعر تو اسرارِ حدیث است گر کہ سخنہائے تو ام بونے حسن می آید  
اگرچہ امیر خسرو کا معیارِ سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو  
زیادہ وقت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ظہر  
کس دریں روزگار نتوان یافت کہ سخن بانسروغ میگوید  
ہر کہ گوید کہ راست میگوید راست گویم دروغ میگوید

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں سہ  
 رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست      زیر بیشتر مجال نداد این قصیدہ را  
 ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا  
 ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور  
 نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا  
 وہ سب اس میں بمقام دہلی شائع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے  
 ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی  
 مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ  
 اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی  
 چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے  
 ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں  
 بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ اور  
 امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشائخ اور  
 امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے  
 قیاس مذکورہ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید و طوطا  
 سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موطا لذكر حضرات کے سوائے جن کا ہم کوئی پتا  
 نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں۔  
 اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد



کے (۴۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخہ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۱۹) اور قصائد کے (۲۱۳۳) رباعیات کے (۴۵۸) اور ثنویات کے تقریباً (۱۴۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں قہنی غزلیں علم طور سے حسن نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنھیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے، ان کا دیوان سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی فنش مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک شہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

شراب عشق کا نذر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند

چو راز خویشی کردند خود فاش عراقی را چرا بد نام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نو لکھنؤ میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

غزل امیر حسن

بتاں کو زلف مشکیں دام کردند جہا نے زیر سر مورام کردند

ہتھوئی نام نیکو بردہ بودم نکو رویاں مرا بد نام کردند

بہشت گشت صحن خانہ امروز گراشاں گذر بر بام کردند

من از اخلص میخواندم دعائے وزاں سو ختم بر دشنام کردند

غم نوشیں لباب زائے تنگاہاں پر  
کہ دریا ہائے خوں آشام کردند  
ملا یک دیکے اندر طعن ایشان  
بر آوردند لیکن خام کردند  
حسن راجائے جاں چاک از آن شد  
کہ دُرود در دُش اندر کام کردند

### غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کا نذر جام کردند  
نصیب عاشق بدنام کردند  
گرہ کز طرہ لیلے کشادند  
دل مجنوں اسیر دام کردند  
قضا روز یکہ نقش در برست  
سوئے منصور زان پیغام کردند  
قدر عنائے آل سرود آراکے  
قیامت بود قامت نام کردند  
شنائے زلف و رخسار تو ایام  
ملا یک ورد صبح و شام کردند  
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ  
اشارت بر لب آں بام کردند  
حسن آہ و فغان گریہ و سوز  
ز عشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو  
دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو  
اے حسن بوسہ بپائش ز دنت بے ادبی  
پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح  
نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ  
منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کی طرح  
چکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چکنے نہ دیا  
اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام

بکی۔ بعینہ یہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنہوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور شہزادہ پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف ”فوائد القواد“ ہے۔

اس کا آغاز شعبان ۸۲۷ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۸۲۸ھ کو ختم ہوتی ہے اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مولف کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے مختصر اور مؤثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشائخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا شاہ عبداللہی کے وہ ارادت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت محبوب انہی سے تھی۔ وہ نہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں ”فوائد القواد“ کو کیا وزن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے دو طوفاں افضل الفوائد اور راحت المجنبین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند نے جو حصن سرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نو اسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب اواراجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرض مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کا فوراً جسے علاء الدین نے سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے بیٹے شہاب الدین عمر کو پادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادوی خاں کی آنکھیں نکلوا لیں۔ ملک کا فوراً مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ پادشاہ ہوا۔ خسرو خاں کا ذہنیت نے اسے قتل کیا اور خود بادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس کا فرقت بر واریچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شور و شیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائے کہیں ان واقعات کا کنایتہ یا اشارہ بھی ذکر نہیں ملے گا جو کمال کیسویٰ کی دلیل ہے۔

”فوائد الفواد“ تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت

سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ کے حالات و برکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے۔

۲۸ رمضان المبارک شنبہ کی صبح میں لکھتے ہیں کہ آج دولتِ پاکوس  
 حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرا اللہ بانخیر سب عادت کو ٹھہ پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے  
 پاس بیٹھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ  
 کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط  
 پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے  
 بیٹا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ  
 میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ تبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط  
 پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ”ہر درے دہر سرے  
 می با شید یک در گیرید و محکم گیرید“ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے  
 وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی  
 نکلے ایک دہانے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چل دیا۔ دیوانہ  
 نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی چو  
 سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں  
 اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں دج کی ہیں جس نے فوائد الفوائد کو خام  
 نظامِ ہشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے مدد و حین | امیر حسن کے مدد و حین میں سب سے زیادہ با وقعت اور  
 قابلِ عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ  
 حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر  
 میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عام محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قلب عالم نظام ملتیں کافاب کمال شدخ او  
وز جتید وز اشبلی و معروف یادگار سیت ذات فرخ او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء فضلاء اور متصوفین سے ملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل فرد نظر آتا ہے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں قاضی محی الدین کاشانی، مولانا وجہ الدین پابلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین فیروز گنجی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گویا موسیٰ، مولانا نظام الدین شیرازی، مولانا بدر الدین تولہ، مولانا شمس الدین یحییٰ، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقہ شعراء میں سے اس مجلس میں زانوائے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے امیر حسن جا بجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خواہم خط استاصل ہمہ نظم نظام است و بس

ولہ

ہر کہ رویت نگر دے نگر د سبزہ گل اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر  
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم یہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم پنج بیت بیادت چوتی گنج      ما خود حسن نہ ایم سلام نظامیم  
 سماع کے جواد اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے  
 زمانہ سے شروع ہوئی تھی، اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ تک جاری  
 تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیاں گردشند سنکر رقص سماع      مابسماع است رقص کنایاں میر ویم  
 سبب رقص گواہی من ارشادوند      من ازیں ذوق کیے رقص دگر خواہم کرد  
 خلق آفاق شعبہ زوراند      ما گرفتار نغمہ زیریم  
 مصلحاں می کشندان از طعن      ما ز شوق سماع میمیریم  
 مطرباں را بخانہ نتواں برد      خانہ در کوئے مطرباں گیریم  
 سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی  
 تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بنجیل نرپے حرمت گزرنکند ز سماع      کہ خوب گفت بخیل این لطیفہ نرے  
 کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند      ازاں قبل کہ ندارد کرامت کرے  
 نہ صدق بود دروگر سرود گیر ذوق      نہ آں کرم کہ بہ مطرب بخت اورے  
 امیر حسن کا دوسرا مدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ  
 الخطاب بہ الخ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ  
 ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک ہنواد و نیکل  
 بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد  
 فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

ابن سلطان اور اس کے اراکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز مدوح حضرت خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی تھا اس کے غسل صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

زآبجیواں شہت مشہزادہ دوراں بلے از پے ششتن خضر آبجیواں صاحببت اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاست وزاں نہال نہالے دگر بیار آمد امیر حسن کا دیو گیر جانا | دارا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ

حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب، اور شیخ حسن دہلوی..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلوی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ

روایت بھی محل نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلقِ شہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیاء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مآوہ اور شیخزادہ غریز الدین



جو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا وجہ الدین  
چندیری میں جا کر رہے۔ صاحب سیر الاولیاء نے جو حضرت برہان الدین غریب  
کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر  
بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں ”بعد از نقل سلطان المشائخ  
مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداد  
چوں در دیوگیر رفت بر حمت حق پیوست“ اگر وہ حسب ایمانے حضرت  
سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیر الاولیاء ضرور اس کا  
ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت  
سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم  
امیر خرد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشر اور اقبال کی کوشش  
اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ  
میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن  
کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ امیر حسن کا ۷۲۲ھ  
تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفوائد سے ظاہر ہے۔  
قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں امیر حسن  
اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ  
سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے  
اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق  
جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے دفعۃ انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب غریب انسانوں میں تھا نہ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پروری،  
 مہارت نوازی، کئی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور غور زری کی کوئی انتہا۔  
 خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور  
 طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتا وہ تمام  
 عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور  
 اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی  
 مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے  
 دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا  
 دارالسلطنت ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت  
 ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی  
 خرابیوں کا بعلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے ادبیں اور  
 کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قریعہ  
 اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۲۷۸  
 میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے و صبیح  
 و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد  
 کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے  
 اور املاک اور جائیدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا  
 مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سب کو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کٹھن  
 منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چپقلش میں جس طرح

لے ہوئے بونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان  
برباد اور تباہ ہو گئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مر گئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے  
ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آئی ہو اور چپا  
دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے دہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔  
امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل عیال کے بارے سبکدوش رہے۔ حضرت  
سلطان المشائخ ان کے پیرو مرشد اور امین خسرو ان کے دوست کا انتقال  
۲۵ھ میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی  
تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچ کر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے  
بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے

میرس کزے فرقت چلوئے مخمور      زد دوست دور توان ولے نہ چند دور  
کجا است حضرت و ہبی وغر و یانش      یکے ہیشت دروں بروں او پر حور  
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق حجاز      ولے بر اہل محبت محقق است حضور  
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

مبادا بچ کس از دوستان چنین کہ منم      بکام دشمن و از جملہ دوستان تنہا  
زد و بجرخ خراب ز دور حادثہ زار      ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا  
سفرگزیدہ ہمہ مردماں و من غافل      چو خفتہ کہ بماند ز ہر ماں تنہا  
ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں

حسن کوئے عدم گم شدند یا رانت      بگو نشان چنین گم شدہ کجا جویند  
دہلی کی تباہی کی طرف کس غر بصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید اذ لم آں شمنہ غوزیر آہ  
 شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد  
 سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوء تدبیروں سے ملک میں ہر طرف بغاوتوں  
 کے شعلے بھڑک اٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے  
 بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان  
 موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے  
 قریب جوار کے قصبے ویران اور سنان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر  
 بغداد اور قاترہ کا ہمسرا اور مقابل تھا اس وقت دامن و دود کا مسکن  
 اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں حذا جانے کیا کیا  
 خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت  
 ہوئی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً  
 دولت آباد لیجا کر آباد کی گئی اُسے اجازت ہو گئی کہ جو چاہے دہلی واپس  
 جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں  
 کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سر نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ  
 وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات  
 صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس  
 وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن  
 تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہکر اسی سرزمین کے  
 پیوند ہو گئے۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں سہ

بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم      ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند  
 چہ مونس چہ گیری از ہر قرینے      کہ مونس نپاید قریں ہم نماند  
 اگر بگزرد مرد کج گوئے کم داں      سخن دان باریک میں ہم نماند  
 سخن را اگر چند سحر آفریند      سر انجام سحر آفریں ہم نماند  
 ہمیں نالہ ماند بکیں حسن را      تبرسم از اں روزیں ہم نماند  
 یہ دن ۳۸۱۳۸۱ء میں آگیا۔ اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش  
 ہو گیا۔ اَنَا لِلّٰهِ ذَا اَنَا لِلّٰهِ رَاجِعُونَ۔

مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)

سابق شنج سرکار آصفیہ

حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ء تا ۱۹۳۳ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم  
 ہوئے ہیں وہ ضمیمہ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی

# ضمیمہ سبب

ہنر کیلنسی راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاد ہمارا جہ بہادر میں السلطنت کے سی۔ سی۔ آئی، جی۔ سی۔ آئی۔ اے۔ ای، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ جیلادکن المستخلص بنشاو کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات کا اگر مجھ بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد، دوسری لسانی امداد، تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور نالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔ اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تلنگی اور مرہٹی زبانوں سے واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص نچتہ اور بامزہ صوفیانہ رنگ ہے جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے بادر کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفر و سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تحریریں اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار مبتدیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعرا کی بھگی ہوئی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔ آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مؤلف مصنف ناظم اور ناشر گنواے جاسکتے ہیں جنہیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر بہار احبہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب مدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان دقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرنا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرائی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریباً پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کالج) مدرس سدر چادر گھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہو جانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خوں کن محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں پھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہو جانیکے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جبکہ کنا ہے یہ آ لگا غالب خدا سے کیا ستم و جور نا خدا کیجے کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں تہا دکھیں، اخیر حصہ کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب لبیب تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل غلط نامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرادی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکر ہو گئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلہ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں (۱) خود عالیجناب سر بہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط



چھوٹی طقظیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۲) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روز ہا شد کجا شدی یارا آرزوئے تو میکش مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سختی عشق دل بنہ کیس صاعقہ سخت افتاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مٹلا اور

مذہب اور خوش خط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جوہری اس پر تحفیں وہ ظالموں نے مٹا دی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت پکا رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانہ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب

منعم الدین الاوحدی سال کتابت ۹۰۹ ہجری، خط معمولی طقظیع چھوٹی اس کی ہریں بھی مٹا دی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں و اور حکیم

محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم

سے اور خاتمہ

لطف خدا کہ برہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۵۹۹۶) ہمیں عنایت ہوا تھا اس کا حلیہ خود دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ ..... جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۳۴ رمضان ۱۰۶۲ھ ہجری ۱۹۱۱ء جز' قیمت ایک ہن۔

ایک ہر کی عبارت

سُطان محمد شاہ غازی

دوسری ہر کی عبارت

ہوشدار خاں قدوسی بادشاہ غازی  
محمد فرخ سیر ۱۰۶۵ھ

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کر کے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے۔

ارادت خاں بہادر الخطاب بہ اقتدار خاں

اللہ

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (۹) ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقدار خاں

اعنی

ہدایت بہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم راندہ برسید و سیاہ

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو بہار زیر نظر ہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط

اور مصدور ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب شیرازی اور سال کتابت ۹۴۳ھ

ہے۔ اس کے آخر میں ثنویات ہیں جن میں سے چند ثنویاں اس کلیات میں لی

گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی

اس لیے مزید تفصیل نہیں دی جا سکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے

کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچے اور

اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک ثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہو جانیکے

بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے

سلطان علاء الدین کے امراء اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلسیری بڑے

یابہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے ششہ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک

لشکر الفخاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس جہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جیسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو ”شمس غنائم“ کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعز الدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً ”شمس غنائم“ کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر آغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعز الدین ہے جو امیر حسن کے حال پر سجدہ مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علانی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

### ذکر تلمطف ملک اعز الدین

کسے کو نصیحتے را شکر گوید	مزید روزگار خویش جوید
مرا ہم سے چوں نصیحتے داد	بیاید کرد شکر نعتش یاد
یکے کز برج گردونش سرود قصر	سر جہد ملوک سرور عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں	کریم الخلق، اسحق، عز والدین
محمد اسم و رسمش جہد محمود	وجودش خاص بہر وجود موجود
چراغ دودہ اعظم تغا نغاں	ملک خواں کچش زرش فلک نغاں

.....  
 ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے .....  
 ہمیں یک ذات او مانندت برجا

بزرگا، مکرم عالی نژاد  
کرم فرمودن خود، خود بیندیش  
سرت در سروری پایندہ بادا  
خصوصاً در حق بیچارہ خویش  
مرازاں نژدہ در بایہ خطرناک  
تو آوری بروں چوں گوہر پاک  
پس اندر صد دولت راہ دادی  
محل دست بوس شاہ دادی  
ز سلطان گنجم آوری و تشریف  
عطائے خود در انجا کردہ تضعیف  
سرختم تو بگرفتہ ز نعمت  
من این را کہ تو اقم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علانی میں ملک اعز الدین کی دستگیری سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے کیونکہ خود ملک اعز الدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے براہ علم دوستی ہمارا اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دبیا چہ اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کر کے شریک کلیات کر دینا چاہیے تاکہ اہل ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنہوں نے دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہو گیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



## ردیف الف

پرہیز با کردم وے جاء القضاء قضا  
جانم بنفس آ میختی نفسم نیز قضا  
ہرگز برابر کے نہم صدر و نہ را با یک رضا  
از فضلت این واجب کند و ز رحمت این اقصا  
زابر کرم سیلے براں بر کردہائے ماضی  
چشم رضائے حسن حق عملی مرتضیٰ

یارب کیش خط کرم بر سیآت ماض  
گرد ارادت سنجی بر فرق جانم رنجی  
اگر و ضہ سازی در ہم جاں در رضا تو دم  
شاخہ کہ فلجم بر زند جز فضلت از انکند  
در ماندم از بار گراں لب خشک چو دامن تران  
چہو حسین ام خستہ از جور شتے شور فن

۵

یارب ز فطرت نیکنوی قولم نگہ دار از دوئی  
خود بہترس حافظ توئی فاللہ خیر حافظا

۲

بر ماہ کج نہادہ بشوخی گلاہ را

اے برفراز سرو بر آ درودہ ماہ را

<p>اے دوست راست کردہ چہ آری گولہ را          مابندہ ایم آل دویخ، سپہماہ را          اطراف مہ رستم زدہ خط سیاہ را</p>	<p>دل می بری زما بگواہی قد خویش          گویند آفتاب پرستند یک گردہ          اے رُوئے تو تمام چومہ در بہ صفت</p>	
<p>۹</p>	<p>بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند          ہر گہ کہ عرضداشت کند بادشاہ را</p>	<p>۳</p>
<p>اگل ریخت گنج زر بہم غمزار ہا          اکڑیک نسیم او شگفتہ نو بہار ہا          اگر چہ سن ز بہر چہ بندہ خار ہا          بنشانند اندازہ ہمہ جانب غبار ہا          از زروسیم ساختہ اندایں نثار ہا          بکشتا سر قرابہ کہ بکشا و کار ہا          شایہ چو او نیافتہ در روزگار ہا          دیں راز دال دولت او شد مدار ہا</p>	<p>ساقی بیار مے کہ چو ز گشت کار ہا          آمد بہار نو بدہ آل بادہ کھن          خواباں اگر بدست رقیباں گرونند          وقت ہو خوش است ہوا از مزاج صا          شہ اتفاق جشن کند گویا کہ گل          باغچہ داشت ہر سر کایہ کہ داشت گل          سلطان علائے دینی و دین آنکہ روزگار          نامش محمد است محمد صفت بہ میں</p>	
<p>۷</p>	<p>بچوں شجہ بذل اوست میں از حسابہا          سائل بقاشش باد فزوں از شمار ہا</p>	<p>۴</p>
<p>در ہم فگندہ صد دل نامستقیم را          یک صبح رہ ندادہ ازین سو نسیم را</p>	<p>اے باز تازہ داشتہ ناز قدیم را          ہر روز کردہ در بہہ آفاق گل نشان</p>	

اگر تو بروں خرامی با این چنین جمال از سر ردے و موئے تو ام روز روزگار من هم ز قد و زلفت و دمان تو این مان در خاک چند غلطه در شرک من	از سیر مهر ماه که پرسد حکیم را تفسیر کرد آیت امید و بیم را در سینه نقش کردم الف لام میم را آخر جبرحت نظرے این یتیم را
---	--

۵	ہاں اے حسن ز محنت عشقش جدا مشو دولت شمار صحبت یا رقیم را	۴
---	---	---

اے درد با فرو دہ دل دوستدارا من نظر کہ روئے مبارک بہ بینیت دلہائے ما خراب شد از چشم مست تو ترکانِ عنبرہ تو بغوغا درآمدند حدِ چو من گے نبودایں غنائیت دارم دل پر آتش ز آشوب روزگار	یاری نباشد ایں کہ نہ پرستد یار را آئینہ پیش داشتہ عکس کار را والی ظلم پیشہ قناد ایں دیار را روزی شکستہ توبہ پیر ہیزگار را داغِ بنہ کہ کار بساید شکار را خود را بسوزم اکنون یار و زگار را
--	---

۶	مسکین حسن وصل تو مانندت بے نصیب با غم قرار داده دل بیقرار را	۵
---	---	---

اے روئے تو ماہِ محفل ما ما عشق ترا بجاں حسرتیم از خلد و نسیم بے نیازیم	جز عشق تو نیست در دل ما اینست ز عسمرِ حال ما تا کوئے تو گشت منزل ما
--	---



از روئے تو شرم نیست مرا      کاید ہمیشہ شب مقابل ما



بیچارہ حسن ترا نہاں گفتم  
پیدا است کہ کیست قاتل ما



بجانب خاک درت مال جاہ را چہ بقا  
چو آفتاب بروں تاخت ماہ را چہ بقا  
تو دیر باش سفید و سیاه را چہ بقا  
بیک عنایت قاضی گواہ را چہ بقا  
بہشت آمدہ مشتبہ گیاه را چہ بقا  
بہ پیش آیت رحمت گناہ را چہ بقا

بہ پیش صورت خوب تو ماہ را چہ بقا  
شکست کو کبہ مہ زیگ بر آمدنت  
توئی خلاصہ و بس درو شب طفیل تو اند  
دو چشم من دو گواہند عشق را تو بگو  
تو آمدی گل و لاله بر بختند از شرم  
اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری



بسوخت از تفت عشقت ہمہ جو حسن  
چو آتش آمد بیچارہ کاہ را چہ بقا



دل در شمال تو گرفتار شد مرا  
بازم دو چشم درہ تو چار شد مرا  
این زیستن بہر تو دشوار شد مرا  
تا آخرم دروں دل افکار شد مرا

باز آکہ از روئے تو بسیار شد مرا  
بے تو نظر گماشتہ ام ہر چہا رسوئے  
جان دادن از فراق تو آسانج و بیک  
چندان تبیع غمزہ تو عشق ختم



یارا کسے بچارہ گری یاریم نکرد  
باے حسن بنا کہ گری یار شد مرا



<p>ترک من میں دے از شرب ساختہ ہتیا را از دہان او کہ دورست از لب دندان عین محرابست ابرویش مسلماناں شد صبح دم آمد خیال غمزہ اش غم بخیت یار گر حاضر شدہ چندین در فتنہ سیل حل من بد و راہ از کجا یا ہم کہ نبود بستے</p>	<p>بر سر شکر نگہاں کردہ مشک ناب را پیستہ می خواہم بدناں میگزد عتاب را گر مسلمانے بستی بوسہ زد محراب را آئے آخر شرب ہمیں شیوہ بود قصاب را لاجرم بے آشنا عاجز شدہم غرقاب را با پریر و یان گلبود یو گلخن کتاب را</p>
---	---

۷

علمے را غرقہ می بینم بدریا و طلب  
تو کجا یابی حسن آں گوہر نایاب را

۱۰

دل بردی جاں سوختی حدیثت اخرازا  
در بہر کس بنشانده ترکان تیر انداز را  
مستے کہ او قبلہ کند چوں او بتے طنازا  
حد کبوتر کے بود کو صید گیرد باز را  
باز اہدان نسبت مکن ایں پیر شاہ باز را  
باتو ہم آتش زخم ایں مجلس بے ساز را

چندیں چہ نازا موختی آں غمزہ غمازا  
ہر چند ہندے تو ام چوں زوم از علت  
ہرگز نہ پرسد از کے کعبہ آشنیناں رانشا  
غالب نیاید عقل من بر عشق مہ ویان بی  
سمجہ چہ در دستم ہی خرقہ چہ پریشیم ہی  
سازیکہ بودے مدعی کردی ازین مجلس و

۷

ہاں اے حسن تازندہ دل نہ زندان غمش  
چارہ نباشد از قفس مرغان خوش آواز را

۱۱

برجان مادہ تخت کمال فرماں و اں بادا ترا

جاناں ز نقد جان من پیوند جان داترا

<p>اے خسرو خوبان علم بر آسماں بادا ترا تو انچہ میخوای ز حق یارب بکل بادا ترا مارائے کہنہ بندہ دولت جواں بادا ترا رحمے بکن بر جان من رحمت کجاں بادا ترا تو پاس داری یں نفس حق پیاباں بادا ترا</p>	<p>چون شاد تخت چارین بنیت مند سر بر زمیں من از ہوا خواہی تو چیزے کہ ہستم یا ہستم داد جانی دادے بر غم ایس پرخ کہن ساقی دل و جانم توئی ان جام جان بخش تو کو یک پاس با ما بجوئے بندہ پائس من</p>
--	---

۶

ہاں اے حسن از یاد شہ جان حویاں تازہ کن  
مہرے بندہ بر جان ماشہ مہر باں بادا ترا

۱۲

زدہ ز گرس شوخے ہزار تیر جفا  
بروں چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا  
کہ بتگراں شناسند روئے شاں ز قفا  
در خدائے بندست حسبہ و کفی  
بنغمہ دار سیاست بہوسہ دار شفا

کجاست آں شہ ترکاں گرفتہ ترک وفا  
دروں چو شادہ بکینتم ہمہ بودند دل  
چخاں ز غیرت رویش تھا خورند بیاں  
دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ صبر  
کشاد چشم و لبش در ولایت خوبی

۷

حسن تو از طرفائی زیادہ گوئے مباحش  
بلے فضول نبود دست صرفہ طرفا

۱۳

بنوشتہ خط بندگی آں سوسن آزاد را  
دُر ما ذخیرہ میکنم از بہر پیش افاد را  
پند پر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

دی سوئے سر و لالہ تیغ پیغام دادم باد را  
تا پیش اوافدہ گر اینک ز چشم دُخاں  
مجنوں لباس عقل و دین عشق لیلی چاک زد

گر یہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را من دغزل خواندن شد من رخنہ فدا اوراد را بوسہ بخسروی رسد تیشہ زدن فریاد را	مینخواستم کرد دست دل امر وز فریادے کنم دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روی او ہر کس ہے دارد و لے چہ سود کرد خوان ازل
--	--

۵

گر عمر نیست احسن بر پائے خواب صرف کن  
چندیں چہ بگل میزنی دیوار بے بنیاد را

۱۲

جان بر لب دم آخر بیا بینم ترا  
با چنین نختے کہ من دارم کجا بینم ترا  
روئے در مانش نہا بہر خدا بینم ترا  
یا گشدم بر سر کوئے تو یا بینم ترا

من نہ داغم تا چہ سازم جیلہ تا بینم ترا  
گر چہ من بسیار می خواهم کہ رویت بگرم  
در دم در دیت چوں ماناں در دشت توئی  
من نخواهم شد جدا از کوئے تو تا زنده ام

۵

ترک خواباں مے نگیری ہچو سعدی احسن  
عاقبت روزے فداہ در بلا بینم ترا

۱۵

ہر سال گل ز رشک تو بدید جاہا  
از شرم سرور آب نہا دند جاہا  
من ہر طرف زد دست تو فریاد ناہا  
بر سر سبوی بادہ بجائے عماہا

اے نوشدہ بنام خوشنت عشق نامہا  
چوں وصف حسن تو بجاتا بے نیامہ  
تغویذہا نوشتہ ہر دم بخون من  
رسوا ہی روند ز کوئے تو ز اہداں

۷

کہ گاہ از تو کام دلے یافتے حسن  
خود کامی تو بُرد ازو جملہ کاہا

۱۶

روز ہاشد کجاشدی یارا  
روئے تو دیدہ را تماشا میست  
زاں چو دریا کخم کنار کہ تو  
دل بنزد اچہ می نہی امرؤ  
صنع صانع نگر کہ بر صیفت  
خط خوب تو سطر از خط عشق

آرزوئے تو می کشد مارا  
باز کے بنیم آں تماشا را  
دوست داری کنار دریا را  
بہجودی رفتہ گیر فردا را  
زیب داد آں جلال زیبا را  
عقل کے داند این مقارا

۱۷

بیچ یارے نکرد کار حسن  
یار این کار ہا توئی یارا

۷

از صبا بوئے تو می آید مرا  
گر چہ باغ آسایش ہر خاطر است  
تا بدیدم گلستان روئے تو  
گل چہ جو ہم کرد چوں روئے تو نیت  
گردم گل گشت چوں غنچہ چید  
الغرض اتوب جو گل کجاست از آنک

صبر در سینہ نمی باید مرا  
خاطر آنجامے نیا ساید مرا  
گل بدیدم خار می آید مرا  
بے تو روئے گل نمی باید مرا  
یکدمت صد شادی افزاید مرا  
ایں غرض از غنچہ نختاید مرا

۱۸

تا ہوا خواہ تو ام ہر چوں حسن  
گل صفت صد برگ می زاید مرا

۷

چہرہ نگار کرد گل چہرہ یار من کجا

باد بہار بوئے شد بوئے بہار من کجا

<p>لوح زمیں پہر زباں از قلم قضا کنوں          آتش صبار سید از صفح دہم          خود چمن از چہار پر از پے زر چو غنچہ را          لشکر نو بہار را ساختہ برگ یک بیک          پار بہار و آشتی خوش دلے بواجی</p>	<p>جلد نگار نقش شد نقش نگار من کجا          مست رکاب یا سیم حیت سوار من کجا          دوش کلید سیم زد گنج حصار من کجا          گل ہمہ عرض میدہد عارض یار من کجا          دفتر باغ نوشدست واجب پار من کجا</p>
--	---

<p>دہر اگر بوقت گل گل لُغے از حسن ستد          اے فلک بنفشہ و شلالہ عذار من کجا</p>	<p>۱۹</p>	<p>۷</p>
---	-----------	----------

<p>دور و زشد کہ شدم ز ال مہ یگانہ جدا          منم بال زار از جدائی در دوست          قبول کردے از جاں جدا شدی از تن          ز تیر غمخوار او کشتہ گشتہ میں شہرے          زمانہ قصد بخول می کند ستارہ بجاں          چہ طاعت مرا کیں چنین کشدم زار</p>	<p>ہمہ نشاط شد از من بدیں بہانہ جدا          چو زار نالہ مرغے ز آشیانہ جدا          رواندا شتمے سر ز آستانہ جدا          کہ ہست آن سر پیکانش را نشانہ جدا          غم جدائی آن دلبر یگانہ جدا          غمش جدا و ستارہ جدا زمانہ جدا</p>
--	--

<p>یکے رعایت حال حسن کنید کہ ماند          زیار دور ز دل بنخبر ز خانہ جدا</p>	<p>۲۰</p>	<p>۶</p>
---	-----------	----------

<p>نوبت زدند نوبت عیش است یا قیا          آخر رسید نوبت شب ز بدہ بہیں</p>	<p>عیشے بروئے خویش کن زود تر بیا          تا نوبت کدام حریفست ساقیا</p>
---	---

گرد و آفتاب بشد ز آفتاب مے	در تیره شب بد و رقیح در فلک ضیا
بے دَور مے زمن نکشاید قفیت	گر بر سرم پھر بگرداند آسیا
خون قرابہ ریختہ شد در ریختہ شود	خون کسے کہ خرقہ بسازد ز بوریا

۷

خرم نگشت جز کہ بگو گرد سخن مے  
طبع حسن کہ زر سخن راست کیمیا

۲۱

شب رست سلامی نفرستی مارا  
بسلامی کہ تو یاری کنی اشب یارا  
کم نشد آتش شوق تو دلشیدارا  
عجب باشد اگر آب برد در یارا  
اے کہ از رشک کمر می شکنی جزارا  
وعدہ فردا کہ قیامت شمرم فردارا

قدیرا ان خود آخر شناسی یارا  
بیلہ افتد رشود تیرہ شب بے قدی  
دوش ہر چند کہ بدل ترہ آب دم  
چند شب چشم من از گردیدرت کبند  
تافتہ می شود از فرکلاہمت خورشید  
مکن امروز حساب غم آسان مکن

۷

حسن نگشت چو برب برت لب گنئی  
یعنی انگشت درازی مکن این حلوا را

۲۲

پُر ترک دادہ اند دوش مرا  
دور دیگر نہ اند ہوش مرا  
آں طرہا نہ بود گوش مرا  
تو بنیل کرم پوش مرا

نیست امروز، سچ ہوش مرا  
عقل مغلوب شد ہم از یک دور  
خواجہ پسندم چہ می کہ گہے  
جامہ من بجام مے گروست

گردِ دکان می فروش مرا ہر دم از بانگِ نعلِ شش مرا	سُرمہ دیدہ خرد گشت ست شب چو دیوانہ کردوش بے
<div>۷</div>	<div>۲۳</div>
چہ دہم شح جان خویش کہ کرد گفتہ بامے حسن خموش مرا	
<p>ساقیا نختہ بدہ آں آفتِ فرزانہ را چوں کفِ بس می نیام این دیوانہ را شمع بہ روشن کند جان بازی پروانہ را در جہمِ قدس محرم چوں کفِ بیگانہ را یا مگر از گنجِ روزی نیست این ویرانہ را از حضور کعبہ میا زم من این تجانہ را</p>	<p>باز نو کردم ز سر عہدے و میخانہ را باز در زنجیر زلفِ شاہل آو نختم یار بہ داند ز سرگردانی عشاقِ خویش جان چو جائے عشق او شد عقل را گفتم بڑ ماہ من از چسیت کا نذر کلبہ ام نانی شبے در دلم صد گونہ غوغا یست گر مہاں شوی</p>
<div>۱۱</div>	<div>۲۴</div>
دل چورفت از تو نصیحت با کہ کوئی احسن مرغ چوں حسبت از نفس دیگر چہ ریزی دانہ را	
<p>کفر سیر زلفِ تو غارت گریما ہنہا در کشتنِ مسکیناں از خط تو فرمانہا منجستہ ہر خائے تو خفتہ بہ ہستا ہنہا آں گم شد گال را جو تشنہ بہ بیابا ہنہا عاشقِ تو خوش باشد بلبلِ بگلستا ہنہا اے آنکہ تو آں داری بے تو چکھم آہنہا</p>	<p>اے غمہ خورِ نیت تاراج بر جا ہنہا بر شمعِ عشق تو ہر روز ہی بسیم اے ز گسِ نورستہ ایں نوعِ رواداری اے خضر چہ می نازی ز آل جوئے کہ دادند تا روئے نہاں کردی ہرے بدہاں کیوم بسیا رہی گویند از حور و قصور آو خ</p>



ایک مہ چوتو ناوردہ افلاک بدور انہا در نقش توجیر انم چوں نقش بایوانہا چوں دامن گل بینی ہر سوائے گریبانہا کا مسال در احکامش بینم ہمہ بار انہا	اے خانہ چشم من از طلعت تو روشن اے نقش بدلیج تو آرایش بر لول ہر گہ کہ چوتو سرے از جیب بر ارد سر مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم
--	--

۴

بنظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ  
زیرا کہ نمی یابند این طرز بدیوانہا

۲۵

کاشی اندرزدی ہم خرت را ہم خانہ را  
ہرگز آباداں نخواہد داشت این میرانہ را  
آشنا ہر گہ کہ برگردد چہ غم بریگانہ را  
کیں پس نقش بہشتی نیست ان کا شانہ را  
آرے آنجا ہا اگر باشد دوسر جز شانہ را  
سنگ بشیشہ نیارم زد من آن دیوانہ را

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را  
ترک دل گفتم چو میدانم کہ ترک عشق تو  
صبر من بیگانہ شد از من چو بر گشتی بلے  
کلبہ ام با توبہ از کا شانہ ہشتم بہشت  
شانہ گہ کہ با سر زلفت در آویزی کند  
گفتم دل را نصیحت کن نصیحتاے سخت

۴

اگر حسن افسانہ شد عشق حشمت ہم شوست  
دوست میدارند خواب آلود گال افسانہ را

۲۶

چشم او غارت گرہ سنگاۓ پربہرما  
از لب شیریں نمک نجحت شور انگیزما  
آفر و شوید ہمہ زہد نفاق اینرما

اینک آمد باز آں شوخ بلا انگیزما  
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل دہشتم  
زاں لب میگویش بر ما کاش افتد جرء

خارجہ برائش چو جانہا خستہ کر دے باد صبح نہر زماں خیمہ زہد بر چار سوئے عاشقا نیست یارم لشکری خیمہ چہ نسبت باید	خیر نو نوثرہ دہ زان غنچہ نو خیر ما صف مژگاں است کردہ ارپے خوزیر ما کان طناب غنبر کافیت ست آذیر ما
---	---

۷

دوش سگفت اے حسن ایم تیغ غمرہ تیز  
چوں توانی برو جاں از پیش تیغ تیز ما

۲۷

غرم سفر شد آں صنم نور سیدہ را اول کر او دایع کم زیں دو دوستا دل از برم رواں شد و اکہم ز دیدہ تیر اے باغبان زرد و دل بلبلان تیر پرسی ز حال زگر کس کا خسر چہ اذقتا سری کہ دارم از کریم آن سریدگار	در خل کیشایں دل محنت کشیدہ را صبر گریز پائے کہ عفتل رمیدہ را دل را باستانم یا آب دیدہ را گسل ز شاخ تازہ گل نور سیدہ را آن طفل چشم تر شدہ دامن دیدہ را محرم ہے ندارم یک آفریدہ را
--	---

۷

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمد ست  
زیں پیشتر جمال نداد ایں قصیدہ را

۲۸

اے غرہ چوں ماہ نور و نق فرودہ عید را اگر ماہ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ گلن گفتی کہ مرشد روئے من دعوی ہو چہ کردہ طوق ہوئے دیگر اں افگندہ از گردن برو	لعل تو بختا دے ہم فتح و ہم لایک را تا از ہلال ابروت بہت نہاند عید را با آن ہمہ از مشک تر خطے بخش تاکید را تحقیق عشقت یا فتنہ کے خوش کند تقلید را
--	---

واللہ بملک لبری یک بت شریک نشد ہر خطبہ را ای خطیب ایجا زوجہ دیدہ	در اعتقاد عارفان حجت تویی توحید را امروز در رویش بہ میں اطلاب دہ تجمید را
---	--

۴

آنکو بہمت سر کشد دست از دو عالم بر کشد  
گردوست میجوئی حسن پایش نہ تجرید را

۲۹

حکمے کہ میخواہی براں استادہ ام تسلیم را  
پیش نہ و خورشید تو پارہ کن تقویم را  
از خال مشکلیں یک دو جالقطہ بنہ نفیم را  
چہ توان کہ پیش از ما تو حکمے شد تقسیم را  
داغ تو بر بالغ شد چوں آتش ابرہیم را  
ہر دم مکر میکنم در و در خود حامیم را

اے روئے خوب آیتے حکم امید و بیم را  
اختر شناس اربگرد و نور دور خسارت گیم را  
خطت مثال حسن شد با آنکہ خوش منجوش  
در کام تو تنگ شکر در جام من خون جگر  
تو خواستی کز طوق غم داغ نہی بر ما ولے  
تا ما حسنت دیدہ ام با میسم ملخ تو قرین

۴

امید میدار حسن کا نذر بہ تو جاں دہد  
ہم از طریق دوستی رغم امید و بیم را

۳۰

نیست از یاری کہ تنہا می گزارد یار را  
سلسبیل آتش نماید تشنہ دیدار را  
آرے آفتاب رسد اصحاب در یار را  
بارکش می میں براں انداز می نہ بار را  
کیست کونا قہ بگیرد کارواں سالار را

باز دل سوئے سفر می بینم آں دلدار را  
من کہ روئے یا خود خواہم با خیارم چہ کار  
مردم چشم مرا از گریہ آفت بار سید  
بر دل زارم منہ لے سارباں بار فراق  
اینک آں سالارِ خواں در میان کارواں

من بکارتش خسته دل او یخبر از کارین  
محرّمی باید که تدبیرے کند ایں کار را

۷

بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد  
آں بت دیر آشتی آں ماہ زود آزار را

۳۱

باد نوروزی دگر ره آب ز دایں کار را  
وقت شد اینک تماشا گئے گل و گلزار را  
باز بنگر آں پریشان بختن دستار را  
روز جمعہ کار بندے خواجہ استغفار را  
جرّے کو تا بشویم تختہ پندار را  
چند زیر خرقہ پہنال دارم ایں نثار را

نوبہار آمد سلم نو کرد عشق یار را  
نیکو اں خندہ زناں چوں گل گلزار آید  
دیدہ بر جامہ گل بار ما دغ شراب  
آخر ایں جمعیت امر و از پیے خورد  
جاں تھے بادست چندین گل غلط پند تم  
ساقیا جامے مدہ تا دہمستی بردم

۷

گر حسن بیرون دہد سر رشته از سرے  
محتسب صد بار در پا او فتد خمار را

۳۲

بمن بخش جان خواب مرا  
بستان خود دہ کباب مرا  
ندانم کہ بستان خواب مرا  
بداں جان تو خاک آب مرا  
شکر مہر کردی جواب مرا  
دعا مانے نامستجاب مرا

نظر کن دو چشم پر آب مرا  
دو چشم تو قصد دلم میکند  
ترا ہر دو مگر س فنوں گرفتار  
حدیثے گو تا مدارے بود  
ز تو شربت وصل کردم بول  
بد شنام مفت بول خود محو کن

<p>۷</p>	<p>حسن گفت خاکِ سگانت ہم بہر کس مہجش این خطاب ہر</p>	<p>۳۳</p>
<p>وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما جز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما بگزر چون سیم گل وقت سحرے بر ما بفرست ز لعل خود اندک شکرے بر ما از باغچہ رحمت بکھائے درے بر ما حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما</p>	<p>اے چشم و چراغِ دل آخر نظرے بر ما اگر نیم شبے ناگہ طالع نہ شوی چون جز صبح کہ می راند از ما نفسے با تو حلوے مُراد ما بر ذوق نمی آید راہِ دل ما دیدی بر بستہ بخار غم اگر باغ تو آرائی و راز تو فرمائی</p>	
<p>۷</p>	<p>خوش گفت حسن با تو اندر شب نہائی کے چشم و چراغِ دل آخر نظرے بر ما</p>	<p>۳۴</p>
<p>اگر ہمہ رفتند تو باے بیا حقہِ مخبست پُر از کمیّا خرقہ نکو نایدت از بوریا کردہ ام این تجربت از آسیّا دیدہ امی چہ کند تو تیا تا ندیدم از گل گو رم گیا</p>	<p>دل شد و دنیا شد و دیں سا قیا جام تو بردست چون مفلے تا چوتہ را بہ نہ شوی پاکِ دل ہر چہ دہی باز از انت دہند این دل گمہ شدہ نشیند پند باز کجا ایستد این آبِ چشم</p>	
<p>اے حسن این نہ چہ آوردہ</p>		

زہد در دل رخنہ و بیرون ریا

باز عشق دوست نو کرد اندہ دیرینہ را  
چشم من طوقاں بر افشاند و فرو نشاند بیچ  
تا خلیب عشق او بر منبر جان خطبہ کرد  
آنکہ می بینی کہ او از آئینہ آراستہ  
باز داغ نو بہا داند وہ عشقش سینہ را  
از دل نامہ سران او غبار کینہ را  
راہ گم کردم عنبر زان مسجد آدینہ را  
ایں سعادت میں کہ زیور می دہا آئینہ را

۷

از ازل جان حسن مست است آمد بلے  
یار دیرینہ شناسد صحبت دیرینہ را

۳۶

اے خط خوش از مشک تر آ میختمہ را  
افکنده دل ما ہمہ در چاہ زرخداں  
پیراہن یک شہرزدست تو قباشد  
ہر چند کہ زلف تو سپاہیست چہا نگہ  
دیدم شب دوشینہ من ہر کہ نظر دوا  
مہ وقت گرفتن رخ تو دید وہی گفت  
بر دفتر طاعت رقتی را اندہ گنہ را  
دنگاہ پوشیدہ بسبزہ سیرچہ را  
یکبار چنیں کر منہ لے شوخ کلہ را  
ہر روز پریشاں نتواں کرد سپہ را  
دل غ دگر از رشک تو پیدا شدہ مہ را  
عرضہ چکنم پیش تو ایں روئے سہ را

۷

نگرفت حسن در قف عشق تو قرارے  
چہ جائے قرارست در آتش کدہ کہ را

۳۷

اے ماہِ خواں کھنچے بر خوشن ہاں گن مرا  
از آفتاب روئے خود چو صبح خندا گن مرا

<p>در کج فرقت روز و شب دامن نالیدم          اگر ناز و گل غمشوہ دہ بخشائے زلف پر گره          افکند زلف کافرت اشکالہا درین من          از زہد خشک خویش من ہستم براں اول قدم          دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی</p>	<p>بر تخت صلت ای پری کیش سلیمان کن مرا          لب بر لب من نہ بتاجاں کن من ساں کن مرا          یکبار بنماوئے خود از سر مسلمان کن مرا          زان کو کہ چشمست مست شام و غلطان کن مرا          بر من فرو دایکدے آتش گلستاں کن مرا</p>
--	---

۴

مسکین حسن بیگیت کئے وقت عشاق فحوش  
 اگر من ازیشان مستم بارے ازیشان کن مرا

۳۸

از جلوہ بر انداخت عروسان چین را  
 بارے تو بیس یک نظر آں توبہ شکن را  
 ای شاں چو نسا زند بسوزیم وطن را  
 چون فتر گل بشکنی اوراق سمن را  
 یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را  
 دل چونکہ نہ بتبید بہ بندید و ہن را

آں سرو جو با سبزہ در آہخت سمن را  
 در توبہ چہ جہدم کنی اے ز اہد مغرور  
 ما ایں وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم  
 جاناں چو مبتلاں شوی از عارض غم خط  
 موزہ بکن از پائے کہ پاتا بہ خاصیت  
 اے مدعیان در سر آں گیسوے و لبند

۴

فردا ہمہ تشریف کرامت سدا ز دوست  
 بے خانہ و جا بے سر پایے چو حسن را

۲۹

روے تو نظارہ نظر مرا  
 غلطیدہ بہ نیم جرم مرا

اے در دولت ہمہ شکر مرا  
 از ساغر عشق در رہ تو

رقم بہ پناہ دین و تقویٰ دردِ دل من ہمہ شنیدند بارے ز سگان نویشتن پرس گفتی سرے ز چو دل ہنودی	تیر تو گذشت از سپر ما تو بے خبری ازین خبر ما کال بانگ چه بود در سحر ما این نیز نہیںم بردگر ما
--	--

۴

از بے خطراں نیاید این کار  
کار حسن است این خطر ما

۴۰

بر درد ما وقوف نباشد طبیب را مردم ز حد گذشت بجاں اوفاد کار جانا ز کلت حسن چہ می داریم دریغ زال خط سحر پیشیک افسون شہر بند اگر جمعہ بسجد آدینہ در روی دل کردت باندنی بایدت بہشت	آہ از حبیب ست نگہ و حبیب را خیزای غلام و معذرت کن طبیب را یا خود نصیب نیست من و نصیب را بفرست تا بندم چشم رقیب را در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را شہر کساں قرار نباشد غریب را
---	---

۷

بے تو حسن پہنچ وطن دل نمی دہد  
بے گل جہاں خراب بود عند لیب را

۴۱

اے کمر بستہ بے وفائی را تا چہ غایت جفا کشیم آخر وہ نے یا بہت جدار روزی	بر طرف کردہ آشنائی را غلیتے بہت بے وفائی را آصف تھا کہ ہم جُدائی را
--	---



عقل بگرخت از محلت عشق زادے کال دلعل مگیوں دید دل چراندہمت کہ پروانہ	شہر زندانست روستائی را معذرت گفت یار سائی را جاں فلا کرد روشنائی را
---	---



اے حسن نیم جاں کہ ہست بدہ  
چہ تو اں کر دے نوائی را



مبتلا شستم من بیچارہ تا دیدم ترا خوب دیدم بے خطاناوک زوی بر سینہ ام نازیناں گرجہ میگودی لول از دید نیم ہر زماں گوئی گرا دیدی کہ دیوانہ نشدی	اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا شکری گویم کہ بائے بے خطا دیدم ترا یکزماں نشیں کہ بعد از دیر ما دیدم ترا سرفقدار است می گویم ترا دیدم ترا
--	---



خسرو خواباں توئی خواہد حسن بوسے ز تو  
برگدانی آدم چوں باد شہ دیدم ترا



## ردیف (ب)

اے دل اہل دولت ایشانند ایشان طلب گرہمی خواہی درون ہمت را مرہمی عشق خویش تست می دانی تو ہم خویشی کن یک خدمتگاز کش خواب خوشتر از صد تن	چیت این جمعیت کس جمع پریشان طلب آں حلیہ پالو دکان سینہ ریشاں طلب عقل جس بیگانیہ صرف اند خویشاں طلب دین تقلیدی را کن خوب کیشاں طلب
---	--

<p>۷</p>	<p>باز قوم مقلان میں در لباس مدبران اے حسن گر طالب اقبالی ایشان طلب</p>	<p>۳۴</p>
<p>تو دست در غمانی من پائے در کرب ایک دمی شکیب کند می کنم شکیب سرو سہی کہ بار نیاوردہ مار و سبب مانند ز اہل ہمہ چوں خجک سر نشیب بر تو عزامتست بر اندیشہ ات تبیب خط کش بہر دو عالم بر حکم اس کتیب</p>		<p>باز کہ بے تو یار نمی خواندم شکیب گر از بتان حور صفائے پری صفت در نازکی چو نارون قامتت بود از پردہ چوں کمانچہ ابرو کشتی بر دل اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش اگر حرفے از کتاب محبت گرفتہ</p>
<p>۷</p>	<p>بر طاعت حسن نشوم من فریفتہ او داند و ریا من و خوابان دل فریب</p>	<p>۳۵</p>
<p>بے دلاں را در جب گرا نقاد تاب کوئی او عشاق را حسن المآب جاں از دست و جہاں از دست خراب نیم کش کردہ چشم نیم خواب بر عشیق ناب زد لولوے ناب خول کشاد از جوے چشم جائے آب</p>		<p>اینک اینک در رسیدن آفتاب روئے او آفاق را شمس الضحی چشم میگوش یکے نظر ارہ کن تیر غمزہ در کمیں گاہ فریب گوہرے جستم از درج لبش راست کامر و زاندر آمد همچو سرو</p>
	<p>اگر شد اندر پر تو رویش حسن</p>	

۳۶

چوں ستاره در شعاع آفتاب

۹

باو من دورے بگرداں از شراب  
 یک سبز ناخن عنبر ماکم نشد  
 خاکیاں را نیست از من سیریت  
 نه خطا شد چون تو نزدیک من  
 چشم گریانم کشاده شد بتو  
 جانب من چون گذر کردی بله  
 مجلس خاصست ما نیم و توئی  
 لب بمای ده دل از مای ستاں

مست کن کز دست غم گشتم خراب  
 یک سرنگشته فزون ترده شراب  
 گوئی اندر ریگ می ریزند آب  
 ذکر غیرے دور باشد از صواب  
 در شمار من نبود این فتح باب  
 در خرابه ها هم افتد مایه متاب  
 ره نیابد آتش اندر چشم خراب  
 همچنین از تو نمک و زکباب

۳۷

 روزے از حکمت حسن گردن ستافت  
 تو هم ازوے اشبه سر بر متاب

۷

چه کرد با من و باروزگار من یارب  
 همه چگونه همه کاشکار خواهم گفت  
 هزار عاقل و نادان درین طریق نخست  
 کنوں من می و معشوق ذوق معشوق سماع  
 که گفته بد که مرا صبر و صفت است صلاح  
 می شبانه بروی چو صبح جانان خور

چهار روز فراق مه چهارده شراب  
 بهیست صبح تقابلکه آفتاب لقب  
 مرا هم دل گم ره زدست شد چه عجب  
 تو دانی و غم دین و رعایت مذرب  
 قدح بیار ز من و این روغما مطلب  
 که وقت صبح اثر می کند شراب عنب

<p>۹</p>	<p>حسن حریف نداری تو اندر می سنی یکے عنان ارادت بکش بدست ادب</p>	<p>۳۸</p>
<p>اے زپائے تو بدردِ سر رکاب بوسہ بر پایت زخم یا بر رکاب بار کا بی گویا گرد آ و ر رکاب بخت می فریادیت از ز رکاب تا مر صبح گردد از گوهر رکاب کز تو جان ماست پا اندر رکاب نیست نیمیال تیغ تیز هر رکاب تا رواں کر دے ازین چاکر رکاب</p>		<p>ترک من بنش کن پا در رکاب دست در جعدت زخم یا در کلاه پائے گرد آ و از رکاب دے بجواه بر رکابت روئے می مالم بسبب چشم گریاں دارست زیر قدم بعد ازین بائیم و دست اندر غاں هر زماں لیسد رکابت را حسن عاقبت عذرے غماں گیرش نشد</p>
<p>۶</p>	<p>دستہائے او بریدہ کو گرفت در یکے بازو و در دیگر رکاب</p>	<p>۳۹</p>
	<p>رو لیف (ت)</p>	
<p>دیدہ را گربا تو کار افتاد دل غمناک چیت مرغ عاشق می شود پیرا هن گل چاک چیت الطی حسن از بریزین یوسف بود و بس عالی گردمندت دست بر قراک چیت</p>		

بہچیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت  
 اے بہشت عاشقاں! روئے آتشاک چسیت  
 گرز رشک روئے تومہ را نشد پارہ جگر  
 آں نشانیہائے خوں بردہاں افلاک چسیت  
 مہرہ تریاک را بسیار عزت می نہند  
 تو از اں لب مہر بخشا مہرہ تریاک چسیت



گر حسن قدر غمت نشاخت اور اعفو کن  
 پیش عفو کامل تو جرم مشقت خاک چسیت



روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست  
 موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست  
 چوں بخ خود را بہشت عاشقاں کردی لقب  
 برہمن سنبل چہ می شانی کہ میگوید کہ نیست  
 ظلمت طلست زلف تو چہ مشکل اندراں  
 روئے تو نور مسلمانی کہ میگوید کہ نیست  
 گر ترا من نرم دل خوانم کہ میگوید کہ بہت  
 ورم را تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست  
 جانم از خاک در تو آب جیوں یافتست  
 آنکہ بہت اسکندر شانی کہ میگوید کہ نیست

شہ علاء الدین کہی بینم زجاں بخشی او  
برہم کس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۴

شاہ صہ بندہ چو خاقان حق ہمیدانند کہ هست  
بندہ پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

۵۱

سرفرت درہوائے توام در سرفرت  
پالیش گل فروشد یک پایہ بر سرفرت  
جاں داد ہم بجوئے تو جائے دگر سرفرت  
خانہ زبج خوں بخل دید و در سرفرت  
آں آتشے کہ دیدہ بیدی از جگر سرفرت  
آں مردم دودیدہ ہنوز از نظر سرفرت

کارے کہ بود با تو مرا پیشتر سرفرت  
دل خواست تا بہام وصال تو بر رو  
عاشق کہ جان رفتہ بجوئے تو باز نیست  
شب را خیال آمدہ در پیش چشم من  
آمد مرہ بسینہ فرو رفت و ہم چناں  
با آنکہ خون دل ز مرہ رفت سالما

۵

عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن  
تا عمر تست کارت ازیں خوبتر سرفرت

۵۲

ہر کہ فاسق ترست یا ز من است  
آں ز نفس گناہگار من است  
آں ز شومی روزگار من است  
اثر ز ہد کم عیار من است  
عذریک شب صلاح کار من است

یا ربودن بنفس کار من است  
ہر چہ نقش گناہ می بینی  
ہر چہ بر من ز روزگار آمد  
دل کہ با محصیت قرار گرفت  
گرچہ کارم فساد شد ہمہ روز

در کنار من آب دیدہ من موج دریائے بے کنار من بہت

۵

برخورد از امید خویش حسن  
گر بگوئی امید وار من است

۵۳

لعل لب ت ہر سلیمانیت  
گفتم و در بند پریشانیت  
اکفر گرفت ایں چہ مسلمانیت  
ہر چہ گراں تر بن از انیت

اے کہ رخت نور مسلمانیت  
زلف ترا از دروں موبو  
شہرے از اں زلف کہ ظلمت و است  
بار گرانست فراق تو آہ

۹

خشم گرفتی ز حسن عاقبت  
عاقبت خشم پشیمانیت

۵۴

اہل انساں را نظیر شبہ تو فرزندیت  
ہمچو لعل شکر افشانت نباتت قدسیت  
زانکہ در ملک جہاں خبر با تو ام پروندیت  
اں دے کش ماہ روئے مثل تو بانیست  
یہیچ مجھونے ہیں آئیں اسیر بندیت  
اے دینا کیں دل مسکین و غریبیت  
یہیچ کس را دہاں ایندو ایں اور بندیت  
ہمچو او اندر جہاں مسعود و دلچندیت

اے کہ در عالم بخوبے مقررانندیت  
سُر و گل چو قامت رویت نیدم چمن  
دیگرے را چوں گزیم بر تو آس آرام جاں  
از سرود شادمانی و طرب بے ہر و ماند  
ہستم از بند دوزخین سلاسل دار تو  
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را تسکین کنم  
شاہِ خوبانی نگارینا ترا زبید از آنکہ  
ہر کراشد دولت و صلت میسر یک نام

۵۵

آه بچاره حسن بگذشت از پنج نهم  
بیچ آگای زشتا قان که می نالند نیست

۹

<p>دل نهادیم بهر حکم که در تقدیر است خانه عاقبت امروز مسلم نشود عمر آن نیست که چل سال بغم خوردن رفت دوره ساز نیست که زیر درفش آهنگ است کجی مطلق از اجزای کماں چو نبرد ای بتدکیر شسته گنبدت یاد آور ظالماں را نشود پند بزرگان مانع سر نخوت چه برآورده ای سرو بلند</p>	<p>ترک تدبیر بسدست بهین تدبیر است بام او خوار گرفت درش زنجیر است عمر آتش ظلمت که اندر تیر است هر چه این سوئے هم است آنسوئے دیگر زیر است اثر راستی ضرب که اندر تیر است که هماغه یاد گناه تو ترا تذکر است اگر کن شب آدینه چه دامگیر است پنج گم بخون پنج بید انجیر است</p>
--	---

۵۶

ای جوانی همه در حشو سر آورده حسن  
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است

۷

<p>آنکه او بر در عشاق سر نهاده است دوست داغ که نهاده است نمی دانی غمزه چو ناکه ابرو چو کمان لطف کنده دوش قمری بقیس قصه در دم میخواند دل بدوران غمش بیچ نبسته شاد سخت باز دست به قمار غم او خواهم برد</p>	<p>عشق هر جا که در است برو بخشاد هر هر است که بر سینه مانده است همه اسباب بلا بر دل ما آماست حال افتاده ندانم کراں کافقاست ایں سیاه روز ندانم که چه طالع زار است خرقه در باخته ام داو پس سجاست</p>
--	--



۶

دل مسکین حسن آتش و گیت بلے  
ایں ہمہ جوش در و نشت کہ بیرون داد

۵۷

وہ چہ روزست این کہ بر من جور یار از حد گذشت  
ناچشیدہ جرعہ زان لب خمار از حد گذشت  
پیش ازین ہر روز می نالیسدمے از روزگار  
جور او ہسچوں جھائے روزگار از حد گذشت  
در دچنداں شد کہ دل را احتمال آں نہاند  
بارکش لا بد نہر و ماند چو بار از حد گذشت  
ماہ رویا روز ما ہجیران تو مارا بکشت  
ماہ نو بنمائے زار برو کا انتظار از حد گذشت  
چوں حساب رقعہ شطرنج غمہائے ترا  
نیہیچ پایا نے ندیدم ویں شمار از حد گذشت

۷

جیست جانا بد دل خان من چندیں غبار  
آخراے ابر کرم رحمے غبار از حد گذشت

۵۸

دل بہ بیکبارگی از بار جفایت ریش است  
طبع بد خوئے تو ہم بر سرے خوئے خویش است  
شب ہجراں بترا روز قیامت گیرند  
بہترین روز مرا آں بہترین شب پیش است

این چه کیش است که چوں تیر فرستی بر من  
 میبچ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است  
 دہمدم درد ہمے خیزد ازین دل آ رہے  
 ہوس نوش لبالب برگ جان چوں نمیش است  
 دوستان حال دل ریش چه پرسید از من  
 اینک آں خوں دودیدہ آثارن ریش است  
 گریباید گلیمے بشراب آلودہ  
 بمن آرید کہ آں خرّوہ این درویش است

۱۱

اے حسن خلعت دردے کہ تراہست بدوش  
 کم پیندار کہ از ملک دو عالم بیش است

۵۹

چندیں ہزار پیرا ہن از غم قبا شد است  
 بر چشمہ حیات بے ماجرا شد است  
 در چشم روشنان فلک تو تیا شد است  
 امید باز کعبہ رویت روا شد است  
 آئے میان شیشہ و بادہ صفا شد است  
 ہر رخنہ کہ هست بہ بنیاد ما شد است  
 اگر یہ است دس ہمیں کہ با آشا شد است  
 روز بدمنست کہ بر من بجا شد است

تائیک گرہ ز بند قبائے تو واشد است  
 تامل شکریت بجاں بخشی آمد است  
 امروز خود غبار قیوم مبارکت  
 مقصود ہاز طوبی خطت برآمد است  
 شیشہ درون سینہ گرفت بادہ را  
 یاراں بنائے عشرت کردند استوا  
 تادریا ر عشق غریب اوستادہ ایم  
 نزد دوست شکوہ است مرا نے ز دشمن

گوئی کہ روز بد را ہم روز بد رسید	در نہ چہ صحبت من متباد شدست
حال حسرتی دل پر خوں چہ پرسم	ایک روز خود یاد بین تا چاشتست

۷

جاناں ترا گئے غم حال حسن نبود  
جم راجہ غم کہ مورچہ زیر پا شدست

۶۰

ساقی قدح کہ شب بکاہست	دور تو و راے دور ماہست
عقلم بامید حسرت خاص	اندر قدم تو خاک را بہست
اے عقل بگرد عشق کم گرد	درویش نہ مرد باو شاہست
جاناں ز در خودم چہ رانی	جان ہمہ را ہماں پناہست
اے ترک عیساں بقتل دادہ	از تو بتو ام گریز گاہست
زلف تو شفیق محشرم باد	بہر چند کہ نامہ ام سیاہست

۶۰

تو قبل وقت شو حسن را  
ور نہ ہمہ طاعتش گناہست

۶۱

جائے کہ توئی اے زمین جان من آنجاست  
بیچارہ دل پر غم و ویران من آنجاست  
من لبلم اماز گلستان رخت دور  
شاید کہ بنالم چو گلستان من آنجاست  
تو غم سفر کردہ و نا کردہ زمن یاد

کاں غسفرہ بکیں حیلن من آنجاست  
 گویند خراب مرو ساماں شدہ تو  
 من چوں نشوم چوں مرو ساماں من آنجاست  
 من قصبہ بخن جگر خویش نوشتم  
 آنجا برائے باد کہ سلطان من آنجاست  
 از سہ طیبیاں نرود درد دل من  
 گورنج مینید کہ درمان من آنجاست

۷

از یاد تو زنده است حسن ورنہ بمردے  
 میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست

۶۲

غائب نشوی کہ باتو کارست  
 مارا ہمہ وقت نو بہارست  
 جاناں مگر از منت بجا رست  
 آں ترک ہنوز در خارست  
 آں غم کہ زنت برقرارست  
 اے جان من ایں چہ روزگارست

ساقی دم صبح مشکبارست  
 با بونے می و ہوائے رویت  
 چشمت سوئے مانید شود باز  
 از متے چشم تو خرامم  
 ہر چند کہ بعیت ارم از تو  
 از غصہ روزگار جاں رفت

۸

اے چارہ گر امید ہا تو  
 بیچارہ حسن امیدوارست

۶۳

<p>مردم پیغم ز حال درد مند غافلست          آفتاب اندر حجاب کوہ نمہ در محفلست          حال رفیق چوں بودین بخشش لرزست          زنگیان را داغ بر رویت زار بردست          عقدہ زلفش کشادن مشکل مشکلست          محضر عالم بنزد بادشاہ عادتست          چوں کخم چوں دست زیر سنگ و پالمست</p>	<p>آہ کاشتب سارباں را اتفاق محفلست          راہ چوں خواہیم دیدن این سوش منور          ہر دو کلمہ کرد چشم چشمہ غولے روداں          داغما دایم بر روئے دل از دست غمش          روئے او دیدن مرادے را تواند بود وجہ          آں خط خونریز بر رخسار خویش گوئی          دوستان گویند کاخر دست پائے ہم بزن</p>
---	---



خیر چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش  
 اے حسن این سنت دیوانگان عاقلست



ساقیامہ وہ کہ مست آں یار من باز آمدست  
 زہد چوں ورزم کہ آں توبہ شکن باز آمدست  
 بادہ گلگون بدہ تا سوائے گل گشتے کنیم  
 یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست  
 راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود  
 اینک آں راحت بجاں و جان تن باز آمدست  
 سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار  
 قبلہ عشاق و ماہ احسن باز آمدست  
 پُر حذر باشید از خم کند و زخم تیر

سروجد انداز و ماہِ غمِ سمر زل بازا آمدست  
 لے کہ در وصف غلامانش ہی بینی مرا  
 نیک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست

۵

دوست بازے بود از دست حسن جسته کنوں  
 صید کم ناید چو در دست حسن باز آمدست

۶۵

دیدہ روشن کن از دُبوئے کسے باوہست  
 شکلے از حلقہ گیسوئے کسے باوہست  
 سحرے از غمزه جادوئے کسے باوہست  
 چاشنیِ خم ابروئے کسے باوہست

روئے گل میں صفتِ روی کسے باوہست  
 بعد ازیں دست من زلفِ بنفشہ چکنم  
 نظر از نگرس تو می نتوانم برداشت  
 دوش چشم ہمہ کس بر مہ نوحیراں بود

۷

خوش قفا دست حسن با گل ولعت آری  
 رنگے از اشک تو دبوئے کسے باوہست

۶۶

بے دیدن او چشم مرا فورِ بصر نیست  
 من کشتہ آن چشم کہ بر اشل نظر نیست  
 داند کہ دعا مئے مرا ہیچ اثر نیست  
 شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست  
 آری ز خرابی حرفِ فانش خبر نیست  
 گفتا دگرے زن چکنم جان دگر نیست

آں دیدہ کہ بر حالِ من ہیچ نظر نیست  
 از شربتِ وصلت ہمہ سیراب شدتند  
 ریخاند از رنجِ دلم اسپچ ترسد  
 بیچارہ دلم شمعِ صفتِ در غم بجراں  
 چندیں چہ بہ خواب کند ز گرس متنت  
 یک بوسہ ز دم بر قدش جانِ تدارکن

<p>۷</p>	<p>درباز حسن در ره او یک دل و صد جاں بارے تو بریں باش اگر هست و گرنیست</p>	<p>۶۷</p>
<p>نه از برائے خود از هر جان آموخت ز بند و تولا کس ترکی از کجا آموخت ز به مسلم توکت همه خطا آموخت شبه خیال ترا دید و آشنا آموخت برقت و معجزه خود لب ترا آموخت نظر بروئے تو افکند و انصافی آموخت</p>		<p>فسون و فتنه که چشم تو دل را آموخت بر بخت خال تو خونهای خلق و عجب ام سبق تو برده از هر همه خطا کاراں همیشه غرق بخوں بود مردم چشم کسے که لطف زانوش برده جاں سید دل ز زلف تو و لیل خواست یاد گرفت</p>
<p>۷</p>	<p>حسن دو چشم ترا مست ناز می خواهد قبول طاعت خود را بهیچ دعا آموخت</p>	<p>۶۸</p>
<p>مشفق ترا زخم تو دگر نگذاشت مارا هوای عشق کم از نوبهار نیست شب نگذر که بدلم این خار نیست آوازے از تو برآمد که بار نیست در عهد نامه من و تو این قرار نیست لیکن بنائے عمر چنین استوار نیست</p>		<p>مارا بجز تو در همه آفاق یار نیست دامن چو گل سرشک چو لاله مره چو ابر روزے بیدیه چنین خاک ره ترا گفتم ز شاخ وصل تو بارے بهار سید گفتی برو بکوی دگر کس قرار گیر تا آسمان بر آدم ایوان آرزو</p>
<p>۷</p>	<p>ناز تو پیش باشد یا ناله حسن ایں هر دو را که نام گرفت شمار نیست</p>	<p>۶۹</p>

ز درد درد تو پیمائے هست  
نگویم کلبہ ویرائے هست  
بگو در کوئے مادیوائے هست  
زار و باغیاں افسائے هست  
زدیوان غمستد پروائے هست  
عوام حسیل راکشائے هست

مراد کوئے عشقت خانہ هست  
روان تپوایں طوفائے گنج خوبی  
اگر یاران تو نظارہ خواہند  
سیاہین عقل بعشق اصلاح تپوایں  
نگویم گرد شمع وصل لیکن  
منم فردا و کج خلوت خاص

۷

حسن جائے تو اندر چشم خود کرد  
ہم اینجا باش خالی خانہ هست

۸

آن مائے تومہ اما گوان تو کیست  
ورہشتی ہم تشارت دہ کہ ضرور تو کیست  
اے جہانے برد خود خواند پنہون تو کیست  
تا گرفتار دوزلف نامہ سلمان تو کیست  
چون تو چکان بکشیہ می میدان تو کیست  
تو نمی گوئی و میدانم کہ مہمان تو کیست

اے میانِ مفلساں گنجی بنگیان تو کیست  
گر گلی مارا بشارت دہ کہ گلزارت کجاست  
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نمک  
چشم از عشق دو چشم کافیت خوش آہ  
خلق گوئے گفت گو اندر میاں افکنده ہم  
اے دل از سینه کباب آوردی از دیدہ گلآ

۹

اے حسن تا چند خواہی داشت درد دل نہاں  
ہر کراہانیت میدانند کہ جانان تو کیست

۱۰

شاداں مباد ہر کہیں مژدہ شاد نیست

اے بند عشق پیچ و لے راکشا نیست



از داروگیر عشق بیاں اشک من نگر نے بانگ مرغ میمنوم نے صدائے کوس بے زمراد چوں طبعم من کہ روزگار گفتم شبنم بستی یک بوسہ گفتہ اے نیکواں چہ شد کہ نداید دامن	چوں لشکر گرنجہ کش ایسا دنیست با این شب مراد مرا بادا دنیست یک روز بر مراد من نامراد نیست کفتا کہ ہر چہ گفتہ ام امر فریاد نیست یا اندراں جہاں کہ شمارید را دنیست
---	---



رو از بلای عشق چہ می تاباںی اے حسن  
من یاری از کجیم چوں اعتقاد نیست



از تو مرا بوئے و مثالے بس است گر شب من خواہے چوں روز عید خط چہ کشی از پے خوں ریز من دست بفتہ راک تو نتوان زد دست دریاں چکنم از بہشت خندہ زناں ہر نفس اندر آئے	دز رخ رنگنت خیالے بس است از خم ابروت ہالے بس است بر لب چوں نوش تو خالے بس است صدق تعلق بدوائے بس است از میر کوئے تو سفالے بس است جلوہ گل از پے سالے بس است
--	---



از خود و از غیر مثال اے حسن  
فضل خداوند تعالے بس است



بیا ساقی ہنوز آستگلی چیت مرا دہ ساغر پز آبخناں دہ	کہ اینک گل بخندید ابر بگریست کہ نشا سم کہ دہ چندست یا نیست
--	---

بزرگان مست را بیچاره گفتند ولے ہشیار ازو بیچارہ تر ز انک	نکو گفتند ازو بیچارہ تر کیست نمیدانند کہ ایں بیچارگی چیست
---	--

۷

حسن گر سروری خواہی دین راہ  
بزیر پائے مستال بایت زبیت

۷۲

تجم کا سلام حیراں کردہ اوست اگر بیدل کند مارا چہ نایم نہ من تنہا شدم حیراں رویش سرگیمو نہجحت می برد ز انک دلغم گم شد دریں مجلس کجارت من اندر کیش آں ترکم کہ ہر بار	ہندے ز ہدیہاں کردہ اوست ہزاراں شخص حیراں کردہ اوست ہمہ آفاق حیراں کردہ اوست ہمہ عالم پریشاں کردہ اوست لبت گیرم کہ نہاں کردہ اوست دل صد پارہ قرباں کردہ اوست
---	--

۸

اگر تو کا فرش خوانی ہی خواں  
حسن بارے مسلمان کردہ اوست

۷۵

ہر کجا مرکب ترا گذرست جائے جملہ روزنگاں کعبہست دی کہ ایں جانبست گذر افاد عالمے برد ہشت روند ما کجا نور طلعت تو کجا	خاک آں رہ مرہو تاج مرست کعبہ رہ روانت خاک درست روشنم شد کہ عمر در گذرست من چہ دن ہشت پیش درست شب پرہ ز آفتاب خیرست
--	--

ہم کریماں متبول فرمائند  
تختِ اہل فقر حاضر ست

۷

حسن اینجا چہ می فشانے جاں  
کہ نثارِ عظیم مختصر ست

۷۶

کہ خورش قبلہ خواباں خطا و چگل است  
کا پنجہ بینی ز سرش تا قدم حملہ دل است  
سرویش قدش از راستی خود خجل است  
چہ خبر دارد از لطف کہ در آب گل است  
بارگ دیدہ چہاں بارگ دل منقل است  
وین نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل است

یارب این ترک جنابیشہ ما از چگل است  
آں نہاں دل ما خود بصفت ناپیدا است  
کسے از راستی خویش نبودست تحمل  
آئمکہ اندر سرش از آتش خود بادست  
خون دل بی چکہ از دیدہ من در گریہ  
دل گرفتار بلائیست کہ پایانش نیست

۵

حاش شد کہ حسن دم زند از جوربتاں  
ہر چہ آں قوم کنند از طرف ماجل است

۷۷

از خط و لب مرد و بیجاہ یافتست  
واکنس کہ یافتست خدا دادہ یافتست  
شکرے بر آنکہ نعمت آمادہ یافتست  
او قدر دل چہ داند افتادہ یافتست

خوبے کہ گنج نیکوئی آمادہ یافتست  
خوبی و چاکیش خدا دادہ شہبہ است  
ایں نعمت جمال کہ او دارد اے دروغ  
افتادہ ماندہ بود ولم بردش بخت

۷

خون حسن می خورد از ناز و نوش با  
خونے کہ خوشگوار تر از بادہ یافتست

۷۸

<p>باغ بہشت وصف جمال محمد است نون و انعام مدیہ از لوح خلق او کرسی کہ بہت تخت فلک پایہ قدراست آغاز عید شادی و اتمام صوم غم زال شد فلک ز تخیل خاک اینچنین بلند ہست این نعم نوالہ از خوان او یکے</p>	<p>ختم رسل صفات کمال محمد است طہ اشارتے ز جمال محمد است ایک پایہ ز جاہ و جلال محمد است موقوف بروئے چو ہلال محمد است کیس حرف خم گرفته چو دال محمد است جملہ نوالہ اس از نوال محمد است</p>
---	---

۷

آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے  
کوبندہ محمد و آل محمد است

۷۹

<p>باتو خوشنیشیم شبان شب است از شکر گل چینیم امشبان شب است خلوتے بجزینیم امشبان شب است گل بود بالینیم امشبان شب است خندہات پر ویم امشبان شب است قابچہ سین بنیم امشبان شب است</p>	<p>روئے خوبت بنیم امشبان شب است روز باز ہر فراقم داد و دہر صوفیاء بردت از ہر دو کون دست لطفت خارم از بستر بر رفت طلعت تو ماہ من خواہد شدن اے خیال ابروت معراج من</p>
--	--

۶

با حسن گفتی شبے جاں بخشمت  
جان من بے نیم امشبان شب است

۸۰

<p>تُرک من ترک خوئے بد نگرفت</p>	<p>بیخ خوئے ز روئے خود نگرفت</p>
----------------------------------	----------------------------------

یک به آموزی خرد نگر گرفت خود گرفت از کسے مدد نگر گرفت خانه در منزل بد نگر گرفت کس نبودست کش نزد نگر گرفت	هم بال بدر ہے کہ رفتہ یاند آفتابِ خوش مالکِ حسن کیست کو شهر بد عشق بنگشت دی در آمد بعاتد زد و گیر
حسن از خان ماں پر دل برداشت درد دل برگرفت بد نگر گرفت	ترک من دی کمندی انداخت هر کجا درد ناک تر ز حسه در شکار آده ز عنبره وزلف کس چه داند کز اں دو در یکدم او بی رفت و مه بر آتش هر جزع و لعلش بدامن عشاق
مرحمن راز ناز بے حد خویش جاں بحد گزند می انداخت	ترک دل بندم کہ دل در دام اوست دامم از اشک پر غناب کرد تالاب خویش دیدم لعل فام

دیدی آل متفارخول آلود کبک راحت جان گفتش دشنام داد داز پیغامی کمی کش می شبی	این همه خول خوردش در کام اوست راختی گریست در دشنام اوست مایه دولت ہیں پیغام اوست
--	--

۴

با حسن راست معنی کرده اند  
هفت دریا جسر از جام اوست

۸۳

تُرک من ملکِ ملاحِ ملک تست عقل من تا خطِ شیرین تو دید حلقه در گوش کردی بهر حُسن وہ چه خوشی می آئی و خوش می روی دل از اں چاہ ز رخسار بر شدم گر رضایت در مسلمان کشتن است	خطه خوبی بنام تو درست تخته ناخلفی خود پاک شست حُسن خود از حلقه در گوشان شست خون نطق را کمر بر بسته چُست اگر نگیرد زلف تو این کار سُست کافرست آل کو رضای تو بخت
---	---

۹

دانه شد اشک حسن هم بر نداد  
لے بسا دانه که کشتند و نه رست

۹۴

ز می دلبر که دلها از تو شاد است دل من را اگر فلک در دو غمم افزود دل یک شهر شد روزیت خوش باش مکن غلم ای غم چون زود سیراں	مرا رویت و رای هر مراد است بروے شادی افراے تو شاد است هنوز از روزت این خود با مد است گرت آن صحبت دیرینه یاد است
--	--

که طلم تو مبارک ز داد ست  
 به باده که بے آں عمر باد ست  
 برو کا یام در بند کشاد ست  
 دے بنش چہ جائے خیر باد ست

خطا گفتم جفا و طلم کن طلم  
 بس از دیری چو پیشم آمدستی  
 کلید شادی و قفل غم اینک  
 قرابه در سلام آورد ساقی

۹

حسن را جہد کن کز غم رہد باد  
 کہ غم را روز و شب با او چہ باد

۸۵

نقش تو از کار گاہے دیگر ست  
 کین آں ماہست ماہے دیگر ست  
 رو کہ آں سرا کلاہے دیگر ست  
 یا بحر عشقت گناہے دیگر ست  
 زلف مشکین کں سپاہے دیگر ست  
 ہر مظالم داد خواہے دیگر ست  
 زینہاری را پناہے دیگر ست  
 توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر ست

غزہ روئے تو ماہے دیگر ست  
 خط مکش بر روئے کال حسن ہوش  
 مہ چو جوا از کمر بنداں تست  
 چند نوئے در عقوبت داریم  
 گرچہ خود نرکان غمزت کین کش اند  
 جو کہ کمتر کن کہ از بیداد عشق  
 از تو جستم ہم تو جستم پناہ  
 عقل می ورزیدم اینجا عشق گفت

۷

شیر دل خواندن حسن را لطف بود  
 نے سگ خود خواں کہ جاہے دیگر ست

۸۶

مہر حرم در زینہار لعل تست

گوہر جامہ نثار لعل تست

پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں تا شکر شد چاشنی گیر ببت آتش خونیں را بدیدہ جا کنم جو ہر جاں بسچ جا پیدا نشد کیست کار داںچہ رفت از عمر باز	کاں یکے جزئیہ گذار لعل تست چشمہ خضر آب دار لعل تست چوں کنم کاں یادگار لعل تست راست گویم شرمسار لعل تست این ہمہ امروز کار لعل تست
--	--

۸۷	حقہ چشم حسن یا قوت بار جملہ یا قوتش نثار لعل تست	۶
----	---	---

باز در خود گم شد تدبیر حسیت عشق تو از ما چو بے معیت دار بود دشمنان ہر سوئے در کار آمدند اے صنم روزت نزارم می کند وصل وعدہ کردی و عمرے گذشت	آیت عشق ترا نفس حیرت ما و کج صبر تاقت دیر حسیت دوستان این کار را تدبیر حسیت گر نہ زارم نالہ چوں زیر حسیت عمر را تجھیل میں تاخیر حسیت
--	--

۸۸	گر رضاند ہی کہ بوسم پائے تو اے حسن خاک درت نقصیر حسیت	۵
----	--	---

شب فراق مرے رخ تو روشن نیست دریں شبے کہ ہمہ آتش ست در ہمہ جا برات را شب قسمت ہند قسمت من	چراغ جان مرا جز وصال و غم نیست چہ آتش است کہ از فرقت تو در من نیست چہ بخت تیرہ چہ دانم چہ بود روشن نیست
--	---



ز گنج شادی ہر قوم قسمتے بردند

منم کہ قسمت من تا کنوں معین نیست

۸

در ازمانہ شب عید وصل عیشے کن  
کہ بے تو ایں شب را قدر نیم سوزن نیست

۸۹

گیسوئے تو بندہ ادا کشادہ آئے شب عید را عس نیست  
ایں بیت را در خواب گفته بودم چون روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت در روز  
گیسوئے مشکبار <sup>مسطط</sup> درست می آید شش بیت دیگر نظم کردم۔

ایں دولت بنگیت پس نیست  
بے نام تو صبح را نفس نیست  
خزینش تو مروغم ہوں نیست  
چوں بوسہ دہم کہ دست نیست  
ایں طرفہ ترا کہ پیش پس نیست  
آئے شب عید را عس نیست

اے خواجہ بدولتم ہوں نیست  
بے یاد تو مرغ را نوا نے  
من شمع غم تو صبح شادی  
آں پایہ ترا کہ عرش سالیست  
حلوائے پسین انبیائی  
گیسوئے تو بندہ ادا کشادہ

۹

بر بیکسی حسن بخشائے  
آں ظالم نفس گرچہ کس نیست

۹۰

جانے دگر بقہ دریں قالب بدست  
گوئی کہ آفتابے در عقرب بدست  
جان من خط چو خط بر لب بدست

آخ جاں فزائے تو گرد لب بدست  
روئے کشادہ داری و خط کشیدہ نیز  
نے لب کا ہش جاہاں فرو داز نک

رویت جهان حسن خطت غیب تو خود بگو تا چشم من ز روئے چو خورشید شد تہی در دل ز تاب عشق تو یارب چه آتش	روز یکہ خوش رود کہ جهان را شب است روئے من از سر شک پراز کوکب است کزوے زبا ہما ہمہ در یارب است
---	---

۶

آغیغ تودید حسن در سمیرا  
اندیشہ محو صفت غیغ آمدست

۹۱

عالمے از لب او دشور است عقلم از عشق تو رے ناید چاہ شیریں ز نخلدانش بگر ہمہ دل چین سر زلف تو برد خیمہ بر طرف چمن خواہم زد	عقلم از ستر صبری عور است پیشہ با بیل کجا در زور است کہ از جملہ جہاں دشور است نام غارت چه سبب بر غور است خانہ بے صحبت خواباں گور است
--	---

۷

در حضور سخن بندہ حسن  
دست جمشید و حدیث مور است

۹۲

یار کہ صدیاری ازو خاستست روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش خود تو ایا یافت چناں آب و گل جوئے بہشت و دانش بہیں گشت خطش فتنہ براں رخ بہیں	آزہ نہا لیست کہ نو خاستست ہمچو گل اندر ہرہ تو خاستست اگر چه صباد تک و پو خاستست تا چہ نبات از لب جو خاستست فستہ ہر از رخ او خاستست
--	--

راست قدش بر صفت سر و خاست  
چشم بدش دور نکون خاست

۶

نادره حسن آمد و نادر تر آنک  
بچو حسن نادره گو خاست

۹۳

دوش با بودیم تا صبح از حضور یار مست  
گوش از گفتار مست و دیده از دیدار مست  
فکر مجلس ذکر ساقی دوست سماع عشق می  
فهم مست و هم مست ادراک مست لیسار مست  
جرم می زان نصیب کائنات آمد چه شد  
خوش مست طیر مست مور مست و مار مست  
از نمی آن جرم رست از صد سینه صد نهال  
بنخ مست شاخ مست برگ مست بار مست  
شیر گیر این قدح بود مست منصور آنکه شد  
مرد مست بند مست رشته مست دار مست  
خواست مطرب کاین سخن در چنگ گوید چو کند  
قول مست صوت مست زجر مست و تار مست

۵

خاک آن جرمه شوائی بنده حشمتی کز بوی او  
طفل مست و پیر مست بنده مست احرار مست

۹۴

انصاف میدہم کہ چوروئے توروئے نیست  
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست  
غنچہ بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے  
داند کہ با تو روئے نمودش روئے نیست  
میگفت لاله ہست مرا رنگی از رخت  
اورا مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست  
صبح ارچہ ساخت از شب از روز دقترے  
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۷

خاکی دلم غبار دولت سیچ در نیافت  
سنگ آزمودن اتحق کار سبوءے نیست

۹۵

چشم خوریز تو گوئی کہ دو چندان آموخت  
زلف تو گچہ خطا آموخت پریشان آموخت  
کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت  
ہر گز این پیشہ در ایام تو نتوان آموخت  
آں ہمہ غمہ جادوئے تو آساں آموخت  
آں شکاری زدن از تیر النخاں آموخت

تا خطت ریختن خون سلمان آموخت  
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد  
مقبری تو لب خونیں تو می دید آخر  
گفتیم دل بجدائی نہ وصبرے در پیش  
سحر بان کی کہ بدشواری از آں آموزند  
غمزہ تست کہ ختمت شکالے زوش

۷

حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر  
دوش نونا لہ از مرغ سحر خواں آموخت

۹۶

<p>بنمائے روئے خود کہ بیک رونمودنت          ماه نوی تو بر فلک نیکنوی که بدر          هستیم نیست شد ز تو چوں مه با آفتاب          گویند پشت این طرقت آفتاب را          بر تهر من هنوز بدنیاں گزی لبست          بهر دلم کنی همه ز جسم زبان عجب</p>	<p>قوت گرفت قاعده دل ر بودنت          کاهش گرفت روز بروز از فردودنت          به زانکه روسیه زیم ازدو بودنت          از شرم روئے می نتواند نمودنت          چوں سوختیم باز نمک صیبت نمودنت          جز بر سرم نباشد تیغ از بودنت</p>	
<p>۹۷</p>	<p>افسانه شد حسن ز تو یاری ندید او          اگر رنجسته بود بفسانه شنودنت</p>	<p>۹۶</p>
<p>باغ را آن صورت زیبا کجاست          سرور اگر چه ز فوخی سزان باغ          روئے او ماهیت ماه عید نے          ماه راحت پر از لولو که دید          شورش در یاد جشش بر حقت          دوش دل در پائے زلفش جان فاشد</p>	<p>سرور آل قامت رغا کجاست          پایه بالاتر شود بالا کجاست          جنت الفردوس بتما کجاست          عید را بستو پُر از حلوا کجاست          آبخناں در دهر یاکجاست          این محل دل را بود مار کجاست</p>	
<p>۹۸</p>	<p>کیمیائے وصل او بسچوں حسن          جستجوئے میکنم اما کجاست</p>	<p>۹۷</p>
<p>ماه چیس رو که تو داری نداشت</p>	<p>مشک ختن بو که تو داری نداشت</p>	

زانکہ چنان رو کہ تو داری نداشت  
 این خم ابرو کہ تو داری نداشت  
 چشم چو آہو کہ تو داری نداشت  
 حلقہ گیسو کہ تو داری نداشت  
 سلسلہ ازمو کہ تو داری نداشت

غنچہ بصد پردہ پوشید روے  
 ماہ نو اندر ہمہ روئے فلک  
 تہنیتہ گو کہ بچندیں جمال  
 کعبہ کہ سر با ہمہ در طوق است  
 گیسوئے او حلقہ از آہن است

۷

بیچ کسے شد حسن از خوئے تو  
 بیچ کس این خو کہ تو داری نداشت

۹۹

سر تو اندازہ تفہیم نیست  
 ہر کراہمہ تو باشی بیم نیست  
 این سعادت در ہمہ تعلیم نیست  
 نیز اعظم بدیں تعظیم نیست  
 وجہ زریں دکنم گریہ نیست  
 حکم سلطان را یہ از تسلیم نیست

بندہ را تدبیر جز تسلیم نیست  
 رہ اگر بر تیغ یا بر تیش است  
 اخرم روشن شد از خاک درت  
 نور ویت را تجلی خواند عقل  
 در چراغ اشک خوں از روئے زرد  
 چون کخم سلطان عشق ار حکم کرد

۹

نکحہ عشق از تو آموزد حسن  
 گرچہ درس عشق را تعلیم نیست

۱۰۰

خط تو حضرت یا آب حیات  
 سنگ دکان گیر و چوب اندر نبات

علت از کانت یا خود از نبات  
 اگر بہ پیش لعل تو لافے زند

<p>راستی بر قول خود دارد ثبات          شاه انجم شد بچارم خانه مات          کافران را نیست از آتش نجات          طاق ابروئے تو ام عند الصلوات          واجب آمدن گنج خوبی را زکات          داده وجه روشنائی را برات</p>	<p>سرگفت استاده ام در بکیت          اے برخ تو پر بساط آسمان          طره از رویت نمی گردد جدا          مشتبہ کردست قبلہ چند بار          از دہانت نیم و نشانے بخشش          عارضت ہر سال یکشب در جہاں</p>
---	---

۱۱

اگر تو وعدہ میکنی بر من وفا  
 چوں حسن جان بخشمت بعد از وفات

۱۰۱

کرد و دل و از بروں بحیر صفاست  
 وعدہ ہائے آسمان پادر ہواست  
 دور کج رافع کج آید نہ راست  
 جو بردانہ فروش از آسیاست  
 خاک او ہفت آسمان خون ہاست  
 زان جوئے بہ کہ تسبیحش ریاست  
 ہر چہ میخوانید بر بابور یاست  
 اگر بصحبت ہا اثر باشد کجاست  
 فسق محکم تر از زہد شمایست  
 توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

ساقیا آں جام جان پر در کجاست  
 راحت از بادہ طلب نے ظاساں  
 چرخ را در اصل چون خلقت کجاست  
 گردش این آسیا نظارہ کن  
 جرمہ کزد دست تو افتد بر زمیں  
 آں رکوع کلبہ با ذکر قل  
 بویا پوشاں شما انسون خویش  
 مدتی باشد کہ ما ہم صحبتیم  
 زہد تان فسق از دل ما کم نہ کردا  
 زانچہ گفتی دہی گویا ہمسوز

۹

اے حسن بکچہ پریں خدلاں کمن  
از خطا جنت بھی سازی خطاست

۱۱۲

سرم چوں زلف زیر پائے تو پست  
تو زلف افشاندی اوڑیں عقد ہاست  
ولی میدارد ابروئے تو پست  
بگو شیشہ ز طاق افتاد و شکست  
کنوں در بر ہمہ عالم تو اں لبست  
چو صبح آید نشاط از سر کندست  
گل اندر پیش و گلگون بادہ در دست  
میان صبح و شب کیفیست ہست

منم یارب سر زلف تو در دست  
بر بند زلف تو جاں بود در ستم  
فلک در کار من یک عقدہ نادر  
دل ز ابروئے تو دامانہ چوں شد  
چو سر در کردی اندر کلبہ ما  
تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد  
چہ خوش وقتست وقت صبحکام  
ز مار و شن شو و کینیت صبح

۷

حسن دولت ز اہل صبح میجو  
بدیں نوع از شب محنت تو اں رست

۱۰۳

واں گل کہ بنو میکند از گلستان کسیت  
کاں آفتاب شب و ماں آسمان کسیت  
واں تیر ما شناختہ ام از کمان کسیت  
اں چشمہ حیات ندانم کہ جان کسیت  
اں ترک نیم مست خجے آلودہ کسیت  
ورنہ چنین پیام لطیف از زبان کسیت

بنایں یکے نہال تو از بوستان کسیت  
یارب منجہ برساں تلمہ پر کشش  
دل خوں شد از کشتہ ابروئے دلبران  
دانم کہ ہست کشتہ چشمش چو من ہزار  
شہرے بخل دیدہ خود غرق شد تمام  
اے باد بیک سو سن تازہ توئی اگر



۱۰۴

نظم حسن چو دید فلک باز آمد و گفت  
رخت غریب می نگرم از دکان کیمیت

۷

<p>مرا از زلف تو موئے بند است ز راحتها که هست اندر دوزلف چو شکر میکشی بر قلب عشاق ز غم و جنگ ترکان چه آری من از روئے سلامت را نه بیم حسن گر طالب حبل المیتنی</p>	<p>فضولی می کنم بوئے بند است دو عالم را سر موئے بند است صف مغلوب را موئے بند است هم از خال تو منهدوئے بند است سلام از کتو روئے بند است ز خواں تارگیوئے بند است</p>
--	--

۱۰۵

و گر محراب خواهی بهر طاعت  
از یشاں طاق ابروئے بند است

۷

<p>اندر غم تو ام سر و سماں چه جفت جانا فدائے دوستی تست جان من عشاق روئے تو تماشاخانه روند یک چشم ز لب تو دهد عمر جادو هر که بتو رسید رسیدش همه مراد خیز لای رقیب بر در خواں چه شسته</p>	<p>چهل دردم از تو باشد در ماں چه جفت عاشق بدست زنده بود جاں چه جفت مرغ بهشت را بگلستان چه جفت چندین حدیث ختمه جیواں چه جفت کشت رسیده را غم باراں چه جفت در بای آسماں را در باں چه جفت</p>
---	---

۱۰۶

حاجت که حسن در راحت رسان است  
امید کز دلت برسد آل چه جفت

۷

مست تو بید لے کہ بجاں سمند تست  
ہمایہ را بگو کہ نہ ہنگام بند تست  
اے شوخ ایں بلا زلبہ نش غند تست  
برا ہر انچہ میرود از نقش بند تست  
کال لعل ہانہ در غور فعل سمند تست  
آہستہ ترک گردن و پا در کند تست

ساقی بیار بادہ کہ جانم بہ بند تست  
امروز ماو سایہ بید و سماع و مے  
عاشق ز دیدہ گریہ خونیں کشاد باز  
اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم  
کردم شمار اشک و خجل ماندہ ام ہنوز  
چنین برائے حکم سیاست شتاب نیست

۷

گفتی حسن بلند سخن شد روا بود  
کال غد لیب عاشق سر و بلند تست

۱۰۶

واں سر و جو بیار جوانی بہار کمیت  
تا امشب ایں مراد جہاں کنار کمیت  
کیں لعل تر و لؤلؤ تازہ شمار کمیت  
واں ترک شیر گیر کسے شہسوار کمیت  
باکے یکے پیرس کہ ایں کشتہ یار کمیت  
اے ست عہد ہم تو بگوئی کہ کار کمیت

اے نقش کار گاہ لطافت ز کار کمیت  
مارا کنار اوست مراد از ہمہ جہاں  
دید اشک من غماں بخشید و گفت ہم  
مست آمدست ناخون آورده بر دلم  
جانا بوقت کشتنم از پرستہ زلف  
گفتی کدام سنگدل از عہد تو نگشت

۷

ز نہار بر حسن بکنی جور اے فلک  
بر تو مقرر است کہ در زینہار کمیت

۱۰۸

چل تو گل در ہمہ گلستاں نیست

چل جمال تو سپح بتاں نیست

مه که او نور می دهد چندی  
ان چه زلفت و ظلم کردن او  
تو بیا گردلم رود گو رو  
خط کشیدی و من شدم عاشق  
دوش دیوانه چه خوش می گفت

در حضور رخ تو چندان نیست  
ماه می کشیم و پایا نیست  
رنج من از دست از جان نیست  
راستی عشق مشک پنهان نیست  
هر که عاشق نیست ایمان نیست

۱۰۹

ای حسن این چه می نویسی باز  
قلم آهسته دار فراوان نیست

۹

ای ز جام لبست جهان مست  
دلکے داشتم چو شیشه صاف  
چشمت از ظلم زلف آنکه نیست  
خال تو بر رخ جهان آنروز  
با تو این خال زلف گفتن نیست  
تو از آن عالمی که بر در تست  
گر نه بسیند و بر به بیند تست  
غنچه گیرم که رخ فرو پوشد

رفتم از دست گر نگیری دست  
زلف می گونت زور کرد و شکست  
حال شب را خبر ندارد دست  
هندوئے آمد آفتاب پرست  
روئے انصاف چند باید خست  
سر هجده هزار عالم پست  
گفت و گوئی تو تا قیامت هست  
دهن لب لعل که خواهد بست

۱۱۰

از حسن گر کس است خواهد حلق  
او نخواهد مگر ترا پیوست

۹

هر که در عشق پانیفشتر دست

مهر خود در حساب نشمر دست

موم کاتش نیافت افسر دست  
گلستانِ حیات پُر مرد دست  
دست فریاد بر فلک بزد دست  
خاصه اکنون که مادرش مرد دست  
ان چه دایم فریب گستر دست  
هم بریں یک سخن بیازر دست  
بازرگان آئیں، قدر خرد دست

ہر کہ عشقش نوخت ناچخت است  
بے نسیم شمالِ خواں  
دل کہ صبرش زدست بیر دل شد  
نوحہ گر را کہ باز خواب داشت  
ترک من ہیں کند ناز کشاد  
دوش گفتم کہ چندم آزاری  
بنده را حد ایں عتاب نہ بود

⑤

عاقبت سرفدا کند تنش  
زانکہ مردانہ پا بیفشرد دست

⑪

اطرافِ گل از نیل و سیراب بیدار است  
روزے کہ کمر بند و خنجر بشید بخور است  
در فہم عطارد نرسد کالج بہار است  
واللہ کہ ہنوزش یسر ویدہ ماجاست  
ایں آتش دیوانہ ہم از خانہ ناخاست  
نیکو شکست آنکہ ہم از است کہ راست

آں شوخ و مبتلاں کہ گلستانِ دل است  
آں ترکِ خطا آورده کہاہیت گرفتہ  
خطے کہ بگردِ دستِ تویش کشید است  
گردیدہ ہارا از سر ما بد آرد  
دیوانہ او شد دل مازو گنہ نیست  
مے بگذرد آب مرہ از سر ما

⑨

بیار غر لھائے دل آست حسن را  
آلے سخن سوختن گاہ جلد آست

⑪۲

گر مرتے کنی بسند است

دل در ہو س تو دم نہ دست

صدره بجهد وطم ز دستت  
از زلف تو سرچگونه تابد  
از شادی گردگشتن تو  
کشتی بگرشهای ابروت  
بابند سخن چه تلخ رانی  
از سپیحو دل پسند یارے  
سروی تو ام زیاں ندارد

آں زلف دراز یارے بندست  
آں صید که عاشق کندست  
آں رقص نگر که در سپندست  
آں ترک کمانت بس بلندست  
ز آن لعل که خواجه تاش قدست  
آں پاسخ سرو ناپندست  
سرمایه بهار سودمندست

۱۱۳

در مانده حسن چو پند نشنید  
این یک سخن هزار پندست

۶

آں شوخ بلانده کمی داد نمائدت  
لے باد بگوش که نه نامه نه سیه  
صد بار بگفتی که زیادم نه روی تو  
در بر دل من تا ختن آرد تو بگوش  
بشکست خزان غم تو باغ وجودم

داندر دل بیدار گشتن داد نمائدت  
اگر بیک نداری چه شود باد نمائدت  
بدبختی من کال سختت یاد نمائدت  
یک خانه وراں ناحیه آباد نمائدت  
آں سرو که دیده بدی آزاد نمائدت

۱۱۴

چون عمر سر آمد حسن از عشق غماز مینات  
که گل چه کند خانه که بنیاد نمائدت

۷

نگار من که بخار وفا گرفت گذشت

ره تاجر و رسم رضا گرفت و گذشت

گرفت کیسویں خود پس گذشت تا برین ہزار دل چو دلم و دخت چشم آں دم تا توئی کہ دورنگی دلت بیکبارہ رعونتی کہ مراد سرست ہم با تو مرا زور گرتی بمرحمت بگذار	چنیں مکارہ دزدے چرا گرفت گذشت کہ تیر غمخوار خود سوئے ما گرفت گذشت در دن سینہ طریق صفا گرفت گذشت بخواہم آید و یک روز پا گرفت گذشت کہ پادشاہ بے صید را گرفت گذشت
---	--

۷

دل ضعیف حسن را کہ زلف تو بگرفت  
گرفت و بست بزنجیر پا گرفت گذشت

۱۱۵

گل امید مرا بوسے وفائے دگرست  
در یکہ خواستگان صدق صفائے دگرست  
مردن نامہ نظر دوست بمائے دگرست  
مرغ آں باغچہ را بانگ نوائے دگرست  
دمبدم در حق این ختہ بوائے دگرست  
زلف در ہم شدہ اش باز بلائے دگرست

دوستان در سرم امروز بوائے دگرست  
روشنائی دگر یا قسم اندر دم سج  
اے تنک دل کہ تو از دادن جاں متیرگی  
از من تو سخن اہل حقیقت ناید  
من خود آتش کدہ مخمستم و دبار  
خط مشکینش دل خوش شدہ را در ہم کرد

۷

چندی حسی حسن از عقدہ زلف خوباں  
کیں سر رشته کہ جنبید ز جائے دگرست

۱۱۶

بار عشق تو گراں تر شد و بالاں بادت  
کہ ز نالیدن زارم ہم شب بیدار

بازم از چشمہ این چشم کہ بالاں بادت  
در جدائی تو شرمندہ ہمایہ شدم

گرچہ آبش زنی آتش من گلزار است  
در نہ ہزار ازین خرقہ من زناست  
طلبہ بچہ توئے از جوئے و شوار است  
ہر کہ در خلد رود عاقبتش دیدار است

باز شوق تو زد اندر من خاکی آتش  
بارضا ئے تو تو اں راہ ریاضت فتن  
کشے از طرف رحمت خود کن روزی  
ہر کہ در کوئے توشہ عافیتش خواہد بود

۵

انک اندک صفت حسن تو بر خواند حسن  
اندکے گریہ پذیری تو ہاں بسیار است

۱۱۷

غوغائے فراقیاں بعید ست  
دور از ہمہ حاضران عید ست  
قربانی را ہزار عید ست  
ہر جا کہ قدم نہی صید ست

اے ماہ بیا کہ روز عید ست  
عیدے کہ حضور تو نباشد  
قربانت شوم کہ بر در تو  
بر خاک رہت کفہ تیسرہ

۷

گفتی کہ حسن مؤدب آمد  
او خادم شیخ بوسعید ست

۱۱۸

محرم اسرار دل افروز نیست  
انچہ کہ دی داشتہ امروزی نیست  
عقل دید معسر کہ پیر نیست  
نیت خدنگے کہ جگر دوز نیست  
خام بود ہسر کہ دوسوز نیست

دل کہ درو چاشنی سوز نیست  
حال صلاحیت صبرم پیرس  
غمزہ خوباں صفت جال نمی درد  
ترکش آں ترک جگر خوارہ را  
اے دل ناپختہ بشتش بسوز

ابجد عشقش تو چہ دانی کہ چیست عشق چو سراں صبی آموز نیست

(۷)

دم مزین از صبح وصال لے حسن  
چونکہ شبست را اثر روز نیست

(۱۱۹)

دل بداغ یار من بہتر چو یا من یار نیست  
خوش دلے دارم کہ دروے بخنم دلدار نیست  
بر درش با آنکہ نبود بار بارے بگذرم  
کاشکے ایں بار خود گوید کہ بگذر بار نیست  
گر زند ہر جانبے چوں آفتابم تیغ تیز  
گو زین از جانب من ذرۂ آزار نیست  
بس خوشست ایں مجلس اریارم در آید خوشترست  
آنکہ شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست  
تشنہ دیدار یارم چہند گوئی از بہشت  
من نہ باشم در بہشتے کاندو دیدار نیست  
وصل میگوئی قدم از کوئے ہستی باز کش  
کیما در حق رغبت در بازار نیست

(۷)

انچہ من دارم درون سینہ از شر حسن  
چوں بروں اندازش کاندازہ گفتار نیست

(۱۲۰)

سادل بکند تو گرفتار باندست نقش تو دریں دیدہ خوبار بامست



<p>در نوبت خوبی تو یکبار بماند دست وامان من آویخته خار بماند دست سالمیت که در خانه خمار بماند دست آثار نماید از من پندار بماند دست هم ذوق نظر است که سوزا بماند دست</p>	<p>عقلی که به نیک بد من داشت نصرت یاراں گلستان وصال تو رسیدند ایں خرقه که یکروز بریں سوخته دیدی پنداشته بودم که زهرت اش بهیست اگر مخلص جایت که تیریش بدل است</p>	
<p>۶</p>	<p>برگفت حسن رو تو ازیں پیش که گویند گوینده رواں گشته و گفتار بماند دست</p>	<p>۱۲۱</p>
<p>کفر سر زلف تو ایمان ماست دیدم بدل گفت که سلطان ماست ایں همی بیچاکت بر جان ماست ایں نه زخوی تو ز حرمان ماست روئے تو آخر نه گلستان ماست ایں قدرے گوئے که فرمان ماست</p>	<p>لعل لب تو مد جان ماست لے که کشیدی تره چوں دور باش جسد همی پیچی و جان می بری با همه آمیزش و با ماست ناز خوے تو گیرم که همه آشت اگر نه نمائیم رخ همچو عید</p>	
<p>۷</p>	<p>هر چه که هست آن حسن آن است وہ تو نگونی که حسن آن ماست</p>	<p>۱۲۳</p>
<p>بجلا الله که مرادوش از غمت خواب آمد دست خواب چوں آید که چشم غرق خواب آمد دست</p>		

خواب را خالم همه گویند افسانه است این  
 چشم خواب آلود تو خالم ترا خواب آمدست  
 هیچ کس را از نکور و یاں نه بینی دل سپید  
 گویم که گرد سرخست این که نایاب آمدست  
 دل بابر و تو پیوست آن هم از دیوانگیست  
 دور کن از خول وضو کرده بحراب آمدست  
 خوشتر از خط دبیران شد سواد زلف تو  
 خوش توان خواند آنچه در غلیات طناب آمدست  
 پیش تو خواهم شوم کال زلف را تا بے دهم  
 زان مثل ترسم که در حق رسن تاب آمدست



بر در عشقت کشاید بار معینها حسن  
 اگر چه مصراعینت آن نیز اندرین باب آمدست



چه چاره سازم که رسم چاره سازی نیست  
 چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست  
 و گر نه راه امیدم بدین درازی نیست  
 جز این سخن شنوی آن سخن نمایی نیست  
 حقیقت غم عاشقی مجازی نیست  
 میان ما و شما عشق هست بازی نیست

ترا بکام دلم به هیچ دلنوازی نیست  
 دلم به بردی و نواختی هزار افسوس  
 هوای زلف تو ام داشتت سرگردان  
 مرا چه قبل توئی در نماز گرازان  
 طریق سهل مبین دار عشق بازی را  
 مگر تو نرسیدست کال بزرگ گفت

۷	حسن چودھ صف عشق آمدی ز سر بر خیز کہ بے سرسیت دریں راہ سرفرازی نیست	۱۲۴
ماہ سن چوں طرہ از رخ برگرفت مطرب عشقش نوائے ساز کرد آتشے در دل نہاں می داشت عقل گر پا بر سر عالم نہاد خوٹہ زد ہر کس اندر بحر عشق بُت پرستی را ہدایت روئے داد	عاشق تنویدہ کار از سر گرفت پردہ از روئے سلامت برگرفت عاقبت دیدم کہ ناگہ در گرفت عشق خواباں پا بہ بالا برگرفت ایں یکے غرقہ شد ایں گوہر گرفت بُت رہا کردو دربت گر گرفت	
۵	در حسن ہم ایں صفت بیغم کہ او دل بدادو دامن دلبر گرفت	۱۲۵
سلطان بہت پنج تہو عہد نوشت اے ظلم پیشہ خار منہ برداشت اے آنکہ خوب خوب پیش تو زشت زشت بگزد بکشت زار کہ زارست حال کشت	جانم فدات اے پری آدمی سرشت رخ چوں دہشت برو خط پہ می کسی گل راصفت کنم مرد و خورشید را کر تخم امید کشتم و تو ابرو رستم	
۹	بخت آں بود کہ بر دل سنگیت بگذرد یاد حسن شبے کہ نہد سر بہ نیم خشت	۱۲۶
خار خار غمت جگر غوارست	اگر چہ روئے خوش تو گلزارست	

یوسف من بہائی خویش گوئے بوالعجب مذہبیت مذہب عشق نفسے میسر نم بدشواری دل بروی و بر شکستی نیز ما خطائے نکر وہ ایم و لے ست بازار حسن تو ہر روز تا کہ شد حلقہ زلف میگوشت	کہ ہمہ عالمیت خریدارست ہر کہ توبہ کند گنہگارست گلہ کردن ہم از تو دشوارست کار ما دل شکستگان ارست خوئے بد را بہانہ بسیارست تیز تر این چہ روز بازارست کعبہ ما دکان خمارست
--	--



نالہا میسند حسن چہ کند  
بلبلے در نفس گرفتارست



سرے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت یارب ہمیشہ بر سر من پائیہ دار باد بکشا دتیر غمزہ و لیکن نزد مرا گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چوں رکاب گفتم سگ خودم خوں چوں داغ مینہ من صدوائے زار کشیدم ز دل چنے	صبح سعادتست دم از من دریغ داشت آں ابر رحمتے کہم از من دریغ داشت آں تیر غمزہ را بدم از من دریغ داشت آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت او یک نوازش تسلیم از من دریغ داشت
--	---



فالے ہمہ ز دم من از روئے چوں حسن  
فال حسن نگر کہ ہم از من دریغ داشت



دلم بروی و سامان کار پیدا نیست	کہ دام دل کہ زدست غم توشید نیست
--------------------------------	---------------------------------

وگر نہ روح قدس مرداں تمام نیست در آں دیار کہ فرمان گشت غنائست مہوز گردش ہنشاہ عشق پیدا نیست درے ہمے طلبم کان سبج و پائیت کجا بست جائے تو آنجا کہ جائے ریا نیست	مگر تو حل کنی این مشکلات نامہ خود دلم بیاد تو فانی شد از غم کوہین رسید لشکر در و گرفت کشور جاں تمام عمر مرا صرف شد بغوا صبی مرا ز جائے تو ہر جانناں ہی پسند
--	---

۴

حسن بکچ دل عاشقانست میجوی  
محل گنج نہفت است آشکارا نیست

۱۲۹

باز گرد کوئے یار بے وفا خواہیم گشت  
او بلا سوزست و ما گرد بلا خواہیم گشت  
یار اگر چو گاہ زند تا حال ما ایستہ کند  
ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہیم گشت  
چند مدح مصلحاں گوئیم و مدح مفنداں  
تو چہ پنداری کزینہا پار سا خواہیم گشت  
از نوائے عشق گریبانگے بیا خواہد رسید  
تا قیامت ما براں بانگ نو خواہیم گشت  
دوشں عہدے شد کہ اندر قص ما گردیم بیش  
مطربا یک صوت خوش بر گو کہ ما خواہیم گشت  
روز محشر گر بساط خاک طے خواہند کرد

ذره وار از مهر خوباں درخواہیم گشت

۹

ہرچہ از معشوق تشریف بجا خواہیم یافت  
چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت

۱۳۰

بادے ز عرصہ چمن از من در بے گشت  
وانگہ نسیم پیرین از من در بے گشت  
چوں او خیال بخشن از من در بے گشت  
او در ہمہ محل سخن از من در بے گشت  
درچہ فرو شد مرسن از من در بے گشت  
آن ترک را کہ تا ختن از من در بے گشت  
آں بود آرزوے من از من در بے گشت  
ز بس درد مردم کفن از من در بے گشت

ان گل کہ بوئے خویشتن از من در بے گشت  
یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد  
محض خیال باشد امید وصال یار  
دیدار جنتش سخن بے محل بود  
اندر نظارہ ذقن و زلف غنبریں  
من خود بطوع و رغبت خود می شوم اسیر  
بخشا و تیر غمزہ و لیکن نزد من  
گفتم ز بریر دامن درد خودم بپوش

۷

من عشق تا ہا شش فرستادم اے عجب  
ویک قصیدہ حسن از من در بے گشت

۱۳۱

میمدہ کز ہمہ شغل فرغت  
کہ امر و زہم ہوائے جوئے با غشت  
ویک از خم شاں صد جائے با غشت  
منو زان بادا اندر دماغشت

بیا ساقی کہ گل ہمان با غشت  
نشان توبہ از من کمتر کج جوئے  
اگرچہ شستہ ام دل از بتاں پاک  
اگرچہ خستہ ام از بادہ چوں باد

حدیث من حدیث کبک ز غست  
برو غم سر بسر پر کلا غست

تا اہل خرقہ نہ اہل خرابات  
چو تہنی اندرونم پر طاؤس

۷

حسن دل راز تفت در دمی سوز  
کہ آں شبہائے عاشق را چرا غست

۱۳۲

چند با مادل گراں کردں اگر از رنگ نیست  
چند ازیں زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست  
نالہ مادِ عینم تو بگذرد از اوج چرخ  
چرخ را با ہفت پرہ حدایں آہنگ نیست  
عقل ما سمری نہد بر پائے عشقت چوں کند  
مور مسکین راز تعظیم سلیمان ننگ نیست  
کعبہ وصل ارچہ ہست از ما بصد فرسنگ دور  
گر تو ہمہ میثوی و اللہ کہ یک فرسنگ نیست  
خیز تا با سبزہ دگل ذوق گیریم از سماع  
غلغلے از نائے بلبل بس بود ارچنگ نیست  
جز سیہ کاری نہ کردی تا سیاہت بود موئے  
چوں سپیدت شد کنول بعد از پیئیدی نگ نیست

۹

چند تہنی اے حسن در گل رخاں سبز خط  
چوں تہ کو تر تہنی آں آئینہ ابے رنگ نیست

۱۳۳

خرد رخت فضولی بار کرد دست  
 کہ گل را صبح دم ہشیار کرد دست  
 مرا مرغ سحر بیدار کرد دست  
 کہ یا ما عمر بدہ بیار کرد دست  
 وے یک دو قدح در کار کرد دست  
 ندانم از کجا افکار کرد دست  
 خط خونریزہ با خود یار کرد دست  
 کہ این شوخی نہ اول بار کرد دست

مے دوستینہ درن کار کرد دست  
 بیاساتی مے گلگون پدید آر  
 چہ منت می نہد بر من مؤذن  
 در آمد اینک آن ست ثبائن  
 اگر چہ دوش از می توبہ می کرد  
 خصومت بادل افکار من داشت  
 چہ خونہار یزد آن لب خاصہ کنوں  
 دلا چندیں چہ نالی آخر ازوے

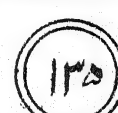
حسن منکر نیار د شد ز عشقت  
 کہ پیش عالمے اقرار کرد دست



از حال دل بخیر انت خبرے نیست  
 چیزے کہ مرا با تو بود با گرے نیست  
 زان رو کہ مرا جز در تو ہیج درے نیست  
 کمتر مکن از جرعه اگر بیشترے نیست  
 حیلست چکنم تیر اجل را سپرے نیست  
 بردل شد گال عیب فتن ہنرے نیست

اے دوست ترا بر سر و قدم گذرے نیست  
 گفتمی بگستاں رو و در لالہ و گل میں  
 اے من سگ کوے تو فرن سنگ جفایم  
 زان می کہ لبت خورد نصیب من مسکین  
 پر ہیز بر سر شد از زخم کہ زد عشق  
 اے خواجہ عاقل تو دل خویش نگہ دا

سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز  
 اے خاک براں سر کہ برود در سرے نیست





گل نو پرده بر عارض فرو بهشت  
 ز روئے خوب روپنهال کند زشت  
 از انست این سیاه روی در امکشت  
 نیاید هیچ وقت از لیلیاں کشت  
 یکے آں حرف نقضیں کرد بنوشت  
 ز غم بستر بده زانده بالشت

خط تو تا برات حسن بنوشت  
 ز تو در غنچه پنهال شد گل آری  
 ز روئے روشنت آتش جدا ماند  
 نیاید صبحدم از عاشقاں صبر  
 غیبی گفت مصنمون دل خویش  
 ششم از دولت او خوش گذشتست

۹

حسن خاک درت از دیده تر کرد  
 مگر زان گل بنی در گور او خشت

۱۳۶

عشق تو عیش روزگار منست  
 شب تاریک راز دار منست  
 اثر ناله های زار منست  
 دل پر خوں که یادگار منست  
 چشم شوخ تو گفت کار منست  
 اختیار تو اختیار منست  
 همه مقصود در کنار منست  
 روئے خوبے تو نو بهار منست

نعت امروز عکسار منست  
 گر ندارم ز محراباں روزی  
 به نفس پیرهن دیدن صبح  
 تا بخاکش نه افگنی ز بهار  
 چرخ در خون من کمر می بست  
 اگر اسیرم کنی و گر بخشی  
 اگر تو یک روز در میاں آئی  
 همه عالم اگر خنزاں گیرد

۴۰

گر حسن را نمی کنی یاری  
 وقت آخر بگو که یار منست

۱۳۷

اے ترک تندر رفتہ زبایکڑاں باہیت	برآب چشمِ مانظرے کن ازاں باہیت
رفتی تو مے نہ ایند آبِ رواں چشم	آخر یکے نظارہ آبِ رواں باہیت
اے برہلاک کردہ غمان و رکاب گرم	یک شہر دستِ مینزدت بر غناں باہیت
خواہی کہ مہ بکاہد بر بامِ خود برآ	ورنجِ سرو خواہی در بوئساں باہیت
پروانہ وار در قدمت او فادہ ام	تو شمعِ عاشقانی و درکار شاں باہیت
لے آنکھ آمدی بسر کشتہ ہائے خوش	اگر ہست اتفاق دعا یکڑاں باہیت



در کارِ دلبراں حسنِ از دیدہ دل بنہ  
ور نیز کارے افتد با جاں بجاں باہیت



زفتہ در دل سنگیں تو چہااست کہ نیست  
بہر کردی دعویٰ خدا گواست کہ نیست  
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تو اں گفت  
ز نیکوئی ہمہ ہست و ہمیں فہاست کہ نیست  
در تو کعبہ مقصود داد خواہا نیست  
برائے آلِ ہمہ باز و برائے ماست کہ نیست  
ہمہ غمت و ہمہ درد حاصل عشاق  
ازیں متاعِ دین قافلہ چہااست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتاری در ولِ جانِ حسن  
ببین کہ داغِ غم تو کد ام جاست کہ نیست



از روئے خوب غمے مخالف غریب نیست جاں نمی دهم در انده جانان و شاکرم اوصاف عشق معرفت از مدعی میرس بلبل بباغ شد چه غم از بانگ باغبان چندیں چه نمی کنند ز نالید غم عجب اصلاح طالع من و درمان درد من	نرمی ز لعل سلسله میوای قریب نیست کاں که حبیبی بگله باشد حبیب نیست محبوب را زیج چراغی نصیب نیست اگر یار یار باشد بیم رقیب نیست اگر گواه از فراق بنالارد عجب نیست اندازه منجم و حیدر حبیب نیست
---	---

آواره شد دل حسن اندر هوا کس دوست آوارگی ز حال غریبان غریب نیست	۱۴۰	۷
---	-----	---

کو دیده که فراق رخ تو پر آب نیست روزم تو بر فروز و ششم را تو نور بخش ای محبت تو خیمه بخار حسانه زن آں میزبان که کاسه مهیا همی کند گفتی ترا چه سوز و چه شورست در سماع بے حلقه کند سر زلف نیکوای	اکو دل که در کشاکش عشقت خراب نیست ایں کار تست کارم و آفتاب نیست اگر زنده ما که مستی ما از شراب نیست گویند قلمه خوش مزه ترا ز کباب نیست ایں نال سوالهاست ای ترا جواب نیست اگر کعبه میر ویم دعا مستجاب نیست
---	--

هر دگر که در خزان دل داری لے حسن آزما بسک کلک کشیدن صواب نیست	۱۴۱	۷
--	-----	---

دلبر مایگان افتاد ست	شورے اندر زمانه افتاد ست
----------------------	--------------------------

فقد ما کہے برد در پیش انے سلامت گزین سپر کردار مؤذن اندر صلاے حی علی یار آوارگی ہستی خواہد چند گونی زحمانہ کعبہ	اینکہ بر آستانہ افتاد دست تیر ما بر نشانہ افتاد دست صوفی اما نشانہ افتاد دست رقن حج بہانہ افتاد دست کار با حصم خانہ افتاد دست
---	---



یکے از بندگان اوست حسن  
کہ ز خواباں یگانہ افتاد دست



دل غمت را ز کرہائے الہی دانست بتلائے کہ بد و داغ بلائے تو رسید جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش بست جان من بندگی روئے ترا کرد اقرار لے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ بس نامدست کہ صحبت ز میاں برخیز	خاک پائے تو بیا ز افسر شاہی دانست آں بلا ملک نامت سنای دانست ہر کہ حرفے ز سپیدی و سیاہی دانست خط خوب تو بر لب دید و گوای دانست قصہ ما و تو شہری و سپاہی دانست قدر من بندہ بدال ورنہ بخوای دانست
---	--



بحسن انچہ رسید از بد و از نیک ایام  
نے ز تو نے ز خود از حکم الہی دانست



بامر زلف تو مارا سرو سوئے ہست دیدہ گرا ز رخ خوب تو ندید آسائش	وصل ہر چند محالست تنہائے ہست سینہ را از غم دیرینہ دل آسائے ہست
--	---

نگذاری کہ سرت گردم و پائیت بوسم لب تو خواستم از غمره زدی نیش آئے خلق گویند دلت راز کجا صبر آمد اے کہ نظاره دیوانہ نکردی ہرگز	آخر ایں کار مرا بیچ سرو پائے ہست ہر کجا فرض کنی خارے و خرمائے ہست اے دل از صبر نشاغم دہا اگر جائے ہست قدے رنج کن ایں سوئے کہ رسولے ہست
---	---



دبدم تیرہ کن روز حسن را امروز  
آخر اندیشہ کن امروز کہ فرداے ہست



اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالا راست قدو غو بان چہاں است ترا قدو نیست زاغ را گر چہ ہند کبک کہ رفتن کژ تا ز ابروے کژ خویش کماں ساختہ اے کمر بستہ چو جزا و شہ کردہ چو تیر فکر خال سیات می یزم اے جاں چہ کم	راست بر شکل نئی لیک نی با مار است آئے این خلعت غیبت بدایں بالا راست نہواند کہ ہند پیش تو ہرگز پا راست من ہدف کردہ ام اندر دل خد صبا راست گوئی آں تیر عطار دشنہ آں جزا راست چو بازار نی آیدم ایں سودا راست
--	--



بر حسن بیچ گئے نرم ندیدم دل تو  
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خارا



شب گذشتہ مرا از محنت چہاں بگذشت حدیث دروچہ گویم کہ شجہ ممکن نیست بر آستین جناب مال بیش کہ کار د	کہ موج اشک من از اوج آسماں بگذشت در طبیب چہ پویم کہ کار از اں بگذشت باستخواں برید و زناستخواں بگذشت
---	---

تو دیر ماں بے لاس است کہ آں فلان بگشت در بخت عمر عزیزم کہ رائگاں بگشت ز کعبہ دور فدا دیم و کارواں بگشت	جھکیت دل بیمار من چہ می پرسی نہ زیر پایے تو مردم نہ بر سر کویت بخد منت نہ رسیدیم و عمر آخر شد
--	---

۹

حسن ز حرف بلا خواست تاکہ در گزرد  
ولیکن از خط تقدیر کے تو اں بگشت

۱۴۶

غلط کر دم بہشت روزگار ست  
مرا بانسیہ فدا چہ کار ست  
چہ غم چوں پایہ عشق ہتوار ست  
عس پیرون دزدانہ دھار ست  
مراستی و حاسد را خار ست  
شکایت چوں کھنم او یا رخسار ست  
کہ از خط سیاہش یادگار ست  
نہ این گواہ بر لے آں سوار ست

چہ رویت آنکہ کوئی نو بہار ست  
بنقد امروز با او در ہشتم  
اگر ہر دو جہاں از پا در آیند  
خود مغرول عشق اندر تصرف  
ہمہ سہم از لب میگون معشوق  
اگر قصدے کند زلف چو مارش  
بو سہم نامہ خود روز محشر  
گرم چو گال زند بر سر بزل گو

۷

حسن از چشم شوخ گوشہ گیر  
ہنوز آں ترک مست اندر شکار ست

۱۴۷

چوں حسرت من جس تو ہر روز زیادت  
بیمار نمیرد چو تو آئی بعیادت

لے چوں مہ نو آیتے از نور سعادت  
گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا

گر میل کند ز گرس مست تو بستان این عقل من و عشق تو دانی بچه ماند از زخم تو نالیدن و مرهم طلبیدن روزے که تو در کشتن من دست بر آری	ما و لب میگوں تو نذر بد و زبادت رو باه که باشی ز نذلاف جلادت نقصان ادب باشد و متی ارادت من سوے تو انگشت بر آرم بشتادت
--	--



۱۷۸  
اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز  
وین جله نحوست بدش کن بسعادت



در و عشاق را دو ادر گریست دل فدا کردم آں کمال کش را یار یاری کند اگر خواهد در قیامت که حشر حشرتی بود ما بوی نگار زنده شدیم ساقیا صاف اگر نماز چه شد	داغ معشوق راحت جگر است زخم تیرش سعادت سپر است قصه ما هنوز بر اگر است بهر که عاشق نبود او حشر است حشر ما خود قیامت دگر است درویش آریں چه درو سر است
--	---



۱۲۹  
دعوی زهد کرده بود حسن  
سخن مدعی چه مقبر است



سر زلف تو تا به پیچید است آن زلف است روزگار مست دل بگیوت چو لسن بازے	کار این مبتلا به پیچید است که سر تا پای به پیچید است بکمند بلا به پیچید است
--	---

طرہ گردِ سُرخ تو پسنداری	گرد گنج از دبا بہ پیچیدست
ترک من عشقِ سخت بازوے تو	گردن صبر ما بہ پیچیدست
باز کن فرشِ ناز کایں درویش	ز بدچوں بوریما بہ پیچیدست



نخواست جگر ترا حسن بدعا  
گر بے در دعا بہ پیچیدست



دل کہ باز آورده بودم ہم بدلبر بازگشت  
مرغِ جانم ہم بداں سرو سمن بر بازگشت  
گل بدعوائے رخس دامن کشاں آمد بیلغ  
از نجات ہمچیناں بادامن تر بازگشت  
گفت مشاطہ روم رویش بسیار ایم چہ ماہ  
آفتابے دید بر بامے ہم از در بازگشت  
دوش سلطان خیالش در دیار مار رسید  
قلب ما بشکست منصور و مظفر بازگشت  
اے طیب من کجا رفتی یکے گرد دلم  
باز گشتے کن کہ آں بیمار از سر بازگشت  
از لب میگویش یک جرعہ ہشناقال رسید  
زادہ صد سالہ از سبجہ باغ بازگشت

بینخبر آمد حسن یکے شب بکوئے یار خویش



۷

آستانش بوسہ داد و بیخبر تر باز گشت

۱۵۱

اگر ت اندیشہ ماہست غم نیست  
 بدار الملک عشق این جنس کم نیست  
 بلے درویش مرد محتشم نیست  
 کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست  
 رہ عشاق بے خار ستم نیست  
 ہند صد بار بر محبوب ستم نیست

غم و اندیشہ ما بے تو کم نیست  
 دل پر خون و جان خستہ داریم  
 خرد با عشق خواباں بر نیاید  
 ترا دیدم دل از جاں بر گر فتم  
 دلا صبر از ستم بر کار می دار  
 اگر سرچوں قلم بر خط لیلی

۵

حسن گنج سلامت گیر و بنشین  
 ترا اندازہ ایں رہ قدم نیست

۱۵۲

دل شکستہ گشت از چہ دلتاں گشت  
 چو او گشت تو گوی ہم جہاں گشت  
 ہمیں قدر کہ فلک کشش و اں گشت  
 زمانہ نیز بہ نجات من ایں زماں گشت

ہم کہ بادل من یار بو ازاں گشت  
 جہاں حسن بدال بے وفا تعالیٰ گشت  
 بو چہ طعن گنجتم جفا مکن چو فلک  
 ز بخت خود گلہ بازمانہ مے کردم

۱۱

حسن مگر دکنوں گرد دوستی کسے  
 کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں گشت

۱۵۳

آستان آسمانے دیگر ست

عالم عشقت جہانے دیگر ست

<p>عقل را از دفر عشقت چہ سلم  دورخ اندر راہ مشتاقان تو  عالی پر شد ز خاموشی من  ہرگز دم در باطن من جانہو  عشق ابروے تو خون من بریخت  با بلا ہائے تو عادت کرد نیست  درد و راحت در جہاں بسیار بود  جاں میں یک بیت دادست آن  گشتگان خنجر تسلیم را</p>	<p>آں ورقہا را نشانے دیگرست  ہر شرارے بوسٹانے دیگرست  بے زبانان را زبانی دیگرست  خلق ظاہر را گمانے دیگرست  وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست  حافیت اندر جہانے دیگرست  درد تو راحت رسانے دیگرست  آں گویہر زکانے دیگرست  ہر زماں از غیب جانے دیگرست</p>
--	---

۷

اے حسن سودات رحمت میدہد  
وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست

۱۵۴

<p>نر تیغ بلا ترسم و نر تیر لامت  اندیشہ کن کردل ما کشف شود راز  دردین رویت اگر منغ کند خلق  تو بہ مطلب از من مسکین کہ در آفاق  در گور برم از سر کیوئے تو تارے  میگفت صلات خوشے امروز مؤذن</p>	<p>باید کہ ازیں ہر دو تو باشی سلامت  قارورہء ما نشکند از سنگ ملامت  برویدہ نہم منت بر خلق غرامت  ہرگز گنہ عشق نیاوردند امت  تا بر سر من سایہ کند روز قیامت  چون قامت او دیدن باں ماند رقامت</p>
--	---

ایں طرف طریقت کہ دیدیم حسن را

۵

می بکفت دہشت در نظر و لاف کرامت

۱۵۵

اگر بے خان ماں خواہی بسے هست  
نگہ کن کز ضعیفاں و ابے هست  
ہماں قاتل مرا یاری رسے هست  
چنین یکسر میا اینجا کسے هست

دل کا سودہ دل بے تو کسے هست  
الائے سارباں محمل مراں تند  
ننالگم گرچہ زارم می کشد یار  
اگرچہ در دلم رو کردی لے یار

۷

بیا دریاب اے ساقی حسن را  
کہ در جام مراد او خسے هست

۱۵۶

نیست روزے کان لب غنوخارا و خونریز نیست  
فتنہ عشقش کم از خوفائے رستاخیز نیست  
نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او  
باسرگیوش ہم سامان دست آویز نیست  
نسبت بالائے فغانش مکن با ایسچ سرو  
سرو را بالا خوش است اما بلا انگیز نیست  
عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند  
انچہ در فریادی بینیم در پر ویز نیست  
چند گونی از ہوائے نیکواں پرہیز کن  
ہرچہ بیمار ہی عشق است اندراں پرہیز نیست

از خدا امید می دارم که فردا روز حشر  
دست من ندهند مکتوبی که عشق آمیز نیست

۷

تینج جلا دی چه آری از پئے قتل حسن  
بیمچ تینجے چول سر شرکاں خواباں تیز نیست

۱۵۷

دل بہ او دادن ہیں کارِ نیست  
گر چه دل بردست دلدارِ نیست  
داغ و دردت باغ و گلزارِ نیست  
ایں ہم از بخت نگو نثارِ نیست  
کال شغلئے چشم خونبارِ نیست  
باشد آں شب روز بازارِ نیست

دلبرے دارم کہ غنچہ از نیست  
من بدل بردن چہ را رنجم ازو  
گلرخابے تو نخواہم باغ و گل  
چند زیر پیرہن گردی نہاں  
لعل خونین ترا از اں دو ستم  
گر سگ کوئے خودم خوانی شبے

۷

گیسویت را یاد دادم از حسن  
گفت می داغم گرفتارِ نیست

۱۵۸

اگر چه پائے من از دست تو بریر گل است  
ہنوز دست بدامان عهد متصل است  
خلاف کردی و بد کردی و خطا کردی  
بیا کہ ہر چه تو کردی ازین طرف بکل است  
مرا کہ قبلہ جاغم توئی چہ کار آید

بتے کہ درختن و لعتے کہ در چگل است  
 دل مرا بتو کارے فدا چہ تو اں کرد  
 شنیدہ مثل مردماں کہ کار دل است  
 دریں جہاں و در اں با محبت تو خوشم  
 ہواے عشق بہر جا کہ ہست مغدل است  
 اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے  
 بہوے خوں شناسی کہ ایں کلام گل است

۷

حسن اگر چہ نکر دست در وفا تقصیر  
 بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است

۱۵۹

کو عنان تافتہ ویں سوختہ در نہال است  
 ریت ساقی زرنہ زلف مبارک فل است  
 عجے نیست کہ یک فتنہ رویش خال است  
 اندراں کوئی کہ سرے سر ایں پال است  
 وہ کہ بیمار من امر و بے بد حال است  
 گر کسے زندہ کند کار ہاں قتال است

دل بقرآک کیجے بستم و چندیں سال است  
 رخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام  
 من اگر والد آں حسن دلاویز شوم  
 من کیم در عہد عالم کہ ہم پائے طلب  
 نالہ زار کہ کرے دلم آں نیز گذشت  
 ترک خونریز مرا کشت طہیباں چکنند

۷

در غمش جاں لب آمد چہ تو اں کر حسن  
 من بریں حال و زراں سوئے ہنوز ہمال است

۱۶۰

<p>میشکے کہ کیشد او بہہ ملک ختن نیست  ہر گاہ کہ خند و گل دلہا بکشا ید  می گفت نگین سخن اندر دہن من  بند دل دیوانہ مادر رسن زلف  لے خواہ مخم چه شد آخر خبرے دہ  برداشت زمین دست غمش پردہ عصمت</p>	<p>سرفے کہ رواں کرد در لطف چمن نیست  آں غنچہ از باغ بہشتست دہن نیست  در تنگی اں تنگ شکر جائے سخن نیست  آں کیت کہ دیوانہ اں بند رسن نیست  زاں اختر مسعود کہ در طالع من نیست  دانست کہ این مژدہ سوار کفن نیست</p>
--	---

۶

پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق  
گو بر در گے حکم کن این کار حسن نیست

۱۶۱

<p>دولت اگل نکرد محنت خار از کجاست  یار من رخ تباقت گفت نیاز ز دست  ترک من آخر بدار غمزه خونریز را  لب طلبیدم ز تو زلف بر افتاندم  گفتہ بدی با تو ام بہت خبا کہ عجب</p>	<p>راحت مے ناپدید رنج خار از کجاست  وہ اگر آزار نیست نالہ زار از کجاست  گر تونہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست  مہرہ بکف نامدہ آفت مار از کجاست  آب حیاتی بلطف در تو غبار از کجاست</p>
---	---

۷

چشم حسن گر ز بخت بر سر کوی تو حق  
برہ دیوار تو نقش و نگار از کجاست

۱۶۲

ندانم چوں شود اے دوست حال دوست دار  
مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیارانت

ازاں میگوں بہت روزے نشد یک جُرحہ ام روزی  
 تو خوںم نوش کردی نوش بادا و گوارا نت  
 جاجوئی اگر بینی بجمع خرقة پوشا تم  
 دعا گویم اگر بنیم میاں بادہ خوارا نت  
 توچوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل دیں  
 کہ حد ایں سپہ ہانیت دفع تیر بارا نت  
 کسے بودے کہ بر سر لشکر خسرو خبر بردے  
 کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارا نت  
 تو اے شاہ بتاں گیسو بدستم دہ مگر با شتم  
 بدیں درگہ یکے از جلد زنجیر دارا نت

۷	<p>حسن را در عنت یکدم نمی باشد قرار آ رہے بریں رفتست پیوستہ قرار ازین قرارا نت</p>	۱۶۳
<p>کندر موشش ایں دل صد پارہ کبابست شہرے کہ چنین مست نیایش خرابست اندیشہ ہینست کہ ایں رہ ہمہ آبست دائیم و نگوئیم کہ ایں را پہ جوابست بگذر کہ مصلائے مراد غ شرابست زین باغ بہشتی کہ ترا زیر تقابست</p>	<p>اے شوخ ترا دل لب شیریں چہ بہر بہت مستت بیا دل لب میگوں تو شہرے مندشیم اگر راہ بریں دیدہ کنی لیک گفتی ز بتاں سوختہ کیست کہ داند لے شیخ میا پہلوئے من در صف طاعت اے دوست گلے چند بدیں سوختگان بخش</p>	

۷	واللہ کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن بے روئے نکو دار چنیاں دار خدا بست	۱۶۴
---	--	-----

لب شیرینت را شکر خلاست اگر ساقی تو خواهی بود مارا منه نو بر فلک بستند خلقه شب هفتم که مسه نیمه نماید برت چوں سیم و زلف تست چوں عود اگر ہاں بخواہی صوفیاں را	اگر شیریں تویی شکر کد است کہ می گوید کہ می خوردن حرامست من آن منہ را کہ بر بالائے باست اگر تو روئے بنمائی تمامست طمع برہم چہ خواہم بہت نیست ازاں حلوانجر دہ تا چہ نہاست
--	--

۵

عزیزان از حسن صحبت مجوید  
شمار حلت کنند اورا متقامست

۱۶۵

کود لے زد دست تو صد پارہ نیست سر عشقت از دل عشاق پرس خوار گشتم در غمت طرفہ ترانک آفتاب از کوہ جلوہ می کند	یا بشمشیر غمت آوارہ نیست عقل را ز حمت مدہ این کارہ نیست اندریں غم جز غم عنسوارہ نیست با سر پایان این نظارہ نیست
--	--

۷

باحسن گوئی کہ بے من صبر کن  
صبر بے تو حد این بیچارہ نیست

۱۶۶

مراد در غمش پارسائی نساخت خرد منکر از عشق و عشق از خرد بمیگوں لبش حشر قدہ در با ختم	فسوں خوانی و خود نمائی نساخت دو بیگانہ را آشنائی نساخت قدح نوش را پارسائی نساخت
---	---



دل دین و جان پیش کش کردش	تو انگریز بے نوائی ساخت
چہ آرام لے دوستان از طبیب	کہ آزرده رامومیائی ساخت
شکایت ز خورشید توجیہ نیست	اگر بوم رده شنائی ساخت

۷

بترسید از قتل خوابا حسن  
گدا طبع را پادشائی ساخت

۱۶۷

گر پرده برکشائی ازاں روئے چوں بہشت  
روشن شود بر اہل نظر حال خوب و زشت  
تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید  
صد جان و دل نہفتہ در آب گل سرشت  
تا قامت تو شاخ گلت دید باغبان  
در باغ شد زینخ بر افگند ہر چہ کشت  
واللہ اگر تو نہ دہم نہ نباشیم  
گر سر بر می مرا نہسم پایے در بہشت  
رضواں اگر بہ میند خشت درت کند  
جملہ نگار خانہ فرود و س خشت  
کاغذ ز گریہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت  
شرح فراق خویش تو چوں توان نوشت

چندین حسن برشتہ جاں دل چہ بستہ

۷

سہلست گرگست چہ شد مریش نرشت

۱۶۸

در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست  
 صوفی کہ عشق رباز و صاحب کرامتست  
 آن شب مرا برابر روز قیامتست  
 مہری ہنوز منتظر وقت قیامتست  
 روز حساب حامل کارش ندامتست  
 دل کو خراب شو چو دلتاں سلامتست

چشمے کہ در نظارہ آں سر وقتست  
 بر روئے آب میروم از موج اشک خلتست  
 شب در خیال دوست نباشد برابرم  
 من در نماز وقت خوش از یاد قاتمتست  
 ہر گونہ بر معالہ عشق کار کرد  
 دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید

۷

باریست از ملا متیاں بر دل حسن  
 کارے بجاں فادہ چہ جائے ملا متست

۱۶۹

سنہ ہمایہ حسن بدنیت  
 رستہ پیر امن سمن بدنیت  
 شحمہ زنگ بر ختن بدنیت  
 ترسم ارچہ ولے رسن بدنیت  
 یعلم اللہ کہ نزد من بدنیت  
 چوں بگوئی کہ ایں سخن بدنیت

از خطش سایہ بر سمن بدنیت  
 آن بنقشہ کہ خط خطاب ویت  
 خال بر عارضش نگہ کروم  
 دیدم آن زلف ولل ز نخد لں را  
 ہر بدی کا ید از نکو رویاں  
 من بیاد بتاں نکو سخنم

۷

گر کس این نکتہ را خلافت کند  
 اتفاق تو اے حسن بدنیت

۱۰۷

جز من کہ دید اینکہ بلائے فراق چیست  
 ہر دل کہ چوں چراغ غمی سوز و از فراق  
 خواہم زحق برآمد آں رشک آفتاب  
 در کلبہ بس است ہماں صورت لطیف  
 با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں  
 اگر فرصتہ ہی توان یافت کام خویش

آسودہ را خبر چرا از انکاشتیاں چیست  
 اورا چہ روشنت کہ سوز فراق چیست  
 کہیں ہفت شمع باز دریں ہفت طاقت چیست  
 چندیں ہزار نقش دیں نہ رواقت چیست  
 سیارہ دلم را این حشر و اق چیست  
 ہاں اے غم فراق بگو اتفاقت چیست

(۱۴۱)

خلقے غریب نعمت وصل انداے حسن  
 جز من کہ داند اینکہ بلائے فراق چیست

(۶)

از لطف عشق شعلہ دروں آمدن گرفت  
 اگر دم بے براں لب نہینوت چشم سُرخ  
 کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد  
 ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ  
 روزے برے طبیعت تشبیہ قد خویش

دود از درون سینہ بروں آمدن گرفت  
 اینک ز نوک ہر قرۃ خوں آمدن گرفت  
 موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت  
 از دولت غم تو کموں آمدن گرفت  
 گفتم الف نویسم توں آمدن گرفت

(۱۴۲)

شب کا مدی شنیدن شعر حسن ز دور  
 گفتم پری گر بہ نسوں آمدن گرفت

(۶)

گر ترا خشمے است در سر سر کشم پیش سنا نت  
 و ر بجاں خوش میکنی دل جاں و ہم بر آستان

حال سکیں نپرسی زاہ منظر ماں بترس  
 وہ چہ چیلہ سازمے جاں بادل ناہرانت  
 گر بزلقت دست بازم سرہمے پیچد کند  
 ور زلعت بوسہ خواہم تنگ می آید دمانت  
 یک نسیم سنبل تو ہر دو عالم زندہ کرد  
 باش تا گلہائے دیگر بشکفت از گلستان  
 اے بونے تو شگفتہ نو بہار آفرینش  
 من ندیدم چوں تو باغے آفریں بر باغبانت

۷

اگرچہ از ناز و رعوت چوں حسن بردست ہجر  
 رایگانم می فروشی ہسم خریدارم بجات

۱۶۳

مشکے چو خط تو در ختن نیست  
 بونے تو بایسج پیرہن نیست  
 کارِ دگریت کارِ من نیست  
 شیریں تر ازین سخن سخن نیست  
 دیوانہ بدست خویشتن نیست  
 مارا سربے تو زینتن نیست

سرے چو قد تو در چین نیست  
 ہر پیرہنے کہ می درد گل  
 یروچوں تو کسے دگر گزیدن  
 دایم سخن از لب تو گویم  
 از عہد ہائے من چہ رنجی  
 جاں پیش خیال تو فنا دیم

۷

گفتی کہ چہرا جدائی از من  
 این از فلکت از حسن نیست

۱۶۴

اے دلم را تا قیامت با تو بیما نے درست  
 نیست از دست غمت دریغ تن جانے درست  
 گرز در پیروں خرامے این چنین دامن کشاں  
 خلق مسکین را کجا ماند گر بیبانه درست  
 گر کسے پر سد چھا دارید از ملک جہاں  
 یک دل صد پارہ داریم و پیما نے درست  
 شاہکستی زلف کافر کی شش ظالم پیشہ را  
 آں شکستہ با کسے گذاشت ایمانے درست  
 نہار اگر با خندہ شیرینیت لافے زند  
 در دہان او نہ ماغم نیر دندانے درست  
 ترک من تا تیر عنبرہ راست کرد از ہر طرف  
 میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۷

اگر بر غبت بشنوی یک روز بیتے از حسن  
 تحفہ آرد پیش تو ہر روز دیوانے درست

۱۷۵

می دہ کہ در امید باز است  
 در مذہب ما ہمیں نماز است  
 او عاشق قصہ ایاز است  
 این کار بدست کار ساز است

ساقی شب ماضی دراز است  
 رویت بگریم و سجدہ آریم  
 شہنامہ چہ خواست کرد محسود  
 با وصل تو ام نہ ساخت کارے

از ناز نمی کنئی بمن روئے	روئے که تراست جائے نازست
از زلف و رخ تو عشرتم را	شمع روشن شب درازست



تاشیوه تست سر بر ناز  
تدبیر حسن همه نیازست



اشکم ز تیغ عنبره خواباں رواں ترست  
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست  
سیل سرشک بار نمی ایستد دے  
ہر روز این گلیم کہ دارم گراں ترست  
جانا دل مرا بجہاں نیست خانہ  
وین عقل خانہ سوختہ بے خان ماں ترست  
گرد از مہ دستارہ پر آور کہ دہم  
از طلحے کہ داسشتہ کامراں ترست  
کہ گہ سلام خشاک ز تو می رسید یار  
امسال آن مزاج کہ دیدم چھاں ترست  
از چشم تو زلف تو جستم پناہ لیک  
بندوئے تو ز ترک تو ناہمہاں ترست



اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر  
او پیر می شود سخن او جواں ترست



لے ترک بادہ نوش خرد جرم حسین تست ہر گل مرا زباغ رخت ہست صد بہا ایں دل کہ مابسا عدسینیت بستہ ایم	ڈنیم ہے بری مگر ایں شیوہ دین تست اول ہماں ہنفشہ کہ بریا سہین تست تو ہچنیں شمار کہ در آستین تست
---	--

۷

اے شاہ نیکو اس دل ماکے رسد بہا  
جلہ خزنہا چو بہر نگین تست

۱۷۸

### ردیف ج

اگر بدین آتار رحمتی محتاج کنوں کہ ختم شدش برتباں نبوت جن بیاکہ بے تو خرابیم چوں تن بے سر بحسب وجوے مناکم غلو نکم سپہ کشیدن تو قل بلاں نمی آرزو ستادہ ایم بریں در نظر برحمت تو	خطے چو مشک ترش میں بگرد صفحہ عاج دزلت تیرو برانگخت لیلۃ المعراج تو برتن ہمہ سر باش بر سر ہمہ تاج چو واقعی تو بجاحت چہ حاجت لجاج کہ عشق با ختن قیس را کند تاراج چو قصہ دادہ سلطان جماعت محتاج
--	---

۷

سلاست از دل دیں حسن چہ میجوئی  
نہ دیہ ماند نہ دہقان چہ واجب خراج

۱۷۹

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج الف قد تو از قد الف راست تر بہت	وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سرتا پا کج ابرویت راست چو نوشت بر و طغرائ کج
--	--

لے قد خوب تو چون دین مسلماناں رات دل چو برشت ز من ہم من ازو بر شتم بنشیں میر منی حکم کر میسانہ بکن بے نیازی خدا کار ہمہ راست کند	طرہ کا سر تو ہیچو خط تر سا کج تیغ کج را نتوان کرد نیام الا کج کعبتینی کہ نشست است بجنب ما کج ورنہ از کوشش فرعون رود دریا کج
---	--

۷

درہ عشق چو رخ راست رواند ہمہ  
اے حسن تا تو چو فریں زوی آنجان کج

۱۸۰

### ردیف د

آں قوم کہ مے حرام گیرند گر سوختہ نیت در دی آشام عشاق تو مقبل اند و مردود گر سر و دریں زمین فروید صیاد مرا یکے بیاموز رخش از در دل برون میفکن	بر یاد لب تو جام گیرند بے آتش عشق خام گیرند تازیں دو مرا کدام گیرند بالائے ترا تمام گیرند دولت بکدام دام گیرند حاجت خواہاں لگام گیرند
---	--

۶

وصفہ ز حسن اگر پذیری  
اورا ملک الکلام گیرند

۱۸۱

صفتش رایکے دہ می توان کرد

رخت را در صفت مہ می توان کرد



<p>ہما در منزل وصل آے امشب  نظیر تو توئی ویں نکستہ امروز  مرا از روئے تو روئے گلہ نیست  دعائے در رخ تومی توں گفت</p>	<p>حدیث ناز در رہ می توں کرد  ز آئینہ موجہ می توں کرد  سپاس احمد شدہ می توں کرد  نیاتے در سحر گہ می توں کرد</p>
--	---

(۱۸۲)	<p>حسن را بر معانی شاہ کردند  ز اقبال ملک شہ می توں کرد</p>	(۷)
-------	---	-----

<p>آن کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد  ہم سبزہ کشد بر گل ہم شک کشد بر  جان و دل من دارند ہر تو چو جان تن  در ویش کمی و ز دہر زخ گل زنگش  سکس دلم از زلفش ایماں نبزد دلم  ہر ذرہ کہ در عالم گشتت خریدارش</p>	<p>سروش بخرا میدان ہنجا دگر دارد  خواب ہمہ در کارند او کار دگر دارد  کافر بود از جز تو دلدار دگر دارد  درخانہ بہر کجہ دینار دگر دارد  گو در خم ہر موئے ز ناز دگر دارد  آں یوسف ہمدما بازار دگر دارد</p>
---	---

(۱۸۳)	<p>گفت ہمہ بشنیدی حرفے ز حسن بشنو  کاں بلبل بارغ تو گلزار دگر دارد</p>	(۷)
-------	--	-----

<p>سرست میں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد  از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق  تا خطاوست بر رخ مایم و آہ و نالہ</p>	<p>قصہ کے درد اول بر عقل و ہوش دارد  ایں بادہ محبت یارب چہ جوش دارد  تا بہت سبز و گل بلبل خروش دارد</p>
--	---

ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ بہ بیند روئے پو شاہ انجم پوشد زلف شبگون دل بر تو گفت فردا زارش کشم بگو کش	نتواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد ہم شہر خے توان زد با آنکہ توش دارد باشد برائے کشتن مشبک توش دارد
---	--

۹

کلم گو حسن ازیں پس اسرار خوب دیاں  
ایں درچہ میکشائی دیوار گوش دارد

۱۸۲

سخن مراں کہ حدیث سمن بران خوانند اگر شمایل موزونست را کنند صفت بتان چین وہمہ چیز شاں نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت تسلیم بمکتبے کہ دروں میروی ہمہ طفلان اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے شراب حسن تو دہ جام وصف کے گنج من از جہاں بر یکے شادم اے مسلمانان	حدیث تو چو دافقہ ورق بگردانند ہزار سال کیجے از ہزار نتوانند تو دیر ماں کہ بچیزے بتو نمی مانند قلم شکستہ و در صورت تو حیرانند بغیر سورہ یوسف دگر نمی خوانند رخ تو دیدہ از اں گفتہا پیشمانند کساں کہ جامے از اں خورده اند میدانند جامعے کہ دو گویند نامسلمانند
---	---

۶

حسن گلے ز گلستان سعدی آمد دست  
کہ اہل معنی گل چین این گلستانند

۲۸۵

ابوواع اے دل کہ دہر میسر ماہ ساں منزل بہ منزل رہ گرفت	روح بخش و روح پرور میسر خور صفت کشور بختور میسر
--	--

در پیش و ہم سبک رو رفته بود	اوز و ہم من سبک تر میرود
گر چه زر گویم سخن ہم سود نیست	چون سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبرست پا اندر رکاب	رو که سلطان رفت لشکر میرود

۵

در حق بنگر که از حسن وفا  
دل نه و دنبال دل بر میرود

۱۸۶

الفتارے دل کہ دل بر میرد	ماہ اندک سال من در میرد
بخت میخوانم ز روی دوستیش	بخت میں ناخوانده بر سر میرد
خودک می گوید کہ گل رفت اورید	گر نکو رفت اونکو تر میرد
ہست ساغر کلمہ بازار عشق	کلمہ رنگیں کن کہ ساغر میرد

۴

اے حسن بے وقت توبہ می کنی  
توبہ بشکن وقت گل در میرد

۱۸۷

ماہ من کز ہر دل را دل نوازی میکند  
خال او ہندوست اما ترک تازی میکند  
غمرہ خونریز او باز چہ چشم دلست  
ترک وانگہ مست و دیگر تیغ بازی میکند  
در کمر گاہش چہ کہ گہ می برد گیوش دست  
تاچہ دستت آں کہ آنجا ہا درازی میکند

میکنم جان پیشکش در بندگی او تمام  
 گر بر نیمة بوسه ام بنده نوازی میکند  
 ترک من غازیست اما بس سلاطین کش قناد  
 آنچه کافرانشاید کرد غازی میکند  
 یک نیم طره اش تازه ترست از صد بهار  
 چوں صبا هر سال بر گل برگ سازی میکند

۴

اگر حسن در پاش می افتد ز من چوں زمیں  
 آسمان سیرت همه جا سرفرازی میکند

۱۸۸

سحر از روی چو خورشید خود آراسته بود  
 عید میں کز جهت روزه سحر خواسته بود  
 در شب پانزده دیدم قلعه کاسته بود

دوش آں ماه بهنگام سحر خاسته بود  
 ماه من عید بتانست مبارک عیدے  
 مہ چو در چارہ شب از رخ او تافتہ شد

۵

جز دم شکر دگر دم نزنند بنده حسن  
 کہ پنجدیں شب از نیساں سحر خواسته بود

۱۸۹

کال شوخ را بدل شدگان دل کشید بود  
 یا قطره ز ابر بهاری چکیده بود  
 مینر که در حایت ترکاں خزیده بود  
 زلفیں را چه گونی سر با بریده بود

امروز صبح ما چه مبارک دمیده بود  
 آں سر بود یا گل یا باغ نو بهار  
 خالشی ز بر چشم چو هندوره همه  
 بهائے او نشاء خونہائے تازه داشت

ناگہ طلوع کرو چو صبح از حجاب شب	بختم خود ایں سعادت در خواب ندیدہ بود
من خواستہ ز خواب و بتم بر سر آمدہ	نو گشت ایں مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود



القصہ در شائل خویش حسن بدید  
ہر قصہ کہ لطافت خواباں شنیدہ بود



رخت وجود از تن آلودہ بر کشد  
بہتر ز طاعتی کہ بہ پندار و رکشد  
بر جرم ساقیاں تسم غم دور کشد  
عشقت ازیں جہاں بجانے دگر کشد  
آں شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد  
بہر نثار نعل تو لعل و گہر کشد

متے کہ می بیاد لب یار در کشد  
فستق کہ توبہ باشد پایان کار او  
من خاک آں کسم کہ ہند سر بخط جام  
جو رچہاں کش قح عشق کش از آنک  
سیکن بہ تیغ عشق مرا سینہ شلخ شاخ  
اے شہسوار حسن در آتما کہ چشم من



کو نعل رخس تو کہ حسن ہر دمش چو داغ  
در آتش دل افکند و بر جگر کشد



اگر بگز ایش زو و رک کہ آرد  
چرا از آسماں آتش نبارد  
اگر پیغام باخبر گدازد  
دلے دادست و جانے می سپارد  
سگے پیشانی شیراں چہ خار د

دلہ قبلہ ہیں روئے تو دارد  
روا میداری آہ سوزناکم  
رسولت را بجاں گردن نہادم  
گراں عالم کسے پُرسد بگوئی  
مرا اندازہ عشق بتاں نیست

زہے بخت ار تو انم مرہیشت کہ بے تو زندگی لطفے ندارد



مگر طالع شود یک شب چوماہے  
حسن ہر شب ستارہ جی شمارد



ز سرو آویختہ زلفے چو شمشاد  
نشانے از حبش دادہ بغداد  
بدیں خوبی نباشد آدمی زاد  
ز شاگرداں نخل ماندست استاد  
کہ دادش از فراموش گشتہا یاد  
کہ شور آں لب شیریں در افتاد

خرا ماں در رسید آں سرو آزاد  
نشانہ خال بر روئے دلاویز  
ندانم یا پری بودست یا حور  
بچیں تا نسخہ بردن ز اں روئے  
سر اندر کلبہ ام در کرد یارب  
بہ بستر بودہ ام در خواب نویں



حسن دست از لب شیریں بخشاں  
مزن بر پائے خود تیشہ چو فرہاد



بادہ در دست و یار در کش بود  
دور ازیں روز ہا شبے خوش بود  
نقش پرویں در اں میان شش بود  
آب گوئی خلاف آتش بود  
جز کمانچہ کہ در کشاکش بود  
قرہ جاروب و دیدہ مفرش بود

عجب پارینہ روز ما خوش بود  
شب آں روز را چہ شرح دہم  
چرخ نزد مراد مانی باخت  
شیشہ صاف و اندر اوئے ناب  
زار ہا دل بزخمہ خوش کردہ  
دوستان را برائے یک دیگر

<p>۸</p>	<p>سگ آں آستان حسن بودست گرچه سگ بود آدمی و شش بود</p>	<p>۱۹۴</p>
<p>گل در همه بتاں ہا بے خار بروں آید آں تیر کہ پیگانش دشوار بروں آید کو ہم قدم شیراں از خار بروں آید از حجرہ ہر صوفی خار بروں آید اندر تہ ہر خرقة زناں بروں آید روزے کہ بخواندش یالہ بروں آید سر رشته تدبیرش از دار بروں آید</p>	<p>گر سر و من از خانہ یکبار بروں آید از غمزہ او تیرے بنشت مراد دل ہستم سگ کوئے او اما چہ سگم آں سگ در خلعتیہ کافتہ ذکر لب شیریش گر شوق سر زلفش از اہل صفاجونی جانے ست دیں سینہ مشغول ہیا رخو ہر راہ روے گوشہ در راہ اناحق گم</p>	
<p>۷</p>	<p>کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی باشد کہ ازین زنداں یکبار بروں آید</p>	<p>۱۹۵</p>
<p>لب شیریں تو بر تنگ شکر می خندد درج یا قوت کہ بر لعل گہر می خندد برگ لالا است کہ بر غنچہ ترمی خندد کہ چناں تازہ و خوش وقت سحر می خندد تو شکر خندی و او خوں جگر می خندد کیں چہ پر و نیست کہ بر شمس قہر می خندد</p>	<p>روئے چوں صبح تو بر نور قہر می خندد یار گاہے کہ تبسم کند آن دانی چسیت لب لعل تو بدلیں لطف طراوت گوئی روئے خنداں تو دیدست مگر گل دہخا جائے خنداں کہ در پیش تو مینو خندا سرافلاک بر نظارہ زندانت بگشت</p>	

۱۹۶

دی زمانے کہ تو دروئے حسن خندیدی  
خلق گفتند کہ از شدای زرعی خندد

۹

ایں چہ روزست کہ دشمن چنبدین روز مباد  
وہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد  
من نہ پندارم و وائے کہ نمی آید یاد  
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فریاد  
اگر اور از من دل شدہ نیست مراد  
ہم ازاں چشم رسیدست کہ چشمش مراد  
غم او ہمدم جانت بروں نتوان داد  
پست کردست چو دیوار دلم رادر داد

منم از یار جدا مانده و دل داده بباد  
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے  
گفتی آں یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد  
دل شیریں بخور و نیم جوئے غصہ اگر  
نامراد سی جہاں بردل خود خوش کردم  
چشم او عین بلا گشت و مراناوک درد  
حق بدستم بود اردم نرغم در غم او  
داد چوں خواہم ازاں شاہ کہ دولان غم او

۱۹۷

حسن ار خون دل از دیدہ قنات سہلت  
دل بتقدیر خدا نہ بچہ توان کرد قنات

۵

درد تو واروے جمعہ سینہ پریشان بس بود  
تو تپائے گرگ گرد راہ میشاں بس بود  
زیور خویاں ہمیں خوبی ایشاں بس بود  
گر عتابے میکنی ایں یک پریشاں بس بود

یاد تو جمعیت جان پریشاں بس بود  
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند  
سنبلہ بر مہ چہ میسائی و سنبل بر من  
گفتیم چوں زلف من ہر سوے میلے افتد

تا حسن معشوق خویش خواند از خویشاں پرید



۵	عشق خویشتاوند شد پیوند خویشاں بس بود	۱۹۸
دوش جانان تا سحر با جان ہن ساز بود کردم آہنگ دشن تا خاک راہ او شوم شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم لعل میگویش مرا ز دطنہا چہل سنگ سخت	ہر قدر مارانیا ز اندر سر او ناز بود آں ہے بر اہل آں ہنگ ہم بر ساز بود پاسبانان خفتہ و درہائے حمت باز بود اے عفا اللہ می نخرودہ ایچ سنگ انداز بود	
۷	در غم معنی حسن را شیرہ نور نخت عشق شیرہ از خنجانہ مستے کہ در شیراز بود	۱۹۹
دوش دستم بسر گیسوئے آں ماہ رسید سالہا دل شب گیسوئے ترا جست نیت چشم تار یک من از طلعت او شد روشن مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسید یک سحر آہ ز دم از سر نو میدی خود خواستہم کو برسد منت غیرے نبود	ہر چہ دل خواستہ بود دست بد بخواہ رسید ایں شب تیرہ ام آخر بھر گاہ رسید دیدہ از پرتوآں روئے یک ماہ رسید دست دپائے کبوتر زد و ناگاہ رسید ایں ہمہ دولت امیدم ازالا آہ رسید آنچہ می خواستم المنتہ شد رسید	
۷	حسن امروز سر اندر قدم یار آورد اے خوش آں بیدق مقبل کہ بدیشاہ رسید	۲۰۰
ماقتہ نوشتیم بر سلطان کہ رساند	جاں ساختہ کریم بجاناں کہ رساند	

مارا ز قفس باز بہ بستان کہ رساند  
درد دل موراں بہ سلیمان کہ رساند  
پیرا ہن یوسف سوائے کنعاں کہ رساند  
پیام ہر چشمہ حیواں کہ رساند  
من خود کفم آغاز بپایاں کہ رساند

مرغان غریبیم اسیر قفس ہجر  
حال من مسکین بدل آرام کہ گوید  
بوئے سراں زلف دریں گلکہ آرد  
اگیرم چو سکنہ رہمہ جائے رسم دست  
گفتی کہ مرا حال دل خویش نگوئی



جاں می طلبد یار و حسن منتظر آنک  
ایں مژدہ جاں بخش بجاناں کہ رساند



نیم صبح زبوائے نگار یاد دہد  
اکہ بلبلان را از نو بہار یاد دہد  
اکہ ذکر بوسہ کند یا کنار یاد دہد  
اگر بنا لدوزیں دوستدار یاد دہد  
شبے در آید و آن روزگار یاد دہد  
سرود گوید و ایام پار یاد دہد

مرا ہوائے گل از روئے یار یاد دہد  
بتم ز روئے بر انداخت پردہ نیست  
بیک نظارہ از وقایع کرا زہرہ  
بر اوج منظرش آں فاختہ بکوبنشت  
سگ در ش شدہ ام سالہا چہ باشد  
کجاست مطرب پارینہ تاحریفاں را



حسن بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے  
بدیں بہانہ ترا پیش یار یاد دہد



کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود  
خوش لشکرے کہ در پیرہ بادشاہ رود

ہر دل کہ در حمایت آں دلبار رود  
دلہائے عاشقاں ہمہ ہمراہ دلبرست

خوش وقت آنکہ صبح دمے یار در برش خواهم کہ دست بوسم و در پایش او فتم اے مردم دو دیدہ یکے گرد ما بر آئے داری تو زخم تیغ رواں ما شکر کن باران رحمتی تو و مادر دعا ئے تو قاصد تو باز گرد کہ امکان ندارد آنک	خنداں چو گل در آید خوش چمن صبارود ترسم کہ جاں میانہ ایں دست پا رود باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود روزے میان ما تو ایں ماجر ا رود رحمت براں زباں کہ برا ایں دعا رود پیغام ما بدل حرم کبریا رود
---	--

۴

گفتی حسن چہ برد من جائے ساخت  
اوجزد در تو جائے ندارد کجا رود

۲۰۳

کرا گویم کہ شبہائے فراق دوست باز آمد  
تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ در گداز آمد  
سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم  
دگر بارم یکے اندیشہ دور و دراز آمد  
قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید  
پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از آواز آمد  
بجز دلدار نپندم دگر اینست تدبیرم  
بھمد کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد  
اجازت داد دو شتم تا میان او بر گیرم  
طبع بیار می کردم ولے باسیچ باز آمد

جمال او تجسلی کرد بر صحن چمن گوئی  
که سبزه در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۶

حسن در یوزہ وصل تباں را از در دہا  
نیازے میکند از نو بہانا فو بناز آمد

۲۰۴

کے کہ دل بچو تو شوخ خود مراد دہد چو تو نہال بہر خانہ کہ نشانند بنہ ز خاک در خویش بر سرم کلہے چو جام وصل کشی سوئے من اشدت کن تو آہنخاں نہ کنز بیکسانت آید یاد	مراد خویش چوں امید من بباد دہد بجائے میوہ بلا ہائے خانہ زاد دہد کہ آں کلہ خبر از تاج کیقباد دہد کہ جسرے بغریبان نامراد دہد مرا کسے نہ کہ بر خاطر تو یاد دہد
--	---

۷

بیہیج وقت نگردید کعبتین حسن  
چنانکہ ہرہ امید را کشاد دہد

۲۰۵

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد  
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد  
ہر کس از شاخ امید خویش بر ما خورد و من  
انتظار میوہ خود میکشم تا کے رسد  
آرزو دارم کہ حلوائے خورم از لعل او  
او شکر راتنگ بر بتت حلوائے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام  
 یارب آں دُر گرانمایہ بدریا کے رسد  
 گفتی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید  
 جائے او جان منست این گو کہ انجا کے رسد  
 آں یکے میگفت فردا خواهد آمد وقت صبح  
 خواب از چشمم برفت امشب کہ فردا کے رسد



باز میگوید حسن این بیت از دوری او  
 باز فضل گل رسید آں گلرخ ماکے رسد



گوئی کہ مسج از در میار در آمد  
 ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد  
 جانش بسرا پردہ انوار در آمد  
 از خرقہ بروں رفت بہ زنا در آمد  
 امسال بشارودی استاد در آمد  
 غوغائے غمش از در و دیوار در آمد

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد  
 تار یک شبے داشتقم و تلخ حیاتے  
 بس عاشق بیدل بیک پرتو آنرو  
 بس عابد زاهد کہ بیک جنبش آن  
 پار آنکہ بد استاد دلستان طریقت  
 یک خانہ گرفتقم بسر کوئے سلامت



یک چند بروں شد حسن از مجلس متاں  
 دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد



ور بخند درخت دین نقد جاں غارت شود  
 چوں سحر شد ہر باش از آسماں غارت شود

ترک من گر پردہ برگیر و جہاں غارت شود  
 ماہ ہر شب با رخ زیبایش باز در دواف

ہر کہ نقد قلب زدلابد د کاں غارت شود  
شخصہ چون غلوپ شد وہ در زان غارت شود  
ہر کہ عاشق گردد اور احاطہ ماں غارت شود  
شورے انگیزند و حلواد میاں غارت شود

دل بگشت از عہد من عیش ہمہ آوارہ شد  
عقل را ضبط نماید از دل بڑا افتاد راز  
بر در ہر خانہ دی در شہر کردند ایں ندا  
یار تر سازند و لے تر سم کہ مشتے بے نمک



غوریانہ غارتے کن شکر مصریش را  
بارگی باید حسن تا سیستان غارت شود



آنکہ از گردے گریزد مرد میاں کے شود  
آنچہ خار ستاں بود ہرگز گلستاں کے شود  
تا خدا نہ بدی کافر مسلمان کے شود  
آنکہ محروست از اں رہ محرم جاں کے شود  
آنکہ در جک زند باشد او در افتاں کے شود  
دیو اگر انگشتی دزد و سلیمان کے شود

ہر کہ صاحب سخن ہو سخن داں کے شود  
ایں کہ ابر از آسماں بارو اگر بار و گلاب  
خوف من لہبت در اسرار منزل خواندہ اند  
در رہ حق عارفان را ہست خلوت تھا  
اہل دل اند و افغانی ز درج معرفت  
از سخن دزدی یار و شد کسے صاحب سخن



از فضول حاسداں فضل حسن خفی نماید  
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود



بس سنگد لاند اگر سیم تنانند  
در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند  
تا روز قیامت ہمہ رنگیں کفنانند

آں سر و قدانے کہ چو گل خندہ زنانند  
در وعدہ وصل ایچہ ہمہ تلخ مزاجند  
کشتہ شدگان لب خوشخوارہ محبوب

کال قوم خرابی طلبی بے وطنانند  
مفریب بیاں ہوئے کہ مشکین رستانند  
ہشدار کہ آں طائفہ توبہ شکنانند

چندیں چہ زخانہ طلیی دل شدگان را  
از چاہ زرخندان بتاں دگر لے دل  
در جہ شکن بر شکن افتادہ چہ پیچی



منگر حسن آں ذوق شکر خندہ خواباں  
کر غمزه خونیں ہمہ شمشیر زانانند



بصد غم میکند خوارم چنین غمخواری دارد  
طریق صبری و رزم و لے دشواری دارد  
و لے سخت من بچپارہ نامہواری دارد  
باہمہ کنش یارا کہ با ما یاری دارد  
ز شادی خیالت غم شب بیداری دارد  
اگہ زندہ است و گہ مرده چنین بیماری دارد

دلم خوں کرد دلدارم چنین دلداری دارد  
دریں اندوہ کر غم مرا جان دل آست  
ز قیاب چارہ کارم ہمیسازند ہموارہ  
سگ کویت اگر خصمی نمود اہل خصومت  
ندید این چشم من بکیر و زوئے عیش لیک  
دلم بر بستر عشقت بیاد وصل داغ غم



حسن را حال در ہم شد طیبیاں ترک ہم گو  
علاج توجہ کار آید کہ زخم کاری دارد



جز در دل مبتلا نگنجد  
چوں نام تو در دعا نگنجد  
در طاعت ما ریا نگنجد  
یک شہر و ببادشا نگنجد

دروے کہ در او دوا نگنجد  
وصلت بدعا چگونہ خواہم  
متانہ ز نیم سر بپایت  
عشق آمد و عقل نخت بر بست

بیگانہ میاں مانگجند ایک قافیہ درد و جانگجند	جاں چیت چو مایگانہ گشتیم باتو غم اہل بیت نتواں	
۶	جلے تو ورائے دہم و فہمت آنجا حسن علا نگجند	۲۱۲
آتار تو در خبر نگجند در حوصلہ بشر نگجند با مرغ تو بال و پر نگجند آنجا سخن دگر نگجند آں سرمہ درین بصر نگجند	انوار تو در نظر نگجند عشق تو چو حورائے پری رخ راہ تو رہ مجر داں است گفتی ز در دگر سخن گوئے خاک در تو چہ چشم داریم	
۷	من بندہ حسن چکو نہ گویم حرفے کہ بگفت در نگجند	۲۱۳
اسرار تو در بیاں نگجند کال لقمہ دیں دہاں نگجند گل در بہہ بوستاں نگجند خورشید در آسماں نگجند در خلوت یار جاں نگجند ملکیست کہ در جہاں نگجند	اوصاف تو در زباں نگجند سودائے لب تو چوں توان سخت گر نسبت گل کنم برویت ور وصف زنت کنم بخورشید جاں پیش کشم چوں تو در آئی عشق تو درون جان درویش	



۲۱۴

با من تو یکے شوی حسن گفت  
نا اہل دریں میاں نگجند

۶

شنعتِ شورش دوشینہ ز سر خواہم کرد  
خرقہ ہستی ازین نقش بدر خواہم کرد  
من ازین ذوق یکے قص دگر خواہم کرد  
علم از عالم ایں طائفہ بر خواہم کرد  
وزخم گیسوے شاں بند کمر خواہم کرد

باز امروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد  
وجہ عیش و طرب از روی پناہم خست  
سبب رقص گواہی من از نشنودند  
ملک معنی ز دل زندہ دلاں خواہم جست  
از سر زلف بتاں بند قبا خواہم جست

۲۱۵

نیکوای ہر چہ کنند اے حسن اندر حق تو  
بد کن دل کہ ترا نیز خبر خواہم کرد

۱۰

شکایت ستم روزگار نتواں کرد  
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد  
برائے غم گلہ زان نگار نتواں کرد  
چرا کہ راز نہاں آشکار نتواں کرد  
کہ در میانہ دریا قرار نتواں کرد  
کہ مایہ تابنود یسچ کار نتواں کرد  
بکود کوئے تو دیگر گزار نتواں کرد  
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

حکایت شب بھراں یار نتواں کرد  
بداں کہ یار ز ما دوری اختیار کند  
سپاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم  
دوائے درد دل از کس نمیتوانم خواست  
کنار کرد بیکبار تو باہم از دیدہ  
نخست زردم از دیدہ پیشدم عاشق  
اگر چناں کہ چنین دل ز خلق خواہی برد  
بوصل میدہم وعدہ غمزات لیکن

مگر ترا بکنار آورم شبی ورد  
بهوسه از دهننت اختصار توای کرد

۵

ز آب دیده حسن را کنار چپوں شد  
منزلے اوبه ازیں در کنار توای کرد

۲۱۶

چشمست چشم آں دارم که از چشمم بین رازد  
زکات چشم چشم کن بسوئے چشم از رجت  
رواں گردید بے چشمست ز چشم چشمهای نو  
ز چشمست چشم برگیرم چو چشمست گوشت گیرم  
بچشمانت که چشمانم بچشمان تومی نازد  
که چشمم را بجز چشمست دگر چشمی نمی سازد  
اگر چشم تو چشمم راز چشم خود بیند رازد  
که با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می بازد

۷

حسن تا دید چشمست را بچشمست هر زماں چشمه  
بچشمک میزند چشمه اگر چشم تو بنوازد

۲۱۷

ما و من از مشرق جمال برآمد  
عشق توای باخت برابر وئے معشوق  
خوئے چو ستاره ز رخ بروں زده گوئی  
صبحی دے فال نیک چشم از افلاک  
طالع شاه نجمه فال برآمد  
قرعه دولت هزار سال برآمد  
هر دو طرف نقش لایزال برآمد  
خسرو عادل علای دنیا و دیں  
بخت چو زد سکه عمرو ملکتش را

۷

ورد حسن شد فرید فضل و جلالش  
آں همه از فضل ذوالجلال برآمد

۱۱۸

پشت تلخ از صبا خمه دارد  
از چه دارد مگر غم دارد  
همچو من وقت خرمن دارد  
صدق و سچ داد من دارد  
سرای گفت و گو من دارد  
تا چه آسوده عالم دارد

روئے گل از هوا نم دارد  
مرغ هر باد داد ناله زار  
باغ بنگر درون و بیرون خوش  
گرچه امروز فاخته بر بام  
ساقیا خیز و بده که حسن  
دلش آسوده از غم عالم

۴

کعبه دیں علای دنیا انک  
هر کفے بچو ز مرے دارد

۲۱۹

بلبل مست را سخن بختاد  
چشم ز گس بیا سمن بختاد  
گل گریبان پیرهن بختاد  
دے از خلد بر چمن بختاد  
گریه از چشم مردوزن بختاد  
چکم آب چشم من بختاد

باز گل روئے خوشتن بختاد  
دل مرغاں بسبزه آرا مید  
صبح دمے وزید بادے خوش  
بت من چون باغ شد گوئی  
باز خنده زناں چو رفت بشهر  
راز عشقت نمی کشاد من

۶

حقه در که بسته بود لبش  
همه از دیده حسن بختاد

۲۲۰

بے بقایت بقا نمی خواهد

دل من جز ترانی نخواهد

حاجی کو طواف کو توبہ برد آنکہ بیمار نشتر عشق است مادعا میکنیم لیکن بخت من ہی خواهم و تو میخوای	حج خود را روانی خواهد رنج خود را تنفانی خواهد حاجت ما روانی خواهد چکنم چوں خدا نمی خواهد
---	---

۲۲۱	حسن ار جان دهد ترا پذیر می به بخشد بهسانی خواهد	۷
-----	--	---

باز گل از باغ رفت باد صبا میرود خیل چمن میرود آندش از چه بود رفتن او چون که دید و ان قد بالائے اے گل دلها دمی عیش من از روی خویش ناله شد از حد برون درد زلفت از درون دوست رسید و فرود حسرت با آنچه بود	آب دو چشم روانست آب چرا میرود برن ازین رفتش وه که چها میرود سرو بشتاد گفت این چه بلا میرود مازه چو گل کن که عمر همچون صبا میرود تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود آندش چوں گلست آمد و او میرود
---	--

۲۲۲	هر چه ز تو میرود بر حسن آن شاکر است حل و فایم کند گر چه جفا میرود	۷
-----	--	---

درد ما را هم او دوا داند دل دیوانگان بگیسوئے اوست تحفه ما فرو نمی خواند	کوست در مان هر که در ماند کیست کال سلسله بجنبا ند آنکه در مکتبش فرستاند
---	---

لشکر عشق او بلائے خداست گر بد ریا در افکند مارا عقل ما مرد عشق او نشدنی	ایں بلارا کہ باز گرداند سوز ما شور او فروشانند گر بہ با شیر پنجه نتواند
---	---



حسن از پیش چشم او بگریزد  
ترک مست و تیغ میسراند



دلایے وصل جاناں چوں تو اں بود مرا گویند صابر باش بے دوست حدیث عشق ما صحر اگر فتست چو گل در جلوہ شد بلبل ہمگفت اگر نبود نسکدان لب تو چو آید پاکشاں زلف چو زنار	اگر اوجانست بے جاں چوں تو اں بود چو بے او بود نتواں چوں تو اں بود بکنج خانہ نہیساں چوں تو اں بود کہ اکنون بے گلستاں چوں تو اں بود بخوان خلد ہماں چوں تو اں بود دراں خانہ مسلمان چوں تو اں بود
--	--



حسن معشوق آں دارد ز خواہاں  
بگو آں خود کہ بے آں چوں تو اں بُو



گر خط شبگونت گرد ماہ بر آید شحنہ شہرار کند تخلص خواہاں دوش چو طالع شدی شمع بختم ور برہے بگذری بسایہ قد	از دل تفتہ ہزار آہ بر آید ہر طرف آواز داد خواہ بر آید شمع چہ حاجت بود چو ماہ بر آید طوبے دیگر میان راہ بر آید
---	--

کار رحمت بلطف شاہ بر آید صد سمن از پنج ہر گیاه بر آید	مصلحت ہم را نظر بحرمت نست گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خو
(۷)	سوئے ز نخدانت بر کلالہ مشکیں تا دل مسکیں حسن ز چاہ بر آید
(۲۲۵)	<p>بوئے راحت در ہمہ عالم نماند چند پر سے از نکو نامے از انک ماندہ ام بلیک دل صد جے ریش مردم از غم چوں رہم انصاف رفت یک نفس در کار بوداں ہم گست با کہ خواہم دم ز دل از حرم ماں</p>
<p>آدمیت در بنی آدم نماند نیک نامے در ہمہ عالم نماند چوں کف کا مد بچاں مہم نماند بینین از چہ کے رہد رستم نماند نیم جانے ماندہ بوداں ہم نماند حر میت را چو یک ہدم نماند</p>	<p>حال محرم بشنو از بندہ حسن در ہمہ عالم چو یک محرم نماند</p>
(۷)	(۲۲۶)
<p>نمودے از سُرخ یار آفریدند ز یک گل مہشت گلزار آفریدند ہماں شب مشک تا مار آفریدند کہ طوطی را شکر خوار آفریدند انگر یوسف دگر بار آفریدند</p>	<p>چنیں کاں تازہ گلنار آفریدند چو باغ حسن او گلہا بروں زد شعبے تارے ز زلف یار سر زد گر وصف لب او خواست گفتن ز بوی چشم تیرہ روشنی یافت</p>

حسن را خوار می خوار آفریدند	توای زاهد عزیز و پارسا یاش	
۵	مزید عاشقان را پارسائی که ایشان را گنہگار آفریدند	۲۲۷
مباد اگر تو برگردم همه عیدم و عید افتد اگر من پیش از آن کسی کار درگفت شنید افتد میان کشته افتم مگر نامم شهید افتد بیا نوروز می ماند که اندر روز عید افتد	مرا بجز روز دیدارت باز صد روز عید افتد دعای گفتن و دایه شنبی مرا روز دام تو گرازان از تیغ خود نیالائی بخون من مبارک روئے تو بآں جلال پیش زاندازه	
۷	حسن از تو نظر با چشم میدارد اگر چه تو نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد	۲۲۸
درمان در دمن چه توان کرد می شود شک نیست آنکه مست جو اند می شود هر روز سسج می شود و زرد می شود هم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود چندی مگر دو گوئے تو پر گرد می شود شهری چون فدا نه آورد می شود	دل دغم رخت که همه سرد می شود که گاه ز گشت نظر می کند بمن از رشک رنگ چهره است آنکه آفتاب دعوی حسن طلعت تو می کند همه لے آفتاب مشرق میدان بگرد گوئے عشقت بسوئے شهر و ده آورده میبزم	
۷	در عشق روز خواب و خورم آگهی نبود بند حسن دهر دو جهان فرو می شود	۲۲۹

چشم مست قصد بهیاری کند در مسلما فی روا باشد که او کافر زلفت سرش بریده باد با کند زلف ترک چشم تو از خطا باشد که یا خاک درت از فراق جاوداں رستم اگر	دم بدم در پرده خوشخواری کند بیگنا ہے مردم آزاری کند روز مارا چوں شب تازی کند ہر شبے تا روز عیاری کند خود فروشی مشک تا تازی کند دلبر وصل تو آم یاری کند	
۲۳۰	در فراق خوں ہی گرد حسن ولے اگر او گریہ وزاری کند	۵
باز جام را غمے سخت افتاد چہرہ امیسم از لطف مراد چوں شود عالم درین سیلاب غم صبر کم دل غائب و دلدار دور	خون دل چوں بادہ یک نخت افتاد بچو رخ برگوشہ تخت افتاد ہم شتر غلطید و ہم رخت افتاد بخت مانگر چہ بد بخت افتاد	
۲۳۱	اے حسن مردانہ بر سختی عشق دل بنہ کیں واقعہ سخت افتاد	۶
نم تو گرچہ میکشد عاشق و نازی کند بعاشقان توئی ہر کہ سجد و بندگی نظر تمھماں راہ زن مخالفت	عاشق خستہ بہچیاں عرض نازی کند جز برخ توئی کند سہو نازی کند خواجہ کہ از رہ ہوا غم مجازی کند	



مُرخ دل ٹکستگاں یار گرفت و صید کرد برجد سبک تلکس بگز و حال او بپس	باز خوش آمدش مگر صید کہ بازی کند خاک شد ست همچنان یاد بازی کند
--	---

۶

دی حسن نکستہ را بندہ خویش باز خواند  
لطف نگو کہ آں شہ بندہ نوازی کند

۲۳۱

بلکہ بُوئے ازاں چمن نرسید  
دیدہ نخل گشت و پیر من نرسید  
او بمقتضو د خویش تن نرسید  
چکنم ترک تیغ زن نرسید  
در چہ افتاد م و رسن نرسید

دیر شد یار من بہ من نرسید  
یوسف من زمن جدا افتاد  
ہر کہ نامد ز خویش تن بیرون  
دوش قربان عشق می گشتم  
بہ تمنائے گیسوئے و ذقش

۶

عالمے مست شد ز جام لبش  
حجرہ حصہ حسن نرسید

۱۳۲

ہزار جان گرامی فداے جاں تو باد  
کہ آفرین خدا بر تن و رواں تو باد  
کہ حادثات چہاں دور ز آستان تو باد  
فداے پائے سگ کی یا سبباں تو باد  
چو راہ خاک فداہ بر آستان تو باد

گرت روم بہ فدا عمر دوستان تو باد  
بیوے وصل تو کے پرویم جاں تن  
از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں  
مرا سرسیت بلا کش و گر قبول افتد  
ہر اں سرے کہ دلاں سر ہوائے عشق

بحرمت نظر کے کن تو بر حسن اے دوست

۷	کہ در غم تو چنان شد کہ دشمنان تو باد	۲۳۳
ز صد دیدہ کیے بینا ندارد تو گل میجویی او اصلا ندارد نویدے میسدہ اتانا ندارد مرنج ازوے کہ او حلوا ندارد بیاغ ہشت در ماوانا ندارد دراں ایوان ہماں خود جانا ندارد	فلک یا کس دل بیکتا ندارد درخت دہر سرتاپاے خارا جہاں از مرد میہا مرد ماں را دیں کو ارکے سرکہ فروشد کے کز ہفت بام چرخ بگذشت کے کاینجا مربع فی نشیند	
۵	حسن آخر چرا اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۲۳۴
بر آستان درش شیر در سجود آید کہ از تو مردے وجود در وجود آید کجا دگر بدو عالم سرش فرود آید کجا برم قصبے را کہ بوئے دود آید	ز ہر کہ راسیہ روح بخش بود آید ازاں ترا عدم در وجود آورد نہند کے کہ قاف قناعت طین چو عنقا کرد کلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است	
۱۰	حسن زینک و بد روزگار شکوہ مکن خوشست ہر چہ کہ از واجب الوجود آید	۲۳۵
خط تو چوں سبز تر تازہ شد	باغ خوبی تو از سرتازہ شد	

سایہ قد تو بر بستان فتاد روئے تست آن گل چو ادخوئے گشته تر	روفت سرو و صنوبر تازه شد یا اہشت از آب کوثر تازه شد
زلف جاں ارب ربہ بستی گرد سر گل ز رشک روئے او پرمردہ بود	زندگانی من از سرتازہ شد در عرق چوں دید از سرتازہ شد
بوئے کیسویت بعباراں رسید در چمن میرفت دی خندہ زباں	روزگار مشک و عنبر تازہ شد از دامنش غنچہ تر تازہ شد
خط دیگر تازہ کردی گرد لب یک سخن از لعل او ہر کوشنید	جان خلقہ بار دیگر تازہ شد در دل او میل شکر تازہ شد

۷

مرحمن را در دل ای عشق آتش است  
ریش چندین سالہ بسگر تازہ شد

۲۳۶

من باز بادہ خوردم رسم گذشتہ نوشد زاہد کہ گفت از حقہ یک قطرہ ہم نوشتم	تسبیح بیج کردم سجادہ ہم گرو شد چوں دوست گشت مکش سجادہ اش گرو شد
صوفی بخلوت اندر میزد ہفتہ رقصے صندوق سینہ درہ بستم ولیک ناگہ	چوں شمع گشت پیدا پروانہ گرم روشد در دہن برون زد عشق قدیم نوشد
بازار زاہدی را خار گشت ششمن بر دیم گوئے معنی بیرون ز ہفت میدا	ہر جرطہ بصد جاں تقویٰ بہ نیم جو شد ایں رخس بہت مایاب چہ دور روشد

۵

بخشا حسن ازیں پس بوج سخن بہ ہر جا  
شہرے شدہ سخن چین واں بت سخن نہ نوشد

۲۳۷

سورہ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بدید ”انبت اللہ نبیاً احسنًا گفت و گذشت ”نزدک اللہ جالاً“ نتوان گفت کہ نیست خستگانِ غم عشق تو فقیرند و غسنی	”قل هو اللہ احد“ خواند و با خالص و مید خضرانکہ کہ برگد شکرت سبزہ بدید بجال طرب افزائے تو امکان مزید تشنگان لب لعل تو شقی اند و مسحید
--	---



اے خوش آں ساعتِ میمول کہ بگویند حسن  
کہ فلاں عاشق بیچارہ مقصود رسید



من از جاں فارغم گر آں نباشد  
در درویش را در باں نباشد  
شب عشاق را پایاں نباشد  
بگفت این در دراد راں نباشد

غمّت را جائے جز در جان نباشد  
غمّت ہر کہ کہ می آید سیاگو  
غریبے دوش می نالید و میگفت  
طبیعی را حدیث عشق گفتم



حسن وصل تو میجوید مجالست  
گدا ہم کا سہ سلطان نہ باشد



بس نعرہ و فریاد گلزار برآمد  
در بستہ بدم آب زد دیوار برآمد  
بخت من بدروز ہمہ خار برآمد  
فریاد از سجاد و زمار برآمد  
کاں مست اناحق بسرار برآمد

تا سرو مرا سبزہ بگلزار برآمد  
موج کہ زدایں دیدہ ز نادیدن رویش  
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز  
در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش  
کس نیست کہ مژدہ بردم سوائے حریفان

آں ماہ کہ در اوج عرب بود طلوعش      ناگہ شبے از زاویہ غار بر آمد

۷

ہاں اے حسن اندر رہ عشق تو فروشد  
چوں نام تو امروز دریں کار برآمد

۲۴۰

خورشید بروئے تو چہ ماند      خورشید بجام زرد رویت  
خورشید بجام زرد رویت      مہ ہم بخوف بہت بد رنگ  
مہ ہم بخوف بہت بد رنگ      شب گرچہ کہ بہت سر بسترار  
شب گرچہ کہ بہت سر بسترار      روئے تو بہ از ہزار خورشید  
روئے تو بہ از ہزار خورشید      بوئے گل اگرچہ دوست دارم  
بوئے گل اگرچہ دوست دارم      آں بوسے بوسے تو چہ ماند  
آں بوسے بوسے تو چہ ماند

۷

اے گم شدہ یوسف حسن تو  
آں دوست بخوئے تو چہ ماند

۲۴۱

دوش از دم من باد صبارا کہ خبر کرد      وز نالہ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد  
سرگشتگی حال مرا تا نفس صبح      شب محرم سر بود صبارا کہ خبر کرد  
من بودم و کنجے و حریفے و سرودے      غم را کہ نشان داد بلارا کہ خبر کرد  
ایک صوت خویں شب ہمہ شب منس بود      ایں نعرہ زن سچی علی را کہ خبر کرد  
عقل آمد و گفتہ زغم دوست مشو خوش      زیں وقت خوش آن دشمن بلارا کہ خبر کرد  
گفتم کہ نیندیشم از اندوہ خود امشب      اندیشہ اندوہ فسر را کہ خبر کرد

در آتش و در آب نکلند حسن را

۵	اے سینہ ولے دیدہ شمارا کہ خبر کرد	۲۲۲
کار با سر بسر کشاده شود خون بخون جگر کشاده شود ہمہ تنگی بزر کشاده شود دل بعل و گہر کشاده شود	سر زلفش اگر کشاده شود زلفش از مشک مشک از خنست روے من دید خندہ کرد آے دل تنگم ز خندہ اش بجناد	
۵	در دولت گرفته باش حسن تو چہ دانی مگر کشاده شود	۲۲۳
ماہ اندک سال من در میرسد بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد اگر نکورفت اونکو تر میرسد کلمہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد	النشارے دل کہ دلبر میرسد بخت من سے خواند روی دوستیش خود چہ میگویم بنام ایزد چو گل پیست ساغر کلمہ بازار عیش	
۵	اے حسن بے وقت تو بہ میکنی تو بہ بشکن وقت گل در میرسد	۲۲۴
مرغ جاں را از نشیمن میکشد چون کنم جاناں دل من میکشد رخت ایمان را بیا من میکشد	درد او درد از دل من میکشد گفتہ چندیں دم از شو قم کمش بندہ کویت ما من خود ساخته	

ہر کہ خورشید رخت دید اے صنم | رُو بسجده چوں برہمن میکشد

۵

چوں حسن را از تو امیدے من اند  
پائے نو میدی بدامن میکشد

۲۲۵

بند بند عاشق از ہم بگسلد  
زانکہ صد دل زیر ہر خم بگسلد  
ہر چہ تا محکم ز محکم بگسلد  
ہفت پیوند من از ہم بگسلد

گر ز رفت بندے از ہم بگسلد  
زلف و لبند تو یارب مگسلد  
عقلہا بگست از عشقت بلے  
گر نہ پیوندی تو با من ہفت

۷

مر حسن را بر در خود جائے وہ  
تا بیکبار از دو عالم بگسلد

۲۲۶

نام اور در دہن نمی گنجد  
بندہ در پیرن نمی گنجد  
او خود اندر کفن نمی گنجد  
گل میان چہمن نمی گنجد  
غنجہ در خوشتن نمی گنجد  
ہیچ در فہم من نمی گنجد

یار در انجمن نمی گنجد  
تا بخون من آستین برزد  
ہر کہرا عشق او ہمیشہ لرنید  
تا رخس را بگل صفت کردم  
دہنش را بگنجہ کردم وصف  
بلکہ ہیچرت آن دہن زیراک

۷

حسن او بے حدست او صافش  
در ضمیر حسن نمی گنجد

۲۲۷

ہر کہ در شہرہ بلا خُشید  
 خال تو بر زنج چہ تکیہ زند  
 سر و پیش قدم نیار و زو  
 دل ز گیسوئے تو بر انگیزم  
 حافیت را چگونہ دار و چشم  
 گیرم از بند زلف تو بجہسم

بہ کہ از چوں تو تے جدا خُشید  
 طفل نزدیک چہ چرخ خُشید  
 گوئی کش ز باد پا خُشید  
 چند در سایہ بلا خُشید  
 انک در کام از دہا خُشید  
 چشم بدست تو کجا خُشید

۲۲۸

بُز بخوابت حسن نہ بیند لیک  
 کے گذارد غم تو تا خُشید

۷

باز فصل بہار می آید  
 بوستان باز مشک می بندد  
 مَرع بانگ جرس کند آری  
 پائے گل از پیادگی در ماند  
 شاخ گلبرگ کرد رختنی  
 یار بادور باش نازخوشت

ہمہ اسباب کار می آید  
 کہ صبا مشکبار می آید  
 کاروان بہار می آید  
 سرو بارے سوار می آید  
 شادی انک یار می آید  
 کہ چو شاہل بیار می آید

۲۲۹

حسن از یاد دوست خوش کن عمر  
 عمر بے او چہ کار می آید

۷

خوبی تو ترا وفا نباشد

در تیرہ دلت صفا نباشد



سلطان بتاں عہدی امروز چشمست جگر مبدوخت آری طعنہ زدہ گلہ چہ آرام کامے چو منے روانہ کردی عقلم شدو عشق ماند آری	در عہد بتاں وفا نباشد ترک از ترکی جدا نباشد اگر تیر زنی خطا نباشد ایں از چو توئی روانہ نباشد بیگانہ چو آشنا نباشد	
۲۵۰	ناکس شمیری ہمہ کساں را باشد کہ حسن علان باشد	۷
روے کہ تراست مہ ندارد ایں کو کبہ کہ ہم تو داری فتنہ کہ از او خرد زند چشم جاں در ولہ تو ماند جانانا زلفت کہ ہزار دل نگہ داشت دل چارہ گر محبت تست	نقصاں بتو ہیچ رہ ندارد خورشید نداشت مہ ندارد جز چشم تو خوا بگہ ندارد واللہ کہ جز ایں ولہ ندارد ہرگز یک جاں نگہ ندارد بیچارہ جز ایں گنہ ندارد	
۲۵۱	در ماند حسن پناہ او شو کو جز در تو پنے ندارد	۷
عالم چو توتے دگر ندارد خوباں تو کش و بتاں تو می بند	سرفے ز تو تازہ تر ندارد اکیں حکم کسے دگر ندارد	

دریائے ملاحتست رویت چشم تو خراب کرد دوشم عاشق کہ در قناد بیرون تا کے گوئی کہ رخت پروار	خورشید بران گذر ندارد یامست بدو خبر ندارد بیرون زد در تو در ندارد بہودہ لگو کہ بر ندارد	
۲۵۳	درمان دل حسن بہ فرمائے تا درد تو در جگر ندارد	۶
دل بہ بند زلف تو در میرود تا تو چوں ما ہے ز چشم رفتہ دل ہمہ زلف تو غنبر بے یات پائے لبیرن فرو شد لاجرم حسن یارینہ دو چندان کردہ	آتشی در بار غمب میرود ہر شہم از دیدہ اختر میرود ہم بداں بولے صنم در میرود پایہ پایہ عشق تو بر میرود کار تو امسال بہتر میرود	
۲۵۴	از غم چشم و لعل سینہ حسن ہر نفس در آب و آذر میرود	۷
الوداع لے دل کہ دلبر میرود ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد در پیش و ہم سبک رو بہتہ ام گفتیم باب سخن بکشا برو	روح بخش و روح پرور میرود خور صفت کشور بکشور میرود اوز و ہسم من شکتر میرود نے سخن در باب دیگر میرود	

چوں سخن امروز در زر میرود  
رو که سلطان رفت لشکر میرود

گر چو زر گویم سخن هم سود نیست  
دل شد و صبرست پا اندر رکاب

۶

در حسن بیند کز حسن وفا  
دل نه و دنبال دلبر میسرود

۲۵۳

غنچه نو خیسمن در میرسد  
زانکه از هر شاخ بن بر میرسد  
در صفت گلزار صفدر میرسد  
ابر خود بر آب دیگر میرسد  
لاجرم تیرشش قوی تر میرسد

فصل نوروزست و نو بر میرسد  
مرغ بے تاب است مال میوه را  
بید من لرزانت هر ساعت چو یا  
پائے بندست این نے اندر رفته گل  
ابر از قوس قزح دارد کماں

۷

تا که ملک غنچه شد ملک بهار  
در خزاننش بے عدد زر میرسد

۲۵۵

گونه گلزار دیگر گول شود  
سبزه از راه چمن کیوں شود  
هم کنوں دهلین گل بیرون شود  
باغبان نشکفت گر محجوب شود  
خوشتن کج می نهد تا چل شود  
غنچه را ناگه درونه خول شود

وقت آں آمد که گل بیرون شود  
باد بر خیزد بروئے سبزه تند  
کوه از لاله عسلم بر پائے کرد  
ابر چوں نوقل گشت از عهد باغ  
شاخ میداند که گل خواهد شدن  
یاده ده زان پیش کرد دوری ابر

<p>۵</p>	<p>گر حسن را برکشی چوں ابر باز کار او گردد اں ترا ز گردوں شود</p>	<p>۲۵۶</p>
<p>نقل او ترک همه هستی بود راستت این راستی رستی بود آب را نمت سوائے پستی بود اگر یہ مبتلاں ہم از مستی بود</p>	<p>ہر کرا از یاد تو مستی بود ہر کہ با تو راست شد از خود برست اشک من در پات می غلطد بلے چشم تو بر حال من تر شد چہ شد</p>	
<p>۷</p>	<p>گر حسن افلاس می ورزد و مرج مایہ عاشق تہی دستی بود</p>	<p>۲۵۷</p>
<p>کار غوبے را روانی میدہد بافرشتہ آشنائی میدہد رونق شیریں قبائی میدہد مغلساں را پادشائی میدہد خط بنرش روشنائی میدہد دعوی آرو دل گواہی میدہد</p>	<p>یار از صبرم جدائی میدہد زلف بر رخ راست گوئی دیو قد چوں نے شکرش را آسمان شوقش از زرخ و سیم شکر مردم چشم جہاں بین مرا خط کشیدہ عاقبت بہ حال من</p>	
<p>۶</p>	<p>تا بد و پیوست بیچارہ حسن از دل و دینش جدائی میدہد</p>	<p>۲۵۸</p>

پیشتر آئے ماہ من پیش کہ ماہ دے رسد  
 دور مدارے زمن راحت من زے رسد  
 زان مے لالہ گوں کزو گل شگفتہ بہر زماں  
 فصل بہار تازہ کن پیش کہ ماہ دے رسد  
 خوں مرا چو خوں مریزے گل نور سیدہ ہاں  
 خون قرابہ خوردے تاز گل تو خوں رسد  
 غرہ رویت لے صنم گرچہ بجنش نشر شد  
 غرہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد  
 خیز و زروے یک دلی خوش دلی بمارساں  
 خود ز سپھر دے ناخوشی زپے رسد

۸

چشم حسن سفید شد در رہ انتظار تو  
 بوکہ ز چہل تو یوسفے بوئے وفا بوی رسد

۲۵۹

در ہلال تست جانا جائے عید  
 چاشنی شریقت از حلوئے عید  
 شمع تو صبح جہاں آرائے عید  
 در جہالت شہر را غوغائے عید  
 من چو طفلان شاد بر فرمائے عید

لے رخت رشک مہ زیبائے عید  
 روئے تو عید لببت حلوئے است  
 روئے تو شمع شب افروز برات  
 از لب تو حلق را آشوب شہر  
 وصل تو عید دست فردا وعدہ اش

<p>اشک من شیر و لببت خرمائے عید شادی دیدار تو بالائے عید</p>	<p>شیر خرما خواہی اندر عید ہست عید بالائے ہمہ شادی بود</p>	
<p>۵</p>	<p>امشب اطلالع حسن را ساز نیست تا طلوع روز شادی زائے عید</p>	<p>۲۶۰</p>
<p>دل پیش کش ناکردہ جاں در پیش جانوں کے رسد مرغ سلامت رو چو من پیش سلیمان کے رسد او بے من و من بے کسم از بے کسان مفلسم آنجا رسم نے کے رسم مفلس سلطان کے رسد سینہ جگر راتاب زد بر چشم راو خواب زد جاں خانہ چشم آب زد کال یار مہاں کے رسد خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چو گانی شدہ ابر آب در میدان زدہ تا او بمیدان کے رسد</p>		
<p>۷</p>	<p>ہاں اے حسن رو دل بہہ وز تنگ و نام دل برہ بر نام خواباں دل بنہ نامہ ازیشاں کے رسد</p>	<p>۲۶۱</p>
<p>دو دیدہ در قدم اوست ہر کہ می آرد نشانے از مہ من در سفر کہ می آرد ز غایبہ بر رفیقے خبر کہ می آرد</p>	<p>مرا از غائب من یک خبر کہ می آرد چو مہ نشاء شد اندر سفر مسلماناں حدیث یوسف و یعقوب مختصر کروم</p>	

شب سیاه بپوشید راه بر قاصد بحر صبا که درو بوی آشنائی هست کبوتری ز دل آرام میرسد اینک	پیام صبح بمرغ سحر که می آرد نسیم یار بیایاں و گر که می آرد ولیک نامه ندانم سیر که می آرد
--	--

۲۶۲	حسن که بے خبرست از فرق می گوید مرا از غائب من یک خبر که می آرد	۷
-----	---	---

غمت بر قصد من ناتواں چه می آید ایشید خواهم هر سرکشی که خواهی کرد گفتم که بردل من میکشد کمان حشمت مگر که در قدمت خوابد اوفاداشکم هزار نافه مشک است گردنیت سبک شدم همه از عشق روئے برگونی	هم از تو شکر توان گفت آنچه می آید زین ترسد کز آسماں چه می آید بدان که بردل من آن راں چه می آید وگر نه از سر و دیده رواں چه می آید بگو نصیب من زان میاں چه می آید که بر تو هر سخن من گراں چه می آید
--	---

۲۶۳	قبول کن سخنان حسن که مقبول است نه آنچنان که تو خواهی چنان چه می آید	۷
-----	--	---

نسیم از سر زلف تو تانمی جنبد بخندی از دم مردم درین شگفتی نیست هزار وعده کرداد زلف پیچانت باشنائیت افتاده ام درین غرقاب	رگ حیات در اعضائے مانمی جنبد که گل نمی شگفت تا صبا نمی جنبد هنوز سلسله اش از وفایمی جنبد تو دوست ده که مرادست پانمی جنبد
---	---

جیکم چند نفیحت کنی دل مارا  
سوار کن کلام را نظاره کن کہ چه قرص  
کن کز آب تو این آسیا نمی جنبد  
سہمی دواند و بند قبا نمی جنبد

۲۶۴

زہے حسن کہ اگر تیغ بر سرش رانند  
چو کوہ وقت تجمل زجا نمی جنبد

۷

ہرگز خبر سے یا ہم کاں گم شدہ باز آمد  
در معرکہ بہر کم امید کہ گوید کس  
بنوخت مرا و زے چوں نامے چو نام  
اے مہ سرفراول در موسم گل رفتی  
یک نامہ فرستادم شوق دورخت درو  
در آرزوئے زلفت خطے دوسہ افزو شد  
از آمدش غم رفت آں رفتہ فراز آمد  
آں غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد  
در بندگی آں لب کو بندہ نواز آمد  
باز آئے کنوں آخر آں قابلہ باز آمد  
مضمونش ہمہ عجزست غوانش نیاز آمد  
تا عیب نفرمانی اگر نامہ دراز آمد

۲۶۵

خورشید رخس تا شد از چشم حسن غائب  
زاں سوز چو شمع آنکم ہر شب بگدا آمد

۶

حال من یار نکو روئے نکو می داند  
تو بیند ار کہ دلبر ز دلت آگہ نیست  
اہل دل صورت معشوق بر برقعے بیند  
مصلحت نیست کہ پندم ہی اے خواجہ کیم  
قیمت آبیحات دہنش از ما پرس  
دل ازو تا چہ بلا دید ہم اومی داند  
ہر کہ چو گاں بزند حالت گو می داند  
پیر پیرا بن سرزند بو می داند  
ہر کہ مصلحت خویش نکو می داند  
تشنہ باد یہ قدر لب جو می داند



۷

در دل پیش دل آرام چه گوی چندین  
لے حسن خواه بگو خواه گوی داند

۲۶۶

با تو بجاں چه حاجت گرد میاں نباشد  
بوئے که از تو آمد در گلستاں نباشد  
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد  
حوالے خوب رویاں بے استخوان نباشد  
بارے که از تو آید هرگز گراں نباشد  
لے من سر تو گردم ایس باشنداں نباشد

عشاق بے دلت راستی بجاں نباشد  
چه از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں  
طوبے ست قامت تو کوثر لب تونے  
گفتم بے بمن ده دندان نمود آرے  
دادی امانت عشق از جاں قبول کردم  
گفتی زمن جب داشو یا سرنه بیرد

۷

در عشق تو حسن را اندیشه نیست از بناں  
پروانه را در آتش پرولے جاں نباشد

۲۶۷

گر چه درخول یافتندی ہم بدیں پایاں  
میر خواں بچیاں با قلب کجیاں باز گرد  
گر به پرستش نائی از بهر تماشا باز گرد  
لے زقطه پاک تر آخر بدریا باز گرد  
همچو خورشید منشاں آشکارا باز گرد  
من ازینها نیستم والله ازینها باز گرد

لے شده باز از برهاسم برما باز گرد  
عزم ره کردی و دلهاے غریزاں ہم بہت  
تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمہ  
میروی سرکش چو ابراز چشم چوں دریائے من  
چند چوں مہ از ہمہ دیوانگاں پنہاں می  
رفتی و از طفر گفتی کای از ان دیگراں

گر چه نفرستی سلاے مر حسن را هیچ وقت

<p>۷</p>	<p>ہم سلامت در پناہ شاہ والا باز گرد</p>	<p>۲۶۸</p>
<p>صبح از راہ غلط کرو صفائے توجہ شد آبجناں خنجر آفاق کشائے توجہ شد آخرائے مرغ سحر خیز نوائے توجہ شد لے خروس ایں ہمہ آواز چوائے توجہ شد آفتابے توجہ می پائے و پائے توجہ شد لے مؤذن توجہ کجای حیحی علایے توجہ شد</p>	<p>لے سحر آں نفس سحر نوائے توجہ شد شب بریں کو کبہ کلام ہمہ آفاق گرفت پردہ عیش مرادست سحر گہ براخت اگر آواز دہل پست شد از کوفتگی دست چرخ از بشکستند کہ سیارہ بخت نم از تیرو شب خویش علی اللہ زناں</p>	
<p>۷</p>	<p>گیرم اشب ہمہ در ہائے فلک بر بستند حسن آں جنبش مفتح دعائے توجہ شد</p>	<p>۲۶۹</p>
<p>بے خطراں را خطرے اوفتاد ناگہم آنجا گذرے اوفتاد وہ کہ قیامت سفرے اوفتاد دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد تیر ازاں سوئے ترے اوفتاد زخم دگر بر دگرے اوفتاد</p>	<p>دوش بکویت گذرے اوفتاد باز ہوائے توام از جائے برد راہ قیامت سفر کوئے تست چشم تو ترکانہ در آمد بصید گر چہ کہاں سوئے دلم داشتہ است مست بدو خواب کھاں لاجرم</p>	
<p>۶</p>	<p>چشم نے زد حسن از چشم زخم ہم ز قضا ایں قدرے افتاد</p>	<p>۲۷۰</p>

<p>چکنم کہ سوئے عاشق گذریت می نیفتد  منم اندر انتظارت کہ لبے بتو بیام  زغم کہ حد ندارد من ترا چہ روشن  قد تو چو نخل خرما تو دست خلق کوتہ  زغم تو ہفت عضو پر از آتش است بنگر</p>	<p>بفتادگی یاراں نظریت می نیفتد  چہ فادتا ازیں سوگذریت می نیفتد  چو دریں حدود ہرگز سفیریت می نیفتد  چکنم بریت چنیں چو بریت می نیفتد  اکہ زہفت دوزخ من شریعت می نیفتد</p>
<p>۲۴۱</p>	<p>حسن است مرغ دامت کنش ہجر بس  کہ نکو تریت ازوے دگریت می نیفتد</p>
<p>باز از خط تو حجت خوبی تمام شد  تخمے کہ بر امید تو کشتیم خاک خورد  عقلم کہ زیں بر ابلق ایام می نہاد  اے خواجہ در محلت تقوی قرار گیر  انکو گفت مذہب عشق ترا حلال  شاہے تخت غزنی و صد شاہ بندہ داشت</p>	<p>بازاں بلا کہ خاصہ ما بود عام شد  دیگے کہ درہوئے تو پختیم خام شد  آخر بتا زیا نہ عشق تو رام شد  در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد  خوش حلال و عمر عزیزش حرام شد  عشقش چہاں گرفت غلام غلام شد</p>
<p>۲۴۲</p>	<p>در عاشقی بمیر حسن تماشوی تمام  نشیدہ ہر آنکہ بمیر و تمام شد</p>
<p>خط کز روئے یار من برآمد  زا بردیدہ چندان ریختم آب</p>	<p>امید روزگار من برآمد  کہ سبزہ از بہار من برآمد</p>

نگارم نقش ایوانِ بہشت است مرا با خط خویش بود کار سے اگر خار سے پہلے وقتِ من رفت ہزار امید بودست از درِ او	دگر نقش از نگارِ من برآمد بجدا شد کہ کارِ من برآمد زدست دوستِ خارِ من برآمد بہمت ہر ہزارِ من برآمد	
۲۶۳	حسن گوید کہ مقصودِ دو عالم بیک دیدارِ یارِ من برآمد	۷
ہم یارِ بدست آمد ہم کارِ فراہم شد سلطانِ جمالش را از خطِ ورخِ رنگین بکشتاد لبِ شیریں شہر سے بنشاط آمد یکچند مہ از رویش میزد و ہوس لاف لے شانہ سرموئے مفلک ز سر زلفش احسن نہی طالع زلفِ رخِ خویش را	المنۃ شد کہ ایں ہم شد و آں ہم شد ہم زنگِ بچنگ آمد ہم رومِ مسلم شد بنمود رخِ زیبا خلتے خوش و خرم شد چوں چند شبے گذشت اں لافِ دن کم شد کز زخمِ زبان تو بسیارِ فراہم شد اکیں قاتلِ دہا گشت اں قبلہِ عالم شد	
۲۶۴	بہر دلِ دینِ وقتے بود حسنِ نگاہیں دلِ داو بدین دلِ زارِ ہر ہرے غم شد	۵
بخدمتِ چو تو یارِ سلام ما کہ رسا نہ زدستِ گیری زلفتِ پیامِ وصلِ پیام اگر من برساند زمانہ اں رخِ خوبت	سلام مرغِ بگلزارِ جز صبا کہ رسا نہ ولیکن اں سر رشتہ بدستِ ما کہ رسا نہ موجہست سنرا را بنا سنرا کہ رسا نہ	

تراز غیب رسیدست پادشاهی خوباں  
حدیث بندہ بمقتل بہ پادشا کہ رساند

۵

حدیث مغلسی من کہ نیست حدوقیاسش  
بجملہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند

۲۷۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد  
یک دو قدح بر کارکن خاصہ کہ یارم میرسد  
لے ابروئے گل بشو وے گل دل بلبل بجو  
بلبل توصوئے نوبگو کاں نو بہارم میرسد  
من سوئے قدر او شوم با قدر او چو کاں شوم  
چل کوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد  
زیر پیش عنہم را دمیدم ہر جان من بودے ستم  
اکنوں ازاں غمہا چہ عنہم چوں غمگسارم میرسد

۹

گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم با آن ہاں  
کانچہ از در شاہ جہاں امید وارم میرسد

۲۷۶

خوباں شبِ دوشینہ کمیں ساختہ بودند  
نقد دل با پاک ہر دند اگر چہ  
طلح شدہ بر تخت گہ صن چو شاہاں  
گہ عارض شاں غارت جاں کرد گہ زلف  
مارا بکند ہوس انداختہ بودند  
از ابروے خود بازی کرتااختہ بودند  
چتر سیہ از طہرہ برا فراختہ بودند  
بل روم و حبش ہر دو ہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند تا آخر شب فاختہ میگفت کہ گوگو بشناخت پدر و سب خود را بہ نسیم اے محاسب این چنگ چہ می سوزی و بربط	آں کار براں طائفہ پرواختہ بودند یاراں ہمہ شب ہدم آں فاختہ بودند اخواں بنظر دیدہ و نشناختہ بودند آخرنہ کہ با سوختہ ہا ساختہ بودند
--	---



تا صبح حسن دم نزد از ناز بتاں دوش  
از غمرہ ہمہ تیغ بلا آختہ بودند



برفتی و کہ می گوید کہ رفتہ باز می آید بیا اے چشم من جای کہ روزم در غمت شب مرا از عشق تو می خیزد این گریہ کہ می بینی سحر کا ہاں گل اندر باغ می جویہی گفتم	مرا بارے بہ گوش دل ہیں آواز می آید شب آخر ہر کہ می باشد بخانہ باز می آید کہ شاند جوش طوفاں را کہ در آغاز می آید ازیں جانب نسیم دلبر دمساز می آید
---	---



شب اندر خواب ہم بر حکم عادت دیدش گویا  
خرامان چشم خواب آلودست ناز می آید



گفتم مگر کہ کار بسا ماں شود نشد گفتم مگر زمانہ عنایت کند بخود از بہر دوست آب دم خانہ دو چشم گر دے کہ خیزد از رہ تو نور دید ہاست کردم بگریہا گہرا فشاں امیدم آنک	یار از جھائے خویش پشیمان شود نشد بخت ستیزہ کار بفراں شود نشد شبھا بریں خیال کہ ہماں شود نشد ایں دیدہ خاک گشت گمراں شود نشد لعلش بچندہ شکر افشاں شود نشد
---	---

ابرے بلند خاست پس از روزگار یا خلق در انتظار که باران شود نشد

۷

عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود  
بسیار خواست تا کہ از ایشان شود نشد

۲۷۹

عشق ز درد رسانید دو اہم برسد  
از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد  
بلبلان را ز گلش برگ و نوا ہم برسد  
باش تا قافله باد صبا ہم برسد  
از من خستہ سلمی و دعا ہم برسد  
نور اورا کیست نیست بما ہم برسد

وعدہ کرد نگارم بوفای ہم برسد  
گر بلائے رسد از فرقت او با کی نیست  
طوئیاں از شکرش کلام دہن خوش کردند  
طرہ یار چو گل نافہ مشک ارزاں کرد  
تخمہ ہر دو جہاں بر در اومی آرند  
ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت

۵

بوئے زلف خوش اور حمت عامت حسن  
ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد

۲۸۰

بنفشہ یاسمن شیند سمن از یاسمن پرسد  
یکے جوئے رواں جوید کیے راہ چین پرسد  
نگل از من قی خواہد نہ مرغ از من چین پرسد  
نہ من اسر ز خود گویم نہ کس از حال من پرسد

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چین پرسد  
بہارست ہوائے خوش خوشا وقت کس کا کنو  
در آمد فصل نوروز و من اندر کار خود حیراں  
دریں دوران بوقلموں عجب نقشہ فادست

۷

نہ یائے آنچناں محرم کہ از وے یار پیے آید  
نہ دلدارے چنان مشفق کہ از حال حسن پرسد

۲۸۱

زہرے روئے تروتازہ گلستاں اینچیں باید خیالت میہاں آمد دلم پیش آمد و بردش بیک مجموعہ زجام لب عالم زندہ کن و انگ بردی گونی حسن از لطف چوں کماں بنام خط غیب تو فرمانیت بہر ضبط و ہمارا دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطانا	بخندہ می فشاں گل گل افشاں اینچیں باید اگر دل برد جاں بخشید ہماں اینچیں باید خضر را گوئے اینک سب حیواں اینچیں باید زہر شہسوار چوں تو چو گلاں اینچیں باید خرد کاں دید سہ نہاد فرماں اینچیں باید ہمہ عالم بدست آورد سلطان اینچیں باید
---	---



حسن ماروے خوب تو سخن گو میکن رختی  
برائے آنچناں بیل گلستاں اینچیں باید



زہرے سرو شکر گفتار گفتار اینچیں باید دل ابردی تو بکے نیست لب اینچیں خیم مرا ازادی دارد غم تو از مہ غمها مجرد کردی از عیشم مرا عیش اینچیں سازد سمن ساقی و سوسن بونے و لاله بونے و نسین ملائک دوش بر خسار خوبت آیت الکری	دلم بردی بیک رفتار رفتار اینچیں باید ولے لختے نگہ دار دلدار اینچیں باید غمت دیر غم خواست غم خوار اینچیں باید مبرا کردی او یاراں مرا یار اینچیں باید تعالی اللہ اگر انصافست گلزار اینچیں باید ہمے خواندند و گفند خسار اینچیں باید
---	---



اگرچہ بادہ نایابست لیکن جملہ مشا تاں  
ز گفتار حسن مستند گفتار اینچیں باید



اگر ارام جانِ ماشبے با ما بیار آمد	دل سودائی مارا ہمہ صفرا بیار آمد
------------------------------------	----------------------------------



<p>برآید رخت من سالم اگر دریا بیار آمد غراستہاست برو امتی کہ بے عذر بیار آمد مگر زان سلسلہ نختے دل شیدا بیار آمد محاسن ایں کہ مرغ اندر نفس تنہا بیار آمد تو سلطان و رُخ بنمائے آغوش بیار آمد</p>	<p>مرچہ نیست چوں دریا و نخت دل موج اندر قرار عاشق شوریدہ با معشوق بس باشد پری رویا بدست نازیکہ زلف در جنبال نیار آمد دل اندر تن اگر تو بگذری از من بتان عہد غوغائے درآگندند در عالم</p>
--	---



حسن را زان لب شیریں شرف کن بدشنائے  
مگر ایں صوفی طامع بذاں حلوا بیار آمد



چہ رویت آنکہ وصف او بوجہ ماننے گنج  
کمال حسن او در حد عقل ماننے گنج  
موافق نیست شیدا را مہ نو لیک از ابروش  
بجز عشق مہ نو در دل شیدا ماننے گنج  
دلہ بسیار میخواہد کہ در زلفینش جاسازد  
دریں خوف ورجا موی شہرت امانے گنج  
بگفتم جان و دین و دل بخدمت آورم گفتا  
چہ آرمی چوں کس از نامحرماں اینجا ماننے گنج  
اسامی سگان کوئے او در یک ورق دیدم  
دریں دیباچہ دولت حدیث ماننے گنج  
ہمیشہ خیمہ آہم بصرائے فلک بودے

کنوں ابنوہ شد لشکر در آں صحرائے گنج

۷

حسن را گفتی از دریائے ستر خود بدہ درے  
بدتت چوں دہم درے کہ در دریائے گنج

۲۸۵

بیار سرو بلندت نہال جاں بہر آید  
گرم علاوہ زلفت نشاۃ ظفر آید  
چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید  
شکاری چو تو ناگہ درون خیمہ در آید  
اگر نبات شد لب دوبارہ خوبتر آید  
خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

مرا بدین رویت ہمہ امید بر آید  
سوادیں بختنایم ہمہ بخش بخت آرم  
فغان خلق ز شادی با سماں رسد آں جاں  
چہ خوش بود کہ سافر بود رسیدہ بمنزل  
از اں لب چو نبات خود نم نصیب کن کیست  
کسے کہ روئے تو بیند پس از نظارہ رست

۷

بوقت فال حسن را قد تو در نظر آید  
سند کہ کار دو عالم بر آستینش بر آید

۲۸۶

بلاست ایں دل مسکین دریں بلا چکند  
دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند  
نگر کہ عشق چہ کرد و ہنوز تا چکند  
نہے مکاہرہ در بے وفا وفا چکند  
ندیم تلخ سخن پیش پاوشا چکند  
کنوں صبور ہمے باش تا خدا چکند

ہجوم عشق بدیں جان مبتلا چکند  
قرار حے نکند با من ایں دلم نفسے  
چناں خجستہ و آسودہ روزگار مرا  
وفا ہمے طلبیدم زیار عظم گفت  
اگرانی خرد از نزد عشق کردم دور  
کفایت تو نکرد اندر میں میاں کار

۶	حسن دعاے تو گزستجاست مرغ زبان تو دگر و دل دگر دعا چکند	۲۸۵
خیال غمزہ خواں بجنگ می آید نخست کام بجام نہنگ می آید وے نصیب فراد سنگ می آید کہ آب دیدہ مانسرخ رنگ می آید اگر ز نام گدایان تنگ می آید بدر کس طرف آواز چنگ می آید	شبے کہ نیم مرادے بجنگ می آید دگر ز اجر و صلحش همه غوم مانل اگر چه تھہ پر گوہرست شیریں را مگر بچشمہ جواں کنیم جامہ سپید قلم بصحبت مادر کش اسے بزرگی جو بزرق چند دعاے بلند خواہی کرد	۲۸۸
۵	حسن تو مایہ معرفت فراخ بخش اگر چه صاحب انکار تنگ می آید	۲۸۸
سبزہ چو خط سبزت سیراب نمی آید شیریں تر از ابرویت خراب نمی آید از روزان درویشاں ہمتاب نمی آید ہرگز تو کجائی چوں خواب نمی آید	سنبل چو سر زلفت پرتاب نمی آید بیار طلب کردم اندر ہمہ مسجد ہا ایں یکس دوسہ شب تا تو برام نمی آئی گفتی کہ بخواب اندر یک شب شہوت ہما	۲۸۹
۷	قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد از رنگ چنیں خونی قصاب نمی آید	۲۸۹

مر در صفت حسن دو توبیش نباشد چشم ہمہ پیوستہ بر ابروئے تو بینم لے گنج نہاں نماد ہر گنج نشینے از زخم توریشست سر اسر دل درویش ہر تیز ز کیش تو مرا راحت جانست گفتی کہ چرامی بُری از خویش وز پیوند	سرو از قد تو یک قدے پیش نباشد ناز مہ تو یک شبکے پیش نباشد آں کس کہ ترا دارد درویش نباشد درویش بگمزد کہ دل ریش نباشد قرباں شود آنکس گدیں کیش نباشد آنرا کہ سرت سر خویش نباشد
--	--



طعنہ چہ زنی حال پریشان حسن را  
در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



باز نوئے بلبلان عشق تو یاد می دہد دی بدعاے من ترا پرده ز رخ کشا دہد ہر چہ بغیرہ میکشی زندہ کنی ہمے بلب باغ ہمے روم کہ تا یک نفسے بروئے گل	ہر کہ بعشق نیست خوش عمر بادی دہد من کیم و دعاے من بخت کشا دمی دہد چشم تو جو رمیکند لعل تو داد می دہد نالہ فرامشم شود فاختہ یاد می دہد
--	--



باہمہ نامرا دیت صبر خوشست اے حسن  
زانکہ نہال صابری میوہ مراد می دہد



چوں رخ خوب تو آفتاب نباشد چوں بگلستاں روی تو روے کشا دہد دیدہ آنرا کہ دید شام دوزلفت	چوں لب تشین تو شراب نباشد غنچہ کہ باشد کہ در تقاب نباشد تا سحر رست خیر خواب نباشد
--	---

بیش تو از پس نوائے عشرت شادی لازم کوئے توایم روئے چہ پوشی یاد بتاں چوں کنیم مہر تو بر لب	نالہ منطسوم را جواب نباشد ساکن فردوس را عذاب نباشد روزہ آلودہ را ثواب نباشد
--	---



چون حسنے را بشکل شعبدہ کشتن  
گرچہ توانی و لے صواب نباشد



باز نسیم سو نسیم بوئے تو یاد می دهد طعن ضلالت قدیم ار نکند بندہ را بر سر منبر ار کسے ذکر بہشت میکند باشب تیرہ بس خوشم گرچہ دراز میکند	جلوہ سورئی سخن روئے تو یاد می دهد پیرہن لطیف گل بوئے تو یاد می دهد گم شدگان عشق را کوئے تو یاد می دهد ز انکہ بہ صفت مرا موئے تو یاد می دهد
--	---



باز سر ہی کنی قصد حسن گرچہ تو  
از سر آں گذشتہ خوئے تو یاد می دهد



سرو من اگر طرہ ز شمشاد نہ بندد فریاد کخم روزے ازاں لعل گہر بار دی گفت میاں بیش بخون تو نہ بندد سودا اش نظر بردل انہوہ ندارد خون از رگ ہر دیدہ چو دجلہ یکشاید داغ کہ نہ بندد در لطفے کہ کشادست	گیتی کمر فتنہ و بیداد نہ بندد گر دست اجل حقہ فریاد نہ بندد امروز چناں سبت کہ جلا د نہ بندد چوں چند کہ دل در دہ آباد نہ بندد گر پردہ براں روئے چو بختاد نہ بندد خود در مثلست ایں کہ چو بختاد نہ بندد
--	--

<p>۷</p>	<p>چشمش بحسن گفت کہ خواب تو کہ بہشتست خوابش بجز آن جادوئے استاد نہ بندد</p>	<p>۲۹۲</p>
<p>وین شمع دل از آنجمن کیست کہ داند او گلرخ و غنچہ دہن کیست کہ داند آن سرو ظریف از چمن کیست کہ داند آن غالیہ توبہ شکن کیست کہ داند این بچے خوش از پیرہن کیست کہ داند پرسد زرقیبای سخن کیست کہ داند</p>	<p>باز آن گل تر از چمن کیست کہ داند خاقون سراپردہ غنچہ است گل آے طوبی ہمہ دانند کہ از باغ بہشتست خال سپیش عہد بے طائفہ بشکست باو آمد و جان تازه شد و دیدہ بصر یافت طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز</p>	
<p>۷</p>	<p>گفتم کہ سخا ہی غزلے از حسن خود خندید و بگفت این حسن کیست کہ داند</p>	<p>۲۹۵</p>
<p>راضیم من بہر چہ خواہد شد جانب من نگر چہ خواہد شد تا از آن یک نظر چہ خواہد شد تألیت ہست بر چہ خواہد شد وہ کہ خون جگر چہ خواہد شد شدنی شد دگر چہ خواہد شد</p>	<p>دل بردی دگر چہ خواہد شد مردم چشم عالمی یک دم یک نظر سوئے ما گمار و بین خلقے از بادہ خواست شد سیاب جگر م خوں شد از کرشمہ تو دل بشد جاں گر نختیں گم شد</p>	
<p>صبر گزشتہ یار برگشتہ</p>		

۲۹۶

۱ حسن زیں بترچہ خواہد شد

۷

دل را نسیم زلف تو بہوشی آورد  
یاد تو لے نگار چو معجون حکمت  
دانش کہ من بتو بہ خوشم لیک چوں کنم  
مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں  
شوق تو شخہ ایست کہ سلطان عقل را  
گفتی چہ اسخن نکخی چوں بمن رسی

جاں را شائل تو بمدهوشی آورد  
کز ہر چہ خواندہ ایم فراموشی آورد  
میگوں لببت مرا بقدر حوشی آورد  
افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد  
موتے جبین گرفتہ بچاؤشی آورد  
حیرانی جلال تو خاموشی آورد

۲۹۷

بہوش شد دل حسن از بادہ لبست  
بادہ ہماں خوشت کہ بہوشی آورد

۷

بے ہوائے تو روح دم نزنند  
ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید  
جز نگارندہ وصوفی کہ  
سپر صبر من لبست مرا  
بر سر بام گر بر آئی تو  
بوجود تو ہمسر کہ زندہ بود

دل برون درت قدم نزنند  
تا ابد دست در ستم نزنند  
ہیچ نقاش این رقم نزنند  
چشم از ناوک ستم نزنند  
ہیچ حاجی در حرم نزنند  
خیمہ در منزل عدم نزنند

۲۹۸

حسن افسون خویش می ددت  
گر رضائے تو نیست دم نزنند

۷

مہرومہ از تو فال مے گیرند صفت حسن را سخن سازان در رو فتنه و طریق فریب منقیان شریعت عشقت عصمت از حال عاشقان مطلب شاخ و برگ و محبت و محنت	نسخہ زان خط و خال مے گیرند ہر یک از تو مشال مے گیرند جیم زلف تو دال مے گیرند توبہ کردن جنس لال مے گیرند عشق و عصمت محال مے گیرند ہر دو از یک نہال مے گیرند
--	---



حسن ار آبروئے رفت چہ خند  
خونِ صوفی حلال مے گیرند



گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد  
خطر در ملک جاں افتد خلل در کار دیں باشد  
سرمن بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں  
مگر آں روز معذورم کہ در زیر زمیں باشد  
اگر در بند دلبندے بہاند آرزو مندے  
بجو جرم از گس گیریم یا از انجہیں باشد  
باغ خود طلب اے باغبان امروز سرو ما  
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو استیں باشد  
پری رویا شبے باندہ بنشیننی چہ میگویم  
پری بادبو با سلطان گداکے مملکشیں باشد





زلفیں گرد عارض خوبت برآمده خورشید آن صباح حقیقت تو بودہ تا قصہ من و تو در آفاق نشر شد	گوئی کہ ہر دو دیو رقیب فرشتہ اند چل صبح کا ندرو گل آدم سرشتہ اند یاراں حدیث لیلی و مجنوں بہشتہ اند
---	--

۵

دُرخن بصرہ ترے صُرف کن حسن  
کیں رشتہ از قوافی بار یک رشتہ اند

۳۰۲

شب گذشتہ دل من سوئے نماز کشید صبا زلف بتاں یاد داد اے ساتی نزد مبارز عنہم جز کہ بردل محمود بر نیم بوسہ کرم کردہ بمن لیکن	چو عشق دست برآورد پائے نماز کشید بیا کہ تو بہ دو شین ما دراز کشید ہراں خدنگ کہ از ترکش آواز کشید سخن بوعده شد و وعده ہم دراز کشید
---	--

۷

سزد کہ قبلہ ز رویت کند حسن کامروز  
ز قامت تو دلش جانب نماز کشید

۳۰۳

دلم تسلیم دلبر شد بہر حکمے کہ او خواهد سر آں ترک چو کال باز خود بردم کہ پیوستہ چو در منظر شو پیدامہ ازوے روشنی گیر اگر آں روئے گلگون لب میگوں شود حاصل کنم این جان افسردہ فدائے غمخوش مرا تا جاں بود در تن بقائے جان او خاتم	نہند ریشد ز نام بدہاں روئے نکو خواهد قدم را چوں سر چو کان لطف خود دو تو خواهد چو در بتاں زند خیمہ گل ازوے رنگ بو خواهد چہ بے حال کسے کو ہشت باغ و چار جو خواهد وے ہر خطہ چشم جاں ستانش جان نو خواهد کہ او خواهد ہلاک من میں آن رخ اہم کہ او خواهد
---	--

۳۰۴

مرا گشتی غزلہائے حسن پیش بگو وقتے  
ہرم گوازمہ عالم گراو این گفتگو خواهد

۷

اگر از روئے گلرنگت صبا پرودہ براندازد  
بہ پیش روئے خدانت نشاید شمع برکرد  
اسیم بند زلفت را بہر تارے کہ آویزی  
کساں دطعن طغنا و مارا با تو پیوندے  
نشیندم ہر چہ سوز دآں بسازد بوجہ کار  
ہنگار را رحم کن آخر کہ سلطان بندہ خود را

صبوری رخت بر بند و خرو خانہ بسوزاند  
تو در خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد  
شکارم ترک مست را بہر تیرے کہ اندازد  
عرب در گفتگو خوش و مغنوں عشق می بازو  
دلہم چندیں ہے سوز و چرا بامانے سازو  
اگر عمرے بیازارد ہمیش یک روز بنوازو

۳۰۵

حسن ہر چند نفلس شد زیادت گنجہا دارد  
در ادب اش چہ می بینی با قبال تو می نازد

۷

خطے کز مشک بر مر جاں نوشتند  
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے  
کراما الکاتبیں ایں حرف دیدند  
چہ خوش عیدیت ابروش از شب قدر  
ازاں خط کشتہ گشتم اے دریغا  
مگر آں ترک من وجہ نمود اناک

محبت نامہ بر جاں نوشتند  
کہ برگرد لب جانناں نوشتند  
حساب خود بہشتند آں نوشتند  
ہلا لے بر سر تا یاں نوشتند  
مگر بر خون من فرماں نوشتند  
برات کفر بریاں نوشتند

بتاں را در ازل بودست عرضی

۴	حسن را بنده ایشاں نوشتند	۳۰۶
وے جان تو بے جاں چوں تواناں بود چو لاله بادے پر خوں تواناں بود حریف آں لب میگوں تواناں بود بدیں اقبال انسر دیوں تواناں بود چو تو لیسلی شدی محجوں تواناں بود چو رویت قبلہ شد اکنوں تواناں بود	جگر پر درد و دل پر خوں تواناں بود بماگر بگذری صبح صبا وار اگر چوں جرحه خوں خود تواناں ریخت بماز زلفت ارد ستے تواناں یافت مرا گفتی چہ را دیوانہ گشتی بطاعتها نمی بودم ملازم	
۴	حسن بانیستی نیکو توان ساخت گرازمستی خود بیروں تواناں بود	۳۰۷
قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند اے خاک براں قوم کہ بس نہ بخوانند ہم باتو کیے اند چہیں متحاند انصاف دہاے جاں کہ چہ خوش مقولاند ہر طائفہ در مذہب خود مجتہد اند تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حد اند	آناں کہ ز تو در گلہ باشند بدانند گر جان و خرد در قدرت خاک نمانند عشاق تو با آنکہ بنخجہ دو کنی شاں بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند قبلہ نگر فتند مگر روئے تو آری گرا تو بر آیند مہ و ہر چہ باکست	
۹	گر بندہ حسن عشق بورز و عجب نیست بلبل نفساں شیفتہ سرو قد اند	۳۰۸

خوں کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد  
 کوکب سیارہ از خورشید رخشاں میچکد  
 جان شہرے تازہ شد از جرمہ جامہ بش  
 جرمہ نتوان گفت آن چیزے کہ از جاں میچکد  
 سبز و تربیں بگرد چشمہ نوشین او  
 گوئیا خضرست کز وے آب حیواں میچکد  
 دی بیک شست جفاخوں از رگ جانم کشاد  
 سوئے تیرشش میں سنو زان خوں پکیاں میچکد  
 خوں چکانست آن لب خوشخوار جاناں چوں کنم  
 انجم ایشاں را ز لب مارا زمرگاں میچکد  
 ساقیا از لعل تر یک قطرہ در جانم چکاں  
 خاصہ کریں دم کز زمرہ دُر و مرجاں میچکد  
 روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زاہر  
 منہ خرم گفتے مگر چہ سزے پریشاں میچکد  
 ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستی خود  
 منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد



دید چوں اشک حسن بر خاست گفتم بر مخیز  
 گفت خواہم رفت رہ دورست باران میچکد



یاری دہم آں بت عیار کہ داند سرمایہ دین و خرد از غارتِ خواب اسرارِ خطش و شب زلفش نتواند پارینہ خراج مژہ ام خون جگر بود حال تن بیمارِ طبیب بان زمانہ افتاد بدل غمزه خویش سروکارم	یا دل دہم ترک جگر خوار کہ داند ہر بار نگہ داشتہ ام آں بار کہ داند اسرارِ معاشب تا کہ داند امسال چہ فاضل شود از پار کہ داند دانند درون دل ہمیا کہ داند تا باز کجا میکشد آں کار کہ داند
---	--



با آنکہ دلش نرم نگشتت ہمہ عمر  
این نظم حسن در نظرش دار کہ داند



ترک دل آشوب من تند و روان میرد ما چو دختِ خوان خشک فواندہ ایم سرو سہی گفتہ اند او بہ ازل ساخت آب حیات منست وہ کہ نمی ایستد تیا کہ دو چشمش نشد بر من مسکین چہا ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہست	چوں دلم از جا برفت آہ کہ جان میرد او چو گل نو بہا رخنہ زناں میرد کبک درمی دیدہ ام او بہ ازل میرد غم غریز منست وہ چہ روان میرد ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرد پیشتر از ورد ہا نام سلاں میرد
--	--



مر حسن خستہ را ضبط میسر نشد  
ہر چہ درون دست آں بزباں میرود



لے چوں تو نداشتہ جہاں یاد	روزے نہ کنی ز دوستان یاد
---------------------------	--------------------------

گر در دل خود نکردی ام ذکر گشتی بگو شہائے ابروم بر روی زمین چو روی خست آزا کہ ز حسن تو خبر شد مرغی کہ تو در نفس بداری	مارے بجن از سر زباں یاد لے ترک کہ دات از کماں یاد ایک ماہ ندارد آسماں یاد نہ از خود خبر ست نہ از جہاں یاد ہرگز نکند ز بوستاں یاد
--	--

۱۱

بر بست حسن میاں بخد مت  
باشد کہ کنی دریں میاں یاد

۳۱۲

بیک کرشمہ بر آوردی از جگر بادود دل از چہ سوختہ شد با محبت تو شست خرابی دل خود با تو کے تو انم گفت مرا ز عشق نہ آسودگی بود نہ قرار بہ پیش قاضی دل ماجولے خود نفق رہودہ کہ ترا دیدش دہنشتہ عشق در انکہ قبلہ محمود شد بتے چو ایاز تو تا دوال کمر بند خویش بتی سخت نہبے ز گوشہ باجے چو ماہ طالع شو بوقت مردغ از حال پر سیم گوم	نگر کہ حال من خستہ چہ خواہد بود چو مجھ کے کہ معطر بود بصحبت عود مرا فسانہ دراز تو مست خواب بود غممت قرار بدیں داد و دل بدیں سود مرا د عشق بتا ز ما زامت فرمود رسید و گوئے سلامت ز حال ما بر بود کجا شد این صفت بت شکستن محمود نداشت ہیچ مرا ز ہست قاعدہ نو اگر ستارہ ما بد براں کنی مسعود کہ خوش ہیم روم از بخت خویش ناخشنود
---	---

ہزارا چو حسن گر نہند سر بعدم

۳۱۳

چہ غم بود چو بود یک وجود تو موجود

۱۱

من از اے بت چیں کہ چیں ہم نمائد  
 بزہر عہم ار عاشقے کشتہ گردد  
 تہی دست ویرانہ خسپ ار بہیرد  
 نہ جم ماند ایخانہ نقش نگینش  
 نمائد بچیں کیسچ بتخانہ آہر  
 خود از ہر بنا عاقبت چل بہ مینی  
 بچرخ بریں میسکنی تکیہ دایم  
 چہ مونس ہی گیری از ہر قرینے  
 اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں  
 سخن را اگر چند سحر آفریند

قرار جہاں این چنین ہم نمائد  
 شکر خندہ نازنین ہم نمائد  
 جہاندار اوزنگ شیں ہم نمائد  
 چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نمائد  
 چہ بتخانہ چیں کہ چیں ہم نمائد  
 زماں گردد آخر زمیں ہم نمائد  
 ندانی کہ چرخ بریں ہم نمائد  
 کہ مونس نباید قرین ہم نمائد  
 سخن دان باریک بین ہم نمائد  
 سرا انجام سحر آفرین ہم نمائد

۳۱۴

ہمیں نالہ ماند کیس حسن را  
 برسم ازاں روز کیں ہم نمائد

۷

اشعار بے گویند اسرار خدا بخشد  
 لغزیدہ بے مینی در راہ سخن آرے  
 اے زاغ چہ می پوی پے پر پے ہر کیلے  
 فعل تو دگر باشد فضل ازلی دیگر

تاریک نشیناں را انوار خدا بخشد  
 بس بوالعجبست این رہ ہنجا خدا بخشد  
 تو خود ہو سے کردی رفتار خدا بخشد  
 تو طالب جنت شو دیدار خدا بخشد



نواستگان گرچه چوں سوختن سهریک گر اندکے از نعمت دریافته اے دل	دارند زباں لیسکن گشتار خدا بخشد خوش باش باں اندک بسیار خدا بخشد
---	--

۴

یاراں چو حسن ہر بار از شلخ ضمیر خود  
ایں یار ہے خواہند ایں بار خدا بخشد

۳۱۵

کہ زیر ضربت چو گان مرگ چوں گویند  
ازاں نو آمدگان کز چمن ہی رویند  
کہ از کہ یاد کنند ایں زمان کہ گل بویند  
کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند  
کساں کہ در پے تابوت مردگان بویند  
ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہی بویند

گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند  
یکے پرس ز نور فکان مالے باد  
فراق دیدہ گل چہرہ گان نہی دانم  
خبر شدست فلانے برنت آگہ باش  
غم جنازہ خود اے عجب چرا نخورند  
چو روشنت کہ آں رفتگان کجا رفتند

۴

حسن بچوے عدم گم شد ندی امانت  
بگو نشان چناں گم شدہ کجا جویند

۳۱۶

داغ بلا بر دل پر غم نہاد  
درد ہے بر دل در ہم نہاد  
وسوسہ در ہمہ عالم نہاد  
لعل لببت شہد بجا تم نہاد  
ہم غم جاں بخش تو مر ہم نہاد

باز مرا عشق تو در ہم نہاد  
باد بگیسوئے تو آسیب زد  
زلف تو لاجول چلویم چو دیو  
نوش لبان موم بجا تم دہند  
گرچہ دلم از غم تو خستہ شد

عالم عشق تو مست دم نهاد	آل که بکمت دو جهان آفرید
<div data-bbox="196 336 313 464">۷</div>	<div data-bbox="782 336 899 464">۳۱۷</div> <p>گفته بدی بر در من پامنه بنده حسن پاک و سر برم نهاد</p>
<p>مطربان چون فارغ و ستاں چرا آبسته اند زود تجسّل زانکه بعد از دیر با پیوسته اند چون نسبت خراشند ایشان قیامت خسته اند هم باؤل حمیصفت تو به را بشکسته اند ماهیان بحرین کز شست طغیان بسته اند یعلم الله من دبستم دیگران بسته اند</p>	<p>بسنه سر بر کرد و مرغان هم بگسل پیوسته اند باغبانان بلبلان را از گل و گلزار و شاخ جان من از سختی احوال درویشان مرغ من سلاح زبده چون تو شم که ترکان غمت ایمن آبادیت ما را عشقت از بهر آفت هر زمان میگویم بر دیگران دل بسته</p>
<div data-bbox="196 991 313 1119">۵</div>	<div data-bbox="782 991 899 1119">۳۱۸</div> <p>بے حسن از خود برون رود بخود از اپنے بوس مادری رشته گرفتاریم و ایشان رسته اند</p>
<p>از صورتی که تو داری نخل همی باشند که بعضی آدمیاں تنگ دل همی باشند از آنکه یک بدرگ متصل همی باشند امیدوار بران خستلی همی باشند</p>	<p>پری رخاں که بچین و چگل همی باشند چو رانده ماندم از دوی تو بدانستم چرا رسد بور قهائے غنچه آفت باد تو گر چه از دل کس بار بر نگیری لیک</p>
<div data-bbox="196 1483 313 1610">۷</div>	<div data-bbox="782 1483 899 1610">۳۱۹</div> <p>حسن مجلس خواب مرا تماشا کن فرشتگان که زاب و زر گل همی باشند</p>

پیش کہ گویم ایں کہ مرایار می کشد یکچند داشت خال خوش اسال خط کشد گویم منم طبیب اسیران در خویش گفتم کہ کے رسد بغمت حد کار من شیریں لبان کشند و نوازند لیسکن او عشاق را بر و ز جزا زار میکند	دل داده را کر شمشہ دلدار می کشد یکبارہ کشته بود دگر بار می کشد اینست آل طبیب کہ بیمار می کشد گفت ایں چه حد تست بریں کار می کشد انک ہی نواز دو لبسار می کشد چوں زار میکن پس از آن زار می کشد
--	--

۵

سکین من شکستہ باں حسن بگو  
پیش کہ گویم ایں کہ مرایار می کشد

۳۲۰

کمال حسن تو در غفل کس نمی گنجد بنفس خویش رسیدن نمی توان بر تو تو کیستی کہ دم از وصل او زنی لے دل رسید شرده قتل از تو مرغ جان مرا	دُر وصال بدج ہوس نمی گنجد چہ جائے نفس کہ آنجا نفس نمی گنجد کہ اندران قدح خاص خس نمی گنجد بجان تو کہ کنوں در قفس نمی گنجد
---	---

۷

چہ لطفت بود کہ شب ہر زماں ہی گفתי  
میان ما و حسن بیچ کس نمی گنجد

۳۲۱

باز ایں دلم بگوے دل آرام میرود گویند ہر کہے کہ بی آرام چوں کخم بے او اگر درخت گل اندر برآورم	از داحم بستہ باز سوئے دام میرود آرام ہر کاب دل آرام میرود ہر گل مرا چو خار در اندام میرود
--	---

ایام در نیامده باما بدوستی مروئے رشک دارد بر ماه نردبان شهریست در ولایت خواباندا مرو	واں دوست هم بسیرت ایام میرود زان نردبان دل است که برام میرود هر پاس که آید بدنام میرود
--	--



پنجمه نکشته زلف عشق اے حسن  
تدبیر بای تو همه زان خام میرود



بیایک عید در عیش بر جہاں بخشاد چو آن دو طره بر اطراف آں دو رخ بچید گنہے که بردر من بگذری همه عالم مرا بتو چه گذر اینک روستائی را زعید وصل تو دل را مرادے ارز شبه که در نظر آمد هلال ابروئے تو	جہاں بعید خوشت دلم بروئے تو شاد دو عید باد و شب قدر کس نذر یاد مرا ز عید گذشته کند مبارک باد مقررست که با عید نسبت افقاد بروزگار خوشت نامرادیے مراد چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد
--	---



حسن اگر چه تو فی عید وقت او امروز  
هنوز روزه هجرات یک شبے بخشاد



چون نسیم بباغ و ربجد دیدن روئے گل دلیل کند باغ از سبز باز نو خط شد غنچه از خوف خار در خطرست	ورق گل زیگ دگر بجهد چشم ز گس که در سحر بجهد شاخ را وقت شد که بر بجهد آیت نستخ زیر خطر بجهد
--	---

در دل از یاد تیر غمزه دوست	ہر دماں خوںم از جگر بجھد
نظرش ناوک جگر دوزست	اکیست کز شست آن نظر بجھد

۷

بر درش سر نہاد بندہ حسن  
بوکہ در عشق سر بسز بجھد

۳۲۴

باز آن نگار پرده در درپرده پنہاں از چہ شد  
 اول وفاے می نمود آخر پیشیاں از چہ شد  
 دی کرد شہرے را خراب امروز می بند نقاب  
 اول چناں کا فرد و آخر مسلمان از چہ شد  
 حیران آن رخسارہ ام ازوئے نہ لفظ بس عجب  
 گرنیت جفش چوں خلیل آتش گلستاں از چہ شد  
 از خام کاریہائے دل خندہ ہی آید مرا  
 دل گرنی نادیدہ زو نہا پختہ بریاں از چہ شد  
 آخر پرسید از دلم آن شحمنہ خونریز را  
 شہرے کہ پار آباد بود امسال ئیراں از چہ شد  
 جاں کشتہ شد بے روئے او این خود خلاف بہت  
 اشتہر دی جاں لگو بے عید قرباں از چہ شد

۵

سن باتو گفتم اے حسن اوصاف حسن بے حدش  
گرنیت آن دلبری پری از خلق پنہاں از چہ شد

۳۲۵

بازم این ساعت از آن شکل بخویا آمد سبز بر روی چمن راحت دلبا افزو تأخیر قدا و شست دریں دیدہ من چشم از نامہ جاں پرور او روشن شد	گل بخندیدو مرا خندہ او یاد آمد در دم ان خط و ان روئے نکویا آمد خلق را سرور و ان و لب جو یاد آمد قصہ یوسف و پیراہن و بو یاد آمد
---	---



بر دل دوست حسن بود فراش گشته  
ایں غزل خواندہ شدان نادرہ گویا آمد



سریت دریں سینہ کہ پیدا نتوان کرد طرف سرو کار بیت کہ بر وعدہ معشوق شہد لب او بایہ ما مدعیان نیست غیرت بکیم دست بلعش نتوان برو حاصل نہ شدہ نعمت دیدار دل آرام ہم روز دریں صاعقہ پنهان نتوان خست	دل طالب چیزے کہ متنا نتوان کرد صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد ز بنور صفت بیہدہ غوغا نتوان کرد روزہ بدہاں میل بکلوان نتوان کرد دل بر گل و گلزار شکیبان نتوان کرد ایک حرف ازین واقعہ پیدا نتوان کرد
--	--



چہ چارہ حسن کو بہت وصل فراقش  
سودا نتوان بختن و صغرا نتوان کرد



دل ز دست شدو دلتاں نمی پرسد چخال بہم شدہ دیدم طریق عہدش از انک ہمہ بخانہ اصحاب دولت است ریش	بحکم ریم و ریم ایں زماں نمی پرسد چنانکہ شرط بود آنچنساں نمی پرسد زرہ فادہ بے خاتماں نمی پرسد
---	--

بصد رشتہ قح خورد شیر گیر شد	ازیں کمینہ سگ آستان نمی پرسد
سوال کردم دل را که ناله تو چیست	بناله گفت چه پرسی فلاں نمی پرسد
کدام دردم ازین پیشتر که پرسیدن	ہمی تواند وزین ناتوان نمی پرسد



حسن نشانہ شد اندر بلا و آں بے رحم

برائے من ازین آستان نمی پرسد



نہ پندارم کہ ماہ من استیجہ بر من سرود آید  
 ز بے حیفت از چناں گل در چیں گلخن سرود آید  
 شب و روزش ہی خواہم کہ ہست او آیت رست  
 فتوح آسمانی داں اگر بر من سرود آید  
 گراو دستے فرود آمد بفسق کشتگان غیو  
 ہماں دم جان بالا آمدہ در تن سرود آید  
 سرا سر دامنم پُر قطر ہائے اشک خدا رے  
 چو ابر دیدہ خیزد قطرہ در دامن سرود آید  
 اگر بندم در خانہ برائے دفع آفت ہما  
 بلائے عشق پنداری کہ از روزن سرود آید  
 سرمہ برگردنم باریست آں ترک سرا فگن کہ  
 مگر از لطف او این بارم از گردن سرود آید

حسن ہرگز نمی پیچد سرا از شمشیر او واسد

۳۲۹

اگر از ہر مہ رویاں سرسوزن و سرود آید

۷

کیست کہ نغمہ نے ز مژمہ در گیرد  
 ہر سبک روح کہ در جانش اثر کرو سماع  
 ایں سماعیت کہ ذوقش پیر آدم داشت  
 چوں نوا با بگہ صبح زند ببل مست  
 نالہ مرغ سحر زار چنانست کہ گر  
 مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چہ کند

تا مگر باز غنیمت از سینہ ما بر گیرد  
 جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد  
 کہ چو اندر سرشش افتد کم افسر گیرد  
 فاختہ ہم قدمے صوت گران تر گیرد  
 شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد  
 بہر مہ او بہ تر بود کج در گیرد

۳۳۰

پایے ہر زندہ دلے را کہ بجنبہ در قص  
حسن از دیدہ رواں در درو گو ہر گیرد

۷

اے چو گل خاستہ بد بجمالت مر ساد  
 دیدہ با چوں بر کاتب بمسلم گویم  
 سال و مہ با و ترا روز سعادت روزی  
 خوب رویان جہاں را شرف از دست اے  
 اے چو خورشید بر آردہ سر از مشرق حسن  
 یک نظر سوائے تو عیدست ہمہ عالم را

قرۃ العین منی عین کمال مر ساد  
 دست بیداد زمانہ بدوالت مر ساد  
 بیچ روزے بکلاف مہ و سالت مر ساد  
 یارب از دور فلک بیچ و بات مر ساد  
 شب ما روز تو کردی کہ زوالت مر ساد  
 بیچ غشی و غباری بہلالت مر ساد

۳۳۱

کہ چہ از روئے نکویت حسن آفتاب دید  
آفت دیدہ بد میں بجمالت مر ساد

۷



<p>خستگانے کہ بعشق چو تو تر کے گروند تو بجے آیتے از صحن حسن آمدہ عجم آید ازاں راہ رواں کر غفلت تا بزنجیر سر زلف بہ بستی دل من بر سر بام شو و گوشہ ابرو بنما رفق باد صبا آمدن گل چسکم</p>	<p>تیر تو خورده بکیش دگر سے چوں گروند جائے سجدہ ست بہر بار کہ نامت شنوند صاحب خانہ رہا کر دوسوئے خانہ روند عاقلاں جملہ بر آند کہ دیوانہ شنوند روزہ داران غمت منتظر ماہ نواند من ترا دالم از نیجا بسے آیند و روند</p>
--	--

۱۱

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں  
کہ حسن وار بہ خانہ عشقت گروند

۳۳۲

بشوے این دلم از تو یہ گنسہ آ بود  
ولے سیہ ترا زین زیر آسمان کبود  
وزیں فرو شدہ یک روز بر نیامد و د  
چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود  
کہ ز اہلان گلہ مندند شاہاں خوشنود  
و گرنہ عاقبت او کجا شدے محمود  
خلاص داد ز پرہیز گاریے کہ نہو  
کہ بر چہ وجہ رود سیرا خیر مسود  
و گرنہ از سر و دیدہ در آمدے بسجود  
و یک مستی عشقم غماں ز دست ربود

بار ز جام لببت جرعه بخشی زود  
سپید کن دلم از نورے کہ نتوان فیت  
ہزار دوزخ سوزاں فروشد اندر کن  
طیب علم ندارد ز درد ضربت عشق  
عجب معاملہ بیشم آمدست امروز  
دلیل دولت محمود بود عشق ایاز  
غلام نرگس مستانہ تو ام کہ مرا  
بر دل خرام ز درتا منجھاں بینند  
ندیدہ بود فلال صورت تو در آدم  
نداشتم سرجلاں گریئی این میلاں

۴	حسن نصیحتی از دل ہی کسیم ترا و لے دل تو نصیحت پذیر نیست چه سود	۳۳۳
دل می نهی با من دل ریش چه باشد جهد من بد روز ازیں میش چه باشد پیدا است که اندازہ درویش چه باشد پنهان شدن از شیفتہ خویش چه باشد ایں داغ کهن بر من ازیں میش چه باشد صید بکنند آمدہ فردیش چه باشد	برے شکنی از من درویش چه باشد ہر شب بدعا ہا طلبم روئے چو ماہست جان و دل خود پیش کشم گر تو بیانی تو ماہ نوی شیفتہ تو من مسکین گشتی گئے خود خوانست اما نہم داغ من زان تو ام گر بخشی خیز و بکش زود	
۴	اکنون کہ حسن داد باندیشہ تو دل بدگو کہ بود طعن بد اندیش چه باشد	۳۳۴
کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہربار می آید شب قدرست یارم یا سلام یار می آید مگر آں آذنی خلقے پری رخسار می آید مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید ہم اندر خواب با خود گفتیم آں دلدار می آید ولیکام وز من خورد ہست فرزند ار می آید	صبا ام وز گونی کز دیار یار می آید گل نورست است ایں بانسیم یار می آید بنی آدم ہمہ دیوانہ فسلکن ایں زماں از چہ زلیخا وارینم شہرے از خانہ بروں رفتہ شبے در خواب جوئے خضر سوئے خود روانم چو شاہان بخش خواہاں بر باطن حسن رفتہ	
۴	حسن ہر چند حیرانت در وصف لعش و لے دُر ہا ہی ریزد چو در گفتاری آید	۳۳۵

زبانش کامرانی می فروشد  
چو سرو من جوانی می فروشد  
شراب ارغوانی می فروشد  
اگر از بے سیانی می فروشد  
که هر صبح نهانی می فروشد  
لب آب زندگانی می فروشد

نگار من جوانی می فروشد  
سرافکنده نشینم چون بنفشه  
حریف عشق رازاں لعل میگوں  
کمر بندش بجوزاد او تحفه  
مگر از خط بھی دزد و صبا  
خط او گر چه گرد آورد سودا

۷

چہیستایں کہ پیش آں شکر لب  
حسن شیریں زبانی می فروشد

۳۳۶

جہانے زیر ہر سو رام کردند  
بجو رویاں سرا بدنام کردند  
مگر ایشاں گذر بر بام کردند  
وزاں سو ختم بردش نام کردند  
کہ دریا ہائے خوں آشام کردند  
بر آوردند لیکن خام کردند

بتاں کز زلف مشکیں دام کردند  
بتقوی نام نیکو بردہ بودم  
بہشتی گشت صحن حنائہ امروز  
من از اخلاص میخواندم دعائے  
غم نوشیں لبان زان تشنگان پرس  
طاہک دیگے اندر طعن ایشاں

۵

حسن را جامہ جاں چاک زان شد  
کہ درد دردش اندر جام کردند

۳۳۷

لشکر ہمت او ہمہ فیروز بود

در دل ہر کہ غم یار دل افروز بود

نکند درم و خورشید همه عمر نگ هر که بیند گل و رخساره یارم یک روز ماه عید آمد و من روزه بجران دارم	نظر هر که بر آن شیخ دل افروز بود روزگارش همه چون موسم نوز بود مه من گر برسد عید من آن روز بود
--	---



حسن از سوز دل خود بخشنه بیرون داد  
این نداند مگر آن کس که در سوز بود



شب بر علی خیار خراش ببینید یک در شکنی و خیارش ببینید شما از دور کیمیاش ببینید بیش از نیت یدارش ببینید همه عالم خریدارش ببینید خدا را روز بازارش ببینید	شب بر خیار مستی ببینید بهر شکلی که داشت از مردم رفت بفرمایک من آن ماه دو هفته است من در دیدار دیر در بهشت ام بفرمایک در همه عالم ریز است همه عالم خریداری کنندش
---	--



حسن دین در سوز لب بتاں کرد  
بزیر خرقه زنازش ببینید



شده در خوف جان اندر خطر شد تتم در دست کاتب نه شکر شد که از باران اشکم نامه تر شد دل آنجا رفت او هم بے خبر شد	گلش پاهنشیں مشک تر شد چو اوصاف لب اوجی تو شستند سلام خشاک بر اے قاصد این بار بدل گفتم کز آن دلبر خبر گفتم
---	--

شبانگہ محتشب و نبال با کرد	چو در ما دید از ماست تر شد
سر ما در سر کار پنهان رفت	حساب ما و ایشان سر بر شد



دگر گردند خواباں شیوہ حسن  
حسن را ہم سخن طرز دگر شد



بتم سلطان خواباں شد گدایاں را کہ می پرسد  
چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد  
دل صاحب دلاں خعل شد ز ناز او چو ایشان را  
منرا اینست چوں مانا منرا یاں را کہ می پرسد  
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشست  
جو اہم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد  
دلا این پارسایہائے بے حاجت بیکسوند  
بعہد چشم متش پارسایاں را کہ می پرسد



حسن جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او  
تو خود کردی و لیکن زیر پایاں را کہ می پرسد



قرار کار ہایکساں نماند  
نکو گویند خول پنهان نماند  
جال او دران میزاں نماند

حدیث عاشقی پنهان نماند  
نشان اشک من در چہرہ پیدا  
اگر زہرہ بہ بیند روئے آل ماہ

مرزاں آدمی حسیرائی آید دلا بر جاں ہی لرزند حسیقے حیات جاوداں انگہ تو اس یافت	کہ رویش میند و حیراں نماند تو با جاناں بسازار جاں نماند کہ بجائے جاں بجز جاناں نماند
--	--

۳۲۲	حسن سر بر کشد از اوج مقصود اگر پاستہ ہجسراں نماند	۵
-----	--	---

غم جاناں اگر دامن نگیرد چہ گرد غم کہ ریزد بر سرم چرخ نخواہم بستن سر در رہ دست اگر پروانہ نارد از خط تو چو عاشق در کند زلفش افتاد بچشم یا ہند پس بگذرد زود	فلک دُبال جان من نگیرد اگر آہ من رہ روزن نگیرد اگر باز من ز سر دشمن نگیرد بنفشہ عرصہ سوسن نگیرد چہ منت ہا کہ برگردن نگیرد کہ تا خون منش دامن نگیرد
--	---

۳۲۳	حسن راختہ باید بود لابد چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد	۶
-----	--	---

تا رخت از مطلع مراد برآمد خط سیہ گرد وے خوب تو گوئی از قد و زلف و دہن و چشم خوش تو عشق تو دل را سلام کرد ہما دم	رخت گل ولالہ را کساد برآمد شب بتماشائے باد برآمد نقش الف لام و میم و صاد برآمد از دل و جاں ہر دو خیر باد برآمد
--	---

سہل بود نامراد یئے کہ رسیدست چهل تور سیدی همه مراد برآمد

۷

حرف صلاح از دل حسن مطلب ناک  
نام وے از دست فساد برآمد

۳۲۳

بزم دیدہ نسخ باب نبود  
خوں ہی ریختم چو آب نبود  
دھڑاچی جزایں شراب نبود  
ہیچ میلش بدیں خراب نبود  
ایک سوال مرا جواب نبود  
زایں دعا ہا کہ مستجاب نبود

شب مرا تا بروز خواب نبود  
ہر دم از چشم خود بر آتش دل  
خونے از دیدن کوشش می کردم  
ماہ سن از مے جوانی مست  
گرچہ تاصحج نا لہا کردم  
تلخ کردم جہانیاں را خواب

۷

اے حسن یار گر خطائے کرد  
ہم شکایت از و صواب نبود

۳۲۵

بارد گر شعلہ در دل بریاں رسید  
بردردیوار تو نقش نگاہاں رسید  
حال غریباں بگوئی تیشاں رسید  
منظر حتمی قصتہ لبٹاں رسید  
گرچہ کن بلاست کاش کہ توان رسید  
اؤزید اے دروغ عمر بپایاں رسید

بارد گر تیر عشق بر ہدف جاں رسید  
دیدہ بدی چشم من ریختہ باران خوں  
گفتہ اے میر بار حاجت شہرے بشاہ  
بانگ مزن اے رقیب دم مزن ای پردہ دار  
ہر کہ بزلت رسد سر کند از سرست  
گفت بخواہم رسید بر تو پس از عمر با

<p>۷</p>	<p>دوست رضا میدید از سر جان خواستن عذر میارای حسن خیز که فرماں رسید</p>	<p>۳۳۶</p>
<p>اکز و س همه شهر و قبااں بود که دست دعا بر آسماں بود ایں خواب جسم از آسماں بود تا آخر شب نفس بهماں بود هم نام تو بر سر زباں بود با این همه بے تو کے تو اں بود</p>	<p>دو شش از عجم تو دلم چناں بود که خون دودیدہ بر زمیں ریخت با آب قره صبو ر بودم از اوّل شب که ناله کردم آں لحظه که در سرم سخن رفت ہر چند کہ با تو ایں بلا ہاست</p>	
<p>۵</p>	<p>ہر بار کہ عشق آتش فروخت بیچارہ حسن در اں میاں بود</p>	<p>۳۳۷</p>
<p>خویت از اں مزاج کہ مستی نمیرود ایں عشق آتیشست بہ بستی نمیرود دل را کہ پا بسلسلہ بستی نمیرود از من ہوائے بادہ پرستی نمیرود</p>	<p>از چشم پر خمار تو مستی نمیرود دود دلم بر اوج فلک خمیہ زد بے عقل از کند زلف تو سر در جہان نہاد تا جرمہ از اں لب میگوں چشیدہ ام</p>	
<p>۷</p>	<p>گفتی حسن چرا بکنی توبہ از شراب واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمیرود</p>	<p>۳۳۸</p>
<p>بے سرو تو بدیہہ بلبل رواں نبود</p>	<p>اسالہ رونق گل ترا پنچناں نبود</p>	



گلزار بود مجلس قول مغنیاں ایں کاروان گل پس سالے رسید یک دانسته ام کہ از تو بہ بیٹم شب فراق لعل بتاں جواہر غمبہم نثار کرد مُرخ ارچہ عشق نامہ خود خواند باداد	بر قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود ماہی کہ در دست دریں کارواں نبود آں روز رُستخیر مرا در گھاں نبود ورنہ مرا چنین صدف دُرفشاں نبود دستانش را طراوت این دستان نبود
---	---

۳۴۹	ایں طرز شیوہ حسن ست ورنہ پیش ازین چندین شکر بعرصہ ہندوستان نبود	۷
-----	--	---

دوستان در دم قوی شد مہمہ حاصل کنید از لاف متہلے تاں ہر روز دیوانہ ترم اے رفیقاں از کہ می پرسید تا منزل کجاست گر میرم در فراق آں مہ محسّل نشین ہر خے کش زیر پاشد گردنی آرم بحشیم پندگویاں ہر چہ گویند مہمہ بے حاصل	دیدہ در غل غرق شد کوش و علاج دل کنید اے عجب دیوانہ را خواہید تا قائل کنید ہر کجا معشوق عاشق را ہماں منزل کنید گاہ مردن روئے ایں کس سوئے محمل کنید تا جو میرم ہم ہاں گورے مرا کھل کنید بارے آں چشنے کہ من مہی منہش حاصل کنید
--	--

۳۵۰	یارچوں ایں سو خواہد از پے قتل حسن جان ایں مقتول خاک راہ آں قائل کنید	۷
-----	---	---

گر نسیم از سر زلف تو سر در ہم رسد زاں دباں تنگ ملک من شود ملک مُراد	سر بر سر دلبائے در ہم گشتہ را ہم رسد اگر یلماں وارد دست من بدخاں ہم رسد
--	--

از پری زادت او یا از ملک یا زحر زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدست چشم مست او بیک غم فیکر بادل بدخت از غم غافل مباشید ار چه اندک گفته ام	بارے از نسل بنی آدم چیل اوئی کم رسد زال ہی ترسم کہ دیگر چشم زخمی ہم رسد تیر ترکان کز سستی رسد محکم رسد آتش اندک خیزد اما دہمہ عالم رسد
---	---

۴

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید  
او چه غم دارد حسن را اگر چه صد چول غم رسد

۳۵۱

ایں فردہ کہ می گوید وین نامہ کہ می آرد بنیست درین قاصد از پیش کہ می آید شمع نظرست آن خور تا بر کہ ہی تابد طعنہ زندم ہر کش کو را چہ پیڑی دل گفتی چہ رود چندیں خل از جگر ریش بے دوست اگر عاشق فردا بہشت آید	اے دل نصبا می پُرس کز گل چہ خبر دارد فحیست درین نامہ تا خود کہ می آرد ابر کست آن مہ تا بر کہ ہی بار د گر جاں طلبد جاناں آن کمیت کہ نیارد خاریست درون دل کال ریش ہی خار د نغمتکہ رضوان آتش کہہ بہندارد
--	--

۴

ماندست حسن و اللہ بر قاعدہ عشقتش  
ور بگذرد از عالم آن قاعدہ بگذارد

۳۵۲

شب را چو سحیح عید غزبے بار سید گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار بودہ ست سچو دیدہ ز گس دو چشم من	کز پائے بوس او سرا بر سمار سید ماج چرا ویم چو کعبہ بار سید حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید
---	--

از خار خار غصہ نہالم چو گل شکفت دل در طرب درآمد و دوران غم گذشت شمع ز لطف در دل تار یک بندہ تافت	مزدور و دل نگہ انکھم چو بادوار رسید ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید شاہے زغیب بر سر وقت گذار رسید
--	---

۹

ہامش بگفتی اے حسن اینجا ہے ادب  
ایں نیک نامیست کہ از حق ترا رسید

۳۵۳

آں کہ حسنت چوں گلستاں آفرید ناف حیں در چین زلفینت نہا از رخ گل رنگ تو آب حیات ماہ را در قیمت عرضه داد آفریں بر صانع آں صلح کرد ماہ در دوران چو تو شاہے نژاد تا بھی بخشی خلایق را حیات در لب شیریں تو چندیں شکر	در لب ت صدناز خنداں آفرید وز رخت غورشید تا باں آفرید وز رخ گلبوئے تو جاں آفرید باز ہر ماہیت گلستاں آفرید صورت زیبا بدیناں آفرید تا خدا بیسا و خواں آفرید در لبانت آب حیاں آفرید از برائے دردمنداں آفرید
---	--

۵

چوں حسن را داد قدرت در سخن  
زیں کو تر شعر نتوان آفرید

۳۵۴

دل را کہ خون گرفتہ نگہ داشتن چہ سود جانا چو سیل عشق تو دہا خراب کرد	تخنہ کو برے نرسد کاشتن چہ سود مارا بنائے عشق برافراشتن چہ سود
--	--

دل بر تو رفت گرچه نگه داشتم بے  
چینرے کہ رفت نیست نگه داشتن چه سود  
خون دلم بچاہ ز رخ ریختی سخت  
انکوں بیشک و غمبش انباشتن چه سود



از ناله حسن چه بد انکاری لے صنم  
خود زخم کردہ تو بد انکاشتن چه سود



دل خوں شد اں خلاصہ جابر خبر کنید  
زیں آب دیدہ سرور و ازرا خبر کنید  
صبر از برم بخت چو آہو بصید گاہ  
آں شہسوار سخت کما زرا خبر کنید  
تنگ آمدست جان من از جور عشق او  
آں تنگ چشم و تنگ دلا زرا خبر کنید  
جانست یار و این سز من خاک پایے  
چوں سر ز پا در آمد جابر خبر کنید



جملہ جہاں بزد حسن طعنہ می زدند  
ایں ہم نمائد جملہ جہاں را خبر کنید



سرگشتہ دلم راہ بمقصود ندارد  
آں صبر کہ یکچند در و بود ندارد  
باغ از خط خوب لب شیرینیت نخل ماند  
گوہی سچ بنفشہ شکر آلود ندارد  
عاشق کہ شبے سیر نہایت چه توان کرد  
بد روز ابد طالع مسعود ندارد  
برشت آیاز اختر مسعود دہد پس  
کاں تاج بجز سینہ محمود ندارد  
کس را خبرے نیست ز سورجگر من  
آرے چسکنم آتش من دود ندارد  
یک روز نخوردی غم بیچارہ بیندیش  
زاں روز کہ افسوس کنی سود ندارد

گفتی کہ حسن می ندہد دل بتان بیش

۷	معذور بھی دار کہ موجود ندارد	۳۵۷
<p>گوئی کہ مگر کفرے ہمایہ ایماں شد از لفظ تو زنا ہے بہرست مسلمان شد آن حسن کہ دی بود تا مروز دو چندان شد ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیران شد طاری او دیدی دل بستہ نہاں شد تو دیر باں کماں دہ دیرست کہ ویران شد</p>	<p>تا سایہ زلفینت یارِ مہتاباں شد تنگ آمدہ بود ایں دل زین نفاق آلود تا بر دورخ چوں گل از مشک زدی خالے خود میں شدہ بدتر گس چوں تو بچن رفتی جانا دہن تنگت اندر نظر م آمد گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل</p>	
۷	<p>اے حسن از عالم بخی چه کشی چندیں کز گفتہ شیرینست نرخ شکر از ازاں شد</p>	۳۵۸
<p>درد را دو سستی با آفتابے اوقتا گرچہ با ماش اتفاق افتابے اوقتا ایں جنیں معشوقہ حاضر جوابے اوقتا صعوبہ بیچارہ در جنگ عقابے اوقتا رستے گوئی کہ برافرا سیا بے اوقتا مست می غلطید ناگہ برخا بے اوقتا</p>	<p>باز در جانم زلفت عشق تابی اوقتا آفتاب آسا شبائے ہمیشہ سراج حسن گویش دل سوئے مامی وار گوید سنگت چوں شود حال دل مسکین من دست عشق عقل من افرایا بے بود اما در دست چشمش از سوئے دلم دید آن بود از مردی</p>	
۷	<p>اے حسن رادل زلف یار در پیچید باز گردن دیوانہ اندر طنائے اوقتا</p>	۳۵۹

<p>آل سراز حمد برون برده اگر باز آید گرچه شد در طلب وصل غریزش همه عمر با مداد آن که فلک سوره و الفجر نوشت مه و سیاره بر آبیخت زهر سوشگر گل که از رشک خورش جامه آن فیت سال او غریزست کز و مقصری و کنفانی را</p>	<p>خوشی و خست می رفته دگر باز آید اوبه از عمر عزیزست اگر باز آید واضحی خواندش از دور مگر باز آید باشش تا لشکری ما سفر باز آید هست تر دامن ارسال دگر باز آید عمر تازه شود و نور بصیر باز آید</p>
--	---

۹

حسن گم شده را ذوق لبش یاد دهید  
مگر آن طوطی مسکین بشکر باز آید

۳۹۰

<p>اشب از ایا قوت جانان قوت جانم کشید بر طوق پیش کش حال دل صد پاره من چه دارم جز تمناع عجز یا نقد نیاز میزبانان پیش همان سیم و زرهای کشند خاند چشم مرا تا که زنی لے دیده آب از مره نوک قلم کرده سیاهی از دو چشم مرغ روزش یاد داد و شمع رازم فاش کرد مرغ را اگر دسرسش آزاد خواهم کرد لیک</p>	<p>گوهر جان پیش لعل دستان خواهم کشید بچه دیده دامن اندر خن کشان خواهم کشید انچه دارم پیش یار مهربان خواهم کشید من سر خود ریزانم همان خواهم کشید کیس مسافر را بمنزل گاه جان خواهم کشید با وجود عشق او خط بر جهان خواهم کشید ده ندانم چند جور این و آن خواهم کشید شمع را با لے بدست غم و زباں خواهم کشید</p>
---	--

۶

گر مرا گرد و خود کرد خواب چون حسن  
از زمین ناگاه سر بر آسمان خواهم کشید

۳۹۱

<p>تا کشیدی بنو گل گریبان پاره کرد          حلقه زلفش که در پائے دلم زنجیر شد          جامہ نیلوفری پوشیدی و رفتی ببارغ          سیب سیمین ز نخلدانت که از جاں خوشتر است          طاعن اسنگ ملاست بر زنجیاری زدند</p>	<p>خار عشقت تا بدایاں جامہ جاں پاره کرد          آنچنان زنجیر را نتوان بسوایاں پاره کرد          یاکم پیرا من خود تا بدایاں پاره کرد          اگر بدتم او قدر خواهم بدایاں پاره کرد          حسن یوسفیغ بست دست ایشان پاره کرد</p>
---	--



رشته صبر حسن را بر کف دستش نهید  
 تا بدوزد خرقه که ز جور خواباں پاره کرد



<p>تا دو چشم تو مست و فغانند          بے لبت خورد و مست چشم تو شد          گریبائے سر اندر آئے تو          بے دلاں را رعایت کن از آنک          تو هم اینجا و ما ز تو غافل          عارفان نگذرند از در تو</p>	<p>همه عشاق در تو حیرانند          گیسو انت چرا پیرایشانند          جاں بگرد سر تو گردانند          ار حے بے تواند بے جانند          مکیاں قدر کعبه کے دانند          بلبلان پائے بندستانند</p>
---	---



اے حسن صوت بلبلان چه خوشتر است  
 گوینا گفتم تو می خوانند



ما قیامے ده که ابرے خاست از خاور سفید  
 سرور اسر سبز شد صد برگ را چادر سفید

ابر چون چشم زلیخا بہر یوسف اشکبار  
 تراہسا چون دیدہ یعقوب پیغمبر سفید  
 گر نہ حشرات این نگہ کن در بنفشہ و سمن  
 چیست دست این کہ بود و روی آں دیگر سفید  
 بید لرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال  
 یاسمین مانند اصحاب الیمین ذکر سفید  
 بادہ در جام بلوریں دہ سراگر میدہی  
 نغمہ می آید شراب لعل را ساغر سفید  
 راحت از آن سر دگاں کم جو کہ کم یابد کسے  
 نامہ برامی سید جامہ بر آہنگر سفید  
 محمل آزاد گاں می جستم از انبائے دہر  
 کا خدے در دست من داوند ستر تا سر سفید  
 خاکبوت غار را گفتم کہ این پر دہ چہ بود  
 گفت میہاں عزیز آمد کہ کردم در سفید



اے حسن اغیار را ہرگز نہ بینی طبع رست  
 راستت این نراغ را ہرگز نہ دید پر سفید



دل ز من بردی چناں گوئی نبود  
 زان طرف ہرگز رضا جوئی نبود

اے کہ ہرگز از تو د بچوئی نبود  
 من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام



ایں بد پہاے تو تار کے یا مگر دوش گرچہ داد دشنام بے	نیکو از رسم نیکوئی نبود کار من غیر از دعا گوئی نبود
---	--

۵

ہیہد می رنج از جورت حسن  
کیں طسریق خاص او گوئی نبود

۳۶۵

ہنال عیش کا مذر باری آمدنی آید  
سیمے کزد یار یاری آمدنی آید  
سلام گل کہ از گلزاری آمدنی آید  
اگرچہ پیش ازین بیاری آمدنی آید

تہم چوں شاخ گل ہر باری آمدنی آید  
صبائے کزد درد لدار جندے نی جند  
نشا طمے زمیخوارہ ہی دیدم نی بینم  
عتاب دوست کا ملک مایل امید ہدی

۵

حسن باہیج کارے نیست بایاران کسمت  
کہ آں یارے کہ اورا کاری آمدنی آید

۳۶۶

زلف دل بندش کشادے ہم نکود  
کا پنچہ او کرد اوستادے ہم نکود  
آشک خونیں ایتادے ہم نکود  
وقت رفتن خیر بادے ہم نکود

یار از مارت و یادے ہم نکود  
چشم او در جادوئی شاگرد کیست  
شکر شکرگان او قلبم شکست  
صبر من بگر کہ چوں رفت از برم

۵

نامہ ازوے چوں طمع داری حسن  
کت بعمرے خویش یادے ہم نکود

۳۶۷

تا نظر باز گرفت ز گرفتارے چند	جز جگر هیچ نخوردند جگر خوارے چند
دل باخستہ چشم تو شد تو ہمہ عمر	نشہ ری رنجہ پیر سیدن یارے چند
چند ازیں غمزہ زناں بر سر کو آند	تو مرا کشتہ شدہ گیر و جو من یارے چند
صفت نعمت دیدار ترا شنیدند	طرفہ مرغاں کہ فداوند بگلزارے چند



گر حسن را نظری بر غلط افتاد به بخش  
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند



یارے کہ طریق تاز دارد	گر دل بسر دکه باز دارد
آل شوخ برائے کشتن ما	صد شیوہ جاں گداز دارد
در زلف بتان پیچ اے دل	کیں رشتہ سر دراز دارد
جاناں دل من بجانب تست	کنج شک ہوائے باز دارد

بشنو کہ بصف تو حسن باز  
خوش گفتہ دلتواز وارد



اولیت (۱)



خداے حسن بر کمال قمر	خانہ روشن شد از جال قمر
یافت تقویم عمر من ترتیب	چوں میسر شد اتصال قمر
شمس را اگر زوال شد گو شو	ایسم یارے از زوال قمر

چشم زگس بخواب جوید نور چوں کندوز و بال ننید شد سایها بوده ام بیاد رخس	چه خبر خفته را ز حال قمر هست مهو و خود و بال قمر شب تاریک در خیال قمر
۳۷۰	از قمر نور یافت کار حسن خدا را حسن بر کمال مستمر
نوروز رسید یادی دار گفتی تو وقت گل رسم باز من با تو رسیده ام به دوش من می گفتم تو می شنیدی	گل پرده درید یادی دار آن وقت رسید یادی دار چون صبح دمید یادی دار آن گفت و شنید یادی دار
۳۷۱	قربان کردی دل حسن را اے غیرت عید یادی دار
بخت بی کام روز وقت صبح یار کام حاصل شد بیک رحمت و حجت خط سبز او فتوح آسمان آن چه مجلس بود یارب چون شبت من بدست ساغر می داشتم یہیج کس دُنبالِ مستان نکرد	چشم روشن کرد مارا صبح دار دوست طالع شد باندک انتظار خال شبرنگش فریب روزگار کوثر اندر دست طبع در کنار دست دیگر گیسوی مشکین یار محب را سرگراں بود از خار

<p>۵</p>	<p>زرد خیر و ماند و سیم از ہر کے از حسن اوصاف خواب یادگار</p>	<p>۳۶۲</p>
<p>اجتماع غصہ بعد از افتراق یکدگر وین دو چشم ما چہار از اشتیاق یکدگر داستانی باز خوانی از فراق یکدگر خوب باشد کار با اتفاق یکدگر</p>	<p>ماہ من دیدی چہ دیدم از فراق یکدگر اشتیاق ما یکدگر دو چندان شد کہ کے بود ما بر وصال یکدگر یا ہم دست نیز و خون من بریز و من بر آنم تنفق</p>	
<p>۷</p>	<p>اے صتم خوش خوش غم خود خورہ ہچوں حسن خوش تو دست این دو معنی بر مذاق یکدگر</p>	<p>۳۶۳</p>
<p>لالہ بے آلودہ نرس بخار اند تشنہ بجمال او دریا بکنار اند گفتا کہ ستارہ است این نایب شمار اند خوش وقت کہ غل ریزد کافری شمار اند ہر گرد شکار ستاں چوں بغبار اند کز شرم بہت غنچہ نہاست بخار اند</p>	<p>دی تازہ رُخے دیدم چوں گل بہار اند چوں آب ہی آمد من در گدش بوم تغتم کہ شبے اے سہ بشمر عدد شکم چشمیت چو یکے صید کشت بخوشم آئے آں روے جہاں افزود از دور ہی دید جانا چو بباغ آئی پیدا شودت آخر</p>	
<p>۷</p>	<p>گر خواست حسن بوئے زان روئے چو گل گفت بس بہدہ گویا شد بلبل بہار اند</p>	<p>۳۶۴</p>
<p>ساغرے پر کن اے غلام بیار</p>	<p>صبح طالع شد و در آدیار</p>	

<p>خطا سحر کجا کہ گرفتت زین سپید و سیدہ سود مرا نیست ہچوں قرابہ محسوسہ بشکن این شیشہائے کاغذ پوش بہ ازیں داروئے خموشی نیست</p>	<p>دل من از کتا بہت اشعار در قدح زیر غسل گر ہر بار قلم و کاغذ از میان بردار ہو یا پوشش شریف پیش آر دفعہ روزے کہ دیدم از گفتار</p>
<p>۳۷۵</p>	<p>گر حسن را دریں حدیث ہے یادہ دہ ال حدیث یاد انکار</p>
<p>نہ فلک با من موافق طبع می آید نہ یار بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ حسرت من چہ دہنتم کہ زلف یار پائندم شود یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی</p>	<p>نہ دل من با من سکس ہی آید نہ یار نہ زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار وین گرہ یکبارگی نہ بخت بخشاید نہ یار اے درینانے جوانی بازی آید نہ یار</p>
<p>۳۷۶</p>	<p>صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے نہ حسن این پند ہارا کار فرماید نہ یار</p>
<p>مکن بر عاشقان زار نحو زور بروں افلاس داریم و دروں ضنن بتشریف شفا میدارد اگر میریم بر یاد تو میریم</p>	<p>سلیمان را چہ نثار از کشتن مور نہ زرمارا دریں تدبیر نہ زور جہلنے از لباس عافیت عور پشیمانی نشاید برود در گور</p>

<p>کہ چشم ترک دارد غارت غور چہ داند نور مر را حردم کور</p>	<p>فغاں از طرہ ہندرت مارا چہ پرسی حدش از مفتی عھل</p>	
<p>۵</p>	<p>دل مسکین حسن دریا ئے در دست محاسنت این کہ از دریا شود شور</p>	<p>۳۷۷</p>
<p>روے تمام سمجھو بلکہ زمرہ تمام تر مے ہمہ جا حوام شد بے لقب حوام تر وعدہ جوئے قیمت خوئے ز وعدہ خام تر چشم منست ہر سحر تا بنساز شام تر</p>	<p>اے زبتان سرو قد تو خوش خرام تر نوش مباد اگر خورم بے لب کز نیت دوش کہ وعدہ کردہ اں بر سچو سیم خود تا تو رواں چو شیر از نظر مہر بستہ</p>	
<p>۷</p>	<p>اے بخت کی کمی کشتی ملک تو گشتہ ملک دل سن چو حسن غلام تو بلکہ ازو غلام تر</p>	<p>۳۷۸</p>
<p>روے دگر باشد و بتاں دگر سخت دگر باشد و سنداں دگر پیختہ دگر باشد و بریاں دگر غمزہ دگر باشد و پیکاں دگر شخنہ دگر باشد و سلطان دگر عشق دگر باشد و فرماں دگر</p>	<p>نیست چو روئے تو گلستاں دگر باز چہ سخت دل کافرت از لطف عشقت جگر مہ پیختہ شد غمزہ خوں خوار تو خوں بر سخت عشق تو بر عرصہ دل شخنہ شد گفتی اگر عاشق مائے بمیر</p>	
	<p>چشم حسن ہیں دراو موج خون</p>	

<p>۵</p>	<p>موج دگر باشد و طوفان دگر</p>	<p>۳۷۹</p>
<p>چشم شوخت از جهان غم خواہ تر دامنی از جیب گل صد پارہ تر مردمان را چشم زین نظارہ تر صبرم از دل دل ز صبر آوارہ تر</p>	<p>اے ز شوفاں جہاں عیارہ تر غنجہ دار از دست جہاں می درم مردم چشم ز گریہ غرق آب حال صبر و دل چہ می پرسی بشد</p>	
<p>۵</p>	<p>گفتیم چونست بیچارہ حسن ز انچه دیدی ہست زان بیچارہ تر</p>	<p>۳۸۰</p>
<p>نہ جگم کباب شد دل ز جگر کباب تر چشم پر آب داشتہ وقت سحر پر آب تر چند چو لالہ داریم چہرہ بخون ناب تر خانہ من نہ دیدہ از دل من خراب تر</p>	<p>اے ز عقیق نیکویاں لعل بہت خوشاب تر رست بشکل ز گسم روز و شب از غم ہوا اے چو گل تری ترا حقہ لعل پر ز در چند بطنہ ز گوئیم تا نہی بخانہ دل</p>	
<p>۷</p>	<p>بر سر گنج وصل تو دست حسن کجارسد اے ز وجود کیمیا وصل تو دیر یاب تر</p>	<p>۳۸۱</p>
<p>بر لعل تو کخم زدو دیدہ نشاد در چو تو زناد از صدف روزگار در ہر شب اگر چہ موج ز ند صد ہزار در</p>	<p>اے پیش درج تو تو شہ مسار در زانکہ کہ ہفت بحر فلک آفریدہ شد ز ریائے آسماں ند بہ چوں تو یک گہر</p>	

گر نہ مفرح دل دیو نہ منست در گریہ ام جو شہ چشمے نگاه کن در در اشک من نظر کن کہ در جہاں	در تنگ شکریں چہ کند اے شہار در اگر حاجت افتد ز پے گوشوار در ہرگز نہ دیدہ اند چنین آبدار در
--	--



در خدمت تو شکر کنم ہر در سے کہ دست  
دارم ز نظم ہائے حسن بے شمار در



دیدہ بڑوے تو حیراں شد دل بڑو سیر بوسہ خواستم انگشت گرفتگی بدایاں خط خوب تو بیکتوب سلاطین ماند زلف خود با ہمہ دہائے پریشاں بنگر دیر باز دست مراستی عشق اندر سر صید گر تیر تو برسینہ خورد عاشق و	جائے تدبیر نہ اندست چہ سازم تدبیر بر من این کار بیک با چنین تنگ گیر کہ بہ انگشت تیش مہر کند دست دیر چند دیوانہ مسلسل شدہ در یک زنجیر جاہا خوردہ ام از دست تو در جامہ شیر جاں بر افشا ندو در سینہ نگہ دار دیر
---	---



بر حسن طعنہ مزن کو نتواند برداشت  
نظر از روئے کس کش نتواں یافت نظیر



با دغوش بوسے ہی آید و گروے چو عمیر دل بادادہ ام او قصد بجا نم کردست اے بسا صید کہ بفکند بیک گوشہ چشم من گیاہ ہوس روے چو آہو چکنم	مگر آں ترک مرا خواست ہوائے پنچیر انچہ خود کردہ ام آں را نتوانم تدبیر سوئے من تا بنہا گوش چرمی آرد تیر شیر را پنچہ میسر نشود باقت دیر
---	---



اے کلفتی دل تنگ تو بتو بخشیدم  
میر خواں دل بخشیدہ زمن بازخواہ  
بیش با طائفہ تنگ دلاں تنگ گیر  
زانکہ بخشیدہ دگر می نرود خانہ میر

۴

بیرشد بندہ حسن گرچہ ز عالم برود  
نرود و عشق چو تو سر و رواں از دل پیر

۳۸۴

گفتم مرا دستے بدہ نامد ز جاناں این قدر  
گویند جازا تحفہ بر جاناں اگر پیش آیت  
گر یابدیں بدہ ہند عالم بدست غم بد  
روحی کہ یابد روح من از یک نسیم کوئے او  
تا بحر بر شد او من کے بود صحرائیں  
در کافور شاہ غم جاں میدہد ہر دشمنے  
خیرم بوسم پائے او ہم نیست یاں این قدر  
میہات تحفہ چوں برم در پیش جاناں این قدر  
صد ملک را مست بود بودید جاناں این قدر  
دانشد کہ توان یافتن از بہشت یساں این قدر  
اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طوفاں این قدر  
وہ گر مسلمان کنی کند آں نامسلمان این قدر

۵

وقتے کے اظاہاں کر دیں دین ازین طلب  
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فراں این قدر

۳۸۵

تا دیدہ ام ز سار او از برگ گل سیرا تے  
دار و درے گردنہ زانست اندر وعدہ  
گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند  
ناگاہ ماہ چارہ دیداں رخ تاباں او  
رنگ تر آں ناز نہیں داناں مرقد رشتیں  
بے خواب بچوں نرگسم حزیں از بے خواب تے  
یکبارگی قلب شد چشمش از و قلاب تے  
آں غمزہ خوزین میں صدار از و قصاب تے  
زاں سچت می پرسی چہ شد شد ہر شبے بیتا تے  
چوں بنرہ سیرا میں از منہ ہم سیرا تے

ایک اس شد و من رننے چو رنگ سبزہ خوش  
ما را چو گل بگذاشته دامن بخین ناب

۷

از ہر وصل احسن وجہ زرے داری ولے  
شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر

۳۸۶

پیش آں روئے چو غور شدید ہائے کم گیر  
جاں بر جان تو آذہ مست سفارے کم گیر  
اگر ہشتم نبود چہ نہائے کم گیر  
ہمہ مصنوع فدا دست خیالے کم گیر  
با چناں آتش تراب زلائے کم گیر  
آخرے جاں منعلے ہست کھالے کم گیر

گر وجودم ز غمت رفت خیالے کم گیر  
باغ فرخ تو دل بچاں نتواں بست  
دل از دیدن سرو قد او باغ شد دست  
خواستہ صفت میان تو کم لیک کس  
لب تو یافتہ ام چشمہ حیاں چہ کنم  
رخستے وہ کہ بدناں بچم خال لب

۷

حسن از کوفتہ ماندست ز چو گانت چو گئے  
تو قوی حال بیاں کوفتہ حالے کم گیر

۳۸۷

بے تو بودن از ہمہ دشوار و دشوار تر  
زار بودم گشتیم از روز فراغت زار تر  
تو شوی ہر روز از روز دیگر بینا تر  
بخت کر خار بغیلاست امہوار تر  
طرہ داری ازاں طافہ پریشاں کار تر  
در ہوائے لعل تو ہر بار گوہر بار تر

اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر  
من خود از آزار چرخ و جور انجم ساہا  
ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو  
کے رساں از گلستان وصال تو گلے  
گیسوئے تو کرد کار من پریشاں طفاںک  
ابریشاں را ہی بینم پریشاں خاستہ

۳۸۸

اے شد چہم حسن از عشق لعلت غرق چو  
چشم او خونبار تر یا لعل تو خوں خوار تر

۷

عمر برفت و زلفت صورت یار از نظر  
عزم صبری کم است عشق بتاں بیشتر  
شعلہ زناں میجہد آتش عشق از جگر  
مرغ حریف گلست تا بطلوع سحر  
باد بکجاں رسید داد زیوتف خبر  
حاشق و مشوق را تفرقہ از یکدگر

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر  
نی نگرم از دہوں حاصل خود بیش و کم  
موج زناں غل مل گرچہ فروز د رُخم  
شب ہمہ شب باغبان کردہ در باغ قفل  
پیک پیہود از مصر گر زسد گو مر س  
گر متفرق شوند ہر دو جہاں کے شود

۳۸۹

گرچہ بدست جفا خصم کشیدست تیغ  
پائے بروں نہ حسن دوست ستادہ ببر

۹

رہ تدبیر گم کردم چہ تدبیر  
رعیت را بباید ساخت با میر  
کہ دایہ آں میم دادست با شیر  
لک چل صورتش میکرو تصویر  
کناں پیدا کشد پہناں تدبیر  
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر  
بیا مطرب ہاں آہنگ برگیر

بقید عشق صیدم کرد تقدیر  
دل و دیں بندہ دلبر شد آئے  
گر باجاں رود مستی عشقش  
عجب دارم اگر عاشق نمی شد  
زبے ترکے کہ از نہائے ابرو  
شبنم تن قصہ زنجیر و کعبہ  
مزد و شبنم موت آہنگ کار

ہر اس رخصت کے بہت اندر مزید	بگوش مدعی کے جائے گیر
حسن راطعہ در عشق جواناں مزن کو اندریں خوانا یہ شد پیر	۳۹
زدوست دور تو اشد و لے نہ چل دل دور کیے بہشت درون و برون او پر حور چہ چارہ چون قند پائے پیل بر سر مور و لے بر اہل محبت محققست حضور درونہ ایست مرا ہم بیاد تو معمور مرا امید وصال تو داشتت صبور	مپرس کنے فرقت چسکو نہ مخمور کجاست حضرت دہلی و خوب رویاںش چہ حیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ چال اگرچہ غیبی افتاد بر طریق مجاز اگرچہ کردہ از حسد بروں خرابیاں ہزار بار بھی مردم از فراق ولیک
میان ما تو آئینر نیست سخت حسن چو اختلاف موافق میان دیدہ و نور	۳۹۱
چشم رخسارے تو از زکس تر رخسار تر خود بگو تا چہ صفت باشد ازین بالاتر روئے ازین جو بر و قامت ازین زیبا تر دل چو دوزخ شدہ سوزاں شرہ چل میا تر بلکہ اس بار زہر بار دگر شید اتر دوش رسوا بدم امروز ازال رسوا تر	اے رُخ خوب تو از عارض گل زیبا تر طوبی از غیرت بالائے تو پنہاں ماند خوب زیبا بتواں یافت و لے تو اں یافت طرفہ حالیست مرا روز شب اندر غم تو شب بگوئے تو شدم نعرہ زناں دریا و او حال دوشینہ شوریدہ مای پُرسی

<p>۵</p>	<p>دل مسکین ان عشق تو ناپیدا شد صبر از آل غنم زده دل شده ناپیدا تر</p>	<p>۳۹۲</p>
<p>بلدت عجب از لعل تو گفتار عجبتر ربسته کند دگر از مار عجبتر اسال عجب نیش از پار عجبتر تلخیصت زیادت شکر بار عجبتر</p>	<p>شکله عجب داری رفتار عجبتر صفت عجب می کنی از مورچه گویم پارا لب خواند عجب خیر کشته بود این خشم زخوے خوش تو بس عجب افاد</p>	
<p>۶</p>	<p>بے هیچ گناه کشتن همچون حسن را از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر</p>	<p>۳۹۳</p>
<p>حور از رشک تو دایم در قصو ز فرشته این صفت دارد نه حور تو میان این آں خیر الامور در سرم چو دیده در دیده چو نور گرچه چو چشم بدان ام از تو دور اگر خدا خواهد بگویم در حضور</p>	<p>ای همیشه مجلس مارا تو نور ای پری روی بنی آدم فریب حور روح مطلق آمد چو ملک در وجود من چو می باشی تو سر بهم به نیکه تو خواهم داشت چشم آنچه بر من میرود در غیبت</p>	
<p>۵</p>	<p>صل تو جوید حسن بذا محال که رسد ماکه سیکمانی بهور</p>	<p>۳۹۴</p>

اے خال ہند و پیکرت از ترک غارتنا کتر  
 نامد ز ہند و ستاں گہے تڑکے ز تو چلا کتر  
 در شمن بیچارگاں بے باک می بیسم لببت  
 واں چشم اندک شرم تو لب یار زان میبا کتر  
 می گفت امشب لب لبم یارب کہ داند در جہاں  
 من از تو اندہ گیلن ترم یا تو ز من غمتنا کتر  
 گفتی کہ از ہر چشمہ آلودہ دامان دل  
 واللہ کزین تہمت منم از آب دریا پاکتر

۵

باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوئے حسن  
 تا در بہت خاکے شود از خاک غبر خاکتر

۳۹۵

ذہن من روئے تو ہر دو چو ماہ منیر  
 قد تو د قول من راست بود ہیچو تیر  
 موئے تو روز من ہر دو خوشبگشت تیر  
 وصل تو و کام من ہیچ چو امید پیر

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہیچو قیر  
 قد من و ابرویت ہیچو کمال کز بود  
 فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست  
 قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آدست

۷

لطف تو عشق من ہیچو مسج جاں فرا  
 حسن تو شعر حسن ہر دو روان دلپذیر

۳۹۶

بندہ روئے تو ام تا نہ کنی رائے دگر

مستواں جائے کہ از تو نشدم جائے دگر

اہلِ فردوس چہ محتج تمنائے دگر نیست در شہرِ بحرِ عشق تو غوغائے دگر چشمِ داریم کہ برویدہ نہی پائے دگر سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر	ہر کہ رویت نگر دے نگر و سبزہ و گل نیست در سینہ بحرِ درد تو اندوہ کے گر تو یک پائے بدیں سینہ نہی ہم بامید روز بازار سر کیسے تو تا باقیست باتو صد سال اگر باشتم چیزے نشوم
--	---

۷

گر تو صد بار بجاک انگنی امید حسن  
خاک بروے کہ کند جز تو تمنائے دگر

۳۹۷

مشوایے چشمِ مہر دم راز تو نور مرا گفتی کہ بے من چیست حالت مرا با تو قیامت عشقے افتاد الائے چشمِ جاں را روشنائی بیا کر دور حسن خویش امروز اگر پیدا شوی در قصر فردوس	بگفت دشمنان از دوستان دور چہ باشد بے طبعیے حالِ رنجور قیامت کے تو انم کرد دستور بچشمِ خانہ کن نورِ علیٰ نور تو مستی و جہانے از تو مخمور بگنج باغِ پائہاں شود حور
---	---

۹

نکر دی بیچ وقتے از حسن یاد  
سیلہاں را کجا یاد آید از مور

۳۹۸

الائے سارباں محملِ فروگیر گو آں ترکِ ترکش بند مارا	کہ بگست ایں دل دیوانہ زنجیر کہ بنوا ز ایں شکارے را بیک تیر
---	---

<p>چو جانان میرود جان ہم بروگو          باو بخشید خواہم زندگانی          لب او بوسہ دادم دوش در خواب          شکست آن میر خویاں عرصہ دل          مرا از شان آن آیت بگویند          بحر خول خوردنم دیگر غذا نیست</p>	<p>بگو بر ما چنین رفتست تفتیر          اگر در مرگ خواب بود نقصیر          توان دانست و نتوان کرد تعبیر          فراہم از کہ خوابد گشت از میر          برائے خود نیارم کرد تفسیر          تو گوئی دایہ خونم داد باشیر</p>
---	--



حسن دنبال آن سرور رواں رو  
 ولیکن در جوانی کے رسید پیر



## ردیف (۲)

<p>از جاں قبول کرد و کرد از تو احترام          ہر سو کہ قبلہ یافتیم آنسو کنم نماز          زنجیر یان زلف تواش آورند باز          آکس دزدو رانداد چنین رشتہ دراز</p>	<p>جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آتش فراز          گفتی کہ سجدہ میکنی آن روتے راجب          دل از درت گر نخیۃ ہر سو کہ میرود          دیرست تا بغارت دلہاست زلف تو</p>
---	--



بارے بگویم ای غم دل پیش ز گشت  
 با آنکہ نزدست نشاید کشاد راز



سرفدائے پائے تو چندین چچی پائی ہنوز

از پے دیرے رسیدی دیرمی آئی ہنوز



مدتے در انتظار تقدست بودست جاں یوسف من گرجہ چشم گشت بے رویت سفید چند بے زنجیر زلف خود پریشان داریم نے ترا از جلا عالم در دل من جاے بود نغمہ ہجر تو خلق عشتقم را تلخ کرد	جان مسکین برب آمد توئی آئی ہمنوز دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہمنوز یا من دیوانہ را با قیست رسوائی ہمنوز عالمے گشتی و در معنی ہما نجائی ہمنوز عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہمنوز
---	--



دل شدہ از دست جاں پا در کا بست آجے  
در چنین حالت حسن را صبر سرائی ہمنوز



مست خواہم شدن ہم اول روز ساقیم صورت جہاں افزوز یار ہم ہر بانست ہم کس تو ز برو اے خواجہ بندگی آموز خار از پا بکش دہن بردوز نیز فرماں ہی رسد کہ مسوز	مے دوشینہ در سرست ہمنوز من چہ گویم جہاں معنی را اے کہ مغر در میروی ز نہا نیست این راہ راہ رعنا یں جستجویش بگفت گو نشود بر سر آتش ہم چو سپند
---	--



اے حسن بہر خود بروں دادی  
مے دوشینہ در سرست ہمنوز



ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز	کجا ست ہجو تواند در دو چشم فتاں ناز اگر ز ناز جہاں کند چہ شاید کرد
--	---

رسید لاله ولیکن کجاست یا لطف	شگفت ز گس ولیکن کجاست بااں ناز
چه ظلمهاست در اں زلف کا فروش یار	مزید کرده بر اں چشم نامساں ناز



حسن رنماز بتاں سز پیچ کو عاشق  
ہمہ نیاز توقع بود ز جاناں ناز



گر من دل شدہ یکبار ترا یا ہم باز دولت آں بود کہ یک روز گذشتے بر من دیدہ روشن شودم بار در چوں یعقوب طمع خلعت خاص تو ندارم اے کاش چوں شنب تیرہ خود عیش مکدر دام روز و شب قبلہ و من بہر دعا روشن بود	عمر فانی شدہ را بوئے بقا یا ہم باز یار بآں دولت آں روز کجا یا ہم باز گرچہ تو یوسف غائب شدہ را یا ہم باز از رقیبان تو تشریف جہا یا ہم باز صبح رویت نہا تا کہ صفا یا ہم باز سم دعائے بکنم کال بدعا یا ہم باز
--	---



چوں حسن در غم تو دل بخداے بندم  
کہ انچہ گم کردہ ام از فضل خدا یا ہم باز



خہ کہ گل مہدم صباست مہنوز از دہان گل و لب لببیل خارا ز گل قبائے رنگین و خست چہچہ از خشم خویش فارغ شد لعل را غم طلب کہ دُور سحاب	سبزہ با آب آشناست مہنوز شاخ یا برگ بانواست مہنوز غنچہ در بنداں قباست مہنوز مرغ را میں کہ در دعاست مہنوز اندک اندک نثاراست مہنوز
---	---

کاب را مهره در خواست هنوز	باغ را خانه گیر گر بتوان
<div data-bbox="169 341 300 471">۷</div>	<div data-bbox="769 341 911 471">۴۰۵</div> <p>حسن از صورت خزاں بگذر دور معنی بهار راست هنوز</p>
<p>خورشید و شش کشاد دلم بامداد باز اکوئی دشمنان خبر دوست داد باز هر دل که تنگ بود چو غنچه کشاد باز عهدی گذشت و میکندان روزیاد باز این اتفاق مرویش چو قناد باز بکشاد قفل آن بکلیب مراد باز</p>	<p>امروز آسمان چو در دل کشاد باز آینده رسید رونده تر از صبا الحق صباروئی که دمش از مبارکی یارم که بست با من روزی حساب عید بر خاسته است باز خلاش ز مردمان اکمده از غصه من بود در ضمیر</p>
<div data-bbox="169 1007 300 1136">۷</div>	<div data-bbox="769 1007 911 1136">۴۰۶</div> <p>در باغ خرمی شده بلبل صفت حسن سودا بسان داغ بگوشه نهاد باز</p>
<p>غم فزون گشت که غمخوار نمی آید باز بر که بندیم که دلدار نمی آید باز وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز چه قنادست که این یار نمی آید باز چہیست امسال کہ چوں یار نمی آید باز صبر بہودہ من کار نمی آید باز</p>	<p>دل ز جارفیت کہ دلدار نمی آید باز دل ز ہجرانش ہی باز کند بنداز بند یعلم اللہ کہ مرا یار چو جاں بود عزیز چوں بر فتنی بہ منش باز گزار افتادے یار ہر چند سفر کرد چو گل یاز آمد پری از من بشد کنوں من دیوانگی</p>

۴۰۶

شب من تیرہ ترا روز حسن شد زیرا  
ماؤں من سپیچ بیدار نمی آید باز

۷

در داکہ من از راحت جاں دور شدم باز  
جاں رفت و کزاں جان و جہاں دور شدم باز  
آں سرورواں گشت ہی نالم ازیرا  
چوں کلبیل از اں سرورواں دور شدم باز  
پیوستہ با بروش نظر داشته ام راست  
وہ وہ کہ چوتیرے ز کساں دور شدم باز  
چوں شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک  
ہم صبح صفت جامہ دراں دور شدم باز  
با او چو دولب یک نفسے داشته ام وصل  
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز  
پروانہ آں شمع بدم دوش ہمہ شب  
امروز چہ آمد کہ ازاں دور شدم باز

۴۰۸

در روئے کسے باز نکردم بچان چشم  
تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم باز

۸

منم امروز عشق ترک طناز  
کہ ترکیہاںش کہ خشم است کہ ناز

<p>ہزار از ما بیند از دیک تیر  من از ہر گنوائے زخمہ او  بساکس کو چو شمع از عشق ان لب  مکن اے دل بزل و تعلق  چہ خواہی اے حکیم از من دریں کار  بہ پندارے کہ داری زہد و فروش</p>	<p>ہزارش ہمچنین بادش یک انداز  شنیدم محتسب گومی شکن ساز  ہمی سوزد میسر نیستش کار  ن شاید بود صری را رسن باز  تو کار خود بخام خود سپردان  ترا گر ما بہ خوش میدارد آواز</p>
---	---

۶

حسن را گفتی از فردا میندیش  
تو از انجام ترسی او از آغاز

۲۰۹

اے پیوستہ بود ابروے تو با ما کر  
وعدہ چشم تو چوں زلف تو سرتاپا کر  
الف قد تو از قد الف را سترست  
ابردیت راست چو دو زلف تو دو طغرا کر  
اے قد خوب تو چوں دین مسلماناں راست  
طرہ کافر تو ہر سچو خط ترسا کر  
دل چو برگشت زمن من ہم ازو برگشتم  
تبیخ کز رانتواں ساخت نیام الا کر  
بنشین یار منی حکم گر انما یہ فکن  
کعبتین کہ نشست است بخت ما کر

۷

در رو عشق چو رخ رست رواند  
اے حسن تا تو چو فرزین نروی زانجا کثر

۴۱۰

نامہ بنام تو تو اں کرد باز  
ہم تو ازاں وہم ازیں بے نیاز  
بوکہ نمازی شودم یک نماز  
از خود وہم از دو جہاں احتراز  
مر حلد بس دور رہے بس دراز  
زانکہ کرمی و شکستہ نواز

اے ملک منعم مفلس نواز  
از تو پدید ارشدہ عرش فرش  
قطرہ از ابر غایت بریز  
آن خودم کُن نفستہ تا کف  
رحمت خود بہر ما کُن کہ  
با کرم تو دل ما نشکند

۷

بندہ حسن را کہ امیدش بہت  
کار تو سازی کہ توئی کار ساز

۴۱۱

دل بقصد بیدلاں داری ہسنوز  
زاریم ہیں چند آزاری ہسنوز  
کار ما برہم زدی و میسزند  
ترک چشم تیغ قہاری ہسنوز  
کردی اشک عاشقان شکر فام  
ناکشیدہ خطِ ننگاری ہسنوز  
بر طوف نہستی دوشینہ را

جام دیگر کش که ہشیاری ہسنوز  
 اے چو بادہ در کشدی خون من  
 ہم ازاں مے در قح داری ہسنوز  
 شہرے از انعام عامت تازہ شد  
 از غریباں یاد می ناری ہسنوز

۷

از وفا دردِ سرت گشتہ حسن  
 تو نگشتہ از جفا کاری ہسنوز

۴۱۲

ترک باشندہ اینچیں خوزیر  
 یایکے پردہ فرو آویر  
 ہر کراپائے ہست گو بگز  
 من مجنوں خوشم برا و حیز  
 دیدہ پردوز زیں بلا انگیز  
 سرچو فرہاد در رسم شبیز

باز پیگان غمنہ کردی تیز  
 یا بر آویر جسملہ عالم را  
 عشق تو بر کشید دست ستم  
 تا چو لیتے شدی تو ماہ عرب  
 اے دل ارچشم می زنی زبلا  
 ترک شیریں سوار کو کہ کشم

۷

حسن آمیختت با دردش  
 زان سخنہائے اوست درد آمیز

۴۱۳

بیاساقی اسباب شادی بساز  
 بیاراں جگر پرور دلتواز

چو گل را میترشد اسباب ناز  
 جگر خوردن جاغم از حد گزشت

بخلوت نشیناں خبر دہ کہست بے ہر برہنہ لہم را از انک امام محسد گلہ فی کسد نگویم غنم سینہ بادل بے	در میکدہ چوں در توبہ باز حریفان ملولند قصہ دراز بت اندر دلم چوں گذارم نماز نگویند با مست دیوانہ راز
---	--

۴۱۴	نیازے کہ در عشق دار حسن کہ داند بجز حضرت بے نیاز	۷
-----	---	---

## ردیف (س)

اے چہرہ گلزنک تو گلزار ہمہ کس خط گرد عذار تو شبے گیر مہتر کنجے طلسم با تو پری رُو چہ کنم من درویش ترا جویدے جنت فردوس ساقی خس ازاں جام بروں آرومن در خانہ پنجاہ مرا عمر حیاں رفت	منقصود دلم از گل و گلزار توئی بس خوے کو رخ خوب تو چکد ماہ شمس آں طاق سلیمانی وایوان مقرر س بیمار شفا خواہد نے بستر طلسم تا کو رکنم دیدہ اندوہ بدل خس چوں تیر کہ از شست جہد رو بکند پس
---	--

۴۱۵	از پائے درآمد حسن دست کہ گیرد جز فضل خداوند تعالی و تقدس	۹
-----	---	---

اے ہمہ شب یاد تو ام ہم نفس	نامدہ با یاد تو ام یاد کس
----------------------------	---------------------------



رفتی و از سینه زلفت این ہوس  
مرغ ہوایت چہ کند این قفس  
قافلہ سالار بجنباں جرس  
پائے نمی آریں با ز پس  
باقواریں در نتواں زد نفس  
اے تو ز فریاد بہ فریاد رس  
اصل ہمہ نظم نظامت بس

خواستمت کرد دریں سینه جائے  
جاں در تو یافت کم تن گرفت  
گم شدہ من ماندہ ام از کارواں  
تا بجفا دست بر آوردہ  
یک نفس ماندہ ز ما طرفہ اناک  
از تو بغیرے چہ شکایت کنم  
پیش تو فصل کہ خواہم خطاست



گفتیم از من بگذر اے حسن  
چوں گذرد از شکرستان گس



خواہم کہ بوسم پائے تو چند آنکہ یابم دست بر  
اے صبح دولت یکدمے باد و ستاں شو ہم نفس  
باز آ و بنشیں یکزماں تا بسنگرد نظر ارگی  
جمشید ہم خوان گدا سیم رخ مہان گس  
از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم  
مادہ و تو آفتاب اے تو ہمہ ما ہیج  
اے خسرو و خواہاں براں عیشے بشیرنی کہ من  
رفتہم چو فر باد از چہاں دست تہی سر پر ہوس  
از طرف گونی گے گئے عین بلا شد چشم من

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس  
 گہ صومعہ سازیم جاگہ مست را بوسیم پا  
 فریاد مارا ہم زما مارا زما فریاد رس

۶

فریاد بیچارہ حسن بہت از جہائی دہشت  
 ست عنایت بر کشا بشکن بریں بلبل تقص

۳۱۷

کہ بقائے نند بہ ملت دہ روزہ بکس  
 ورنہ خواہ شدن از دست نگہد انفس  
 تشنہ مگر کہ رواں میگردد آب اس  
 نرسد روز پس نیز بفریاد تو کس  
 چون شتر باں شدہ خرسد با و اجر س

مشولے خواجہ ازیں پیش گرفتار ہو س  
 فرصت امروز کہ داری نفسے دریاش  
 توشہ بردار کہ بر باد یہ خواہی رفتن  
 گر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی  
 کارواں نی گذرد یکیک و تو بر سر راہ

۶

گوش کن پند حسن تاکہ دیانے نہ کنی  
 انگیس را بچشے تو مگر از کار نگس

۳۱۸

مے اندر وے چو یا قوت اندر الماس  
 کہ چیرا نیم ماچوں دانہ در اس  
 چہ بر خود می نہی یہودہ پر خاس  
 سہ نیمہ خشت یک پر کالہ کر پاس  
 نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

خوش آں شیشہ کو می سازدش کاس  
 بیادورے بگرداں آسیا وار  
 فلک بنگر خدنگ فتنہ درشت  
 مے اندر دہ کہ ما خود میہام  
 حریم قدسیاں شد مجلس ما

۷

جہاں دیدی حسن بگزار و بگزار  
چہ داری خانہ صدر خنہ را پاس

۳۱۹

## ردیف (ش)

مہ تو غزوات را حلقہ در گوش  
خطت فتنہ است و انگہ بر بنا گوش  
ازیں گفتن نباید بود خاموش  
کہ ہوش اندر فراقت ماندہ مدہوش  
اکنوں نا کردہ جرے باز فروش  
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

کجائی آخرے ماہ قصب پوش  
مشوغرہ چنین بر خوبی خو  
چو در گفتن نباید حد حسنت  
گرم مدہوش از وصل تو ہوش دار  
چو بخیریدی ہنسنا دیدہ مارا  
خطت برب چوزگی دایہ میں

۸

حسن دل یادگارت داد و خود رفت  
مکن آں رفتہ را از دل فراموش

۳۲۰

چو دور عشرت است آغاز را باش  
صفائی نیست سنگ انداز را باش  
چکاوک ساختنیں پرواز را باش  
کہ ایں پیر جواں آواز را باش  
نوازشہائے آں دمساز را باش

بیا ساقی طسیرین ناز را باش  
چو یک ذرہ دین نہ شیشہ چرخ  
ہوا ہائے نوارا مرغ مجلس  
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ  
بیک می ساخت نے با چنگ حسنت

چو ششم چند سوزی کا زرا باش  
زہے پرہ در آخر ازرا باش

بیایے وعدہ کردہ لب بریں لب  
برآمدی مرا از آب و گل من

۵

ندیدم گاہ یک گشتی حسن را  
سخن از صد برفت ایجا زرا باش

۲۲۱

کہیچ بر من خاکی نی فتد نظرش  
دیں سہ روز کہ دورم زوے چونش  
سہ روز شد کہ فی یام از کسے خبرش  
مرا نباشد سو گند جز بجان و سرش  
اگر زویدہ من تا دروں دل نفرش  
خلئے یاد نگہ دار از ہمہ خطرش

کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش  
ضعیف و زار شد ستم چو ماہ سی روزہ  
مگر ز غصہ من شج داد بود کسے  
اگرش بجان و سرم قصد ما بود و اشہ  
چہ علم باشدش از رحمت سفر کہ نبود  
مرا اگر سفرے او فتاد یا خط کر

۶

حسن کہ بود زوے بتاں دلش داغی  
کنوں ز آتش دل داغهاست بر جگرش

۲۲۲

دست از اں معشوقہ زیبا مکش  
اگرچہ او سرمی کشد تو پاکش  
گفت سہر در چنبر سو دا مکش  
گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش  
داغ دیگر بر دل رسوا مکش

اے دل از عشق جیباں پاکش  
پائے در آمد فد کوش خوش است  
گفتش سرمی ہبم بر خط تو  
خواستم زلفش کشیدن تا کمر  
اے ملامت گوچہ رسوا نیست این

مصلحت در گوشش مجور اں گو تو تیا در چشم نابینا مکش

۷

چشم گریان حسن میں دم فرن  
روز باراں رخت در صحر اکمش

۴۲۳

دل از غمت محروم شد حالے جسگر خوں کر دمش  
چشم از جالت دور ماند از خانہ بیرون کر دمش  
اشکے کہ می آمد برون چوں دردندان تو غوش  
بہجوں درون عاشقان یکبارگی خوں کر دمش  
عشقت رسید و ملک و دل بگرفت شاہنشاہ شد  
عقلم فضولی می نمود از شعل یکسوں کر دمش  
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر  
از خاک بوس در گہت طالع ہمایوں کر دمش  
شب لا بہا کر دم بے باگیسوے شبرنگ او  
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کر دمش  
گفتم طبیب عشق را ہاں جان بیمارم چہ شد  
گفتا پیش دیدہ بدی درد سرا فروں کر دمش

۷

دوش از دمان قایلے در گوشم نام او  
من از غز لہائے حسن پر در کموں کر دمش

۴۲۴

<p>آ کہ بے او بے خبر بودم خبر می یا بمش  اگر ضلالت نام نہی ایں اثر می یا بمش  اللہ من بصد خون جگری یا بمش  امشب کی گیسو شبست در می یا بمش  لاحرم ایں بار بر آبِ دگری یا بمش  صبح بری آید از گل تازہ تری یا بمش</p>	<p>یوسف کز خانہ غایب بود در می یا بمش  اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد  کم مکن بیش اے فلک آں یک جگر گوشہ  گیسوش از تار خود میدشت وزم تیرہ نر  چشمہ خضرش دہن نطق اندر او خوشے  خار خار عشق او خواہم کہ از جاں برفم</p>
--	---

۷

اے حسن چشمست یا رعاشق شد دلت  
زود دریا بش کہ در عین خطری یا بمش

۲۲۵

یہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش  
چو دل شیریں برد از ما ملامت کے گندہ سودش  
گر فتم انک من فرمان دل بردم بدل دادن  
گندہ کردم و لے ایں بے گندہ کشتن کہ فرمودش  
دل از چشمش مانے خواست آں کافر ناد اورا  
ز زلفش ہم فغا ہنا کرد آں ہندو بخشودش  
نکو دانکہ مقصودم جز ازوے نیست یک سات  
بمقصودم نمی خواہد ندانم چیست مقصودش  
خوش است آں روے چوں آتش بہ عالم از او روشن  
و لے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند دودش

دل یک شہر در ضبط مثال حسن او یابی  
خصوصاً کہ خط جاں بخش طغرایے برافزودش

(۷)

حسن بے یار و بے دل آنچنان شد کوفی داند  
کہ روزے دستانے بود یا وقتے دے بودش

(۴۲۶)

زیار نوش لب کردم متح نوش  
ہمہ درگوکش گویند ہم درآغوش  
کہ ہوش از سیرت او بودہ بیہوش  
کمان ابرواں آوردہ تا گوش  
بلا آموز خطے بر بنگا گوش  
شہ افلاک را گستردہ سرپوش

تعالی اللہ چہ دولت داشتہ دوش  
فسون دوستی افسانہ ناز  
چہ گویم آں جہاں بے بدل را  
کنند گیسواں انگند تا پایے  
فریب آمیز خالے برزخداں  
بساط حسن انگندہ در آفاق

(۷)

مغیر کردہ دوش از رلف مشکیں  
حسن امروز کے دریابی آں دوش

(۴۲۷)

وز ہدم و ہمنشیں فراموش  
شد دست در آستیں فراموش  
حقا کہ کسنگیں فراموش  
شد سنبل و یاسیں فراموش  
یا خاطر نازیں فراموش

اے بے تو مرا ز دیں فراموش  
آگفتم ز غمت فرو درم حبیب  
اگر لعل تو بس کرد سلیمان  
بازلف و رخت جہانیا نرا  
گویم سخنے اگر نگر دد

یاد آر کہ ہر گزم نکر دی      یکساں گی انجیں فراموش

۷

در خسرت حسن تو حسن را  
دل گم شد عقل و دین فراموش

۲۲۸

زمن بیزار شد گوہچناں باش  
خرد بیکار شد گوہچناں باش  
ز سر بیمار شد گوہچناں باش  
بساطِ خار شد گوہچناں باش  
خلل بیمار شد گوہچناں باش  
در خمار شد گوہچناں باش

دل از غم زار شد گوہچناں باش  
در آمد عشق و دست حکم بختاد  
وے کاندک دیسل صحتش بود  
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود  
بنائے زہد و بنیاد و رع را  
ہماں خانہ کہ دیر طاعستم بود

۷

بے شقم طعن می کرد خصلت  
حسن ہم یار شد گوہچناں باش

۲۲۹

جانے تو ازاں عالم ارواح با بخش  
مہرے بغیریاں کن تہرے بگا بخش  
بر عادت دیرینہ ہماں نقد جفا بخش  
وانگاہ براں کج کلہ و جست قبا بخش  
اے بخت ہراں خواہے داری تو مرا بخش  
اے عقل تو دم در کش و مارا بجا بخش

جانا ز سر زلف نیسے بصباب بخش  
بخشائے رخ فرخ و رُوح دہن تنگ  
تشریف و فاذ تو طمع می توان داشت  
می گفت مرا عشق کہ جاں را کمرے بند  
ناگاہ شبے خفتم و دیدم سر خود را  
ایں عشق یکے واقعہ بود حسدائی



<p>۵</p>	<p>اے دوست یکے در حسن را نظر کن زال زگس نوخیز بہ بیمار دوا بخشش</p>	<p>۴۳۰</p>
<p>چوں صبا در ہر چمن می جستمش من ہاں سوائے من می جستمش کاش ہم دیر بہن می جستمش اگر درون خویش تن می جستمش</p>	<p>اینک آں سروے کہ من می جستمش ایں سہیل اندر دیار بہند بود بلکہ با من بود آں یوسف مدام منت بیرونیاں حاجت نبود</p>	
<p>۷</p>	<p>خود حسن می گفت کو خواہد رسید من بدایں فال حسن می جستمش</p>	<p>۴۳۱</p>
<p>تشفگان ہجر را رحم آور و مائے بخشش عید وقت کشتگان را شیر خورائے بخشش روزہ داراں را زخوان عید حلوائے بخشش اہمستینہ جائے قہر کن جائے بخشش پردہ از رخ بر فکن مارا تماشاے بخشش ایں طبرزد با ہم چون مشک خائے بخشش</p>	<p>روز عید ست از لب یاقوت حلوائے بخشش چوں ترہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست اے ہلال ابرو زرخ داری چو عید آراستہ خسرو و خواہاں شدی تیمار مسکیناں بدار چشم زگس غنچہ لب چوں سبز زائے گرو حیف باشد کاں چنناں لبہا نہی بر بہر لبے</p>	
<p>۷</p>	<p>درو بائے ہجر تو در ماندہ ام بچوں حسن آسرا ز لعل لب یاقوت حمراے بخشش</p>	<p>۴۳۲</p>

زلفت کہ بادِ برخِ رخسارِ رساندش دل پیشِ دارِ وازِ سرِ زلفت شبے دراز عاشقِ امیدِ بر خطِ سبز تو داشتست دیوانہ کہ بر پرِ موریش دست نیست بستم باہِ خود دلِ خاکیِ خویش را بردست دلِ دہم پس ازین قصہ حسن	ابرے بود کہ بر مہ تا پاں رساندش آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش تا آں خضرِ چپٹہ حیواں رساندش یکبوسہ ات مہرِ سلیمان رساندش ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش باشد بہار گاہِ آنغشاں رساندش
---	---



اعظم معز دولتِ دین آنکہ روزگار  
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش



چہ اندازی سوئے دشمنِ بانِ تیرم از ترکش  
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشتم اندر کش  
مرا گویند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است  
چگونہ ترک جاں گیرم نمیگیرد دلم ترکش  
بلائے عشقت لے دلبر بہ لائے محنتم افگند  
چو من در لائے ہجرانم ز لائے محنتم برکش  
خطت را اگر خطا گفتم کہ مشکِ نافہ چہ نیست  
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا در کش



حسن گر عشقِ میوزی چرا سر میکشی بابے  
وائے عشقِ جاناں را ز بامِ عرشِ برکش



## رویف (ط)

<p>اے درمیان دائرہ مانند نقط حرفے کہ ترہر و جہاں مندج درو اول جواہرے کہ زافوار شد پدید ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خوشین در بحر معرفت کہ محیطے است پر ز در ور نیستی سمندر ازیں نار کن حذر</p>	<p>تا نقطہ نیست دائرہ را نیست دور خط آں حرف ذات تست تو در خود مشو غلط ذات تو بود تا بدم آخر و وسط واژوں چو دیو گشت و شنایں موجب خط بہدے نمائے تاکہ شناور شوی چو بط زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شملط</p>
---	--



خاموش یزدان منشیں اے حسن تو بیج  
میکن بیان جوہر انساں بس نمط



## رویف (ع)

<p>دل زما برداشت جانماں الوداع یا سمن رفت اے سمن زار الفراق کاروان مصر یوسف را ببرد خاتمے کا قبال بروے ختم بود خط عمر از لوح جانم شستہ شد مہر خاموشی بریں لب مے نہند</p>	<p>جاں بد وادالی تر اے جاں الوداع گل سفر کرد اے گلستاں الوداع الوداع اے پیر کنعاں الوداع دیو بر بود اے سلیمان الوداع اے قرینان دبتاں الوداع اے سخن گویان گیہاں الوداع</p>
--	---

۵	دوستان رفتند و ما پا در رکاب اے حسن دستے بدہ ماں الوداع	۲۳۶
دیدہ شد عاقبت تم در سرایام وداع پنچشید ست مگر جرعه از جام وداع بشکنند کام بنا کام بہنگام وداع آخر الامر ہمینست سرانجام وداع	دوش خوں ریختم از دیدہ بہنگام وداع آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط چوں بر فتم بوداعت دل دین با تو برقت	
۶	از وداع تو حسن نامزد موج بلات وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام وداع	۲۳۷
ردیف (غ)		
ماہ را از غیرت بر سینہ داغ زلف تو بر روی دزدے با چراغ سبزہ رستت گردا گرد باغ غنجہ ہر بادے کہ دارد در دماغ از تکلفہاے مشاطہ سراغ	اے تو اندر دیدہ چوں شب چراغ چشم تو در غمہ ترکے با خدنگ خط سبزت را چو گویم گویا پیش روی چوں گلت بیرں کند حسن مادر زاد تو دادہ ترا	
۷	خال تو حال حسن را تیرہ کرد بر چہاں لبیل نشاید جور زاغ	۲۳۸

## ردیف (ق)

<p>سرفٹ ہم نمیرود از سرخار عشق یارب ازیں بتر نشود روزگار عشق خوں بود شیر خورد غم اندر کنار عشق یامن بس است اندوه و غم یادگار عشق اشتر دے کہ اندک شیدست بار عشق آرے ہیں شگوفہ دہد نو بہار عشق</p>	<p>کارم بہ جاں رسید ہمیدست کار عشق بد کرد روزگار مرا عشق نیکو اں مادر زاد و دایہ عشقم پسر و رید اے گور کن سرخ ترک ساز گور من ناید فرو بمنزل مقصود محملش اشکے چو لاله دارم و روئے چو زرد گل</p>
--	--



تا کے ہوس کنی گل و گلزار اے حسن  
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق



## ردیف (ک)

<p>از گل تازہ تازہ تر ز آب روان ترک غنچہ صفت جوان تر بیکہ از جوان ترک جیب باد و افندہ چشم زمے چنان ترک اکوری آں قریب یک نظری نہان ترک</p>	<p>دوش در آمد از دم آمدن نہان ترک شکل قدش چو سر و نورنگ خشن چو برگ گل زلف سیاہ پاکشاں بے سفید عرق خے گفتش اے نگار من گر سخنی نمی کنی</p>
---	--



گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدے  
گر نہ بدے سوئے تو ام خاطر کے کشان ترک



## رویت (گ)

<p>ازدبانست چشمت دارم رنگ گرچه تنگست لیکن اندروے وہ کہ میدال فداخ یافتہ پیش رویت کہ زہرہ را ماند کارعشاق بے نوارش تو عاشقان تو زخمہا خورده</p>	<p>کہ دہانت چشمت آمد رنگ ازشکر تنگ دیدہ ام برنگ رخش را چا بکانہ برکش تنگ ماند میزاں نیکوای بے سنگ کج بماندست است بچوں چنگ ہم بسوئے تو میکنند گنگ</p>
--	--

۹

حسن آنجا رسید توانست  
راہ بس دور بود و مرکب لنگ

۲۲۱

<p>می یک رنگ خواہ چند رنگ صبح رنگے ز حقہ نیرنگ باد خوش بے و بادہ خوش رنگ دل چہ داری چو چشم ترکان رنگ ناے مطرب بساز کرد آہنگ ننگر دہیچ در تواضع چنگ بگریبان چنگ در زدہ چنگ برودہ از طبع در دوشان رنگ</p>	<p>صبح چوں می زندم نیرنگ خورمے صبح رنگ بہ کہ کشید وقت صبحست خوش بود این وقت ساقیا عیش زنگیانہ باز خیزد آہنگ بزم کن اینک باد اندر بروت دارد نامے چنگی از بہر دایم مجلس را دفع کہ در دور خویش آئینہ است</p>
---	---

۵

ہر زمانے حسن ز کشتی بزم  
بحرے اندر کشیدہ پہچو ہنگ

۴۴۲

## روایف (ل)

خط مشکیں زیادت کردہ باخال  
ندیدم فرقی از خطِ تیر تو تاخال  
چناں کال روئے گندم گون راخال  
چنیں ہامادرت فرمود یاخال

نہی از عنبر تر مر تراخال  
میان ہر دو زلفت نسرق دیدم  
لبت رایارب آں کبجد پیر زیست  
مرا آں خال مادر زاد تو کشت

۵

حسن چوں خال شد از تو سیہ پوش  
مدار از روئے خوب خود جدا خال

۴۴۳

اے خادم خط تو گشتہ سنبلی  
بنگر کہ چہ جدا شد ایں تا ملن  
تا چند تو اں زیست بر تحمل  
شستم ہمہ جزو ہا کنوں شکل

خط تو ز عنبر خطیت بر گل  
جز بر دل من نیست بار بھرت  
بس طرفہ طیفست عشق بازی  
بیار نوشتہ ام حدیثِ خواں

۷

باری چو رود نظم را تفکر  
در مدح شہنشاہ سگنم تا مل

۴۴۴

اے کہ از بس نہ ہادی دام گل ایں نہ خط خوانم کہ بر طرف چمن آستین از روی زیبا دور کن گفت و گویم از ہوائے تست باز ذوق طعت از کیہ وہ شد بے عارضت صف سمن خواہد درید	تازہ می دارد رخ تو نام گل موئے در مو بافتستی دام گل جامہ حاجت نیست بر اندام گل مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل حے گوارا تر بود آیام گل زاں بچوب اندر کشند اعلام گل
--	---



عاشق گلگون رخت چوں شد حسن  
اینک اینک گونہ زر فام گل



اے دادہ بتو ہمہ جہاں دل گر نیست دلت ز سنگ خارا دل می طلبی و گر چہ خوں شد یک روز میاں بزلت بستی بنگر چہ خوش آمد اں سوادش گر دست رسد تو انم آورد	از دست منراق تو بجاں دل بر بندہ چہ میسکنی گراں دل از دیدہ ہی وہم رواں دل اگرہ شد اندراں میاں دل کز زلف تو ساخت خانماں دل از زلف خوش تو مو کشاں دل
---	--



بشنو ز حسن حدیث دردش  
اے یار تدیم مہرباں دل



اے در کمال حسن تو حیراں شد عقل	در سینہا غیزی و در دیدہ قبول
--------------------------------	------------------------------



<p>برجہ توائست رحمت نوشتہ اند عشقت خراب کردم، پچھیں بود زمن شکایت آید و نزو تو فروتنی مارا غم تو کشت و گفتیم قصہ باز بار امانت تو ز سر کے نہم فرد</p>	<p>اے بخت آں کسے کہ تو بروئے کنی نزول ہر گہ کہ بادشہ بدیارے کن و دخول تو چو سپھر سرکش و مچن زمین حمل ماکشتہ بہ کہ طبع لطیفست شود ملول گرام من خطبوم کنی یا لقب جہول</p>
---	---



گر بشوی حدیث حسن ورنہ ماتمام  
گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول



کہ زیر ہر شکن شہریت مقتول  
بشتن کے شود آئینہ مصقول  
نشد شہد از لب نوشینت مفضل  
ولے معنی اواز تست منخول  
بہجر ما شاید جست معقول  
باستغفار نتواں بود مشغول

چیں یکبارہ مشکیں زلف مقتول  
ز گریہ چشم من تیرہ شد آرے  
ز چندین خول کہ کردی تو بیچ شہد  
کن صد صنعت اندر بیت خود نخل  
رخت ہم آتش آمد ہم گلستان  
دراں خلوت کہ محرابم تو باشی



حسن را قابل اسرار خواندی  
ہمیشہ متابل تو باد مستقبل



از دور تو دور باد آفت عین الکمال  
عید بنا گوش تست گوشہ ابرو ہلال

اے رخ چو ماہ تو دادہ جہاں را جمال  
عید نکردیم ما پردہ ز رخ بر فلک

چشمِ جہاں روئے تست مردک دیدہ حال  
روئے تو خواہم نہ گلِ اینک حسنِ سوال  
دوستی تو بست مملکت بے زوال  
اکر وہ وصالِ حرام خونِ جہاںِ صلال

روئے چہ پوشی از ایک بے توجہاں نیست  
کوئے تو جویم نہ باغِ اینک نعم البدل  
گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر  
منفتی عشق تو باز ایس چہ روایت کند



گر تو بدانی کہ چسیت عاقبت عاشقاں  
حال حسنِ بینِ نخست بگز از ایں حال



وداعِ عزیزاں رسانیدنِ دل  
یکے عہدِ نابستہ بستند محفل  
زہے سوزِ مہلک زہے دورِ مشکل  
ہمیں بود از وجہِ امیدِ وصل  
گئے دستِ بردل گئے پائے در گل  
چواں قبلہ من برفت از مقابل

بر اینم باکارواں یک دو منزل  
شبے عیشِ ناراندہ راندند جملہ  
زہے دورِ ناخوش زہے نختِ سرکش  
ہمیں بود از رفتِ ایامِ باقی  
منم ز آتشِ سینہ و آبِ دیدہ  
میتراشد یک سجود و داعی



حسنِ چند سیارہ اشکِ رانی  
نہ مہ را طریقت منزل بمنزل



ملاحتے بتماے لطافتے بکمال  
بجائے نقطہ در اں حیم جائے یافتہ خال  
شدہ ضعیف گرفتار شحتہ قتال

زہے طراوتِ حسنِ زہے مزیدِ جمال  
ز مشکِ دائرہِ حسیم کرد صفحہِ سیم  
اسیر غمزدہ شوخ تو شد دلِ تنگم

دل منست بچو گانت خوئے کردہ چو گئے غلو مکن بہلا کم کہ فوق می نہ ہد بیاریک قبح لے و چشم شقاں ستارہ باری چشم چو دید گشت حکیم مرا ہی نخر دیج کس بیا زارے	رسیدہ ہر طرفش کو بگشتہ حال بحال چو من نکارے و چو ق سوار درد نبال ولے چو چشم من از خون دیدہ بالالال کہ حکم طالع باراں مقررست اسال غلام را ہنرے نہ چہ عیب بردال
--	---

۷

زنا ہمارے حسن خوں گریست ہر کہ شنید  
چگونہ حکم کیم زخم خوردہ را کہ منال

۲۵۱

شامل تو لطیفست صورت مستبول اگر تبول نہ یافت ترا ارادت من چونامہ تو بخواندم ہزار بوسہ ز دم ز زندگانی من بے تو حلق جیانند وجود تو کیے آیت است از رحمت امید آنکہ شود با حصول دیدارت	مباد جز تو مرا دل بدیگرے مشغول نرخم از تو کہ ہم قابلی و ہم مقبول ہزار بوسہ دیگر بہت پائے رسول کہ بے وسیلہ جان نیست زیستن مقول امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول مراد ہر دمہ جاں حال و غرض حصول
---	--

۷

زدست عشق چناں عاجزست عقل حسن  
کہ پیش شمشیر جبار عال مغزول

۲۵۲

این منم کہ تو سلائے بمن آورد رسول نامہ آورد رسول تو و من از شادی	آزہ ترکزد ہوائے من امید وصول اگہ سزنامہ ہی بوسم و گہ پائے رسول
---	---

<p>گرجوابے نزیسم کرمست بسیارست          من خود از شوق تو پیچیدہ سرم چوں نامہ          رونے خود ساختہ ام صفحہ بجائے کاغذ          قلم از نوک مژہ کردہ سیاہی از چشم</p>	<p>فضل کن ہر جہ ترا در نظر آید ز فضول          تن نالای چو قلم از کشش عشق بلول          عذر قرطاس بود نزد کریمیاں مقبول          ہر شب شرح غمت را بکتابت مشغول</p>
---	--

۹

گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت  
 کار ہر حسب مرادست غرضہا محصول

۴۵۳

بار ہا گفتیم بخواہم گفت وصف آں جمال  
 نے خیال است این نیاید حسن او اندر خیال  
 ماہ خوابست و در ہر خانہ کو منزل کند  
 ہیچ اندیشہ نباشد با چناں سر از وبال  
 ہر اگر یک روز ہر خود بنام او زند  
 کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش را زوال  
 عاشقان را ضربت مشوق در کار آورد  
 گوئے را بر زخم چو گاہ ہی بینیم حال  
 ایں چہ پیدا دست کا در مجلس ما میرود  
 دل مغنی دزد دو طنسبور یا بد گو شمال  
 سیلے اندر قافلہ بس تند می راند شتر  
 کاروانے در جل حیران و مجنون در جمال

اے صبا بختا نقاب از صفحہ رویش یکے  
 قال ما فرخندہ کن زان آیت فرخندہ قال  
 از فراق او غمے بر سینہ دارم، سچو کوہ  
 کوہ ہسم نتواند این غم را نمودن احتمال

۷

اے حسن دست تو دفتر اک و صلش کے رسد  
 ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے باکمال

۴۵۴

دی گذر کردم بہ صحرائے کہ بد ماوائے گل  
 ببل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گل  
 بلبلاں دیدم بر آوردہ فغناں با یک دگر  
 از سرستی و بیہوشی در اں صحرائے گل  
 نالہ چوں لبیل بر آوردم کہ بود اندر دلم  
 یاد روئے یار چوں دیدم رُخ زیبا ئے گل  
 ہچو گل در غنچہ زو از من نہاں کرد آں نگار  
 ورنہ بارویش کجا بودے مرا پروائے گل  
 ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرہ زیبا ئے یار  
 گو بیا اکنون و بسگر چہرہ زیبا ئے گل  
 گر نہ گل در جست وجوئے روئے یارم آمدست  
 پس چرا رفتست چندیں خار اندر پایے گل



اے حسن چہ جائے گلزارِ ست چوں بلبلِ بنیاں  
زانکہ باغِ آراستہ از روئے شہرِ آئے گل



## رولیف (م)

یروں زد خوابِ ماخیمہ ز عالم  
تو از شادی نمی خسی من از غم  
جو صبح اینک شمرده میزنم دم  
پری پیدا خنده از نسل آدم  
کہ یک روزش نمی بینم فراہم  
فدایت این جہاں و آنجاں ہم

مرا کا مشب توی ہمراز و ہدم  
توے می نوشی و من در خمارت  
ز عشق اک رخ چوں آفتاب  
چگونہ آدمی حیران نماںد  
چہ زلفت این چو شام تیر و من  
کجائی اے بہشت این جہانی



حسن از آفات ماندہ محروم  
نشد سگ در حریم کعبہ محرم



در بجاں حکم کنی از سرِ جاں برخیزم  
اگر نہ سودے تو باشد زدکاں برخیزم  
اگر تو دستے بدی از دو جہاں برخیزم  
تو بیا تا ہم ازین و ہم از اں برخیزم  
سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم  
نیم بلنگے شنوم قصہ کناں برخیزم

چہیت مطلوب تو تا از سرِ آں برخیزم  
اندریں رستہ دکانیست مرا از طاعت  
یک جہاں طعنہ زندم کہ نشینی بیکار  
بے تو از دنیا و عقبے چو نغیرِ چیزے  
سوئے گور من اگر بگذری اے سروِ دیو  
اگر از مزمنہ عشق تو در نفعہ صور

۵

دردے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن  
تا ازین زہد فروشی زباں برخیزم

۲۵۷

جان خود خاک پات می بینم  
اکہ بے روز بات می بینم  
اگرچہ چندین جفات می بینم  
اکہ بعینِ بلا ت می بینم

صورتِ جانِ فزات می بینم  
از خوشی عید خوانمت شاید  
آنہ بینی ندانیم خرسند  
نظر از چشم او بدوز دلا

۷

نشید می حسن نصیحت من  
چہ کنم مبتلات می بینم

۲۵۸

عهد شکن کہ در وفائے تو ام  
من زمین وار خاک پائے تو ام  
من بصد آرزو گدائے تو ام  
می شناسی کہ آشنائے تو ام  
من کہ خود زنده ام برائے تو ام  
من شب روز درد دعائے تو ام

سرگرداں کہ خاک پائے تو ام  
تا تو چوں آسماں شدی سرکش  
تا تو سلطان آرزو بخشی  
چند بیگانگی کنی آخر  
اگر نہ رایت بود نیارم ز لیسیت  
اگر اجابت کنی دعائے کسے

۷

از درت دور نیستم چو حسن  
چہ توان کرد مبتلائے تو ام

۲۵۹

چہ دل کز دل بجانم با کہ گویم

دل خوں شد نداغم با کہ گویم

<p>ند در کوشش ره و نه بردش بار مرا ز اشکال و صلش می پیرسند سخن در وصف زلفش خواهم گفت کمر گاهش صفت می خواهم کرد حدیث آن دهاں خود بیچ حاله</p>	<p>چنین بے خانم با که گویم من این مشکل ندانم با که گویم اگره شد بر زبانم با که گویم غلط رفت از میانم با که گویم انگنجد درد دهاغم با که گویم</p>
<p>۲۶۰</p>	<p>حسن را چاره خواهم ساخت می من بیچاره آنم با که گویم</p>
<p>۱۷ مرغ بنال تا بنا لیم از دوستی هوا تو نالی تو بهر حال گل زنی پر میدان فراق راشده گوتی تو یا منت جمال محبوب تو ساخت هزار دستان</p>	<p>از اختر خویش درو بالیم ما هم پیوائی دوست نالیم ما زیر فراق بالیم انگاه پیرس در چه حالیم ما گم شدگان آن جمالیم ما سوختگان بسوز لالیم</p>
<p>۲۶۱</p>	<p>ما و حسن و نوا و ناله ۱۷ مرغ بنال تا بنا لیم</p>
<p>بیا که تا تو بر فتنی ز خویشتن رفتم تو همچو یوسفی در مصر حسن خود باقی</p>	<p>مرا بادنت شاد کن که من رفتم که من زبیت الاخران خویشتن رفتم</p>



<p>و وعید رفت ہماں ہر دین رفت من از چہ بلبل بودم ازین چمن رفت کہ سوختہ دل و آلودہ پیر من رفت رواست اینک من ہم برل سخن رفت</p>	<p>لب تو باز زبان بند کردہ بود مرا رخت اگر چہ گلے بود از چین بہ بود چو لالہ و گل خنداں نہاد عشقم خار مرانہ چوں سخن خود رواں ہی کردی</p>	
<p>۷</p>	<p>رواج شہر تو از بودن حسن بودست حسن چو رفت من اندر پے حسن رفت</p>	<p>۴۶۲</p>
<p>نہید ہر تکیں بود من ندانستم دل تو سخت چنین بود من ندانستم جزائے اس ہمہ این بود من ندانستم فراق تو بچسب بود من ندانستم گماں نبود یقیں بود من ندانستم دعے کہ باز پس بود من ندانستم</p>	<p>قرار و عہد تو ایں بود من ندانستم ہمہ سخن چو دل خویش سخت می گوئی چو دل بدادم و جاں لالہ الا اللہ کمان وصل ترا خواستم کشید و لے دل ایں قیام ترا در گماں ہی نہست دم دفات زدوم بھیچ صبح صادق آہ</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن کہ دل تو بخشد ویش ہم بردی بلے دل تو بدیں بود من ندانستم</p>	<p>۴۶۳</p>
<p>بے روی گل فشانست گلایہ فشانده ایم ما از گل بہشتی خود دور مانده ایم داغے چو لالہ بر رخ خونیں نشانده ایم</p>	<p>ای گل بیا کہ از چو توئے دور مانده ایم تا باز چوں بہشت شدت از تو گلستا دو موسی کہ سنگ زلالہ نشان گرفت</p>	

مرفاں بر تخم خویش چمن خانہ ساخت با ناگل بیاض دشت پر پاریں باز کرد سر بر زده چو سبزه زمیڈاں بیادوست	مادر سفر کہ رسم نمودست ماندہ ایم مایہج حرف از درق آں نخواستہ ایم رخش دل از در ہمہ بیرون جہانہ ایم
--	---

۷

ز دگر چہ پر ششہ نرسد احسن صفت  
ہر دم بدست باد سلا مے رساندہ ایم

۴۶۴

در بند فراق تو آزاد نمی آیم  
من بر در تو بارے بے داد نمی آیم  
انصاف کہ از خانہ بے زاد نمی آیم  
شب نیست کہ در کیت چوں یاد نمی آیم  
دل کوفتہ کہ دستی تا یاد نمی آیم  
آں لاشہ ہم از محنت افتاد نمی آیم

از من چہ گنہ آمد کت یاد نمی آیم  
گر تو ز دریای بیداد کنی میکن  
اندر رہ عشق تو خوں جگر م زادست  
تا تو دہن از پرشس چوں غنچہ فروستی  
تشریف سلام تو دیرست نشد حاصل  
باخته تنے در ہم می آمدے کہ گہ

۷

گفتی چو حسن بر من چوں شادنی آئی  
من غمزدہ عشقم چوں شادنی آیم

۴۶۵

خاک کوش یا فتم از آب حیواں فارغیم  
از کہ اندیشیم چوں ز اندیشہ جاں فارغیم  
ما قلفت در پیشہ ایم از کفر و ایماں فارغیم  
کز عطائے پادشاہ و منع درباں فارغیم

ما بجاناں زندہ می باشیم از جاں فارغیم  
جاں فدائے دوست شد از دشمنان کائے نما  
دوست میدانیم بس کعبہ چہ باشد دیر چہ  
گر تو زین کلبہ لگہ داری برو از ما میر

نوح داریم آشنای بوج طوفاں فارغیم ما بدیدہ نم کنیم از ابر باران فارغیم	عشق دارم در درو لطفن بیاباں چه باک کشت مارا اگر دعا میخوانی لے ز ابد بخوان
<div>۵</div>	<div>۲۶۶</div> <p>عقل و جاں یار چنین را دور می داروز ما حسن رایار خود کردیم زیشاں فارغیم</p>
<p>داغ غمت بردل و تن میکنم ایں چه دلیر سیت کہ من میکنم بہر خدا ایں چه سخن میکنم خاک خجالت بدین میکنم</p>	<p>باز بگوئے تو وطن میکنم دوش سہ بوسہ زدہ ام بر دوش دی سخن از وصف تو کردم بے پستہ دہن گفتت اینک بگذار</p>
<div>۵</div>	<div>۲۶۷</div> <p>گر تو بزنجیر و توبلم کشتی پیشکشت جان حسن میکنم</p>
<p>بیا کہ ہرچہ کہ دارم ہمہ برائے تو دارم اگر تو عیب نگیری نثار پائے تو دارم کہ ایں متاع کہ ہم از عطائے تو دارم بخاک پائے تو گر من کہے بجائے تو دارم</p>	<p>جفا کن کہ من از جان سر و فائے تو دارم خرد کہ از سر و فکر ترموز غیب شناسد گرت بر پیش کشم جاں مراں ز خود زیر چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کہے</p>
<div>۷</div>	<div>۲۶۸</div> <p>تو بادشاہ جهانی حسن گدائے در تو من ایں کلیم قناعت از اں گدائے تو دارم</p>

از مویہ چومئے شدم از ضعف چومورم  
واللہ چو تو غائب شدہ نیست حضورم  
لے ولے بن کر چو تو محبوب صبورم  
دیوانہ زنجیرم و پدوانہ نورم  
نرطارم فردوس نہ از طرہ حورم  
تا بوئے بہشت آید ازین نسق و فورم

امروز چہ روزست کہ از روئے تو دورم  
ہر بار نمازے کہ ادا می کنم امروز  
اصحاب محبت را با صبر چہ نسبت  
بے زلف رخت خود بکشم من کہ بصد جا  
باطلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید  
بوسے بلب جام زن در دہم ریز



نزدیک بمردن شدہ ام چوں حسن امروز  
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دورم



دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می مانم  
آتشی در دل آوارگی در جہانم  
مدتے شد کہ دریں باد یہ سرگردانم  
ساہبا رفت کہ در صورت او حیرانم  
وہ من سوختہ بر سایہ اولر زانم  
آں پسے را کہ برو بوسہ زدن نتوانم

پنج روزست کہ دشش مدہ ہجرانم  
تا ازاں راحت جاں دور فدا دم افتاد  
او چو کعبہ بحرم ساکن و من گم شد دل  
بار بار خواستہ ام وصف جمالش کردن  
آفتابست کہ آسیب زوایش مرسان  
اے دم صبیح توانی کہ دعاے بد می



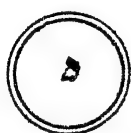
من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برد  
ایں گرم کس نکند ہم تو کنی می دانم



گذشت از ہفت چرخ آہنگ دروم

دریں شش روز کز روئے تو فردم

نخوردم آب جز از چشمہ چشم زرنگ آمیزی عشق بتاں میں	دریں غربت ہمیں بود آب خوردم سرشک لعل بر رخسار زردم
نہ عاشق گرد راہ دوست باشد سحاب ادا راجوئے آب چشمم	من ارگردم بجوئے دوست گردم صبا اجری استان آہ سردم
بنجار حبس عشق آویخت ذلیم	بدست خون و باد افتاد بردم



حسن را قصہ محنت درازست  
من این قطع ہمیں جا ختم کردم



ہفت روز از تفت ہجراں دل چو دوزخ تا فتم  
روز ہشتم رہ بصدراہشت جنت یافتم  
بر بساط حسن معشوق از بسا آمد کے  
من چو بیدق کو نشود فرزیں بسر بشتا فتم  
تاز بازوئے خودم بالیں نہا داں دلتاں  
بازو عنسم را بزور بنے عنسی برتا فتم  
تاز زلف او چو چنگ از پائے تا سر شاخ شاخ  
خویشش چوں شاذ باگیسوئے او در با فتم



گر حسن سرے نگہ میدارد او میدارگو  
من زمستی انچہ در دل داشتہم بشگا فتم



اے بخونم لائے کردہ من برائے تو خوشم  
 باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم  
 توزدہ در کشتنم راء و خسر د گوید گریز  
 من بتدبیر خرد ناخوش برائے تو خوشم  
 یک غوشی ناورد بختم گرچه از ادبار من  
 گو میا و من باقبال جوائے تو خوشم  
 تو بخندہ همچو گل خوش باش زیر امن چو بار  
 گرچه غرق گریہ ام ہم درموائے تو خوشم  
 گر سرافرازاں بتاج زر سرافرازی کند  
 خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم  
 ہر کہ میسر د صوفیاں گویند اندر پردہ شد  
 من بہر پردہ کہ باشم بانوائے تو خوشم

۷

گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کر بلا  
 ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم

۴۳

ترکی آغاز می کند چه کنم  
 ناک انداز می کند چه کنم  
 درکش ناز می کند چه کنم  
 کشف ای از می کند چه کنم

ترک من ناز می کند چه کنم  
 چشم ترکانہ اش بہر غم  
 سر او سر برستی دارد  
 دین من عشق اوست مشک خطش

چشم را بازی کند چه کنم  
ہوس کا زمی کند چه کنم

ہر زمان بہر قصد مرغ حسرت  
دل چوں شمع سوختہ ز لبش



بر حسن کو بزخمہ اشس خود کرد  
خوئے بد ساز می کند چه کنم



کہ چوں ابر پرتو شد دامنم  
کہ طوفان و حسرت پیرا منم  
پری یا خود آسیب اہریم منم  
شد اندر دم از دہا ما منم  
چو آتش زد این عشق دزد منم  
چہ تدبیر چوں فتنہ دمن منم

تو خوش خوش چو گل خندہ زن گل منم  
بمن پائے اے چشمہ خضر روئے  
تو کیسو فشانیدی ندانم کہ گشت  
دلہ تا بزلفت فرو آمدست  
ز صبرم جوئے گاہ برگے نامد  
من این عشق را خود کشیدم بخود



حسن را اگر از تو ملامت کنند  
من آل دوست را بدترین دشمنم



از خویش دور میکشیم تا کجا روم  
اے ماہ روئے ہم تو بگو تا کجا روم  
من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم  
جان و دل تو داری تنہا کجا روم  
نے رہبری نہ قافلہ پیدا کجا روم

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم  
عالم ز شرق و غرب بغیراں ورائے تست  
یاراں ہی روند تماشاے باغ و گل  
کہ کہ بطنز گوئی کز پیش من برو  
راہے دراز و منزل مقصود نا پدید

من ہم ہوں کہ آ یا کجا روم ایں جا سرے ہی نہم آنجا کجا روم گنج لہر گذاشته دریا کجا روم	خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند سلطان علای دولت دین کعبہ نیست دست مبارکش بجا گنج گوہرست
--	--



گوید حسن کہ من در جاناں گرفته ام  
آساں ز آستانہ والا کجا روم



از یکے دست خرم وز دگرش گردانم بخورم راحت جان و جگرش گردانم کہ بیک جرعه نے بخیرش گردانم بہترش نوش کنم بیشترش گردانم دیدہ خویش فدائے نظرش گردانم سر خود را بچل خاک و دیش گردانم	مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم رنگ مے پچو جگر راحت جانست لے عقل کز غیب خبر باد ہم میدانم جام شادی ہمہ بروئے الفغان امروز ہر کسے خدمتے آرد من مغلّس چہ کنم بامیدے کہ اگر بر سر من پائے ہند
--	--



یک غلامیت حسن نام و درونے ناخوش  
اگر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم



زاں جرّہ کہ از لب تو خوردیم مانامہ زہد در نور دیدیم مادرت دم سگانت گردیم دریاب کہ آفتاب زردیم	مستی عشق تازہ کر دیدیم اکنوں کہ تو خط خود نمودی پہر گہ کہ تو در شکار باشی اے مہ کہ سر تو سبز بادا
--	--



ما نوبت خود تمام کردیم  
اگر دور غمت خراب گردیم

تو طبل نشاط خود فرو کوب  
مستی چه کنی بے ناز است



تو شاد بمان که ماحسن دار  
دور از در تو اسیر در دیم



در بخند گم زنی دست تو بوسه زخم  
موتے بر آید ز پوست پوست تن بکنم  
سلسلہا را چہ باک طوق تو در گردنم  
یاد بروز جزا چنگ تو در دامنم  
نالہ بروں آمدہ از گداز گداز در تخم  
تیر تو تیز ست سخت بگذرد از جو ششم

گر تو برانی بیتخ از تو سپهر گنم  
بر نکم دل ز تو در بخلاف تو ام  
غم نخورم در مرا جائے بدوزخ کنند  
گر شبے از جور تو دم زده باشم چونے  
راست چون حکم که رگ است نہادم عشق  
چوں تو زنی غمزه تقوی من ضائع است



عشق بتے داشتہ آن صنم اینک توئی  
قصد حسن داشتی آن حسن اینک منم



ایں بند گیم خوش کن تابندہ ترست گرم  
پروانہ مطلق وہ تاگرد سرت گرم  
چوں مور کہ بستر گردش کرت گرم  
در خاک شوم روزی ہم خاک درت گرم

بکشائے در رحمت تا خاک درت گرم  
پروانہ منم امشب بر شمع رخ خوبت  
از مار سر زلفت گراینے باشد  
تا جاں بودم در تن باشم سگ کوئے تو

جاں بر تو خدا کردن باید ز حسن آشت

۵	در تیغ زنی واللہ من ہم سپرت گردم	۳۸۰
شرح خونریزی آں نرگست تو دہم خند متی دلب بادہ پرست تو دہم از جگر بر شدم و باز بدست تو دہم کہ اگر زنده شوم بونہ شست تو دہم	آرزو داشت کہ یک قصد بدست تو دہم جان پاک دل صافی شدہ را اگر گونی واللہ ارتیر زنی بر جگرم ہر بارے گلہ نیست کہ کشتہ شدم از نادک تو	
۷	اے حسن گرد دل تو بشکند از لشکر غم عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم	۳۸۱
چہ خوشتر گریانی من خستہ ہم برانم بر چہ تو عزیزے چہ بضاعتست جانم نشہ اتفاق گونی کہ بدیں بہا گرانم غم دل تمام گفتن چسکنم نمی توانم بر واد آں حکایت مرواد از زبانم اگر او فرشتہ گردد منش آدمی نخواہم	نہ تو گفتہ کہ روزے ز تو جوئے خون برانم چہ سخن بود کہ جاں را کمنت نثار مجلس بدو بولہ با تو گفتیم کہ مرا ہیچ بتاں غلیان گریہ من گذر نفس گرفت خر دم تو بخواند مہ ز بد تو بے من بضمیر ہر کہ بود ہوس پری جالے	
۷	چو ہولے عشق گیر و جہت سماع گیرم چو حدیث درد جنبہ غزل حسن بخوانم	۳۸۲
ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم	زہدے کہ من نمودم گشت از وجودم	

<p>عشق کہ افلا نے میبا ختم بلا شد          برہر وفا کہ در دم بیداد ہا کشیدم          حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت          سودات پختہ لے جاں سرمایہ ہم لیا شد          خط بر رخ تو گوئی کہ ز سینه پر آتش</p>	<p>نخنہ کہ در خطر گہ مہکا شتم در و دم          برہر دعا کہ گفتم دشنا ہما شنیدم          جاں سوختہ چو عودم سودا لے لے عودم          سودم ہیں کہ عمرے سر بر در تو سودم          شبہا کہ آہ کہ در دم بر مہ رسید و دم</p>
--	---

۷

گفتی حسن ز خواباں باز آیم اندک اندک  
 ہرگز تو باز نائی بسیار است آزمودم

۲۸۳

زہر چہ فزون ترست افزوں نوسیم  
 نمدانم کہ نامہ چوں نوسیم  
 سنجہا چوں دُرِ مکمل نوسیم  
 چہ زار بہا کہ از مجنوں نوسیم  
 حدیثے کہ صفت بیروں نوسیم  
 مگر ایں ماجرا از خون نوسیم

حدیث اشتیاق چوں نوسیم  
 دلم آتش ہی ریزد مژہ آب  
 بوصف اشک خود از دیدہ تر  
 اگر دانم کہ خواہد خواند لیکن  
 درون خاطر خود جائے فرما  
 سیاہی ہما ہمہ از چشم من ریخت

۶

غزلہائے حسن بر تو چنانست  
 کہ سوئے ساحراں افسوں نوسیم

۲۸۴

زین غم و تیسار نی پرسیم  
 چوں کھنم اے یار نی پرسیم

چہیست کہ یکبار نی پرسیم  
 یار ہانست کہ پس ز یار

مردن از اندوه تو فخر منست واقعہ بسیار شکیب اندکست پارخبر داشتی از آہ من	اگر چہ تو از عار نمی پرسم زانکہ و بسیار نمی پرسم آہ کہ چون پار نمی پرسم
---	---

۴۸۵	خون حسن آب شد و ہم نگفت کائے بت خوشخوار نمی پرسم	۷
-----	---	---

باز دل دادم و دنیا را دلا ر شدم خرقه از من بکشائی کہ زلف بت من چہ غم گر خرد و صبر و دل از من ببرند طعنہا میزدے آہ گرفتاراں را آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آ میں دوش میکشت من غمزدہ را غمزہ یار	محرم کعبہ بدم محرم خار شدم شکلے انگخت کہ پابستہ ز نار شدم زانکہ من زین ہم پیش از ہمہ بزار شدم تا خود آہے کہ گرفتاریں کہ گرفتار شدم بارے این مرتبہ شد گر چہ گرانبار شدم یار خوش می شد و من نیز بیاں یار شدم
--	---

۳۸۶	چند ازین گودہ سخناے حسن کردم گوش از قبول سخنش قابل اسرار شدم	۹
-----	---	---

ماگر چہ بدیم یا نکوئیم اے خواجہ بگوئے ہر چہ خواہی بالا تر ہر کہ ہست بخشیش ہر چند کہ نیست در جگر آب	چہ نیک چہ بد از آں اوئیم بر ما تو بگیر ہر چہ گوئیم ما خود ز فرو تراں اوئیم یک قطرہ ز جوئے کس بخوئیم
---	--

<p>ہم دست ازیں صفت نشوئیم تا پائے ہی رود ہوئیم آں یار کجا کہ گل ہوئیم تا باز چو گل رسد بروئیم</p>	<p>گر غرق کنند ماں بدیا گردوست زدست رفت ہار گل آندو بوئے یار آورد ایں رفتن ما چو گل بے کاش</p>	
<p>۷</p>	<p>چوں گل غمت اے حسن بصد تو گل داند و ماکہ در چہ تویم</p>	<p>۳۸۷</p>
<p>با وصل تو اتصال گیریم از پر تو تو جمال گیریم ماکشتن خود حلال گیریم از فر تو پڑ و بال گیریم فتراک ترا دو ال گیریم از روئے خوش تو فال گیریم</p>	<p>بنمائے رخت کہ فال گیریم ماذرہ تو آفتاب مانی گردیدن خود حرام داری مرغان قفس فدا گانسیم گر جبل متیں بدست نماید چوں خوش خواہیم روز خود را</p>	
<p>۹</p>	<p>روزے کہ تو با حسن نشینی آں روز ہزار سال گیریم</p>	<p>۳۸۸</p>
<p>من جاں بروقتانم کز تو بدقتانم در من چہ صبر ماند چوں از تو دورانم تا عاقبت چہ باشد تقدیر آسانم</p>	<p>اے باغ و بوستانم وے بوستان جانم نہ صبر ماند نہ دل از دوری تو آئے برد آں ہمہ خوشیہا دوران روز گام</p>	

چندانکہ دیدہ بودی پندار در سر من از دفتر و صالت حرفی نماند و وہ از تو چگونہ پرسم آں وقت خوش کہ گرتو خواهم کہ باز گویم احوال نا توانی روزے بہ بہت دل جان ہم نہم نثار	امروز اگر بہ منی پنداریم نہ آئم این غصہ با کہ گویم این قصہ با کہ را نم حال دلم بہر سی من حال آں ندا نم از بیم آہ سوزاں آں ہم نمی توانم اگر فرصتی دہد دست از چرخ جان ستانم
---	---



وقت خوشست مخرم ہاں اے حریف ہم  
نظم حسن بروں کش تا این غزل بخوانم



ہر صبح بدیں بوی بہ کوئے تو در آئیم گیریم کشادہ سر گیسوت و بسکن ہر حکم کہ خواہی بسرماز قضا کن ہر گہ کہ ہی خوانی مستغرق تشکیم امروز گروہے ہنر خویش نمودند گفتی چہ کنی آنکہ ہنر شاں ہم عیبست	کز گیسوئے شہرنگ تو بوی بر بائیم سرسیت دراں سرکشید گر بکشائیم ما ہم ہمہ بر بستہ زنجیر قضا ئیم واندم کہ ہی رانی مشغول دعا ئیم مارا ہنرے نیست چگونہ بنما ئیم اگر عیب نہ فرمائی آں طائفہ ما ئیم
--	--



یجبار بگفتار حسن داشتہ گوش  
ما ہم یکے از حلقہ بگو شاں شمائیم



مے دہ کہ خمار دی نہ داریم ترس ہمہ مردماں ز فرد دست	دورے دوسہ در قینہ داریم ما ترس ز حکم دی نداریم
---	---

<p>ما اقمشہ کیسہ داریم ما خانہ زائے بگیسہ داریم ایں جنس کہ در سفینہ داریم از ہستی غم و فیسہ داریم ایں دُر نہ از این خسینہ داریم ما عرش درون سینہ داریم</p>	<p>شاہاں ہمہ رخت خاصہ خوانند اے ابرکمن ہوائے ژالہ واللہ کہ بساج می نیرزد با این ہمہ نیستی کہ ویری اے خواجہ بمعرفت چہ نازی گر خلوت تو درون کعبہ است</p>	
<p>۶</p>	<p>ہاں اے حسن از قرابہ غولیش مے دہ کہ خم سار دی ندریم</p>	<p>۴۹۱</p>
<p>مگر لباس جیاتے کہ ہست پارہ کنم اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم من از مژہ ہمہ آفاق پرستارہ کنم طییدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم مگر فے چو دل تو ز سنگ خارہ کنم</p>	<p>فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم شبے کہ ہیچ مہ از اوج حسن جلوہ کنی اگر وصال ترا حکم برستارہ کنند گر فتم اینکہ بہ بندم دہاں زنا لیدن نمی توانم دل بر جدائی تو نہاد</p>	
<p>۹</p>	<p>نیافتہ چو حسن بار بردت یکبار چہ بو الفصولم کیں آرزو دوبارہ کنم</p>	<p>۴۹۲</p>
<p>تا برول و اودم علم از عالم امید و بیم ترک جنت خوشترست ہر چہ دجنت نصیم</p>	<p>دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک است</p>	

آنچه در احمد بخواندم صراط المستقیم  
تو ہماں خط بینی و عارف نوائے یاکریم  
گل فروشاں سیم می بردند و دل ریشاں سیم  
بر تر از دار الجناں بالا تر از نارائے تحم  
آساں زیر قدم طالع چہ بینی اے حکیم  
وقت عذر آوردست استغفر اللہ العظیم

یا قثم الحلال اللہ ہم بجوئے عشق دوست  
در گلوئے قمریاں از تنوق طوقے کردہ اند  
دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیرین  
مایہ من میں کہ دست عشق تخم می بند  
آبِ خضر اندر دہن شربت چہ آری ائے سب  
وقت سعدی خوش کن خوش میگفت بجلد ہر چہ



زاں ندیم یہا کہ میکردے پیشاں شد حسن  
آرے آخر از پیشانی بود حرفِ ندیم



نیم من مرد درد او و لے بر خویش می پوشم  
بدست خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم  
روائے عشق بر بالائے چوں مانا کساں ناید  
من این معنی نکو دائم و لے بر خویش می پوشم  
بد و گفتم چہ را ہرگز نخندی در حضور من  
بگفتاں سلک مروارید از درویش می پوشم  
بتم از نوک غنہ بردل من میزند نیش  
چو در و تے میرسم خوں می نایم نیش می پوشم  
پرسیدم کہ تیرت از کد امین کیش می آید  
کہ من آں تیر می بوسم و لیکن کیش می پوشم



زہے غفلت کہ حال سینہ باخواباں میگویم  
چہ درماں دردِ بدراکز طیبیاں ریش می پوشم

۷

حسن میگویم کز دشمنان پوشیدہ داراں سر  
مگوازدشمنان کزدستان خویش می پوشم

۲۹۴

بیا کہ بیش نماذ احتمال جاں بہ تنم  
کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم  
مرا کہ سوختہ روزگار خویش تنم  
گماں میر کہ بدیں طعنےا سپر فلنم  
اگر از خجے تو گلابے زنند بر کفنم  
میرس کاتش دوزخ برآمد از دهنم

کجائی اے زلقایت بقلے جان تنم  
عذابے تفرقہ دوستاں کسے داند  
دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل لیش  
اگر چہ طعن دشمن مرا بچشت اے دوست  
ز خاک من گل راحت بروں مدد تا شر  
حدیث سینہ سوزانم اے بہشتی روے

۷

حسن تو نام نہاے مرا بحسن وفا  
تو گر دگر شدی اے دوست من ہاں حسنم

۲۹۵

سر سودائے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم  
بپایش در فتم زیں رہ مراد خویش بر گیرم  
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری بہارم سر  
چو زلفش کیشب از سودا پریشانی ز سر گیرم  
چناں با عشق خو کر دم دریں مدت کہ نتوانم

کہ تا من در جہاں باشم پے کار سے دگر گیرم  
 کمر و طرف می بند و برائے آنکہ زر دارد  
 من از رشاک کمر روزے رہ کوہ و کمر گیرم  
 بت خورشید رو گر ز طمع دارد زمین تا من  
 ز رنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم  
 دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد  
 مرا چوں زور و زر نبود مگر راہ سفر گیرم

۵

حسن نظمی کہ من دارم اگرچوں حسن روزے  
 حدیث نعل او گویم جہانے دگر گیرم

۲۹۶

تا کہ بندہ شد دست از ہمہ آزاد ترم  
 من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم  
 من خرابت شدم و دبدم آباد ترم  
 من دریں شیوہ عجب از ہمہ استاد ترم

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم  
 بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود  
 ہمہ آباد تشیناں ز خرابی ترسند  
 چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

۶

اے حسن اگر تو ز عشق لب شیرین تان  
 ہیچو فرما دشی من ز تو فرہاد ترم

۲۹

کا شفتہ عشق شد وجودم  
 از دل بد ماغ رفت دودم

امروز من آں نیم کہ بودم  
 خوردم دوسہ جام آتش انگیز

<p>از فرق خود کله ر بودم تنخم که بکاشتم درودم اے شوخ نکوت آزد مودم</p>	<p>در پائے حرف سرفشاندم عشق آردم بلائے من شد حال بد من بتر شد از تو</p>	
<p>۶</p>	<p>در بند حزن نمی فتادم گر پند حسن، ہی شنودم</p>	<p>۲۹۸</p>
<p>و لیکن ز غوغائی که از دیده پاشتم ز ر چهره کافیت وجه معاشتم اگر چند ظاہر بدیں شیوہ فاشتم دکاں چوں کشایم که کاسد قاشتم دروں ناستر دست سرچوں تراشتم شبے در خروش آرد و این خراشتم</p>	<p>تو انم که پیوستہ روشست باشتم غم دل بندست تسکین جانم صلاحیت باطن از من مجوید تصرف چه وزرم که نازک مزاجم عمل ناستد دست خرقة چه پوشتم حسن از ملامت دلم می خراشی</p>	
<p>۶</p>	<p>ہی پر سیم خاطرے جمع داری تو خاطر براں دار تا جمع باشم</p>	<p>۲۹۹</p>
<p>تو حسن مطلع حسنی من از ہوائے تو مستم در آفتاب بتانی من آفتاب پرستم مرا باغ چه حاجت کنوں کہ روئے تو دیدم مرا ز سرو چه خیزد کنوں کہ با تو نشستم</p>		

من آں شکاری عشقم از کینکہ خلوت  
 چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم  
 رسید هوج معشوق و هوش رفت ز عظم  
 گذشت کو کبہ شاه و قصہ ماند بدستم  
 خرد و صحبت جانم قدم بروں زد و گفته  
 تو دانی و غم جانان من از مخاطره جسم  
 چه پڑے از غم محسنوں بہیں کہ حالِ دگر شد  
 چه پوشی آں لب میگوں ز من کہ تو بہ شکستم

۵

حسن ز درد تو گوید کہ کار حسا نہ تقوی  
 اگر خراب شد از من بہ من گیر کہ مستم

۵۰۰

ور کسے از بخت خوشنودست من بارے نیم  
 عاقبت بر حرف مقصودست من بارے نیم  
 تاکرا آں روز مسعودست من بارے نیم  
 آں گل سوریست یا عودست من بارے نیم

خلق بر امید مقصودست من بارے نیم  
 ہر یک از نوزادگان بوالشیر بر لوحِ خدا  
 صبحِ خیرے جانِ بدروز از غمِ جاناں تلو  
 گر کسے ہمدست او شد تا بوسد آتش

۷

گفتیم دوشینہ ہمزانوے یا رخود بُدی  
 آں تو بودی یا حسن بودست من بارے نیم

۵۰۱

دل ز دستم شد آں دلبندِ رخا کے رسم

وہ ندانم تا بیاں معشوقِ زیبا کے رسم

<p>آنکہ انگشتِ طمع کردم دراز آمد بجلو آئے رسم نزد بانِ عمر کوتاہست بالا کے رسم لے عفا اللہ من بدل پایہ بدیں پاکے رسم وہم زحمتِ میدہد ورنہ من بجائے رسم ایں جنیں درے کہ من درم نبردائے رسم</p>	<p>بر لبِ شیرینش انگشتِ طمع کردم دراز دلبرم بالائے بام وصلِ حی خواند مرا پایہ وصلش بلند و پائے بختم آبلہ بارہا گفتم کھم چوں بخت آجنا مدغلے دوستاں گویند فردا بردش خواہی رسید</p>	
<p>۷</p>	<p>ہر کسے را ہے کہ می پوید بنزل میرسد چوں حسن من نیز جہدے میکنم تاکے رسم</p>	<p>۵۰۲</p>
<p>وز جام لبِ لعلت یک جہدہ دو خواہم در دم چوز تو باشد پس از کہ دو خواہم اے کعبہ وقت من من از کہ دو خواہم در بیخ نماز خود دوزخ بجا خواہم آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواہم بس ہم تو ہماں باقی خود را چہ بقا خواہم</p>	<p>جاناں شبکیے خود را در کوئے تو جا خواہم تو باغِ طریفانی ہم باغِ ترا ہم نخل نخلتے ز در کعبہ خواہند مراد خود اگر سلسلہ زلفت پر دور چناں بندی ہر بار ہمے آئی شمشیر ہوا کردہ چوں ہست بقائے من باقی ببقائے تو</p>	
<p>۷</p>	<p>بیچارہ حسن گوید لفظے با امید تو نظمش چرواں کردی امید روا خواہم</p>	<p>۵۰۳</p>
<p>چشمِ زروئے خوب تو افروخت خانہ ہم از لطف دام کردہ و از خال دانہ ہم</p>	<p>اشبِ فلک موافق من شد زمانہ ہم خاص از برائے صید دل ما رسید باز</p>	

از غمزدہ دور باش وز گیسو نشانہ ہم از دل کنارہ گیری و از جاں کرانہ ہم این ذوق داشتہم شکرے زان میانہ ہم عیش مدام بل طرب حساودانہ ہم	از بہر ضبط ملکیت حسن ساختہ گفتم کنارہ گیر بجفتا بشرط آنک بگر فتم آں میان چویشکرش کنار ہاں اے حکیم طالع مسعود من بہیں
--	---

۶

احسن اے حسن غزلے خوب ساختی  
زہرہ نسا ز دایں غزل وایں ترانہ ہم

۵۰۴

صبر از درون سینہ بر دل شد قرار ہم امروز بخت پشت بین داد و یار ہم آں روز از جہاں شد آں روز گار ہم سوزن دین جرات گم گشت خار ہم کیس دیدہ در فشاں شد یا قوت بار ہم	از دست دل بجانم و از جور یار ہم دی یار کردہ بود من روئے و بخت نیز یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار میخواستہم بروں کشم از پائے خستہ خار جاناں کیے دو لعل شکر بار بر کشائے
--	---

۶

در دو غم کہ داشت حسن در فراق تو  
کز اشتیاق مردم و از انتظار ہم

۵۰۵

شمع جاں می ندہد نور ز جاناں دورم نزد قصورم خوشی باشد نے از حورم گوشہ چشم تو نگذاشت بے ستورم ورنہ من از طرف خویش بغایت دورم	چہ شبست این کہ من از شمع شکر لب دورم گر قصورے بود از ناز خوش او فردا شوخ چنما ز بتاں گوشہ گرفتہم یکچند گر چہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم
---	---

تا پریشان سر زلف تو ام مجسمو عم      تا خراب لب میگوں تو ام معصوم

۵

از لب تو کہ حسن تر سخن از جرہ است  
مست شد جملہ جہاں من چہ سبب مخموم

۵۰۶

از ناز کویت میکند ہر بار خوش می آیدم  
شوخی ز غیرے ناخوشست از یاد خوش می آیدم  
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بچش  
بے او بہ شتم نیست خوش ویدار خوش می آیدم  
زندہ ز بے صبری بخل و ز بیدی پائے بگل  
نہ صبری خواہم نہ دل و لدا خوش می آیدم  
آں روئے چوں خورشید و نہ محراب کردم چند گ  
اکنون از اں زلف سیہ زنا خوش می آیدم

۹

بر عشق آں ماہ سخن اقرار کردم چوں حسن  
انکار چوں آید ز من این کار خوش می آیدم

۵۰۷

بر جولے نظر افتاد بہ پیراں سالم  
من غمدیدہ ہم از دیدہ خود می نالم  
من چہ صیدم کہ چنین داشتہ و نہالم  
کہ بندست ہاں آیت رحمت فالم

دوستان یچ پیر سید کہ چوں شد عالم  
راست چوں نامے کہ نالیدن از دیدہ  
اے کہاں کردہ ز ابروئے کمین کردہ چشم  
روئے تو دیدہ دگر قرعہ خواہم اندخت

دستے گر بر سر ای بندہ فروی ناری منت سندس واستبراق فرو وسم نہ	پائے بگذار کہ جشتم جہاں میں مالم گر زگیوت سلاسل بود و اغلام
مگر از زحمت خاصم نخرے ورنہ مرا باغبانا کجی و راستی من منگر	ہنرے نیست کہ آں عرض دہد لالم کہ بر آنساں کہ ہی پروریم می بالم



حال خود خواستمت گفت حسن چوں دیدم  
حال زار تو بے زار ترست از حال م



ما جگر خستگان مسکینیم پاکبازان چاک دامانیم تو ہاں بادشاہ خود کانی باتو در کنج خانہ شادانیم باتو اے مدعی جدل نتوان خواہے نوش و خواہ صومش	جز غمت مرہم نمی بینیم خاک خپاں خشت بالینیم ما ہاں بندگان مسکینیم بے تو در ہشت باغ غمگینیم ہرچہ خواہی بگوئے ما اینیم ہرچہ دین تو ما براں دینیم
--	--



چوں حسن میر ویم در رہ عشق  
سر ندادہ ز پائے نہ نشینیم



شبے آں چشم مست و آل لب غونچوار را دیدم  
ز گریہ چشم من تر شد پیشانم چہ را دیدم  
مرا گفتند سوئے او مبیس دیدم بلا کردم



مرا گفتند گفت دل کن کردم سزا دیدم  
 ثباتِ صبری پنداشتم در خود غلط کردم  
 نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم  
 سگ کولش بشت آں خوں کہ چشم ریخت بردمن  
 ز مردم مردمی نامد ز سگ بارے وفا دیدم  
 شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد  
 بجد اندر داں غرقاب روئے آشنا دیدم  
 ندید این چشم من جز در سر زلف بلا شورش  
 ازین چشم بلا جوئیں ہمہ عمر این بلا دیدم

۷

حکیم ارپندخواهی گفت میگوهر کراخواهی  
 ولیکن از حسن بگذر کہ اورا مبتلا دیدم

۵۱۰

رہا کنید کہ نختے چونخت غولیش بشورم  
 بچہ فگند در آخر دلالت دل کورم  
 آکنند گیسوئے ساقی کشید و برد زورم  
 آگہ از حبش گے از جہیں رسید غارت خورم  
 بزیر پائے رعونت فرو مال چومورم  
 آگہ آں فرشتہ رحمت بست منس گورم

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زبردست نہ زورم  
 چومر و عشق ز نخدانش بودہ ام من سکین  
 نخواستم کہ در پے روم مجلس مستان  
 بزلف چول حبش او نہ را جہیں چوبدیدم  
 پری رخا تو سلیمان دستگاہ مرادی  
 ز زلف غولیش نسیمے مین رساں کہ مرد

حسن چہ گفت کہ اے سنجیب ناز کشیدہ

<p>۷</p>	<p>بدامن کرم خود مرا بپوش که عورم</p>	<p>۵۱۱</p>
<p>باشد که کنی دے فراہم          ایں جامہ و جام بادہ باہم          درودہ کہ شبانہ ایم ماہم          ماشہسیم و مبتلاہم          خود کعبہ ماتونی دعاهم          آخر قدحہ بدیں گداہم</p>		<p>ساتی گل و دل بیار باہم          خرقہ فگنم کہ راست ناید          ایں بادہ اگر صبحیاں رات          مے درودہ و باز جائے خود شو          گفتی کہ بکعبہ رو و عاکن          خم خانہ بخاص و عام دادی</p>
<p>۷</p>	<p>ہر گہ کہ فتح دہی حسن را          یک جسرہ کرم کنی مراہم</p>	<p>۵۱۲</p>
<p>برائے وصل توا زوے شبیہ دراز کنم          بفال روئے تو ہر مصحفیہ کہ باز کنم          بجانب کہ توئی آں طرف نماز کنم          دعائے تبت کہ آں از سر نیاز کنم          حکایتی کہ کنم اول از ایاز کنم          اگر ز کعبہ رسیدست در فراز کنم</p>		<p>بود گہے کہ سرگیسویں تو باز کنم          ہمہ حدیث بہشت است آیت رحمت          بموضع کہ مراقبہ مشتبہ گردد          نماز کر نہمت خود کنم ہمہ ہیچمت          اگر ندیم کنندم بصحبت محسود          مسافرے کہ برو گردے از درت نبو</p>
<p>۷</p>	<p>کنوں کہ وصف عشقت علم شدم چو حسن          رواست کر ہمہ عالم احتسار کنم</p>	<p>۵۱۳</p>

دل بردی و منت می پذیرم  
وگر گوی بمیسرا نذر غم من  
شبست خوش باد ای مرغ سخنفر  
بلیب آں یہ کہ از در باز گردد  
بیادت روز و شب مستم تو گوئی  
گئے زخم زباں کہ تیر غمزہ

اگر سرخواہی از سر دست گیرم  
عجب باشد گر از شادی نیرم  
کہ من در دام بدہرے اسیرم  
چو بنید دردنا درماں پذیرم  
شراب دوستی بود ست شیرم  
نگار من چہ مرد تیغ و تیرم

۵۱۲

زکات حسن خود دادی حسن را  
گراو مسکینت بارے من فقیرم

۱۱

خہ خہ اے ماہ روے کبک خرم  
آہوئے دام جستہ را مانی  
لقب خود اگر نہ گوئی تو  
مہ توئی در میانہ خواباں  
بر لب جام اگر نہ لب خوش  
بدہ آں جام نیم خوردہ خود  
با تو بادہ حلال میگیرند  
گفتیم حال ابتلائے تو چیست  
عشق در عہد تو قوی حال است  
ہمہ در خواب خوش بیارامند

بسلاام آمدی ز دار سلام  
پاکشاں از دو زلف مشکین دام  
ماہ و خورشید را کہ گیر دام  
آسمانت بود کسارہ بام  
جان چکد جائے قطرہ از لب جام  
تا بگیرم نصیب عمر تمام  
عمر بے تو با تفاؤ حرام  
این بلائیت دور از انجام  
صبر آوارہ عقل دشمن کام  
من مسکین نہ خواب نہ آرام

<p>۵</p>	<p>ہیچ شب در غمت نخت حسن عجبا للحب کیف ینام</p>	<p>۵۱۵</p>
<p>از بہت دل چہ باں کنم کہ ندارم میفکنند من چہ افکنم کہ ندارم خیرہ چہ گیرند دامنم کہ ندارم شاد ترا ز ہر ہر منم کہ ندارم</p>	<p>از درد دنیا چہ دم زغم کہ ندارم خلق بکشت امید تخم تمنا نقد مراد اندر آستین حیات نشاد نشستہ شما بد آنچہ کہ دارید</p>	
<p>۶</p>	<p>دزد چہ گردد بگرد من کہ حسن دار شب ہمہ شب لغو مینرم کہ ندارم</p>	<p>۵۱۶</p>
<p>برت را جز گل و سوسن نگویم سخن از بوسے پیراہن نگویم حدیث دوست باد دشمن نگویم ز سیر تو سر سوزن نگویم صفات کعبہ در گلخن نگویم اگر ہم خود بدانی من نگویم</p>	<p>رخت را جز مہ روشن نگویم اگر رنگ قبایت بینم از دور نگویم باخسرد احوال عشقت مثل گر خود رود سر در سرتیغ حدیث در جہاں پوشیدہ دارم مرا گونی بگو مقصود تو چیست</p>	
<p>۷</p>	<p>اگر در وصف حسن تو نباشند غزلہا بے حسن احسن نگویم</p>	<p>۵۱۷</p>
<p>رہ بلاچہ نمائی چو مبتلائی تو باشم</p>	<p>در جہا چہ کشائی چو در وفائے تو باشم</p>	

اگر ز بحر غم تو ہزار موج بر آید اگر بیایے رحمت سرم بجاک بسائی بروز حشر جو خلقے ز نیم غمر شوخت اگر بہشت بر دم نظر ز حور بہ بندم سفر برائے تو پویم حضر برائے تو جویم	چہ باک ارم از انہا چو آشنائے تو باشم جو سر آورم از خاک خاک پائے تو باشم نغاں کنند من آن لحظہ در دعائے تو باشم دریں جہاں دریاں نیز در وفائے تو باشم سخن برائے تو گویم خمش برائے تو باشم
--	--

۷

تو بادشاہ بتانی امید من بتو ای بس  
کہ چوں حسن ہمہ سالہ کیے گدائے تو باشم

۵۱۸

میر بخشندہ توئی بندہ شرمندہ منم  
گر تو دستم نہ دہی دست بیائے کہ زخم  
رخت امید بہ کتف کرمت می فگم  
زانکہ تا بے تو ہی باشم بے خویشتم  
میکشد ہم بسر کوئے تو حُب و طعم  
تا ز اندوہ تو پیوند بود بر کف منم

باز می آیم و سر در قدست میفگم  
رفتنی رفت بختائے کہ باز آمدہ ام  
بوئے رحمت ز غبار قدست می یا بم  
خویشتن را بسر کوئے تو افگندم باز  
دوستی در تو مایہ ایمان مست  
یہیچ اندہ نبود در دل گورم و اندہ

۷

چہ شد آخر کہ خداوندی خود کم کردی  
جان من من نہ ہماں بندہ مسکین حتم

۵۱۹

در وصف غنی گنجد روئے کہ ترا دیدم  
تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

شمع است رخت یا یہ دو خطا دیدم  
من در تو نظر کردم تو در سخن بندہ

سا طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم  
برقد تو ام عاشق من سر و کجا دیدم  
مستانہ رہے رقم مردانہ سزا دیدم  
تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم

جو عشق نمی خواہم از جملہ حاجتہا  
بر روی تو ام فتنہ من باغ چرا جویم  
رقم بسر کویت سر در سر آہم شد  
باداد مقابل شد ہر چند ستم کردی

۹

شاید کہ حسن را دل چوں لاله بود پر خون  
کاس ز گس پر خوابش در عین بلا دیدم

۵۲۰

شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم  
اگر دست نیغشانی در پائے تو افشانم  
تو دیر ہاں تا من میبازم و میبازم  
اے بستہ گرہ بر شب من تنگ تو میدانم  
اگر پردہ بر اندازی در روی تو حیرانم  
اگر روی بگردانی من قبلہ بگردانم  
خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بسا بانم  
وانشد ز رود بیرون خار تو زردمانم

من دوست ترا دارم اے دوست ترانجام  
لعلی کہ بخون دل ملا دیدہ بدست آمد  
عاشق کہ بباند جاں او زندہ کجا ماند  
اے راندہ رقم برہ من نقش تو می بینم  
ہر گز کہ نہاں باشی بایاد تو مشغولم  
خونیت مرا قبلہ جز کعبہ کوئے تو  
شہرے بصفت طاعت من ہم بخوابانم  
با آنکہ در اندازم خود را بہ گلستا نہا

۷

زین شعر حسن بشنو حال دل مسکیناں  
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم

۵۲۱

جاں گرچہ کہ دشوار است آساں تبوی بخشم

دل خواستہ کجا ناں با جاں تبوی بخشم

<p>یا ایں بہ تو می آرم یا آل بتومی بخشم  تو منظر خود بنسایواں بتومی بخشم  لُؤ لُؤ بہ تو میریم مریاں بتومی بخشم  من سہتی خود چوں گل خدایاں بتومی بخشم  بسیار کست گوید ایماں بتومی بخشم</p>	<p>جاں چہ بقا باشد سر خود چہ تسل دارد  گفتی بہشت اندر ایواں بود و منظر  لعل لب خود بنما تا ہر نفس از دیدہ  چوں باد خزاں گر چہ تند آمدہ بر من  گر نہ علمائے دین گویند کہ کفر ست ایں</p>
---	--



گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من  
گر تو سراں داری دیواں بتومی بخشم



<p>ایں را چہ شکر گویم و آرا چہ عذر خواہم  گو باد شمع میکش من ہم نشین ماہم  در غم راہ داری من بندہ خاک اہم  من بر سر عزیزت یک موئے کج نچاہم  کہ در نہیب پلیم کہ در پناہ شاہم</p>	<p>چوں نیم شب نمودی روئے چو صبح گاہم  گو غول راہ میزن من بہمان خضرم  گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانہ تست  شانہ پنجاہ و موئے رافقے براستی کن  تو شاہ تخت و تختی من چوں پیادہ پشت</p>
---	--



گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد  
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم



<p>ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم  بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم  بداں فیروزہ و صفا صفاے عشق فیوزم</p>	<p>اگر از گردش اختر چو شب تاریک شروزم  فضائے فصل بازم سر و صدق سام  مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد</p>
---	--

مگر بستہ زجزر ایستیم آمد تیر در خدمت مرا امروز چون باغ خزاں دریافته منکر ز سلطان سخن بخت از امید بخیطر باشد	و گرناید به تیر آہ با جواز اش بر دوزم اگر بخت کند یاری بود هر روز نوروزم نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم
---	---



حسن گوید چه باک از سختی شمع جهانم  
جهان تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم



اے ترا خوبی ز اندازہ بروں ناز ہم گر یکے شوخ ز راه طرز بدخوی کند رسم خوزیر و کند انداختن عیار راست رازے اندر سینہ من بود بے تو عمر با یا کرشمہ کن بیا یا ناز چندین چشم حیت ابروان جنت طاق افکندہ اینک من	لعل تو در خون من شد غمرہ عمار ہم از ہمہ بدخوری تو شوخ ہم طراز ہم تو بچشم و زلف خوزیر و کند انداز ہم سینہ ام بشکافتی تنہا نہ سینہ راز ہم خشم می سازی کرشمہ سیکنی و ناز ہم ہر یکے زیشان مقام ساختن کج باز ہم
--	---



در ہولے تو ندانم چوں شود حال حسن  
چوں ز نالیدن بماند مرغ را پرواز ہم



وہ چه رویت امیں کہ ہر ساعت در وحیراں ترم  
تا سر و ساماں گزیدم بے سرو ساماں ترم  
شہسوار اسوے من ہیں چند گردی گرد کوئے  
اے سرست گردم من از کوئے تو سرگرداں ترم



خانہ آب و گلم درامدہ از و بارانِ اشک  
 مست بنیادم بہسہ بانہنگی ویراں ترم  
 تا بدیم چند گہ آں صورت جاں بخشش تو  
 صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

(۷)

اے حسن گفتی کہ من حیرانم از دوری دوست  
 اے کہ بے او زندہ مانم من ازاں حیران ترم

(۵۲۶)

در بجاں خوش نہ ماز جہاں میرویم  
 اگر تو نہ بخشی رواج ماز کال میرویم  
 خلق براں در رود ما بنشاں میرویم  
 ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میرویم  
 ما بطریق امید در یے شاں میرویم  
 ما بسمع است رقص کناں میرویم

مہر مند بر کراں ماز میاں میرویم  
 شمع محبت تویی شمعہ بازار عشق  
 کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم  
 با شتر سنج مو قافلہ خوش میرو  
 راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مر دوا  
 ما عجباں گشتند منکر رقص سماع

(۵)

در ہمسہ چوں حسن جز تو نخواہیم دوست  
 اگر تو نہ در میاں ماز میاں میرویم

(۵۲۷)

طاقت برسید و بقایت نرسیدم  
 باشد خبر بے بشنوم از تو نشنیدم  
 ہر ناز کہ کردی بارادت بخشیدم

امروز چہ افتاد کہ رُوئے تو ندیدم  
 گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد  
 ہر راز کہ گفتم بتکتب نہ کشادی

برخاست طیب از سر من آه درینا داروئے پس بود که امروز چشیدم

۵۲۸

بکشائے حسن از دل خود قفل تا سفت  
جز کعبه تو نیست دریں باب کلیدم

۶

اگر شبے بسر کوئے تو مست ام کنم  
دو بار کوچ کنم از مقام خود هر روز  
مثل اگر به نماز آیدم چو تو پر پیئے  
زبان فروشی من با تو کے رود آسے  
تو از خار بلبل بر نهاده هر سکوته  
همه دعائے من از تندی تو غارت شد

صلائے شفق و غم غم غم غم غم  
که بر در تو رسم روز نام مقام ام کنم  
نماز را بگذارم ترا سلام کنم  
ز صفت برائے که شمشیر دنیا ام کنم  
مرا چه زبیر که در پیش آید کلام کنم  
یکے بخند که آن درو ما مقام ام کنم

۵۲۹

حسن در اہل تصوف تمام بدناست  
مگر مذہب مستانش نیک نام کنم

۴

پند میدادم راختے و من نشیدم  
صبح دار از جگر سوخته نخوں آلود  
رخت تقوی و متاع خرد و مایہ زہد

لاجرم آنچه شنیدن نتوان آں دیدم  
دم سرش ز دم و پیرده خود بدریدم  
همه بغر و ختم و عشق بتے بخسریدم

۵۳۰

ترس می بودم در غمش از رسوائی  
آخر الامر چار شد که از آن ترسیدم

۹

باز انده تو بد دل خود بار می کنم  
صد بار بار کرده دگر بار می کنم

<p>تا تو بنا ز شوخی خود فخر میکنی          و اندر ز رخ عیش تو تا خانه پر شده          چوں در ره تو مستی عشاق طاعت          اے ترک خوب خط که مرا بنده ساختی          تا خار و خس زره کند تو بیرون بر          ایں خفته که پاره شد از عشق زلفت          گفتم بفاخته که چینی مالی این چنین</p>	<p>من از صلاح و تقوی خود عار میکنم          جلد متاع زهد بسبب ازار میکنم          خود را به توبه از چه گنه کار میکنم          خط از چه میکشی که من اقرار میکنم          خون جگر به آب مره یار میکنم          پیوند آن برشته ز نار میکنم          گفتا که درس شعر تو تکرار میکنم</p>
---	---

۵

گفتی حسن تعلق خواباں چه کار تست  
 تا جاں دین تن است بهیں کار میکنم

۵۳۱

ز بجز بار دل خوش شد کجا شد آن بگوئیدم  
 دریں گرداب خونخواره چو گم گشتم بچوئیدم  
 گل نواز زبان حال با من گفت آخر شب  
 که من بے فداں دارم بے او بگوئیدم  
 وضو از خول کند عاشق چو من سجدہ برم اورا  
 بخوں صرف کزدیدہ فشانم ز آل بشوئیدم  
 اگر چہ می نباید کرد مویہ بر سر مرده  
 ولے بے او بدیں زاری که من مروم بچوئیدم

حسن مدبر غزل گوید حدیث روزگار خود

۷

ولے ایں درد دل پیش کہ میگوید گویا دم

۵۳۲

تو ہمان منے کا مشب شب ہتا بی نیم  
 بچہ اندیس از دیرے ترا سیراب می نیم  
 کنوں از طاق ابروے تو در محراب می نیم  
 چو دو درین سیدان بادہ را خواب می نیم  
 بخوابم بغتہ با ایشان لے قلاب می نیم  
 بخوابی کشت عاشق را ہمہ سباب می نیم

منم یارب شستہ پیش تو یا خواب می نیم  
 تو خود گلزار سیرابی زچہ از چشمہ حیواں  
 ولے کہ شوق آں بہادر میخانہا میزد  
 جہانے بادہ ناب از لب میگونت نوشید  
 دو چشم کعبتیں تو بکار فتنہ غلطید  
 دو ابرو چوں کمانست تھرہ تیور نظر ناوک

۷

ہمی بنیم حسن را من بزیر پایت افکنده  
 آہی بخت او بیدار شد یا خواب می نیم

۵۳۳

مستت ز گس او من مد خاراویم  
 با کس قرار نتواں چوں بقرار اویم  
 تا یکدست در من امیدوار اویم  
 لیک از ہوائے زلفش ز نار دار اویم  
 جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم  
 اکشتہ شدن چہ بینی آخر شکار اویم

آں دوست کزدل جاں من دوستدار اویم  
 با غم چہ میفرستی سروم چہ می نمائی  
 گر از خودم بر آندہ مردم بنا امیدی  
 ہستم بنزد خلقے دین دار و پاک مذہب  
 اگر دسرسش فشانم جان عزیز خود را  
 گفتی چو کشتہ گشتی از چیست شادی تو

۷

سہلست رفتن دل در عشق روئے زیبا  
 اگر سر رود حسن را من بندہ یار اویم

۵۳۴

<p>چہ سعادست یارب کہ بجدت رسیدم          غم عشق و سرسینہ ہمہ پیش تو کشادم          بکش آتش دل من بحضور خویش کیرہ          تو دوی من گہرا ز برائے تو فشاندم          بزم ہزار منزل بہ ہولے خوبی تو          خوشم از رفت بر من بخوشی شبہ واروز</p>	<p>دل نامرد خود را بہراد خویش دیدم          دل و جان دین نقوی ہمہ پیش تو کشیدم          کہ چو آب دیدہ خود بہ ہزار سود دیدم          تو ہی وسن منازل ز برائے تو بریدم          کہ ہزار بار ہستی بہ از انکہ ہی شنیدم          کہ بست رویے و موتی شہد و ہوز عیدم</p>
--	---

۶

حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اندا بن  
 مگر از دعائے تست این کہ بدو ستاں سیدم

۵۳۵

بیاد رخ دستاں بودہ ایم  
 چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم  
 ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم  
 کہ یک چند ہمرا نشان بودہ ایم  
 کہ مانیز روزے جواں بودہ ایم

سحرگاہ در گستاں بودہ ایم  
 در اوصاف رخسار گل رنگ یار  
 صبا نرم و گل تازہ و سبز تر  
 مے چند خوردیم بر یاد شاں  
 بشمشاد گفتم جوانی مکن

۷

حسن و آں وقت را گوینا  
 پس از دیر ہا میہاں بودہ ایم

۵۳۶

ایک شہر خبردارند من از کہ نہاں دارم  
 و حکم کند واللہ از دیدہ رواں دارم

عمر سیت کہ در سینیہ سوداے فلاں دارم  
 بیچارہ دلم نخل شد این دل تولاں دارم

روزہ بخشایم من از وصل بتے دیگر جز سایہ نما نذر امروز از ہستی من بامن مستانش چو برگشتند از قاعدہ مذہب یادب نہ بری از من آن بوفس جانم را	کز یاد لب لعلت ہر سے بدہاں دارم دیں سایہ کہ می بینی زان سر بچاں دارم ساقی قدحہ در دہ من مذہبشایں دارم ہر کس کسکے دارد من بندہ ہماں دارم
---	--

۷

آرم چو حسن پیش جان را و جہاں اہم  
کز جگہ جہاں حق آں جان جہاں دارم

۵۳۷

دستے کہ زپائے در فدا دیم  
نایافتہ مباد داد دیم  
گوئی بدہمیں ستارہ نرا دیم  
زیر قدم تو زان ہنہا دیم  
کشتند و غنی دہندہ داد دیم  
یارب برساں بدال مراد دیم

یاراں دل دین زدوست دادیم  
مغشوق بخشم رفت افسوس  
چشم ہمیشہ ستارہ ریزت  
جاناں قدمے بندہ کہ ایں سر  
من کشتہ آں کساں کہ از ناز  
گفتی کشتت بسا مراوی

۵

بند دل در ہم حسن را  
بخشائے چو ستر او کشا دیم

۵۳۸

من خون دل خود را از دیدہ بروں یزیم  
حاک قدمت ہر دم در دیدہ دروں یزیم  
نظارہ کنی کیس آہ در پائے تو چوں یزیم

اگرست ترا جاناں آہنگ بخور یزیم  
تا نور یصر ناگہ از دیدہ بروں نماید  
دردا ست چشم من گدوست دیدہ

صد ملک ہی ارزو لعلی کہ کنوں ریزم	زین پیش کزین دراکم داشت پشیم
<div data-bbox="180 349 289 474">۵</div>	<div data-bbox="758 349 868 474">۵۳۹</div> روزے چو حسن بوسم یا قوت شکر بارت با آنکہ بجوای کشت زان غمزه خول ریزم
راست شد کایے کہ من می خواستم لاله رخسارے کہ من می خواستم ہم بہ ہنچارے کہ من می خواستم سرور قمارے کہ من می خواستم	آمد آں یارے کہ من می خواستم خانہ من کرد باغ و بوستان نیم شب آمد ہفتہ از رقیب بر سر من سایہ رحمت فگند
<div data-bbox="191 851 311 976">۶</div>	<div data-bbox="758 851 868 976">۵۴۰</div> یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن اینک آں یارے کہ من می خواستم
آں روئے تو بدیدہ و دل زان گزیدہ ام من پائے دل با من حیرت کشیدہ ام گر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام گفتا ازاں فتم کہ فراواں دویدہ ام کایام شیر بود کہ ایں مے چشیدہ ام	من ہچو روئے خوب تو روئے ندیدام تا بر کشیدہ تو سر از حبیب حسن خویش گفتی چہ دیدہ کہ چنین مبتلا شدی گفتم باشک خود کہ چہ می اوفتی چنین پیرانہ سر کجا بود ایں مستی از سرم
<div data-bbox="191 1478 311 1603">۵</div>	<div data-bbox="769 1460 889 1585">۵۴۱</div> دست اردو بد حسن بگز و یزماں لببت دانی کہ چند دست بدناں گزیدہ ام

سینہ از اندہ بیہودہ سرا سر شستم ماہ من تو بہلا کم چہ کمر بندی چست در تو چوں زلف تو آویختہ ام موئے بویئے سُرمہ دیدہ ام از گردہ خولیش بدہ	کہ دروں یافتم آں گنج کہ بیروں جست کہ من اندر صف عشاق بغایت چستم سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم ورنہ من دست ازین دیدہ پر خوں شستم
--	--

۹

گفتیم اے حسن از باغ سخن سروی تو  
کاج چوں سبزہ بریر قدمت میرستم

۵۴۲

نخستم و نازے کہ ترا بود کنوں دانستم آنکہ پیمانیہ پیمان تو شد سر بر بست در جدائی تو شد بند من از بند جدا حاش شد کہ خورم بے لب شیریں تو آں تو داری زمینان ہمہ خواباں اتحتی دی درون دل یک شہر زوی آتش شوق دیدہ نادیدہ ہی کردی و میخت دیدی زلف تو بوسہ زدم لعل لببت کہ دم یاد	شکل شوخی تو بیروں و دروں دانستم بر تو نزدیک ترے بخت نگوں دانستم من ندانستمے ایں درو کنوں دانستم بے تو ہر آب کہ خوردم ہمہ خوں دانستم قد خوب تو الف ابروے تو نوں دانستم غرض آمدن از خانہ یروں دانستم بدہ انصاف کہ آں تعبیدہ چوں دانستم آرے از مارچہ ترسم کہ فسوں دانستم
--	--

۶

اے حسن ایں کہ دل دیں بہ بتان بخشی  
ای عقل شمر گرچہ حبسوں دانستم

۵۴۳

من در اندوہ تو ایں حال نمیدانستم	اثر طالع ایں سال نمیدانستم
----------------------------------	----------------------------



<p>لافت بود دست که فال دل من نیک آمد  غمره شوخ تو چون غارت دلبا میکرد  گفتی عمره قتال تو مادر زاد است  در هوئے تو بتا پر زدم و قتی بود</p>	<p>زیر و بالا شدن منال نمیدانستم  ترک می دیدم و قتال نمیدانستم  این بلائی دگر از خال نمیدانستم  کال زماں نام پروبال نمیدانستم</p>
--	---



گرچه در کار حسن لعل تو تفصیرے دشت  
تا بدین غایتش اجمال نمیدانستم



تم دگوئے بازی شد من اینجا عشق می بازم  
غیریم چون کخم از دور با نظاره می سازم  
سرے دارم فدایش اے رقیباں ہاں چہ میگوئید  
اجازت هست تا این گوئے یا چو گانش در بازم  
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم  
وگر سرخواہد از گردن ز سرگردن برافروزم  
بمن گرتیز بیند ز اوج حسن خود روا باشد  
کہ من چوں موم پیش چشتہ خورشید بگذازم  
اگر فردا نہ بینم در بہشت آن چشم را و اللہ  
ز کوثر گر کسے آبم دہد در کوثر اندازم  
سہ سالہ مکند ہفتاد سالہ راز را پیدا  
بیا ساقی و برتر دہ کہ تا پیدا شود رازم

۵۲۵

حسن صدباری گوید که چونستان راه او  
مرا گر حسنجو باشد به گفت و گو نپردازم

۵

چو گل خوش بشگفتم گر در دل تو یادمی آیم  
و گر آن نیست بلبسب و ارد در فریادمی آیم  
و گر آزادگان را بنده سازی هم بجان تو  
که اول من ز آزادی خود آزادمی آیم  
کشیدی گرچه در سلک سگانم هم خوشم و الله  
که بارے گه گلبه وقت شکارت یادمی آیم  
چو خاکم گرچه هر روز برون می افکنی اندر  
هم از راه هوا داری رواں چوں بادی آیم

۵۲۶

نه بود امکان که یام چوں حسن بوسیدن پات  
چو اکنون داده ره از رخت دلشادمی آیم

۷

مرا عمر لیت کا ندر جان غم جانان خود دارم  
یکه جان دگر گوئی درون جان خود دارم  
بعشقش کرده ام اقرار و دل تصدیق میگوید  
من این تصدیق و این اقرار از ایمان خود دارم  
ز عاشق سرخروئی خواست عشق او بجمه الله

من این دولت نخست از چشمِ خَل نشان خود دارم  
 ز چشمِ خونِ دل بیرون قنادے میرمہ رویاں  
 نظر کن بر خسرا جے کزدہ ویران خود دارم  
 توئے ہمسایہ زیں آتشِ گرفتِ از چہ می ترسی  
 کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم  
 فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہرا ز من فرود آید  
 کہ من این تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵

حسن از تو بر خشمِ گر کنی در مان دد من  
 کہ من شادم براں درد کے کہ از در مان خود دارم

۵۴۶

اگر گل رفت گورو من گلستانے دگر دارم  
 خلافت باغها من باغ و بستانے دگر دارم  
 گلستانے چہ خواہم کرد کز یادِ رخِ دلبر  
 بروں این گلستانہا گلستانے دگر دارم  
 کہم این جانِ رسمی را فدائے جان و لبداں  
 مرا از مرگ بیمے نیست من جانے دگر دارم  
 بیک کشتی کہ نوحِ انگشت کے ماند جہاں سالم  
 کہ زیر ہر مژہ چوں نوح طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جہاں ترک کافر کیش خود داری

۷

من این کافر دلیہا از سلیمانے دگر دارم

۵۴۸

حیرا چشم عزیز تو آسپینیں خوارم  
ہوئے روئے تو ہر روز روز بازارم  
کجا رسید باقبال عاشقی کا رَم  
ز روئے خوب تو آرام اربیا زارم  
کز انچہ داشتنت دوست تر بھی دارم  
ہمہ جہاں بگذارم در تو نگذارم

بہ جان تو کہ چو جاننت غریزی دارم  
خیال زلفت تو ام ہر شبے شب قدرت  
ز سلاک خیل سگانت شدم تعالیٰ  
ہزار جور کجں لیک روئے خود ہنا  
چہ پاک گر ہمہ آفاق دشمنم دارم  
گرم مقابل این در ہمہ جہاں بخشند

۷

اگر از حسن گنہے آدست در گزراں  
کہ شرمساری او را شفعیج می آرم

۵۴۹

در ہوس پایے بوس عمر بصری بریم  
قسمت ماکم مکن ماہم ازاں لشکریم  
صید گرفتے تیغ کش لاغریم  
آب دو چشم بست بگذرتا بگذریم  
اگر نہ نائی تو روئے ما بکہ روئے آوریم  
اگفت چو یوسف گسست ما بکسے نگریم

دست کجا میرسد تا زلفت بر خویم  
قلب ہمہ عاشقاں نامزد دوست  
بندہ شد بیتی و لے تند شو عاجزیم  
چند براں لستی تا کنی ام غرق غم  
کعبہ ما کوئے تو قبلہ ماروئے تو  
غیرت یعقوب بود دیدہ فرو بستش

۷

گر ز فراقت حسن گم شدہ حیرتست  
ما کہ ترا یافتیم یافتہ حیراں تریم

۵۵۰

<p>مقصود دل المستننه شد بدیدم من آن شب فرخنده بیکماه بدیدم آمینچه همه بشبانگاه بدیدم هم یوسف و هم رشتہ و هم چاہ بدیدم از دولت رویش کہ و بیکماه بدیدم یک یک همه در صورت دلخواہ بدیدم</p>	<p>شنگول رفته بر رخ آن ماه بدیدم گویند کہ در سال نہانت شب قدر رخ را چه صفت گویم و خط را چه توان گفت از عارض و گیسو و زخندانیش بیکجا نور صحر عشرت و ہفتاب شب مہر از غیب ہر آن لطیف کہ صورت توانست</p>
---	--

۶

میگفت حسن چوں رخ دوست نظر کرد  
از مات برستم چو رخ شاہ بدیدم

۵۵۱

ماہ را از تو داغ می بینم  
دورخت بہشت باغ می بینم  
شیوہ کبک وز داغ می بینم  
گوہر شب چراغ می بینم  
آفتاق دماغ می بینم

روئے تو ہیچو باغ می بینم  
تا ز شوق دو چشم من چارت  
کبک را در ہوائے رفارت  
دل آتش گرفته در زلفت  
می نخواہی کہ بوسے من بکشی

۷

اے بیازی گرفته شہرے را  
با حسن نیز لاغ می بینم

۵۵۲

بے دل و بے قسار می گریم  
لاجرم ابر وار می گریم

من کہ از ہجر یار می گریم  
یار من برق وار جست از من

<p>درجائے بہار می گریم          ٹوٹے آبدار می گریم          بس کہ بے آں نگار می گریم          کہ جز دلی یار می گریم</p>	<p>راست چوں ابرجام چاک زده          گوہر گم شدست ازاں ہیشب          خاک از خون من نگار گرفت          بند بندم جدا شد است امروز</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن راتو دیدہ روشن          ننگری تا چہ زار می گریم</p>	<p>۵۵۱</p>
<p>کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم          کہ بر تخت الفقر فخری شہم          کہ بے اوست رونے زمیں چوں جہم          دو وعید دست یک غرہ آں ہم          بدیں نستح امید سے بد کہ گہم          ندائے اذا جاء نصر اللہم</p>	<p>من از دست گیر جہاں آگہم          جہاں خود تحت تصرف شود          زمن یوسف دور دارد زباں          مہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا          کشاد دل از دیدن دوست          ہم آخرا زین نستح مرده دہد</p>	
<p>۷</p>	<p>من آں بادا کز رہ اور شد          حسن دار از دیدہ خاک رہم</p>	<p>۵۵۲</p>
<p>بستگیہا را کشادے داشتم          راستی خوش بامدادے داشتم          روزگاہے بر مرادے داشتم</p>	<p>صبح را خوش بامدادے داشتم          ساقیم چوں آفتاب می صبح          یک نفس از بعد چندیں روزگار</p>	

دوست حاضر ہوجو شاخ گل لے	از قییش تند باوے داشتم
ہم صلاح حال بن بود آن قییب	ورنہ در خاطر فسادے داشتم
من گشتم لوح دل از ہر دو کون	عشق مشفق اوتادے داشتم

۸

از شب ما خوش چہ پرسی لے حسن  
صبح دم خوش باد دے داشتم

۵۵۳

خیز تا خوش خوش سوئے صحر اکشیم	باغ جائے خوش شد ستانجا کشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحر اکشید	ماچو سبزہ ہم سوئے صحر اکشیم
باغ از گل می بخند گل ز باد	بادہ ہم گل می کشد کش تا کشیم
چوں بیک رہ سر ہی باید نہاد	مرد وار از ہر دو منزل یا کشیم
ہم از ان آتش کہ دی در مازند	داغ بر خسارہ سر داکشیم
پردہ پسندار ہا را بر دریم	سائباں بر قبہ مینا کشیم
عقل را منشور عشق آریم پیش	وز خط ساغر براں طغہ اکشیم

۵

اگر حسن یکبارہ شد درے سر  
ما بزلے ساقیش بالا کشیم

۵۵۴

دوش از غم فراق تو هفتن نیافتم	در رنجتم کہ دیدہ و هفتن نیافتم
بیا خواستم کہ غم را ز دل بہاں	از دست آب دیدہ ہفتن نیافتم
عمرے چو غنچہ بودم دل بتہ در بہار	ناکہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویش غم دل آہ سینه سوز  
در حلق من گریہ شد و گفتن نیافتم

۵

گفتم برویش چو حسن خاک آستان  
تر شد ز خون دل مرز و رفتن نیافتم

۵۵۵

بر یاد نام نیک تو در نیک نامیم  
تشریف ما ہمیں کہ بداع غلامیم  
شاهامپرس این لغت از ما کہ عالمیم  
آں ترک را بجوئے کہ ما اہتمامیم

تو شاہ و ما اسیر کنند عتلا میم  
تعریف تو بقاعدہ خواجگی خوشست  
گفتی چه حاصلست شمار از فہمت  
چشمت بہ نیم غمرہ جہانے خراب کرد

۷

گفتم پنج بیت بیاد تو پنج گنج  
ما خود حسن نہ ایم عن سلام نظامیم

۵۵۶

نوشاب نے شکر را بر بانگ نے کشیم  
در زیر سنگ بو کہ بیاری نے کشیم  
تا جام صاف پیش نیاری تو کے کشیم  
تا داغ بے نیازی بر ملک کے کشیم  
ہنگام آں رسید کہ سردی بے کشیم  
ہم در ازل شکستہ شدہ چند پے کشیم

اے خوش نوا برابر نواے کہے کشیم  
اے یارے بیار کہ دست طلب باند  
گفتی کشید کین خود از چرخ کینہ دل  
کے در عرب بمعنی داغست مے بیار  
ہنگامہ بہار جوانی منسا ند گرم  
پے در کمان کشند لیکن کمان مات

۵

آمد خیال دوست اگر گوی اے حسن  
درے کہ رنجی تو ہاں پیش وے کشیم

۵۵۷



امشب کند گیوئے مشکینت در کشم	امشب از اں دوپستہ شیریں شکر کشم
زلفت دل مر از زخاندان ساخت چاہ	امشب رسن بگیرم و از چاہ بر کشم
زبں پیش گر ز نظم چو در سحخنہ کردے	امشب ز دیدہ بہر نثار ت گھر کشم
روزے فشانده ام گہرا ز دیدہ بردت	امشب عقیق خد متیت از جگر کشم



دم دم کشیدے چو حسن درد درد تو  
امشب حریف من توئی آہستہ تر کشم



دلے پر خوں و جانے مبتلا ئیم	چہ با این پیشکش پیش تو آئیم
نگار اہم بخاک آستان	کہ خاک آستان را نشانیم
چہ نسبت حد را با آدمی زاد	تو از شہری و ما از روستائیم
مگر یک شب بچوئے غویش مارا	تو بخشی جا و گر نہ ما کجائیم
جہاں در جرعہ جام تو شد غرق	نہ مادر یا کشاں ہم آشنائیم
نمے خواہم بجز زنجیر زلفت	زہے دیوانہ عاقل کہ مائیم



حسن چوں از سگان در گہت شد  
فلک گفتش کہ ماہم از شما ئیم



رخت آئینہ رنگ می بینم	خط بر آئینہ رنگ می بینم
لب شیریں و غمرہ شوخت	نسخہ صلح و جنگ می بینم
دل تو میکند زبردستی	دست خود زیر رنگ می بینم

صلح کردم بوسہ دہشت	چہ کم وقت تنگ می بینم
<div data-bbox="798 351 904 455">۵۶۰</div> <div data-bbox="402 324 750 464">اے حسن کے رسی بمنزل وصل مرکب بخت لنگ می بینم</div> <div data-bbox="248 333 350 437">۷</div>	
<p>باز عہد نیاز بشکستیم بس کہ دنیا را بتاں رفتیم زہد گم گشت دیں فدا کر دیم دوش بارے صف رعوت را یک طپا پنجه بروے حرص زدیم رہ غلط شد عناں بگر دانیم</p>	<p>توبہ کر دیم و باز بشکستیم ہیچو زلف دراز بشکستیم رود بگست ساز بشکستیم بسپاہ نیاز بشکستیم ہمہ دندان آند بشکستیم قبلہ کج شد نماز بشکستیم</p>
<div data-bbox="787 969 896 1073">۵۶۱</div> <div data-bbox="394 951 732 1091">بچوں حسن جائے از صفا خوردیم شیشہ نوش و ناز بشکستیم</div> <div data-bbox="235 960 345 1064">۹</div>	
<p>خوش میروی اے شمع سراپردہ جاغم گر دوستی جان بود اندر دل ہرکس یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے بگذار کہ باز ہمہ بروئے نکو عشق رائے سفرے داشتہ دوش برل خوش آخاکہ کند غمرہ خوں خوار تو خوریز</p>	<p>بر سر و روان تو فدا باد رواغم تو از دل مجاں دوست تری اے دل و جاغم باروے نکویت چہ بد افتد ز زیانم کیں شیوہ نکو دائم اگر سیج ندانم تا فاشیہ ردوش ہم پیش تو رانم من مہطرہ آب ز ویدہ برسانم</p>

<p>ہمراہ شوم از سرِ اخلاص چہ گوئی زیں مایہ تو انم کہ شوم پائے ترا خاک</p>	<p>یا سورۃ اخلاص ہم از دور بخوانم بوسہ زدن از ہم رقیباں نتوانم</p>	
<p>۵۶۴</p>	<p>ہرگز چہ حسن دست ندارم ز عنانت واللہ کہ نماغم یہ ازاں کز تو بساغم</p>	<p>۸</p>
<p>دیگر مدہ اے راحت جان دُردی دردم ہر شش جہنم عشق دغا باز تو بگرفت گرد عوی عشق تو کفم ہست مویہ نالہ بفلاک بر شدہ و زخم نہ پیدا اے کاش کہ در راہِ سگان تو شوم گرد از خاکم اگر بادِ اجل گرد بر آرد گویند مرا تو بہ کن از صحبتِ خواں</p>	<p>من مستم ازاں بادہ کہ پریاد تو خوردم دشوار برون آید ازیں تشدرہ زردم اینک بدور رخ ہر دو گو اگو نہ زردم بیچارہ طیبیاں ہمہ در ماندہ زردم آں بخت ندارم کہ سگ کئے تو گردم اگر دے شوم و گرد سر کوئے تو گردم بیا رجنیں پند شنیدم کہ نکر دم</p>	
<p>۵۶۵</p>	<p>گفتی کہ حسن باد گر آنے شدہ مشغول من در غمت از ہر دو جہاں فارغ و فرودم</p>	<p>۷</p>
<p>گرا ز جورت بجان بودم بہیں کا خر بجاں رفتم رقیباں را بشارت دہ کہ من زیں آستان رفتم کمندت را ہماں صیدم اگر در کعبہ ام بینی سمندت را ہماں گردم اگر بر آسمان رفتم</p>		

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی  
 منم شاگرد اشک خود که در رفتن رواں رفتم  
 چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو  
 نروشنے صعب و بادے سرد و چشنے درفتاں رفتم  
 جگر پر درد و رخ پر گرد و جاں در تائب تن ترب  
 چہ پر سی ہچناں زارم کہ دیدی ہچناں رفتم  
 خطا گفتم چو بر خط و فائے تو نہی ادم سر  
 زخار و خاکہاں جستم بباغ و بوستان رفتم



بیاد طلعت غوبے تو دیدم قال روشن را  
 مرا قال حسن روداد من بارے براں رفتم



بکن اے شوق درمنے کہ از شوخیت در مانم  
 عطا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشانم  
 سواد زلف تو فرمان ضبط است از پئے دلہا  
 چہ نہاں داریش از من کہ تا پایاں فو خوانم  
 خیالت در سخن با من گہرمی سفت یک صحجہ  
 زہے در ہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشانم  
 باشک خویش گفتم روئے مردم ہیں مرو گفتا  
 دلم خون کردہ خون جگر می ریز من را اندم

۵

حسن دوش از غمت می گفت با صد ناله زاری  
مرا از جاں جدائی به که از جا ناں جدا ماندم

۵۹۶

چه رویست ایس پری رویا که من حیران آں ماندم  
به پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم  
ببای بر شدی کیر و زبا بالا سئ چوں سرے  
تو بالا آمدی و من بصد حیرت فسر و ماندم  
خدا داناست کال دم کرد بیرتال شدی طالع  
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم  
کلوخ راه تو بر دیده نشاندم ز به غفلت  
چرا دیده نکنم و ال بجائے دیده نشاندم

۶

زبان خوش کردم از نام تو مانند حسن الحق  
برانم در جهاں کاهے چو نامت بر زبان راندم

۵۹۸

ایا که بگسلم از خویش و با تو پیوندم  
اگر دل از چو توئی بر کنم کجا بندم  
چو روزه دار بمباه نو آرزو مند  
تو چه نمودی و من خویش را در افگندم  
بهر چه می رسد از گرم و سرد خرمندم

کجا شدی که بصد جانت آرزو مند  
فرشته بُ و پری رُو وادی غوی  
سر از دریچه بزول کن که ابروان ترا  
گنه مرا نه ترا بود کز زخدا نیست  
اگر پرسی گویم و گر نپرسی سرود

خلافت عہد بود گر گلے کنم غارت  
بیوئے کردن گلزار نیست سوگندم

۷

نزد که چشم ارادت نہی بہ ہستی من  
کہ چوں حسن نظر از ہر کہ بہت برکندم

۵۶۹

مے از لب خم نقل از لب نگار چشم  
کجا ست شیشہ مے تا یکے از آن بچشم  
کہ پیش چرخ زبردست دست زیر کشیم  
امید دانگ نداریم ما چہ مرد شیشیم  
کہ ما بنا خوشی روزگار خوش خوشیم  
ہنوز از لطف مئے والی حبشیم

دوئمہ گذشت بجز جام دہ نمی کشیم  
ہزار غصہ ازین ہفت شیشہ در دل ما  
چگونہ دور مراوے تو اں کشید امروز  
ز شش جہات جہاں بچشم مہرہ مہر  
خوشی ز ما رود و رود شش خوش باد  
چرا کنیم زغم زوئے خوش صاحب چین

۹

حسن در اندہ شامت چاشت تا ہر روز  
بعمر کوتہ خود تازہ روئے صبح و شیم

۵۷۰

دیش اسیر زلف شد ایساں بہم  
آں بروں ناید مگر با جاں بہم  
تا دہانش بشکنم و نداں بہم  
خصہ را با چشمہ رجاں بہم  
مصر را آتش زدے کنگاں بہم  
خال و خط بوالعجب با آں بہم

دل فدائے دوست کردم جان بہم  
عشق با جاں در تن من جا گرفت  
از لب تلافی صدف یارب کجاست  
ماہ من خط و لب تشرمندہ کرد  
یوسف اوردیدے فروغ روئے تو  
نیکو اں ہستند لیکن آں تراست

گر گجونی دل کہ از تیر تو خست چشم تو با خط خوں ریز تو یار	خدتے پیش آورم بیکایں بہم ترک میں مست آمدہ فرمائیں بہم
---	--

۷

بر حسن رحمے کن آن ہندوی تست  
اونہ تنہا جملہ ہندوستان بہم

۵۷۱

ہر لحظہ جان شیفتہ را در بلا نہم ترک خانی آفت جاں شد خطا است موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید گر پر تو جال تو یا ہم شبے چو شمع لبے چکان زلف بریشان چشم مست میگفت بارہا دل بد روز من مرا	یعنی نظر بصورتِ خواباں چرا نہم بر دیدہ عیب گیرم و بردل خطا نہم من جائے کفش چشم خودش زیر پا نہم پروانہ دار ہستی خود را فتنہ نہم ایں یک دل خراب شدہ چند جا نہم روزے ز دوست دیدہ ترا در بلا نہم
---	---

۹

گویند ایں قصیدہ بہ پیش حسن بخواں  
داغ دگر چہ بردل آں مبتلا نہم

۵۷۲

ما در دوست قبلہ می گیریم ساقیا مروی کن انچہ کہ ہست ہر کجا ز ہمد آتش و آبیم خلق آفاق شعبہ زور اند جاں بپایش فنا نہ ایم نہ نو	ہر چہ زان در دہند بپذیریم کہ نہ ما مردمان تزویریم ہر کجا عشق شکر و شیریم ما گرفتار نفسہ زیریم ہیچناں شرہ مسار تقصیریم
---	---

<p>مصلحاں می کشد ناں از طعن مطر بار ابراجا نہ نتواں بُرد شیر گردوں بگرد ما نرسد</p>	<p>ما ز شوق سماع می میریم خانہ در کوئے مطرباں گیریم ما سگ آستانہ پیریم</p>	
<p>۵۶۳</p>	<p>اے حسن ما ز اہل تحقیق تیم گرچہ ظاہر ز اہل تحسیریم</p>	<p>۷</p>
<p>ساقی زخار سر گراغم جایبست مرا بلب رسیدہ آوارہ حسن خانہ زادت اے ماہ زمیں بیار دورے گفتی کہ ستارہ توسعدت در قیمت من چہ می فزائی</p>	<p>مے دہ کہ بلب رسید جاغم بارے بلب قدح رساغم آوارہ کست ز خانماغم مفریب بدور آسماغم من طالع خود بہ از تو داغم واللہ کہ بہیچ ہم گراغم</p>	
<p>۵۶۴</p>	<p>گرداغ نہی سگان خود را من بندہ حسن دران میاغم</p>	<p>۷</p>
<p>اشکے چو عقیق از اں فشاغم از دست تو نالہ چوں توان کرد گر تیغ زنی تو می توانی از پائے میفلکن این چینیغم</p>	<p>کز بل تو میدہد نشاغم مہرب تست بردہ ناغم من آہ زدن نمی توانم چوں دست گرفتی آنچنانم</p>	



برابروے خود گرہ چہ بندی در حق تو ام گمان فضل است	من بنده نہ مرد آں کما غم شمر منده مکن ازیں گما غم
---	--



گفتی کہ دل حسن کہ آزد  
از غمزه پیرس من چہ دامن



لے دست گشته متبلہ دامن غم تو کاں برابر جانست تا شنیدم لب تو میگونست گر بگردانیم بہر کوئے طاقت دیدن رخ تو کراست تارے از زلف خویش تحفه فرست	خاک پائے تو آب حیوانم ز رود جز برابر جانم من ازاں تو بہا پشیمانم من ازاں کوئے رونگردانم من سکیں شنیدہ حیرانم جمع گردان دل پریشانم
--	--



چند پرسی کہ بیت حال حسن  
قصہ اوست اینکہ می خوانم



چشم کز روئے دوست تر داریم خون دل ریختیم شمشہ نشا ہنر و عیب ما چہ می پرسی ناصحانہد ما چہ خواہی گفت چند گوئی ز دوزخ و ز بہشت	اگر شود چشمہ دوست تر داریم داغہائے کہ بر جگر داریم ہمہ عیب ہمیں این ہنر داریم ہر چہ گوئی ازاں خبر داریم ما جزایں غم غمے دگر داریم
--	---

<p>۵</p>	<p>با حسن گفت از درم بگذر ما جز این در کدام در داریم</p>	<p>۵۷۷</p>
<p>بارها گشت و باز می کشدم در میان نسا می کشدم شره ترکست از می کشدم چشم بستم چو باز می کشدم</p>	<p>چشم مست بنام می کشدم طاق محراب ابروان شما گرچه مهلت حیات می بخشند چشم بستن نداشت سود مرا</p>	
<p>۷</p>	<p>گر حسن شد ز عشق بیچاره چه کنم چاره سازی کشدم</p>	<p>۵۷۸</p>
<p>کجا راضی شود جانان بدین جانے که من دارم کرا مہاں تو اں خواندن بدین خوانے کہ من دارم روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیر غم ایں جاں نخواہد خورد جانانے کہ من دارم دل من حالے آورد دست برہر موی از زلفش فراہم کے شود حال پریشانے کہ من دارم دریدہ دامنے دارم بخوں آلود پنداری گریبان گل سرخست دامنے کہ من دارم دل پر آتش شد از حضور دوستان بستان خلیل آباد میخواند بستانے کہ من دارم</p>		

مرا ایمان غم یارست مذہب عشق و دیں سستی  
خداوند از فزیدی ده بامیسانے کہ من دارم

۸

دریں غم چوں حسن دارم ز خود سیر آمدہ جانے  
کہ ذوق زیستن دارد بدیں جانے کہ من دارم

۵۷۹

## رویت (ن)

دور کن ایں عقل دُور اندیش من  
عشق پیوند منست و خویش من  
صورتت ناخواندہ آید پیش من  
ز خم تیر ترک کافس کشیش من  
چوں شود حال دل درویش من  
کے فراہم خوابد آمد ریش من  
چندی ریزی نمک بریش من

ساقیا جام مے آور پیش من  
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازین  
سورہ خواہم کہ خوانم در نماز  
اے مسلماناں مراقباں ہنہاد  
میل او بر مال و بر عقل است دیں  
تالیش ہر بار میریزد نمک  
ناصحا چوں نیست پندت بود

۵

اے حسن چشمش اشارت می کند  
نوش می خواہی منال از نیش من

۵۸۰

وے مرہم درد دل فگار راں  
اے دوست چنیں کنند یاراں

اے آرزوئے امیدواراں  
از دشمنی انچہ بود کردی

دیوانہ شدم چو سایہ داراں  
از دل زود بروز گاراں

تا سایہ زلف را گزیدم  
اینہا کہ تو میکشی بریں دل

۷

تا کے گذری حسن بر آں در  
چوں بر سر کشت خشک باراں

۵۸۱

نہ دل ز تو خبرے یافتہ نہ دیدہ شاں  
ہماں دلیل کند عشق آفتاب و شاں  
چو روز شد شوم از ہر قرعہ ستارہ شاں  
ز ہم نشینی خوش خاطر ان خوش نشان  
مرا مقابلہ ز فرم است ز فرمہ شاں  
سماع در سر من رقص بخارہ کشاں

منم ز دوست تو دامن بخون دیدہ کشاں  
چو ذرہ زار شدم در ہوائے تو آری  
در آرزوئے تو ام ہر شبے ستارہ شاں  
طریق زہد بیک پے ز خاطر مریخت  
کٹوں کعبہ من کوئے مطرباں گشتہ است  
بیاد روئے تو در روز رقتم بیند

۷

حسن ز جام لب تو خسار ہا دارد  
اگر حریف نسا زیش جرہ بچشاں

۵۸۲

غرق بلائے عشق تستیں دل مبتلائے من  
خیمہ بروں زداں جہاں صبر گریز پائے من  
ماندہ بپردہ عدم حاجت ناروائے من  
اشک زداں من نگر صوت یا حیرائے من  
حلقہ گیسوئے تو بس سلسلہ دعائے من

اے ہمہ شادی دلت از غم و از بلائے من  
بر دل من چو شمعہ شد عشق دراز دست تو  
آہ کہ بر امید تو عمر گذشت و ہجناں  
قصہ محنت مرا شرح و بیاں چہ حاجت  
قبلہ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم

لاف و فائے تو زخم بس قدم سگانت را / خاک چرانی شوم خاک برین و فائے من



اینست خطا که چوں حسن بوسه دم در ترا  
پیش کمال عفو تو سهیل بود خطائے من



منم امروز و عشق مهر ویاں / دل گرفتار سلسله میوایں  
تا نهادم بیائے خواباں سر / لقمه شد سر سخن گویاں  
من سگب آستانه عشقم / آدمی کرده پری رویاں  
گرچه بر رخ زخون دل جویت / دل و جانم فدائے دلجوایں  
گوئے صد زخم بیش خورد و نهوز / هست پیش رکاب شه پویاں  
با گل ار خلوتے کنم گردد / خازن محرم از زمین رویاں



پا بدریائے عنم نهاد حسن  
دست از آب دیدگان شویاں



بتاں سلطان ملک حسن مادر سلک درویشاں  
دلادامن فراہم کن کجا مادر کجایں  
شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں  
مگر بیروں ز نظارہ نیامد تم درویشاں  
ندانم تاجہ خواہد آں دلارام جگر خوارہ  
ازیں مشتے جگر پالودگان چند درویشاں

در آمد عشق و عظم برد و نادرش پیشانی  
 پیشمانی کے آید گرگ را از غارت میشاں  
 کسے کاں ترک ترکش بند را دل داو نندیشد  
 کش از بند ہیاں گیرند یا از کیش بد کیشاں  
 اگر تو با عسہم لیلیٰ بر غبت خویشے داری  
 چو مجنوں فرد باید شد ہم از خوش و ہم از خویشاں

۷

حسن در پائے خواباں سر بجد اللہ فدا کردی  
 نکو اندیشہ کردی علی الرغم بد اندیشاں

۵۸۵

بر یاد لببت خلتے خوں از جگر آشاں  
 سر در سرکارت شد نہ سر شد نہ سماں  
 کے در تو رسد ہرگز این دیدہ ترو اماں  
 کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجا ماں  
 عاشق صفتاں عاجز خواباں ہم خود کا ماں  
 ہما نام تو در نماید در دستر بذا ماں

اے در ہوس رویت گل چاک زدہ داماں  
 سر گشتہ بے گشتم بہر سر و سامانے  
 اے خشک فرومانہ عقل از در دیدار  
 اے خواجہ مرد چندیں پے بر پے عشاقش  
 نا بود چنیں بو دست این خستہ دل سکیں  
 برو جہ نیکوریاں نہ ہند برات تو

۷

بازار حسن گرست از آتش عشق تو  
 این دود کجا خیزد از طائفہ خاماں

۵۸۶

سر شک لعل مرا میں بگو عمیق ترست ایں

سرشک نیست نگارا نشانے از جگرست این  
 گر آفتاب و ستارہ نظیر روئے تو گویم  
 ز بندہ عیب مفرا تفاوت نظرست این  
 خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظر من  
 مزید باد ازین رو یزید فی البصرست این  
 دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب  
 ز بے کبوتر ہمت ہنوز نیم پرست این  
 ز روز وصل تو ماندہ بشام ہجر دریغ  
 دم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست این  
 شنیدہ کہ شبے نیست بعد روز قیامت  
 شبنم کہ روز ندارد قیامت دگرست این

۷

اگر رقیب تو پیر حسن چہ ماند بریں در  
 برات روئے دہ اورا بگو کہ خاک درست این

۵۸۷

قد تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن  
 لفظ تو خوشتر بود یا ذریا عقد پرین  
 موئے تو باریک تر یا معنی دُربار من  
 چشم تو خنوز تر یا ترک مست پر فتن  
 وصل تو خوشتر بود یا عمر یا جاں در بدن

روئے تو ماہست یا خوشید یا برگ سمن  
 ابروت کج تر بود یا ماہ نو یا دور چرخ  
 زلفت تو تا ریک تر یا روز من در عشق تو  
 زہرہ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیست  
 ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے رول

فتنہ روئے تو یا حمد بہشتی یا ہے یوسف مصری تو یا سلطان خوابان خشن

۵

طرہ ات پر تاب تریا تاب آتش یا دلم  
حسن تو دلگیر تریا عشق یا شعر حسن

۵۸۸

ساقی دم نقد را کمیں کن  
خورشید ہلال را قراں دہ  
ز دزدہ آفتاب جولاں  
رو را چہ ترش کنی سخن گوئے

لالہ بہ میان یا سہیں کن  
مے را و پیالہ را قریں کن  
اے ماہ من آں کیت نیں کن  
آں سرکہ کہ ہست انگلیں کن

۷

صد حرف حسن بگوش داری  
آخر بیک ابر و آفریں کن

۵۸۹

من کہ غم خوار تو ام خوارم مکن  
روزگارم زیں بتر خواہی کہ ہست  
گر سگم خوانی بخوان، سنگم مزن  
اول از یاریت تقصیرے نبود  
زلف مشکن اگر گرفتارے بترس  
زخم ظلم خود ہمہ بر من میار

دل جگر خوردن جگر خوارم مکن  
از تو زیں بہتر طمع دارم مکن  
این چنیں بیکارگی خوارم مکن  
من کہیم آخر ہماں یارم مکن  
در شکنج او گرفتارم مکن  
من مکن گفتن نمی آرم مکن

۵

چوں حسن از ہجر زارم کردہ  
از سلام خویش بیسزارم مکن

۵۹۰



<p>بیا کہ باز نشست ایں دلم بچوں خوردن          تو آفتابی و من سج می توان دانست          بزیر سایہ خود پرورید زلف تو ام          کنوں مبارک باد طواف ہندستان</p>	<p>چہ شد کہ با زنی ایستی زخوں کردن          کہ بے تو من نتوانم نفس بر آوردن          غریب نیست ز ہند و غریب پروردن          کہ طوطیاں را آموختی شکر خوردن</p>
---	---



زہے حسن کہ پدینیاں نوالے عشق زنی  
 کہ قمر یانت غلامند طوق در گردن



اے ترک گلرخ بیش ازیں درد دلم حاصل کن  
 اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل کن  
 خواہی کہ حال عاشقاں آشفتنہ نبود روز و شب  
 برگرد ماہ عارضت زلف سیہ حائل کن  
 از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنای میکنم  
 اے صاحب روئے بکو منع دل سائل کن  
 رفتی: بابدخواہ من پیوستی اے آرام جہاں  
 من چوں ہوا خواہ تو ام امید من باطل کن  
 جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد خوغم کردہ  
 بے جرم خوغم رنجت بے باشد اے غافل کن  
 اے عیب جوے عاشقاں ہستی ز عالم بے خبر  
 من غرقہ در بحر غم تو خندہ بر ساحل کن

۷

مانند یارِ خوشن و دیگر کجایا بد حسن  
جز برد یار یار من لے سار باں منزل کن

۵۹۲

کیست از یاراں کہ دارد در جہاں یارے چنیں  
دل ندارم در جہاں از عشق دلدارے چنیں  
گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں  
ہم ز یک پردہ بروں ناورد رخسارے چنیں  
کبک در کہ زیر پا آورد چندیں تختہ سنگ  
وانکہ از یک تختہ ناوردو رفتارے چنیں  
دوش درخوں غرقہ گشتم تا خیالت داد دست  
امد شد شب چناں و روز باز اے چنیں  
امشب آمد جام مے را جائے بر کف کردہ یار  
مرحبا جائے چنیں جائے چناں یارے چنیں  
مید ہم جان را بجاناں گردہد پیمانہ پُر  
حاقبت پیمانہ پر خواہد شدن باے چنیں

۷

خوب کن کارے حسن جاناں ز گفتار حسن  
زانکہ جوئی دنیا بی خوب گفتارے چنیں

۵۹۳

وشت حریف گشت ندیے بارسا  
زاں یوسف زمانہ نسیم بارسا

اے باد ازاں بہار نسیم بارسا  
یعقوب وارد اسفائے ہمیں نم

از پنجه لبش که لطافت برستیم	اگر یک قوچ مانی نیمه بارساں
بلقیس و ابرہہ برستیم ماز دور	بد بخت کتاب کریمه بارساں
از حسن او بخوف رجائیم دمدم	از لب امید از مره بیمه بارساں
از خلعت مراد کز اس در رسد تنو	ز اس بوسه یک سیاه گلیه بارساں

نظم حسن بیک نظر ز گردش در آ	۵۹۴
لیک یک صحیح کن ز سقیمه بارساں	۴

اے ترک ز خنائی چندیں خطا مکن	بکشا قبا و پیرهن ما قبا مکن
دانع برخ نہادہ برسم خائیاں	اے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
باسینہ کہودہ از جائے میسر و	این نیل را بجوشه غور شید جا مکن
گفتی کہ نیل کردہ ام از بہر چشم زخم	آں نیل چشم زخم کند مر ترا مکن
دل راست بچو تیر بر و شکر گیش من	در شست او فناد و ز دستش رہا مکن
زلفت کہ شد سوادش طو بارساں در آ	تغویز جان اہل دست زیر پا مکن

اے حاجت حسن تو حاجت روا کنش	۵۹۴
اگر از تو جز تو خواہد حاجت روا مکن	۴

اے آئینہ جاہداد خود منکر چندیں	باہم نفسان خود آخر نفسے نشیں
صد شب نگریستم از حسرت تو تار و	یک روز محک دی تو از بازوئے من بالیں
بادوست گہ خندہ پیدا نہ کنی دندان	من خود نریم بے تو نہاچ کنی پرویں

اے دل تو صلا دروہ گرے ندیدار کا یارست قبولے جان تا کیت قبول او فرہاد کہ شیریں راگشت بجای طاب	اے جاں تو جگر خوں کن گریے نچند مکیں یا سینست دل قرآن تاجیت لایسین تخت ہمہ چیزش خردوشی شیریں
--	---



مسکین حسن ست ازوے سرفر مسکین  
یکشب نشد اوساکن در مکن این مسکین



اے ملک ہمہستی گرد مسر درویشاں خاک قدم ہریک در دیدہ روشن کش دست ہمہ عالم را ہیہات کہ گرد آرد گفتی کہ چرا بنود پیوند بخویشاںست در کیش نکوناماں من راست تراز تیرم توزم دلی یارا از سخت دلاں بگذر	سر اے سراں زبند خاک قدمیشاں اندیشہ نیکست این کوری بداندیشاں چوں موج زندانہ خون دل درویشاں خویشی چہ محل دارد در عالم بخویشاں چوں تیر بروں جتہ از صحت بدیشاں با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں
--	--



بیا رخا کردی باز آئے حسن کنوں  
روئے بزیم آور درویشی درویشاں



اے دیدہ ہائیکے نظر کن گرد رخ خود بخش خطا تر دے کہ بگوش تست نشاں اے جوی بہشت چشمہ خضر	از موج دچشم ما حذر کن گلزار حیات تازہ تر کن آں زہرہ اتابک قمر کن ایک روز بسوئے ما گذر کن
---	---

اے بادلب رسیدہ جانم  
تا کے غم جاں غوری حسن خیز  
اے جان غریز را خبر کن  
دل خوں شد و حیلہ دگر کن

۵

معشوق مزاج چوں دگر کرد  
تو نیز علاج خود دگر کن

۵۹۸

اے بردہ روئے خوب تو صبر و قرار من  
دریاب کن فراق تو جانم بلب رسید  
وے گشته ہچو زلف تو آشفته کار من  
اے راحت رواں و خداوند کار من  
اے توح وقت من نظر کے کن بکار من  
کا نذر غم تو سو ختم اے غمگسار من  
وقتت گر بعین عنایت نظر کنی

۷

امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن  
کا مد نماز شام و نیام نگار من

۵۹۹

آں سرور کہ دیدی رفت از برم خراں  
زین خاک رہ اگرچہ دامن ہی کشد او  
بے آبدن نہ طاقت با او شدن نہ سامان  
من خاک راہ اورا در میکشیم بدامان  
منزل بمنزل کنوں چوں ماہ شد خراں  
رخسارش از نکوئی چوں یاد نیکناں  
از رشکش از سوزد باشد یکے ز خاں  
اقبال برد راواز کمترین غلامان  
عود از ہمہ صفتہا هست از دوزلف او خوش  
ور از قبول پُرسی خود بہترین عیدت

وصفش حسن کند کو اندر سخن تہا مست

۵	وصفے کہ بہت پیروں از وصف نامتاں	۶۰۰
اے آفتاب نیواں آخر شبم را روز کن اے صبح دولت بار من گرمی بری از ہر بر اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدر دے گفتی بہاں آمدن روزے شوم روزی تو	شام امید خلق را صبح جہاں افروز کن اے شمع جاہاں کار من گر میکنی از سوز کن پردہ زخ یکسو فگن روز مر نوروز کن اے روز من بے تو چو شب آں را اموز کن	
۶	مخ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم تویی خواہی بدارش در نفس خفا، شین دست آموز کن	۶۰۱
اے دوست یکرمانے بادوست شاد بنشین مائم و مجلس مے زانو زدہ صراحی ہم جام شکریں کن ہم لعل شکر افشاں بے آں دورخ نباشد روے مراد روشن آخر بوقت ہجراں تعجیل بود چنداں میدان پیش خالی تا کے بود نکارا	ما را قرار باتست از ما فرار مکن امروز بہاں شوزانو برار و بنشین ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر گیس بے آں دولب نگر دو کام حیات شیریں اکنون کہ روز وصل ست تاخیر صیت چیت گوئے طرب در افگن حال زمانہ می ہیں	
۶	بندہ حسن چو نوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسین	۶۰۲
اے جان نرت دورم دورم زبرت اے جاں	جیل شدہ ام بے تو بے تو شد ام حیراں	

درم ز غمت دارم دارم ز غمت دارم بیچاره من مسکین مسکین من بیچاره باتو سخن گویم گویم سخن با تو جانے ز جہاں دارم دارم ز جہاں جانے	درماں نکنی دامنم دامنم نکنی درماں شاداں نزدِم یکدم یکدم نزدِم شاداں فرماں نہ کنی دامنم دامنم نکنی فرماں بتاں و بدہ بوئے بوئے بدہ و بتاں
--	--

۷

ہر دم حسنت گوید گوید حسنت ہر دم  
اے جاں ز غمت مردم مردم ز غمت اے جاں

۶۰۳

خوشست ارچہ نتوان نگہ داشتن بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو دلے را کہ بازلف افتاد میل ترا ختم شد جعد در پیر من کشیدی اگر تیر خود در دلم گہ مردم گرنہ حاضر رشوی	وجود تو در جاں نگہ داشتن ہمینست میزان نگہ داشتن بزرنجیس نتوان نگہ داشتن شب قدر نہاں نگہ داشتن خوشم ہم بہ پیکاں نگہ داشتن حکیت ایماں نگہ داشتن
--	--

۷

حسن مے بہ پیمانہ عشق کش  
نہ شتر تست پیمیاں نگہ داشتن

۶۰۴

سایہ شب حجاب ماہ مکن خط شبگوں بر آفتاب کش زلف را جانے بر سر بریدہ	ماہ در سایہ کلاہ مکن روز بر عاشقاں سیاہ مکن دزد را سوئے گنج راہ مکن
---	---

ننگہ داشت آئینہ نقشت در من آتش زدن گنہ باشد منزلے نو بگیر ہر روزے	ہیچ رواندرون گاہ مکن تو بہشتی و شی گناہ مکن آفتابی تو کار ماہ مکن
---	---

۶۰۵	بشکستی بظلم عہد حسن این دلیری بعہد شاہ مکن	۷
-----	---	---

نگہ میدار یا راحق یاراں ہمہ امید ما در برقع تست دل من یک جہاں غم دار و ازید توئی کہ عشق کں بہلے میگونت بوقت گریمن خندہ تو معافست اینکہ نالم در ہوت	بجق دوستی دوستداراں برار امید ما امیدواراں دو چنداں از ملا متہائے یاراں چو من مست عقل ہوشیاراں چو خورشیدے کہ خند روزباراں نشايد منع بلبل دیہاراں
---	---

۶۰۶	حسن ہر شب حسینی وار گوید کجائی اے قرار بیقراراں	۷
-----	--	---

پیش لے یوسف ہمدار نہ نیسے برسا چوں تو جانے بمن سوختہ خود زرسد زلف تو بر دل آگاہ نشد مشاطہ تا تو رفتے من بچارہ بصد فوجہ گری	ما مقیم در تو گشتہ تو در شہر کساں ہمے می پزم آخر چو دگر بوالہوساں شب چو ہم خویش بود زو چو عیبساں این دعا خواستہ ام ہر نفس از ہنفساں
---	--



یاب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہر گز  
از برائے لب تو خواست نفیر عشاق  
ایک سلامی نہ رساند بسلاست بر صبا  
بہر شیرینی میخیزد شور و گلساں



از خساں چشم مزین خیر چہ جائے آنست  
جائے در چشم حسن ساز علی الرغم خساں



کردم جگر از درد تو خوں از تو چہ نہاں  
راز سے کہ دروں بود مرا دیدہ بروں داد  
خوں را ہمہ دارند نہاں من ز تو دارم  
اے ہمنفس من بہمہ کار چو کارم  
خوں کز مرہ افتاد بروں از تو چہ نہاں  
اے محرم بیروں و دروں از تو چہ نہاں  
این امن آلودہ بخوں از تو چہ نہاں  
با یک نفس افتاد کنوں از تو چہ نہاں



آں قاعدہ عقل حسن جملہ فروشد  
آوازہ برآمد بحسنوں از تو چہ نہاں



زدست آں خط شبگون کہ بر مہ میکشد جاناں  
مسلمانی بفسر یادست فریاد اے مسلماناں  
مجنباں اے صبا زلفش کہ بہت آسایش دہا  
مشوران روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں  
خیالش گر نخواہد جاں بشیرینی بر افشایم  
ترش روی نہاید کرد اندر روئے مہاناں  
بر آنم تا بجای بازی نہم سر بردش امشب

درش گر بوسہ نتواں زد بوسم پائے دربانان  
 چہ رجتہا کند یارم چو گردد آگہ از کارم  
 ولے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطانان  
 پیشانم کہ بے اوزیتم ہم پیش او میرم  
 شنیدم توبہ مقبولست آسجا از پیشانان

۷

حسن گر عشق میوزی چنین بردل چہ میلزی  
 بیک دل در نمیکنجد غم جان و غم جانان

۶۰۹

طاقت نماند مار بے روئے یار بودن  
 تعلیم گیر ز اول مانند خار بودن  
 گر بایت چو مجر در صدر یار بودن  
 کاندہ غم عزیزاں تا چند خوار بودن  
 از مردی نباشد مردم شکار بودن  
 حاصل از اں چہ دارد ناپائیدار بودن

عمرے گذشت تائے در انتظار بودن  
 گر تو بیباغ وصلش خواہی چو گل کشی سر  
 از سوز سینہ دم دم دودے بر آتش غمش  
 کو بیک تاپیامے از ما بگل رساند  
 اے ترک تیر غزہ بر ماچہ میکشانی  
 در برق میں کہ کہ تیخ افگند بمردم

۷

خیز اے حسن کہ جاں را در باختن بشقش  
 کارسیت بد نباشد دنبال کار بودن

۶۱۰

جز بردت ایستاد نہ توان  
 آسجا نظر فساد نہ توان

دل جس نہ غم تو داد نہ توان  
 روئے تو بہشت عارفانست

گفتی غم مازدول بروں کن شطنج وصال تو تو اں برد ہیہات کہ پیل بند عشقت تاہو نیفتت بہازی	چیزے کہ خدائے داد نہ تو اں بے تعبسیہ مراد نہ تو اں آساں آساں کشاد نہ تو اں لُخ برُخ تو نہاد نہ تو اں
---	---

۵

ہے بے چو حسن روی دریں راہ  
بے رہبر اعتقاد نہ تو اں

۶۱۱

الاے مونس جانِ غریباں رقبیاں گرد تو ہر یک بلائے چو راجہا نصیبت آمد امرو خلاصی بخش دلہارا ازاں لطف	ز درد عشق تو عاجز طیبیاں بلا باد بر جانِ رقبیاں یکے بر پرس حال بے نصیبیاں کہ شب دشوار باشد بر غریباں
--	---

۷

حسن را بس خوش افتادست با تو  
کہ خوش باشند با گل عندلیباں

۶۱۲

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں آدمی پری صفت چوں توینا فتم دگر شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزہ ات آنفسیست در تنم بے تو نفس کجا ز غم اے بدوعل چوں شکر زبده اولیں بشر	ہرچہ مراد تو بود دست مراد من ہاں بر صفت پری چہ آزا میاں شوی نہاں من چہ سگم کہ چوں توئے برچو منے کشد کماں کیست ازین نفس مرا بالنفس دگر ضماں وایے بدو چشم جانستاں فتنہ آخر الزماں
--	---

من بخدا کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب  
روئے نیاز بر زمیں دست دعا بر آسمان



نزد تو آورد حسن قصہ عجز و بیکیسی  
تو بکمال مرحمت بکس عا جزش مالم



عشق نہ فتم بے صبر ندارم کنوں  
نائب آہ منست قصہ خورشید زان  
عاشق صادق کسیت کو بریاضت  
بار غم عشق را ہیچو ستوں پایدا  
مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ  
اے دل لائے جاں شاما ہمراہ دلبر شوید  
سینہ بر آورد آہ دیدہ فرو ریخت خوں  
ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں  
راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں  
پیشہ ہیں داشتست تیشہ زن میتوں  
دل شدگان کے روند از در دلبر بروں  
ما بشما میرسیم نحن بکم لاصحون



نیست عجب گر بدوست باز سی احسن  
ہمت تو بہرست رحمت اور رہنمون



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بیازی ہچیاں  
آخر رسید افسانہ ام شب راداری ہچیاں  
از جو چشم کافرت گشتم چو خاکے بردت  
واں خال ہندو پیکرت در ترک تازی ہچیاں  
گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجدہ بندہ رو  
من میکنم از اشک خود رخ رانمازی ہچیاں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش  
من در فراقت شمع و ش در جا نگدازی ہچنال

۶

غم با حسن دمساز شد آشتوب شب آغاز شد  
در ہائے رحمت باز شد و آں عشق بازی ہچنال

۶۱۵

من از نماز خوشست مستم بیاے مست ناز من  
دروں دیدہ آکزدل بروں افتاد راز من  
بست میساخت کارم پیش ازیں کنوں نمی سازد  
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کار ساز من  
چگونہ شکر گویم ایں سعادت را کہ پیوستہ  
منم از بندگان تو توفی بندہ نواز من  
در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامت دارم  
مگر چوں قامت خوبت قبول افتد نماز من  
بعثت فتنہ شد شہرے زہے قد بلند تو  
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر دراز من  
سرو کارے کہ من دارم اگر از عاقبت پُرسی  
ہمہ محمود خواهد شد چو تو ہستی آیاز من

۷

حسن ہر صبح میگوید کہ اے روزم بتور روشن  
بجی نماز مقبولت شبے بشنو نیاز من

۶۱۶

اے زگلزار رخت عالم چین بستہ زلف و زرخداں تو ام جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو عشق ندید بر خلل در اعتقاد ہر چہ بد گفتم تو خط عفو کش قامتت را سر و گفتم بر گذر	بندہ رویت ہمہ عالم چو من در چہ افتادم چہ می پرسی رسن جان من نشنیدہ حب الوطن خواب خوش ناید گسں دیر بہن من مقوم بر خطائے خوشین گیسویت را مشک گفتم بر شکن
--	---

۷

کے قبول خاصہ و عام آمدے  
گر نہ نقش حسن تو بودے حسن

۶۱۷

مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں  
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل بہر ہم دیں  
آں شاہسوار اینک آمد بکنار صفت  
بنگر کہ ندیدستی ماہے بمیان زیں  
وادید کہ چناں شاہے گر رخ بہ بساط آرد  
در صحبت او ہرگز پا کج نہ ہد فرزین  
دائم کہ دعائے من نہ پذیرد و تنگ آید  
خلفش چو دعا گوید آہستہ کنم آئیں  
یار از لب شیریں گر گوید سخن بامین  
فرہاد صفت بد ہم جاں زان سخن شیریں

حیف است ازین حالت بادهعیاں گفتن  
گردن مہب ماداری با مردہ گو تلفتیں

۵

گفتی چو حسن شینم در زاویہ دروش  
گراز سر ہستیہا برخاستہ بنشین

۶۱۸

با من نمی سازی دے اے یاد تو دمساز من  
امشب کہ ہمراہ تو ام چوں صبح بکشتار از من  
کہ کہ سرے میباختم در کوئے تومی تا خستم شکستی ساز من  
بانہ خوش می ساختم بر ہم شکستی ساز من  
زابر و کمانے ساختی بر ما خدنگ انداختی  
از خویش دورم ساختی اے ترک دور انداز من  
در سینہ دارم تب ز تو خلقے پرازیار ز تو  
اے مردنم امشب ز تو یاد آیدت فردا ز من

۷

گفت حسن از تست بس ہرگز نہ گفتی کینفس  
کاینک گرفتار قفس مرغ سخن پرداز من

۶۱۹

مرعیدست و فصل گل قلع از بادہ خنداں کن  
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما و و چنداں کن  
برویت عشق از اں بازم کہ در کویت سر اندازم





بوقت مرگ بگذارید این زنا را من بامن  
 بنائے ہر امیدم بازمیں مہوار شد آخر  
 چہ کینہ داشت یارب بخت نامہوار من بامن  
 شکارے افکنان ہر سو کہ خواہی بارگی میراں  
 مرا افتادہ بگذار و دل افکار من بامن

۷

بخواہم حاجت خوش همچو گفتار حسن از تو  
 اگر حجت نخواہی ساختن کردار من بامن

۶۲۱

نخوری غم غریبی بطریق نعلساراں  
 قدم بصفہ یاری گذرے بسوئے یاراں  
 بوجوہ دگر بے من نکند دعائے باراں  
 ز تو بشکند گل دلچوہ دل گل از بہاراں  
 چو سراستین مفلس بجائے قرض داراں  
 تو در اسے تا بر آید غرض ہستی ابراں

چہ فداکت نیفتد نظرے بسوئے یاراں  
 چہ شدت کمی نیاری ز سر زنگواری  
 سوئے زابدان عالم خبرے برید تاس  
 بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسبزه نو  
 صنما قبائے گل میں ز صبا دریدہ دامن  
 من و عالمیست چہل من بامید و نشسته

۵

حسن ارکند گناہے بکرم بہ بخش اورا  
 کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہ گاراں

۶۲۲

کوئے بتاں نظارہ کن تجانبہ اسلامیہ  
 اگر دین دل غارت کند احمد شد زیں میاں

اے آنکہ محکم بے کعبہ پرستی را میاں  
 خواب فوجم میدہند استغفر اللہ زیں سخن

اے دوست من بہت تو ام در باغ فردوسم  
 مرغی کہ جذب زین ہوا آتش زندہ آشتیاں  
 یک رہ سوئے گلزار شو با جامہ نیلوفر  
 تا گل بصد جابر درویر اپنے از پر نیاں

۹

جاناں کجا تاب آورد جان حسن با عشق تو  
 روباہ مسکین را چہ تاب از طعنه شیر نیاں

۶۲۳

ساقی سوئے مایکے گذر کن  
 حلقم کہ زلفت و تاب شکست  
 از قفل شیشہ غفل انگیز  
 من خود ز غم بہت خرابم  
 چوں میدیم جگر گوں  
 اے چشم و چرخ نازیناں  
 از بوسہ لب مرا شفا دہ  
 عشق آمد و صید کرد دل  
 جاں را ز حیات نو خبر کن  
 یک جرعہ بریز و ترک کن  
 و این بخت مرا ز خواب بر کن  
 جامہ بدہ و خراب ترک کن  
 نقلم کہ کنی ہم از جگر کن  
 یک رہ یہ نیاز ما نظر کن  
 وز خندہ شب مرا سحر کن  
 اے عقل تو فکر خود دگر کن

۷

باینبہ عشق زور نتوان  
 تا بہ توان حسن حذر کن

۶۲۴

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از باران  
 طراوت لب معشوق بر گنچہ بہار  
 چگویم آں رخ خوئے کردہ را بنام ازہ  
 ہوائے بادہ بجنبید در سہاراں  
 نسیم طرہ اور روزگار عطاراں  
 گل آمار برو چیدہ قطرہ باراں

چو دو رم از شکر او بروزه مشغو لم کجائی لے کہ در ز اداں ہمی پُرسی توئی چو سرو ز آسب فتنہا آزا	وگر نہ شیوہ من نیست کار بیکاراں بیاو آشتی کن ز نو بخت اراں بر حمت نظرے کن بایں گرفتاراں
--	---

۶

حسن ز طاق دوا بروت قبلہ می سازد  
مگر تسبیل شود طاعت گنہ گاراں

۶۲۵

نوش لبے در رسید ہوش برفت از حسن روئے چو گلبرگ او تر بگلاب عرق بر گل ترکاشته سبزہ مردم فریب مرغ بگل عاشقت ما بگلستان او قاعدہ اتحاد لازمہ عاشقی است پیر بہن ہستم از تن من بر کشید	شکر خداوند را اذہب غدا الحزن بوئے گلایش بہر درد و سر من ز من اگر دمہ آویختہ طسره توبہ شکن اکعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چمن تا کہ بدو حاضر غایم از غولیشتن یوسف من بانست من چکنم پیرین
---	---

۷

ایں چہ حشیت باز کو توبروں میفتد  
تبیخ بلا بر سرت لب مکشائے حسن

۶۲۷

پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن لے شدہ دل از لب میگو نیست بوئے از ان بادہ بعشاق بخش بے رخ تو تازہ نگر د جہاں	لب بلہم بر نہ و جاں تازہ کن شب قدح دادہ آں تازہ کن عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن
--	---

از تو دم خسته خار بلاست	بر گل تر خط اماں تازه کن
بر ورق حسن خود از خط و خال	حجت نور ساز و نشان تازه کن



اے حسن اندیشہ اغیار رفت  
باز سر عشق منلاں تازه کن



رسم عاشق چیت جاں در عشق جانان با ختن  
ہم بیک داؤ نختیں کفر و ایساں با ختن  
بر بساط عشق بازی قائمست این تعبیه  
از بتاں دل بردن از اصحاب دل جاں با ختن  
این دل گردیدہ رسوا چہ بازم در رہش  
پاکبازانند و انجا قلب نتواں با ختن  
ذرہ را گفتم کہ رقصت این کہ پیدا کردہ  
گفت عشق آفتاب انگاہ پنہاں با ختن  
نقد جاں در ششدر عشقش بنہ عیار وار  
این چنین ز روئے نمی شاید ہر ساں با ختن  
گیسوئے او بردم منصوبہا آورد کج  
عاقبت او برد با چندین پریشاں با ختن  
کعبتین چشم غلطانی و باز یہا دہی  
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں با ختن

۶۲۹

۷

اے حسن باز اے از زلف و زرخدان بتاں  
پیر گشتی خوب ناید گوئے و چو گاہاں ہنست

کار عاشق نیست بے معشوق چندین زیتن  
بے لب جاں پرور او مردنست اس زیتن  
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل 'بے  
خردیں مذہب نشاید بے دل و دیں زیتن  
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق  
تا قیامت بعد از اں بزنام شیریں زیتن  
من بروئے تو ہی بنیم جہاں از من مرو  
ز انکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں میں زیتن  
ہر زماں از شرم می میرم چگویم خود بگو  
تا چہ بے شرمی است اس بے یار چندین زیتن  
گر بیائی مے خور و سیج از غم ما غم مخور  
عاشقاں را عادت است اے دوست گلین زیتن

۶۳۰

۷

مرگ سکیں واردہ یارب حسن را پیش دست  
چوں کرامت کردیش پیوستہ سکیں زیتن

دل خوں شد و شد چشم تر آں دلبر بہا ہچناں  
عہد و وفا کمتر شدہ عشوہ گریہا ہچناں

ساحر بدی در دلبری الحقد شد دیدمت  
 آن ساحر بیها برقرار آن دلبر بیها همچنان  
 از شهر یان دلبا بری لشکر کشی خونها خوری  
 در شهر زینساں بنیمنت در لشکر بیها همچنان  
 هر بار می پوشد دلم از صبر بر خود پرده  
 و آن چشم شوخت میکند پرده در بیها همچنان  
 تا سر بریدی زلف را موئے نه سنجیدی زما  
 زنا بر بریدی و لے آن کافر بیها همچنان  
 گر غمزه خوریز تو در خون جانم شد چه شد  
 هست آن لب جان بخش لجاں پروریها همچنان



اگر از لفت آه حسن هر هفت دریا خشک شد  
 در چشمه چشمش نگر در وے تریها همچنان



بجاں افتاد کار من در یغار روزگار من  
 در یغی میخورم هر دم در یغار روزگار من  
 نه آنم شده نه آنم شده در یغار روزگار من  
 کمی پرسد کرا گویم در یغار روزگار من  
 چه روز است این که پیش آمد در یغار روزگار من  
 چه شد آن زندگانی با در یغار روزگار من

ز من برگشت یار من در یغار روزگار من  
 زهر در آن که من کردم جوئے کمتر نشد در دم  
 نه دل در غم قرینم شده نه دلبر من نشینم شد  
 بته بود دست و لچیم کنوں حسرت ایوم  
 بجائے نوش نش آید بلا بر جان ریش آید  
 کجا رفت آن جانیها مانداں کالمانی با

بترس از کل کخارست این زخم بگذرخارست  
چہ نابخوش روزگارست این دینار و زگارمن

۵

غمی کز سینه میزد دل از جان دست میشوید  
حسن ہر روز میگوید درینار و زگارمن

۶۳۲

اے مرد مک دیدہ آخر نظرے مکنوں  
نوں شد مگر ابرویت و خال قطربنوں  
من جاں بدیم پیشت گزندری قانون  
اصحاب حرم مبنی دیوانہ تراز مجنوں

بے لعل لبست پر شد چشم ز دور مکنوں  
ابروے تو خوش نقشے و خال خانہ ان بالا  
قانون طبیبانست غم خوردن بیمار  
اے لیلی اگر محمل رانی بسوئے کعبہ

۵

مردم چو حسن آرم از دیدہ و دل پیشت  
اشکے چو عقیق سخن نظمے چو در مکنوں

۶۳۳

بے چہرہ کلرنگش عالم ہمہ غارستاں  
چو راند سوئے خانہ شد خانہ نگارستاں  
آں شیخ چو بناید روئے چو بہارستاں  
چوں فہم نہاں گردد در گردن شکارستاں

اے سرو سمن بویں روئے چو بہارستاں  
چوں رفت بباغ اندر شد باغ از جنت  
ہر جا کہ گلے باشد از شرم فرویزد  
در سوئے شکار آید خورشید ز رشک او

۷

کم لاف حسن چندیں از جامہ زبد خود  
جام لب میگویش بے نوش چہ کارست

۶۳۴

آرے لطافتے کہ تو داری کہ راست است

سرویت قامت تو ز باغ کہ خاست

ہم سنبلت پریشاں ہم نرگس تو سرست رویت کہ ہست مصحفی از آیت جمال بادل حدیث عشق تو میگفت دل گفست معلوم شد جرات ظاہر ہر آنچہ بود شب بودہ ام بخون جگر آشنا کنان	اے عالم خواب نہ سادہ چہاست این برخیرہ خط ہمیشگی انجا خطاست این ایں درد را دو مطلب لا دو است این خون کزد و دیدہ میرودم از کجاست این ناگہ خیالت آمد و گفست آشناست این
---	---

۵

دلبر بچشم دل زمیاں رفت صبر کن  
از ہیچ کس منال حسن کر خداست این

۶۳۵

اے کہ از شرم رخت روئے نہفتی پریاں مشتری کیطرفے دارد از افلاک تو ماہ شکر غمزہ تو دین مرا غارت کرد شب ہمہ شب غم عشق تو نہد نیست مرا	برودہ لعل لب تو آب ہمہ جو ہریاں میشوی طالع وز ہر طرفے مشتریاں چہ کخم غارتیانند ہمہ لشکریاں ذکر غبی تو افسانہ شاہ پریاں
--	---

۵

حسن از جملہ جہاں روئے بدیں در دارد  
لاف ازین دین تو اندزدن ہر دریاں

۶۳۶

آں جان ہمہ عالم واں میرہ میراں دل مست بدام او بربستہ بدام او عشقم ز کجا افتاد تا کرد دم پر خوں ایں کودک نورستہ چوں سرور واں یاز	بگرفت جہان دل بر رسم جہانگیراں یکشہر غلام او بر رسم ہمہ میراں ایں فتنہ ز چشم بود اے خانہ او دیراں از کوئے کہ می آید تو بہ شکن پیراں
--	--



۷	بایندہ حسن گریچہ پیوستن اوخیر است پیوستہ مسلم باد از آفت شریراں	۶۳۷
دور کن این عقل دُورانش من عشق پیوند منست و خویش من زخم تیر ترک کافر کیش من چوں شود حال دل درویش من کے فراہم خواہد آمد ریش من صورتش ناخواندہ آید پیش من	ساقیا جامے بیاور پیش من من نہ پیوندم بخویشاں بعد از من اے مسلماناں کند قرباں مرا میل او بر مال و عقلست دین تا لبش ہر بار میریزد نمک سورہ خواہم کہ خوانم در نماز	
۷	اے حسن چشمش اشارت میکند نوش میخوای منال از نیش من	۶۳۸
ہند سر بر خطاں خامہ من دہم بوسہ بر ہر آن نامہ من لگنہا از این ہر دو بادامہ من کہ بے تو چو گل میدم جامہ من چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من ندارم سر خاصہ و عامہ من	اگر یام از تو کیے نامہ من بیاد دہان چو انگشت ریت ہم از ہر آن ہر بیر دل کشم کجائی تو اے باد آراستہ نظارہ کند چرخ ہنگام شب سرے دارم از ہر تیغ تو خاص	
۷	حسن دار روزے رسم عاقبت بکام خود از یار خود کامہ من	۶۳۹

اے مدعی کم دل آخر چہ کلا مست است بیار بدم گفتی بسیار نباید گفت من بر قدمم سرمه فرماست است چوں دور نیست اینک ریزم معنیها بر اوج شریا بین تکیه که در ویشاں پُر شد ز گل نظم هم مشرق هم مغرب	لافت از دم خاصاں تن تشنگی هست است تو نیک نیدیشی دشنام تمام است است تو در طلب سہمی اندیشہ خام است است بتاں قدمے در کش یا بر تو جہاں است است اے تحت نری رفتہ بگر چہ قفاست است تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکا مست است است
---	--



نامم کہ حسن باشد از عالم غیب آمد  
ہم نامورے چوں من اند کہ چہ نامست است



این سعادت کہ بگزدیدش از دور عیاں آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود عقل چوں در شدہ دزدست و طلق بگوش گفتم اورا کہ ز سودا ت زیان دیدم گفت	نہ در اندازہ شہر حست منہ در حد زباں این قدر دست کہ دیوانہ شد ندانم عیاں روح چوں بند کہ پیش لبش بستہ میاں کار سودا است کہ سود بود گاہ زباں
--	--



زباں آمد از آسیب غمش جان حسن  
گوئی کہ بوسہ بدہ مردہ خود را ز دہاں



بوئے دل من بر دہیم نیست است سرویت کہ چوں در دل عاشق بخراشد چشم ہمہ پر نور شد از گرد قبایش	یا جنبش آں سرو من بوئے نیست است من هیچ ندانم ز کلامین چہ نیست است اے مدعیان قصہ آں پیر نیست است
---	---

زین پیش یک غمزہ بکشتت جان اے عقل چہ لشکر کشی از توبہ و تقوی دی یک غمزے درد فرا در نظرش بود	اے دل سپر افکن کہ ہاں تیغ زنت است بگریزا میں ترک کہ لشکر شکنست میسگفت بیار این طریق حسن است
۶۲۲	جاں را چو شکر از لب جاناں نتوان داد فرما و بداند کہ چہ شیریں نخست این
۵	از خط و عہد دور فدا دی چہ باشد این فریاد کرد و داد ندادی چہ باشد این دل بستی و زبان بختادی چہ باشد این تو ہم ہاں طریق فساد دی چہ باشد این
۶۲۳	ہر لحظہ سینہ حسن از ناوک مرثہ خستی و مرہی نہادی چہ باشد این
۶	بنوت راز تو امکان تسکین برس قعرہ شہ بود و نہ فوزیں کہ آدم بود بین الماء والطین پس آنگہ قلب آں لشکر چہ یاسیں ایکے در حال مایہ چارگاں ہیں
دعا ہائے حسن در دین و دنیا	

۶۴۴

بَا مَسِین تو مقرون باد آتسین

۵

گل تو میرسد نے شکل سروخانہ خیزست این  
 چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار مشکبیزست این  
 نگارم آفتاب حسن و رویش قبلہ گاہ جاں  
 طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیزست این  
 چو خوبان عرب محل نشین آمد بیا مطرب  
 بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت تجیزست این  
 مرا غمزہ زناں میگفت تاکہ لاف این تقویٰ  
 ترا سچوں نمازست آں وارا تیغ تیزست این

۶۴۵

حسن در وصف عشقت پانیفشردند سربازان  
 تو خواہی در پناہ تو بہ بگریزی گریزست این

۹

## ردیف (و)

جاں بصد جاں کمتر مولائے تو  
 لے سرت گروم کہ گشت از رائے تو  
 دلو خوں بالاست از جزلے تو  
 ترک فرماں گفت از طغرائے تو

لے بہ خلوت گاہ جانہا جائے تو  
 رائے سرگردانی من داشتی  
 تا کہ بستی تو چشم آفتاب  
 تا خط آوردی تو سلطان خرد

سما کشاید بندے از یکتائے تو  
دست آں نمد کہ بوسم پائے تو  
سما گس میرا غم از حلوائے تو  
اے جہانے چوں حسن شیدائے تو

آسماں چوں بندہ در خدمت دوستان  
بر رکابت بوسه خواهم زد چو بخت  
دستبوس از نیست دستوریم ده  
مدتے شد تا مسه نو گشته



این غزل آرایش ہر نیم رست  
راست چوں رستہ جہاں آرائے تو



خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو  
روئے برائے تو کم کار با تصفاق تو  
شمع بلا شمع کیے سوختہ فسراق تو  
دل ہمہ واد صبر را داؤ بخت طاق تو

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فسراق تو  
رائے بکشتیم ز دی روئے پیچ از انکہ من  
یہ کہ بیکدم کشی ز انکہ من اندریں میاں  
ابروئے بخت اے صنم طاق قنادہ لاجر



مر حسن شکستہ را نامہ روزگار میں  
روز گذشتہ و شبہ مازہ ہم دثاق تو



در درّ ناب ریختہ یا قوت ناب تو  
تا وقت صبح ماو شراب و کباب تو  
صبحہ دمیدہ و مے چوں آفتاب تو  
من باشم و ولے کہ تو کردی خراب تو  
دانی کہ فرقا ہست میان جواب تو

گل خواہم از جہان و مے چوں گلاب تو  
اشب بدیدہ و دلم از میہاں شوی  
روزے بہ نیم آں شب اندوہ خویش را  
خواہم کہ در خرابی من سر دروں کنی  
گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا

<p>۶</p>	<p>گفت حسن خوشست که گویاش کرده در وصف و مدح کرم مالک رقابت تو</p>	<p>۶۳۸</p>
<p>رختبی سیم و زر ریخته در پائے سرو صبر روده ز باد قامت زریلے سرو کرده ز گل خرمنے راست ببالائے سرو دیدہ مکروست باز جز تماشاے سرو تا کہ نہ بیند فلک سایہ بالائے سرو</p>	<p>خلعت نوروز ہیں راست ببالائے سرو شور فگندہ بمرغ خندہ شیرین گل سرو قدان جابجا دیدن سرو آمدہ نرگس ہر مست تو تا کہ در آمدن خواب ابر منظر کنناں بر سر باغ آمدہ</p>	
<p>۷</p>	<p>یک گرہے بر کشا از سر زلف دو تا کار حسن راست کن چوں قدیختائے سرو</p>	<p>۶۳۹</p>
<p>نوروز مابست گل افشان روئے تو چشمے کشادہ داشتہ حیران روئے تو مرغے کہ خو گرفت بہ بتان روئے تو پروانہ ششمار ز دیوان روئے تو ما پاک مذہبیم و مسلمان روئے تو ما نیم چند روزے ہمان روئے تو</p>	<p>امروز ماہ باغ و گلستان و روئے تو دی چوں بہاغ رقم نرگس ستادہ بود پروانہ کے کند بہولے بہشت بیش خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او خلق ز زلف کافرت ارگم کند راہ روتازہ دار لے گل دلہا کہ ہچو مرغ</p>	
<p>۸</p>	<p>جاناں نولے خوش ز حسن خواہ زانکہ او خوش بلبلیست بر گل خندان روئے تو</p>	<p>۶۵۰</p>

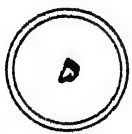
دو صل تو کہ مر امید بند جاں ہر د	دلے و جانے دارم قہائے شاں ہر دو
تو گیسواں بیاں بستہ وز پریشانی	نکرده کم نہ سرموئے ازاں میاں ہر دو
ہلال و قوس قزح با چناں بلند بہا	چو ابرویت نکشید نزدیک کماں ہر دو
اگر قلم نہ دہانت صفت کند ہر دم	بزخم تیغ فرو برش زباں ہر دو
مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گرائی	نثار سرو روانت کچم رواں ہر دو
غرض توئی ز جہاں ہر دو ورنہ خود واثہ	بیک پیشینہ نئے ارزوم جہاں ہر دو



یہاں بوسہ بہنخواہد از حسن دل جہاں  
بیا کہ او بنو بخشید رائیگاں ہر دو



اے دل اگر تو عاشقی نالہ جاں گدا کو	بانگ نوائے عشق را پرده کجا و ساز کو
گردم عشق مینہ چوں پسر بکلتگیں	پس سر اعتقاد تو در دم آبا ز کو
حرقہ ہستے کہ ہست اندر سر سخی کشی	رقص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو
دوش من خواب را از بباد داد دل	کت ہمہ صفہ صفا پست قناد را ز کو
نقش سجود بر زمین نقد دعا در استین	ساز صلاحیت شدیں سوز جگر گدا ز کو
اے ببا طراہی کا سہ کجا پر م شدہ	مائدہ خود تمام شد چاشنی نیاز کو



ہست طراز نیستی زیب قبائے معرفت  
اے حسن ار تو این قبا یافتہ طراز کو



چشم مستش کہ دے گوشہ نشین دارم او	خوش کمانیت کہ پیوستہ کیس دارم او
----------------------------------	----------------------------------

تبیخ برداشت اگر خوں دلم خوابد رنجیت	گورواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو
یار بدہر کہ بامہمہ کس جی ورزد	باکہ گویم من دستہ کس دارم ازو
حاصل ہر دو جہاں در سرو کارش کردم	آخر الامر نہ دنیا و نہ دیں دارم ازو



اے حسن تاشدہ ام بندہ آں خاتم صل  
ملکت روئے زمیں زیر نگیں دارم ازو



بیا در مان درو من کہ در ماندست جاں بے تو  
نذارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو  
توتا چوں ا نواز چشم مشتاقاں شدی غائب  
نمی خواہم کہ بنیم بیش سوئے آسمان بے تو  
اگر چہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما  
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماندیکز ماں بے تو  
مرابے تو مغیلاں در سرو خار و خشک دریا  
نکو تریا معاذا اللہ بہار و بوستاں بے تو  
بستان و باغ میفرستی من نمی خواہم  
توئی بستان باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو  
نخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من و اللہ  
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسن را ہر زماں کوئی چہ برستی زباں بے من



۶۵۴

تو گل او بلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو

۹

زہے شرمندہ گلبرگ ترا تو  
بنہ لب بر لب جام و مرادہ  
چو سروے رستہ اندر دل ما  
نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر  
اگرچہ غلابی از روئے ظاہر  
مرا ہر شب بیا دروئے خوبت  
مرا کشتی و ایں بد کردن امر تو  
ہمہ دروئے تو حیراں بامزد  
حلاوت و ام کردہ شکر از تو  
کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو  
کہ یار کو خورد جز من براد تو  
نہ چاکبتر بجملہ لشکر از تو  
بیا ملن نیست کس حاضر ترا تو  
گل و لالہ دم در بستر از تو  
چہ نیکو میرود ای دلبر از تو  
کہ خواہ داد روز محشر از تو

۶۵۵

حسن کہ سر بند در پات کہ روئے  
نہ سردارد در بلیغ و نہ زرا از تو

۷

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو  
آنچہ رخسارست تو تازہ است با آن خط خوش  
اگر قدر روزے خضر را بر لب شیرینیت شیم  
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف دان  
از لب جاں آویز و چشم دلتاں نہا من  
اگفت مشاطہ روم رویش بیا را یم چومہ  
روئے تو ماہ و خورشید فلک لزاں برو  
یا گل سو بیت رستہ جا بجایاں برو  
وہ کہ تا چوں تلخ گرد چشمہ حیواں برو  
کا پنخان کو میرود عاشق شدن نتوان برو  
تا تن خاکی بریں خوبی نشاند جاں برو  
چوں حریر سادہ ہست از مشک فرماں برو

۷

لب ہی خاید ہمہ روز از فراق او حسن  
تا چہ حد دارد آہی بخت بد دنداں برو

۶۵۶

مصرف باد صین کمال از کمال تو  
سیارہ را سپند کند بر جال تو  
ریجاں توئی و عالم خاکی سفال تو  
عیدے دگر کنیم زہر یک ہلال تو  
جاے کہ ہست فتنہ روئے تو خال تو  
دورخ فراق تست بہشتم وصال تو

فال مبارکست نظر بر جال تو  
ہر صبح دم بر آتش غورشید آسمان  
جاناں توئی و جان جہانے طفل تست  
گر بنگریم ابرویت لے ماہ یک شبے  
مردم چگونہ سر کشد از خط عاشقی  
بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت

۸

مسکین حسن خیالے ماندست در غمت  
زاری کمال ہمیشہ بنزد خیال تو

۶۵۷

دیدہ شود مگر شبے آں رخ ہچو ماہ تو  
تا بابد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو  
تا بدعا بدل شود کینہ داد خواہ تو  
لے من یک جہان من خاک شکار گاہ تو  
از تو گر بزر کردہ ام و آمدہ در پناہ تو  
من کم جاں گرفته ام بہر فریاد تو  
تا بدعا بدل شود دعوی داد خواہ تو

میکشتم این دو دیدہ را سر مرز گرد راہ تو  
لے ز ازل قدر ترا چست بقائے نیکی تو  
در عرصات ہمچنین روئے کشادہ اندر آ  
تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است  
بندہ خویش را چرا نام گر زیر پاہی  
گر بیدارک عاشقان کار تو پیش میرد  
در عرصات ہمچنین روئے کشادہ اندر آ

<p>۵</p>	<p>ہر گنہی کہ میکنی عذر کہ میکند طلب اے ہمہ طاعت حسن گز سر گناہ تو</p>	<p>۶۵۸</p>
<p>درو درو درو درو</p>	<p>لعل دلار اعم نگر آرام گاہ جاں درو حوریت در صورت قمر انجم از وزیر و زبر در ظلمت زلفش مرو رو گرد لعل نایاب او زلف و خط مردم کشش این چنین گزفتہ اش</p>	
<p>۷</p>	<p>خود گیت بیچارہ حسن تا خون او بر زد کے یکمشت خاکست او بے از یاد جان جاں درو</p>	<p>۶۵۹</p>
<p>درو درو درو درو درو درو درو</p>	<p>اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو اے دیدہ مروی کن ہماں من شواشب تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن چہ پاک اگر زمانہ جاں از تنم برآرد برخیز تا کہ ہر دو رقصہ کنیم یک جا</p>	
<p>۸</p>	<p>جان حسن مرغیاں زیر کاکہ ہستی اے جاں تو پاک دامن ازوے او چاک دامن از تو</p>	<p>۶۶۰</p>
<p>درو درو درو درو درو درو درو</p>	<p>گر غم قسمت کنی غم باش گو در بلائے دادہ ہم باش گو</p>	

عقد عقلم گرفت از انتظام گردل غمخوار کردی غرق خون از غمت ہر زخم کا یہ برد روئے تو دیدن چو صبح از روست بے لب رخسار تو راحت کجا	عقد عشق تو محکم باش گو آں دل غمخوار خرم باش گو ہر کر دل نیست بغیم باش گو ورزبانے نیست یکدم باش گو جوئے خضر و باغ آدم باش گو
--	---



ہرہ ہرا از احسن بر میچنی  
بر چیں ایں ہرہ در ہم باش گو



در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو  
اسیم گرو سلاح گرو چارپا گرو  
صفہ گرو رواق گرو بار جا گرو  
قزعاں گرو نقار گرو آسیا گرو  
شادی گرو ملیج گرو زیر کا گرو  
حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گرو

ماہیم یک قباشدہ آں یک قبا گرو  
اکنوں کہ وقت شکری آید چہاں رویم  
گر میہاں بیاید جائے نشست کو  
شرمندہ مانم از پے ترتیب نان شان  
کس نیست تاکہ کوزہ آبے دہد مرا  
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نما



حالم زبے نوائی اکنوں چناں شدہ  
بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو



ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او  
می نگنجد ہجو گل در پوست او

دل بدو دادیم چوں دلجو ست او  
چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد

دل ز زلف او شکایت میکند  
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر

مقبور نبود پریشاں گوست او  
عالمے بدگویش نیکو ست او

۹

گر کسے را بہت در عالم کسے  
مر حسن را ہر دو عالم اوست او

۶۶۳

اے حسن عاشق مشو گریشوی مردانہ شو  
حاصل عالم چہ پرسی عشق را برکش علم  
در مقالات خوش چو آئینہ یکایک روی باش  
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را  
ظاہر اندر جامہ زہدی و باطن سوئے جام  
جاں شیریں در رہ جانان بدہ فراداد  
پیچہ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار  
در رو دلبر منہ بر خویش و بر بیگانہ دل

دام ہستی بر در و مرغ بلار را دانہ شو  
دہ بدہقانان رہا کن شمع ویرانہ شو  
در صفات کیسوانش صد بان چمن شادہ شو  
اے خرد من در جہاں گر عاقلی دیوانہ شو  
مرداں پمیاں نئی دنبال این پیمانہ شو  
گر فسانہ میشوی باے چناں افسانہ شو  
خواہ شیر کعبہ خواہی سگ تجانہ شو  
خویش کن از خود جدا و ز خویش ہم گانہ شو

۹

کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن  
اے حسن عاشق مشو گریشوی مردانہ شو

۶۶۴

قوت جاں در لعل خنداں دارد او  
در ہمہ عالم نظر کردم بے  
انچہ یوسف داشت در حسن و جمال

آب حیوان در زخنداں دارد او  
آن ندارد ہر کسے کاں دارد او  
میش زان اکنوں دو چنداں دارد او

سینہ سیمین ترمش رامبیں از رخ چوں لاله وز تدر چو سرو عصہ روئے زمیں در چشم من زیر دج بعل و یا قوت لبش گرد روز رخ شب زلفین خویش	دل بسختی، سچو سنداں دارد او عاشقاں را باغ و بستاں دارد او بے رخ خود، سچو زنداں دارد او وہ چہ شیریں درد زنداں دارد او گوئیابہر چہ پنہاں دارد او
--	--



گر حسن از عشم بنالد آشکار  
درد پنہاں در دل و جاں دارد او



اے منور گشتہ روئے آفتاب روئے تو روئے خداں غمے آلودہ چمن پوشی از آنکہ راحت جاں گر لقب کرد نگل را در بہا میر چو رویت کے بود زان روئے کو پیوستہ رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا حسن یوسف را سخن سازاں صفت ہما کردہ	یک دلی دارم در و صد گونہ تاب از روئے تو جلہ مجلس در گلست و در گلاب از روئے تو چند روزے عاریت بوداں خطاں از روئے تو میسر دا آفتاب و آفتاب از روئے تو قبلہ من تو دعایم مستجاب از روئے تو دہ اجانت تا برآمد از من نقاب از روئے تو
--	---



روے بختا از آنکہ اکنون حسن را از فتح  
وعدہ کردند باوے فتح باب از روئے تو



دیوانہ و دیوانہ در ہم بیان زلف تو اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چو ل حال من	دیوانہ و دیوانہ در ہم بیان زلف تو من بندہ شوریدگان اہل از ان زلف تو
---	--

گفتی کہ حال خود گویا حرف گفتن کے توں چوں عہد دیدار شد زلفے بشوخی بر نشان والنجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم گر چین زلف کافرت ز درخز اسان دلم	بصد درازست اے صنم چیلستان زلف تو بر کنگر مرہ کے رسم بے ریمان زلف تو واللیل گر خوانم دوشب یام نشان زلف تو آباد ادا تا ابد ہندوستان زلف تو
---	---



کھلک حسن رازاں بود و دلے عطر اورواں  
کو مشک بند دبار با از کارواں زلف تو



سوختہ غنم تو ام ساختہ بلائے تو  
تحفہ نامرے ما خود بود سمرائے تو  
وز ہمہ رے سرکشی سرکشتم ز رے تو  
ہر دو جہاں خدا کرم زپے یک ضائے تو

باز فاد در سرم غلغلہ ہوائے تو  
دیدہ تار میکشم در قدمت قبول کن  
دل طلبیدہ زمین پیش کش تو میکشم  
سرچہ بود کہ تا از تو بسر رضا شوی



زار شد از غمت حسن لے مر آفتاب رخ  
گر تبہ ذرہ شود کم ٹخنہ ہوائے تو



## رولیف (۵)

باتو مارا ہوائے دیرینہ  
عشق تو آشنائے دیرینہ  
اے تو شادی فرمائے دیرینہ

اے غمت آشنائے دیرینہ  
عمر مایا چند روزہ ماست  
گر شبے از دم در آئی شاد

من فروریزم اندہ نو نو گر زیارت دیم می پری سرا آستان حضرت دوست	دید با ماجرا سے دیرینہ منم آں مبتلا سے دیرینہ کے گزاریم جا سے دیرینہ
---	--

۶۶۹	تو جہاں ہمیں کئی حسن ہچنماں بروفا سے دیرینہ	۷
-----	--	---

مرد نہ تا ہمہ دل خوں نہ باتو چہ ضایع کتم افسون عشق طعنہ مزین نقطہ تقلید را مد عیجے گفت بلیلی بر طنز لیلی ازین حرف بخندید و گفت خشم فرو خور ہمہ عالم تراست	لاٹ محبت چہ زنی چوں نہ سنگ دلی قابل افسوں نہ چوں تو ازین دیرہ بیروں نہ رو کہ چناں چاکہ موزوں نہ باتو چہ گویم کہ تو محسنوں نہ تا نکشی مار فرسیدوں نہ
--	--

۶۷۰	اے حسن احوال تو دیگر شد دست انچہ کہ اول بدی اکنون نہ	۷
-----	---	---

شوشے زان لعل شیریں دیجاں افگند یوسفی یا ماہ گردوں یا فرشتہ یا صنم خون دلہا ریختی چنداں کہ بیند چشم من ماہ رویا ناہائے زار من بین و بگو	آتش غم در رواں عاشقان افگند داما عشاق را اندر کماں افگند کشتگان عشق را در ہر مکان افگند کایں چہ فریادست کاندہ چشم جاں افگند
---	--



جیف باشد زان چنان لبی بجز نهروفا	گرچه تو جو رجا اندر میاں افکنده
من بمیدان غم تو پہلوانی کرده ام	زین جہت گویم کہ شاہ پہلوان افکنده

۷

در دلد دار حسن از لعل غودرانشده  
تا بگویندت کہ سایہ بر فلان افکنده

۶۷۱

اے بہ خوبی در جہاں افسانہ	خود تو گنجی و جہاں ویرانہ
ہر چہ در کاشانہ خلدست جو	نزد تو نقشے است بر کاشانہ
چشم از خوں جگر در آشت است	با تو میگویم نہ با بیگانہ
من تہی کردم دل از پیمان زند	کیست کو پیرمے دید پیانہ
گردل دیوانہ بردی جاں مہر	گفتہ اند از حسانہ دیوانہ
یک شہم بر وصل خود پروانہ دہ	گو بسوزان شمع تو پروانہ

۶

قابل سنگ حرم نامد حسن  
کاش خستہ بودے از تجانہ

۶۷۲

خہ کہ از ماہ خوبتر شدہ	سمن اندام و سیمبر شدہ
راز من ہنچ روز پیدا شد	تا چو خورشید پردہ در شدہ
آئینہ در نظر مقابل دار	گرچہ منظور ہر نظر شدہ
دوش دیدم مہ دگر بارہ	مہ ہانست و تو دگر شدہ
خوبی و ناز کیت چہ توان گفت	زا بچہ گویند خوبتر شدہ

۷	چند گونی رحیم دل شدہ ام بر حسن رحم کن اگر شدہ	۶۶۳
---	--	-----

<p>وز بڈہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ گل در شب نختیں می باشد و در گز ور سر و سر بلندست ہم با تو سر بسر نہ ور باغ ہم باند اما در آن نظر نہ چوں شمع میگذازم ہمسایہ را خبر نہ آنکہ ز آشنایاں کس را بما گذر نہ</p>	<p>اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ ہرگز نبود بستہ چوں غنچہ دہانت شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود چوں وید در تو ز گس چشمش باند حیرا سر شام تا سحر کہ در سایہ دوزلفت پیش آ کہ از دو چشم صد جوئے غل نہشت</p>
--	---

۷	زناک حسن حسن را تالاب رسید طوفان اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ	۶۶۴
---	---	-----

<p>لولیت آتش ز لعل انگینہ اے لب تو آب کوثر ریختہ خانہ خانہ از رخت بگریختہ ہر سحر از روئے خود بگریختہ آہواں بانافہا آ میبختہ ماند جان من ہاں آویختہ</p>	<p>اے زلعل آب حیلوں ریختہ از قد تو شاخ طوبی بشکند شاہ انجم بر براط آسمان آسمان عقد ستارہ در ہوات خاک در گاہ ترا از روئے عطر زللف جاں آویز تو دیدم شبے</p>
--	---

۶	گفت نعت حسن تو بندہ حسن بس دقت آں و نیکو بختہ	۶۶۵
---	--	-----

<p>عمریت تانیدہ امت وہ چگونہ  بے من تو لے تمام تراز مہ چگونہ  چوں صبح از افق دم آنگہ چگونہ  مایم ویک صراحی و خرگہ چگونہ  اے پابگل باندہ درں چہ چگونہ</p>	<p>عمر خدائے روتے تو لے مہ چگونہ  بے تو چوماہ داشتہ ام کاہشے تمام  امشب اگر ہے نہ نمائی بخوج  مہ نیم جام شکل بدیں گا و پشت راند  گفتم دلا بچاہ ز نغداں او مرو</p>	
<p>۶</p>	<p>رہ میروی دل حسن خستہ می بری  اے بروہ صد ہزار دل از رہ چگونہ</p>	<p>۶۶۶</p>
<p>کوئے تو چو فردوست فردو چن کویت نہ  از دیدن او سیری وز دیدن رویت نہ  کو آنگہ ہر موئے دل بستہ بویت نہ  از بے نمکی سخت است از تلخی خویت نہ  ہر سو کہ روی چشم مشنو کہ بویت نہ</p>	<p>اے درمہ روم درے یک روئے چو رویت نہ  یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف  تہا نہ منم دل را ہر بستہ بموئے تو  شوریدگی عالم از خوئے تو شدنے نہ  تو چشمہ خورشیدی من ذرہ خورشیدت</p>	
<p>۷</p>	<p>بگذار حسن دعویٰ کہ عالم معنی من  زنگیت نمی بینم چہ رنگ کہ بویت نہ</p>	<p>۶۷۷</p>
<p>چہ تو ان کرد درں روئے بدیں دیدہ نگاہ  نبود راست تراز قامت او بیچ گواہ  نور یوسف کہ بدل کرد ستار کی پناہ</p>	<p>شاید اریار کشتہ پردہ برں روئے چوماہ  گر بہ داور برم اورا کہ دلم را ہر دست  آب حیوان نتا نم بدل خاک رمش</p>	

توبہ فرما دیدم از عشق مبادا کہ کنم ہر یکے از درقے عشق فرو خواند و نشد چہ توان کرد اگر رخت بمنزل نرسید	نیست درندہ ب عاشق نبر از توبہ گناہ بحقیقت کے از سر حقیقت آگاہ خضر را نیز دریں باد یہ گم گرد و راہ
---	---



حسن ار سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ  
طالب سر شدہ "ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ"



آہ یارا کہ ز درد و دم آگاہ نہ ہمچو گل محرم تہاں شبانگہ می باش تخت شاہیست کہ بریل ہند فرزند رخس تسلیم تو دوصف صفائی لنگہ سیر سیارہ چہ پُرسی ز منجم شب و روز منم و باد یہ حیرت و مگر اہی اچند	آہ من می شنوی محرم ایں آہ نہ گر چو گل منس مرغان سحر گاہ نہ رخ دریں عرصہ منہ بیدق ایشاہ نہ مرد میدان تو کلت علی اللہ نہ کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نہ تو غماں بارکش اے خواجہ کمر گاہ نہ
--	--



گفتیم اے حسن ایں خرقہ چہ کردی تو کہ بود  
وہ ز دودے کہ بروں میدہم آگاہ نہ



چو ہنسائی رخ گلزار گونہ ہمیشہ چشم تو مست است جانا بدفع چشم بد گرد لب لعل شفا حاصل نشد درد و دم را	گل اندر حال گرد و خار گونہ ولے درد لبری عیار گونہ یکے خطے بخش ز نگار گونہ اگر زان ز گس بیمار گونہ
--	--

اگر تو سوئے ترکستان نگر دی	اگر آید بت فرخسار گونہ
خود در صدر دیواں خانہ عشق	ہمی باشد ولے بیکار گونہ
کجا بودی کہ ثولید است زلفت	لبت ہم اندکے افکار گونہ
چہ عمر است اینکہ بے تو میگزارد	نفس پیودن بیکار گونہ

۹

حسن ہموارہ در وصف قدست  
ازاں گوید سخن ہموار گونہ

۶۸۰

نہے بہ آمدنت بخت مرجا کردہ	بنفشہ زیر کمر و در قبا کردہ
عجائب چوں شب گیسوئے خود شنید در	ویک صبح صفت عاقبت صفا کردہ
تبارک اللہ تاں چہ پوئے آنچہ خطست	اگلے و سبزہ از رحمت خدا کردہ
ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ	فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ
اگر تو ز سیدہ بتان چابک حسیں	خشتائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ
بسان سرمہ سیہ کردہ روز بر خوباں	دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ ناکردہ
ہزار خوب بچشم درآمد و بگذشت	تو نور چشم منی در دودیدہ جا کردہ
چہ گویت کہ چہ نغز آمدی مصحف	بیک نفس ہمہ در دمرا دوا کردہ

۷

حسن گرد درت گشتہ بر طین طواف  
تو کعبہ دار ہمہ حاجتش روا کردہ

۶۸۱

ساقی نے لعل فام در وہ	منشیں و علی الدوام در وہ
-----------------------	--------------------------

من ہم گفتم مدام درده	مے را بعرب مدام گویند
ما سوخته ایم حنّام درده	گر نچتہ نصیب پختہ گال است
چوں سجدہ نما ندجام درده	مپسند مرا چنین تہی دست
مارا قدح تمام درده	بر عزم صلاح ناتما مال
امروز صلائے عام درده	فردا تو و دوستان خاست



گردوست گرفتہ حسن را  
آں دشمن ننگ نام درده



اے غیرت حورو پری وے حیرت خورشید نہ  
مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ  
گردولت از ماشد چہ شد با بخت باقی باش تو  
گر مہرہ گم شد چہ شد بر عرصہ قائم بادشہ  
جان پریشان خاطر اں در زلف تو آسودہ بس  
زلفت عجب شوریدہ شوریدہ حال اں را پنے  
شبکہ خیالت ایں طوف یکبار گشتے گرد و من  
وہ بار گشتہ بر سرش پاداش یک نیکیست وہ  
ساقی تو کان عیش را العلی شدی بالعل و در  
مہ را چگویم چونکہ تو طالع شوی با بدر مہ  
ساقی بیگوں لب بے بُروی خار مردماں

لے چشم و جاں را مرد مک نختے ازیں سوکن نگہ

۵

یک جرعه پرده بشو جلد گناہان حسن  
از توچه آید جز کرم وز ماچه آید جز گنہ

۶۸۳

مرا د از د اتره جمع یک خط افروز ده  
مرا جگر دہ آں بادہ جگر گوں ده  
بیار و سجد و سجاده را بحسبوں ده  
ہمارا شتریلی بدست مجنوں ده

بیاعزیز من از شیشہ بادہ بیروں ده  
کباب شد جگر م بے مے جگر گونہ  
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعه  
عنایتے کن لے میر کارواں یک روز

۶

حسن لطافت فہمی ہنساں نشاید داشت  
جواہرے کہ درون دست بیروں ده

۶۸۴

بلبلان عشق را سرمست و شیدا کردہ  
من یکجہ ز اں پارسیا نام کہ رسوا کردہ  
تو عجب ترکی کہ چندیں شہرینغا کردہ  
وہ کہ دریک وعدہ چندامروز فردا کردہ  
ما بجل کردیم بارے ہرچہ با ما کردہ  
من ندانم تاچہ دعوی آشکارا کردہ

سبزہ ترکز گل سیراب پیدا کردہ  
لے بعدت پارسیا ہا بر سوائی بدل  
ترک بسیار دست از ہرینغا ای طرف  
می نیندیشی کہ فردائیت ہر امروز را  
ہرچہ می خواہی کن باچوں تو نے خصمی کرا  
از لب از غمزه ہم جان بخشی ہم جانتاں

۷

لے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز  
خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

۶۸۵

اے سروِ خراماں و گل تازہ دمیدہ صبح آیت زیبائی وافنون لطافت در آب حیات آتش غیرت زده حقا ہر لحظہ دلم را ہدف ساختہ چشمت از گونے تو باید صفت دوستی آموخت اے برکرم لطف تو بارانست برحمت	ز گس گل سرے چو تو در خواب ندیدہ ہر روز بخواندست و بروئے تو دیدہ بادے کہ ز خاک سر کوئے تو دیدہ صد تیر درو شانہ کیے را نکشیدہ سرداۃ و ہم پیش رکاب تو دیدہ اے برہمہ باریدہ و برما نچکیدہ
---	--



گرچہ ز سیدت حسن را ز تو بے  
بادات ہمہ میوہ مقصود رسید



اے صبا گردے کہ ز اں خوں ریز ما آورده آشنا با میکشم در خون چشم از انتظار تیر شوقش در دل من بی نشانی بے خطا نیست اندر شہر ما امروز آٹوبے دگر آں دبستانی نماز عالمے بر ہم نہاد اے سلیمان پری رویاں کیے آخریہ میں	چشم خل افشان مارا تو تیا آورده ہاں بدہ گونا منہ ز اں آشنا آورده ایں نشانہا کز اں ترک خست آورده جز ہاں شورے کہ ز اں شیریں قبا آورده اے معلم بت مسجد از کجا آورده سوے مورے کش زمستی زیر پا آورده
--	---



آز چشم شوخ یک غمزہ بزدی بر حسن  
زخم دیگر بردل آں مستلا آورده



اے غم عشق تو راہ جاں زودہ	چشم مست زخم بر لیاں زودہ
---------------------------	--------------------------



تینخ را زده بر ضعیفاں آشکار شحنہ عشقت چہ خواہد از دم آں دہاں شکرینت غنچہ وار بارخ خوے کردہ بر بام آمدی زلفت آورده ز فتنہ لشکرے	وز مژہ تیرے دگر نہاں زده خیمہ اندر دہ ویراں زده خند ہا بر پستہ خنداں زده چوں گل خواستہ باراں زده گہ بچین و گہ ہندستاں زده
--	---



پائے بند زلفت تست اینک حسن  
دست در سودائے بے پایاں زده



جان خود جائے تو کردیم ارچہ خود آبخانہ ما ترا نیم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ ہست ترک من خونریزیت نہاں نمی مانم عجیب گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق شکند تو ز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست	مادے بے تو بودہ گر چہ تو بامانہ اے عفا شد پس کرائی تو اگر مارانہ زخم تو پیدا تو در ہیچ جا پیدا نہ ہر چہ میخوای میگوئی بگو تنہا نہ ملک خوبی خوش ہمیراں تو دین غوغا نہ ہاں حریفایں خرابی چند ہستی یا نہ
--	--



جاں فروشند و غم جاناں شانداں دل  
رخت گرد آرائے حسن تو مرد این سودا نہ



اے طبیب آخر زمین تاکے نہ پرسی آہ آہ میکشتم بار غم عشق تو بردل کوہ کوہ	درمندانِ نعمت را پرستے کن گاہ گاہ خرمن صبرم بیا دنیستی شد گاہ گاہ
--	--

در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال پیل بند عشق تو بر عرصہ دل استوار در دجاں سوزم بدرماں بہ نگود دایہ حکیم	میشود باریک نہیں غم میگر نیرد ماہ ماہ شاہ رخ بنامک مات است از خدائے شاہ شاہ داروئے درد دل ریش از لب دل خواہ خواہ
--	--



از سہرستی حسن چاہ ز خدائش گرفت  
دست بگرفتیش کہ اے دیوانہ سستی چاہ چاہ



بت مست خوئے کردہ گرامزدہ یکے لام الف بستہ عیار وار زنوک مژہ بردل عاشقان کمیں کردہ آں خال بندوئے او زگیسو برا نگینختہ لشکرے بخونی او کے رسد آفتاب	رسید آتش عشق در مازدہ بداں حرف کونین را لازدہ زدہ ناوک وبے محابازدہ رہ دین و دل ہر دو یک جازدہ ولے خویش بر قلب تنہا زدہ یکے ہرزہ گردیست صفر ازدہ
---	---



حسن را چو زلف سیاہش نگر  
ہمیشہ پریشاں و سودا زدہ



ردیف (ی)

مست دوشینہ بادہ باقی یکدم از دور ماہ مجلس شو	قم علی الساق ایما الساقی اگرچہ خود آفتاب آفتاقی
---	--

<p>دل بیک داؤ بردہ احسنت          قول خود راست کے توانی کرد          پار بستی بقول خود میثاق          قصہ جاں میکنی و خوشنودم</p>	<p>ہیچو ابروئے جنت خود طاقی          کہ ز پرده دراں عشاقی          آخودا سال ہرچہ میثاقی          کہ تو مقصود جان مشتاقی</p>	
<p>۶۹۲</p>	<p>بحسن دہ بوجہ احسن دام          یا کند جہ جمع غصہ در باقی</p>	<p>۷</p>
<p>ز بے خط نہادہ بر قمر پائے          من از شک رخ تو داغ بر دل          تن از بہر رکابت خستہ کردم          اگر یک پائے بر چشم ہائے          سخن می بشکنی تا وقت گفتن          ز عشق آنکہ بر خط نہم سر</p>	<p>ز خط عہد خود بیروں مہر پائے          گل اند جیب دارم خار در پائے          مگر بوسے توانم داد بر پائے          بہالم چشم دیگر بر در پائے          ز تنگی دہانت شد شکر پائے          قلم کردار می سازم ز سر پائے</p>	
<p>۶۹۳</p>	<p>اگر جورت حسن را دیر تر گشت          تو از دور فلک ہم دیر تر پائے</p>	<p>۷</p>
<p>دلا با آں لب دلبر چہ بازی          بیازی دین تو برد آں دغا باز          حذر کن اے تنک دل زان دل سخت</p>	<p>ترا صفر است باشکر چہ بازی          حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی          کلائے را با ہنگر چہ بازی</p>	

چه زرد عشق می بازی بیا چشم	ترا باست عذراست هر چه بازی
چه کردی گر دآں مژگان و غمزه	چنین باتیرو با خنجر چه بازی
چه مهره می نهی در ششدر عشق	که او بدست مطلق هر چه بازی

۶

حسن اول چو دل برداشت دلبر  
کنون داو پیس با سر چه بازی

۶۹۴

زاں آب حیات اثر چه داری  
از غایب ما خبر چه داری  
بخش من از آن نظر چه داری  
ای من سگ تو دگر چه داری  
زین سهر فزای تر چه داری

ای باد ز گل خبر چه داری  
مرگشته چو گرد باد گشتم  
بر عارضش از نظر فداست  
گفتی همه داغ خواهدت دوست  
دشنام لبش فزوده عمرم

۷

هر صبح حسن همی نوازد  
کای باد ز گل خبر چه داری

۶۹۵

سرخیل بستان روزگاری  
مه پیش نشست از عماری  
ای سرور رواں چه شهسوری  
امسال یکے از آن هنراری  
افسوس بود بهر شکاری

رونے که صفت کنند داری  
تا کو کبه تو مه رواں شد  
گل پیش تو کستریں پیاد  
پار ار چه یکے بدی ز خوبی  
بر بنده کماں کش که تیرت

اے چشم تو ترک غم با تیر  
ہم ترکی وہم سلاح داری

۶

اے زندہ دے حسن بیادیت  
یک بوسہ بخشش یاد گاری

۶۹۶

اے شک ہمہ بتان چیتی  
مہ می تابد ز آسماں روئے  
ناز تو عظیم دلنوازیست  
اے چوں تو کیے نیافریدہ  
در پردہ چہ ماندہ چو غنچہ  
مہ جہہ مشتری جبینی  
زاں روئے کہ تومہ زمینی  
الحق کہ عظیم ناز مبینی  
در خورد ہر سزار آفرینی  
بخرام کہ سرور استینی

۷

بابندہ حسن دے ز لیاں  
بنشیں کہ حریف و ہمنشینی

۶۹۷

ماہیم و دے و آرزوئے  
بے مایہ تراز سبوئے بے آب  
خلقیست بخت جوئے آل ماہ  
اوسوئے زموئے فرق کردہ  
وصل ارجموشی دست ناید  
اے باد بر پیاحے آنجا  
در ماندہ عشق ماہ روئے  
آبے نچشیدہ از سبوئے  
از ہر مرزا کشاہ جوئے  
مادر غم موئے اوچو موئے  
زین پس من و عشق و بایئے ہوئے  
از بستہ بند آرزوئے

کایوسف روزگار آخر

۷	دریاب دل حسن بونے	۶۹۸
جاں مست جہاں خراب بودے یک جرمہ ازاں شراب بودے روح القدس خطاب بودے از تنف دلم کباب بودے گر در جگر گمن آب بودے باری شب مایتاب بودے	گر چوں لب تو شراب بودے لے کاش چہار جوئے فردوس چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ اگر سینہ نہ تر بدے ز اشکم کشتہ شدے آتش دلم نیز گیرم کہ ہمہ جہاں شب آمد	
۷	کرد از تو سوالها حسن دوش یا لیت یکے جواب بودے	۶۹۹
بر لبے دستے بمالم یا لبے نزد روز روئے تو سیلی شبے از تو روشن تر نتابد کو کبے کز لبث شورسیت در ہر کتبے ہر کرا جانے بود در قبالے ورنہ بچشایم خدنگ یاربے	آرزو دارم کہ روزے یا شبے باب شیریں تو شکر شرک گر زمیں را آسماں سازد خدا اے دبستانی کہ بود استاد تو عاقبت دم از ہوائے تو زند دست عشق تو دہان من بہ بست	
۵	صد طریق است اہل معنی را ولے از حسن وصف تو خواهند اغلبے	۷۰۰

از ما چه دیدہ کہ چنین زود میروی	ما را بکشته خود گل آلود میروی
از ما غاں بتافته در تاب میشوی	آتش بجان مازده چو دود میروی
ایں جان دیر مانده ز ما زود میرود	زین غم کہ دیر میرسی و زود میروی
اینجانی نشینی از بہر خاطر	ہر جا کہ میل خاطر تو بود میروی

۴

از بہر یک نسیم تو صد جاں دہد  
گر تو بدیں معاملہ خوشنود میروی

۶۰۱

الحق کہ تو حق آں ندانی  
یک ذرہ دراو نہ ہر یانی  
اسال شنیدہ ام ہمانی  
آخر تو بروئے ہم چنانی  
یا تربیتے بد آں زبانی  
یارب کہ بہمدایمانی  
دشنام بدہ بدیں روانی  
چہ چارہ کہ از درش برانی

دل ندیم اگر چہ دستانی  
کو از دل تست نیم ذرہ  
بے ہر عظیم دیدمت پار  
از بہر چہ خویت این چنین است  
گفتی چو زباں کخم بکامت  
با آنکہ بے نامد عہدت  
گفتی سخن روانت بادست  
بیچارہ حسن سگ درست

۵

گر طوق شکار در غدش نیست  
داغیش بسہر پیاسبانی

۶۰۲

منت جاں چیت کہ جاںاں توئی

دل تو زندہ است مگر جان توئی

<p>دولت شہر است کہ سلطان تویی          وانچہ برون صفتت آں تویی          چہیت مگر چشمہ حیواں تویی          ہم سبب راحت ایشان تویی          حکم تو کن صاحب فرماں تویی</p>	<p>باتو چہرا شاد نباشد ولم          آنچہ صفت میسکنم از حد برون          این ہمہ تاریکی گیسوئے تو          گر بعباد اندر تو عاشقتاں          ما ہمہ در خوف ورجا مانده ایم</p>
---	--



جان و سر تو کہ وجود حسن  
 صورت عشق است در و جان تویی



<p>حریفان خود را فراموش کردی          سخنہائے بیگانه در گوش کردی          ولے بادہ جائے دگر نوش کردی          دگر بار این دیگ در جوش کردی          مگر سرو مارا در آغوش کردی          مرا بارے از ہوش بیہوش کردی</p>	<p>بگلزار رفتی و مے نوش کردی          ہمہ آشنائی نہادی بگوشہ          کلم دادی و نقل الوان نعمت          تفت دل برون میبد ازدہانم          گل افشاں ہی آئی اے باد خوشبو          نمیدانمت نافہ یا چہیت باتو</p>
--	---



نکوشد کہ بیہوش کردی حسن را  
 ازین گفت و گو با فراموش کردی



<p>عشاق ز سر گیرند آئین سر اندازی          گر تو بری آنجا از نیچ بر اندازی</p>	<p>از روی دلاوریت گر پرده بر اندازی          طوبی کہ بہ ہر شلخی از قد تو میل افد</p>
--	--



باز آ کہ دریں میدان کس نیست حریف تو لے در تن مسکیناں از تیغ تو جانے فو جاں را ہدفے کردہ نزدیک تو می آیم لے چشم و چرخ جان ناز تو چہ کم گردد	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی افتد کہ بریں شتہ زخمے دگر اندازی آنا وک مژگاں را نزدیک تر اندازی اگر جانب بدر و زان روزے نظر اندازی
---	---



کت گفت کہ شہرے را بد ہی بکرم دستے  
چوں وقت حسن آید از پاش در اندازی



درستم راستم یک رائے ویکڑے عروس دہرتا در جلوہ آمد کہ خواہد آں عروس بیوفا را یکے چوں بگذرد دیگر در آید ہمہ بر طبع خود کم می توان یافت نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف	کجی در من نہ بینی یکسر موئے دلہ ہرگز نظر نہ داخت ہر سوئے کہ ہر روزے کہ نوشد تو کند شوئے بآمد شد عمارت یافت این کوئے طبائع را تفاوت ہاست در خوئے نہ در ہر پیرہن در یابی آں بوئے
--	---



نباشد حاسداں را با حسن خوش  
بتابد ز نگہار از آئینہ روئے



لے کہ لاف از عالم من میزنی دین دل دادی بدینا لے عزیز روز بان خویش تن را سربہر	ترک عالم کن گرای فن میزنی دوستاں را کفش دشمن میزنی بے زباناں را چہ گردن میزنی
---	---

عربہ باجرخ داری اے عجب	کوہ راسک فلاخن میزنی
۷۰۷	اے بمعنی صد شہے پچوں حسن پچوں بمعنی میر سی تن میزنی
دلا خواہم کہ یک ساعت توصف یار ما گوئی مرا باریت در دل اے امیر بار بیچ افتد چو نامش بشنوم غمہا بشاویہا بدل گردد ہمہ دشنام گوئی اگر سلامی گویت جانال	وے پچوں حد حسن لذانی از کجا گوئی اکا احوال گدائے چند نزدیک دشا گوئی بشارت نامہ عشق است نام یارا گوئی من از تو خود نیازم ندانم تا چہا گوئی
۷۰۸	ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے حسن اینک بکج صبر مشغول دعا گوئی
بیائے تازہ سرو جو باری بیک نظارہ رویت ہم زد ہمہ پیش تو سر گرداں چو گوئیم چرا خست آں دامن قبایت خیال روئے تو وانکہ دل من	کہ نوشد با تو شرط دوستاری ہمہ ہنگامہ پرہیز گاری بزں چو گال کہ تو چاک سواری سر شک ماست یا غن شکاری دریں کلبہ گنجہ آں عماری
۷۰۹	حسن یار تو شد تو یار او شو کہ یاراں این چنین کردند یاری

<p>اے برخ شمع بتاں چشم چراغ دل توئی عالم باطن تو داری میل ظاہر حکم نیست گر بکنج خانہ شمیم نور آں خانہ زتست در سواد زلف تو اشکال بینم موبوئے پرسم از ہر سارباں کت چیست در محل بگو</p>	<p>روز من از تست روشن اختر مقبل توئی در زباں بادگیراں مشغولم و در دل توئی ور سفر پیش آیدم ہمراہ وہم منزل توئی من ننید انہم معاد ان آں مشکل توئی پرسم از محل و لے مقصودم از محل توئی</p>
--	---



اے حسن جاں بر فتاں بصورت مقبول یا  
باتوزاں گویم کہ ایں احوال را قابل توئی



<p>کاش کز پا پوسی خوشیم سرفرازی دہی کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی غمرہ را دیگر شغل ناوک اندازی دہی وہ چہ خوش باشد اگر تیغہ بایں غازی دہی دزد را با آں چاں طرار آنبازی دہی تا من درویش را ملک سخن سازی دہی</p>	<p>من کہ باشم تا مر اتشرف ہمرازی دہی نزد عشقت پاک میبازم و لے ترسم از آنکہ چشمت از خجہ گذاری عالمے را غل برخت بنده خود را میکشد پیش زانے خوش طہ را از خال کیو کن کہ نیکو نماید آنک تھنہا میبازم از نقد سخن در وصف تو</p>
--	--



گر نبوشی در دے از مخخانہ دردے حسن  
داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی



<p>اے عشق ترا بردل من منت جانی ایں دیدہ ماسوئے تو دایم نگراں بود</p>	<p>جاں را بتوبہ چشم کہ تو جاں بخش جہانی اے رفته و بگذشتہ بر ما فکراںی</p>
--	---

باید که کیے شرط کنی با من ازین دو از دروغمت بر جگر سوخته و غیبت پرویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد ایں درد چنانست که گفتن نتوانم	یا خود برسی یاد دل مارا برسانی اے بیخبر از درد تو ایں داغ چیدانی مارا شکرے بخش که شیریں ترازانی در نیز بگویم تو شفقن نتوانی
--	--

۹

تا چند حسن عشق شراب و غم شاد  
باز آ که ز پیرای نه پسندند جوانی

۶۱۲

افتد که سوئے گوشه نشیناں گذر کنی اے رفتن خوش توبه از چشمه حیات امروز آشتی کنی و مهر و مرحمت گفتی باغ خاص مکرّم کنم ترا قصه همی ستانی و ما هم بایں خوشیم دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کنم گوشه بدرود دل نکنی هم خوشیم ما	سر در خرابه من بیچاره در کنی روزے بود که جانب ما هم گذر کنی ماز و عتاب عریده روز دگر کنی ایں وعده را امید وفا هست گر کنی گر ایں طرف بگوشت چشمه نظر کنی هم عاقبت برفتن من دیده تر کنی گر ایں طرف بگوشت چشمه نظر کنی
--	--

۶

چون بر در تو جان دهد از دوستی حسن  
باید که دوستان دگر را خبر کنی

۶۱۳

دُر در صدف آں آب ندارد که تو داری با خال خوش خط ترا فزون تر زنی ماه	مه برفلک آں تاب ندارد که تو داری سرواں همه اسباب ندارد که تو داری
--	--

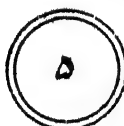
چشم تو یک غمزہ جہاں بستہ و زکس عالم تو نیک است تو بکشائے کہ سلطان نوروز بفضل گل و در صد ورق وے	ایں دولت در خواب ندارد کہ تو داری ایں گوہر نہایاب ندارد کہ تو داری یک فصل ازین باب ندارد کہ تو داری
--	---



بوسے بحسن دہ کہ شود مست بآں لطف  
کیں لطف مے ناب ندارد کہ تو داری



جگر م بے تو کہا بست تو ہم میدانی دوستی نیست کہ در باغ تشنیم بے تو امید تو کنم صبر و بسیکن چه کنم ہم از اں تشنہ نوازی کہ بست کرد شبے	دل دیوانہ خرابست تو ہم میدانی باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی عمر در عین شتابست تو ہم میدانی جان من در شکر آبت تو ہم میدانی
--	--



از حسن این چه سواست کہ مشوق تو  
این سخن را چه جوابست تو ہم میدانی



بخون دیدہ می غلطم چو مست چرا چوں تو بتے در پردہ باشد اگر سرت چنین زیبائی خواست شکست قلب مسکیناں گرا بست	چرا ندھی دیں غرقاب دستے مگر از تنگ چوں من بُت پرستے جہاں از فتنہا امین نشسته مراقبت اندر ہر شکستے
--	--



اگر خون حسن را ریخت چہ شمت  
چہ میرنجی خطائے کرد مستے



<p>بہر تو چہ کہ گویم بے نظیری دریں حسرت بسر بردیم پیری سرے شکرانہ گر ہم می پذیری کہ یارب قائل مارا نیگیری ہوئے کیستش با آن فقیری خلاص او نخواہم زان اسیری</p>	<p>گلے یاسرو یا بدر منیری برے ناخوردہ از نخل جوانی دل و دیں خدمتی تست پذیر ز گور کشتہ ات می آید آواز یکے در بہت ذرہ نگہ کن اسیرت خواہم این دل را و ہرگز</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن عمر تو از فوتازہ گردد اگر دپائے مسہ رویاں بمیری</p>	<p>۷۱۷</p>
<p>غم تو مرا غلغلہ رخوشی من از دیدہ ہم جو بہار خوشی خط تو برو نو بہار خوشی مرا از قرۃ لالہ زار خوشی نہ شب بود بل روزگار خوشی شراب خوشی یا خمار خوشی</p>	<p>زہے رونے خوبت بہار خوشی تو سرے زبالا رواں کردہ خوش رخت خوشتر از روئے گل در بہار ترا گرد لب بہرہ زارے خوش مرا دوش با تو شبے بود خوش بہت پرے و چشم ہا پر خمار</p>	
<p>۹</p>	<p>غزل خوب خواہی حسن لبخاں کہ یاد بت دہد روزگار خوشی</p>	<p>۷۱۸</p>
<p>جاں کشم پیش تو جاناں کسے</p>	<p>اے کہ سرتا بقدم جاں کسے</p>	

<p>اے بوسہ شکرستان کسے اے بدیں قاعدہ سلطان کسے تو کجا آئی مہمان کسے نیست این طفل بفرمان کسے ناخل یافتہ ایمان کسے چہ توان گفت مسلمان کسے بیش ازین داغ من جان کسے</p>	<p>چند دشنام چو زہرم بدی زلف چوں چترسیہ باز کشائے خانہ چشم زوم آب ولے خال تو دل ستد و باز نداد نیست در عہد لب کافر تو خوانی از طنز مرا کاسر دل داغ کردی چو دلم صد جا بیش</p>
---	--



صد سخن داں چہ حسن عاشق تست  
اے تو معشوق سخن دان کسے



باشنگاں درده آب خوشی  
ز روئے خوشت ماہتاب خوشی  
تو مست خوشی من خراب خوشی  
سوالے خوشی را جواب خوشی  
سرود ترے و رباب خوشی  
بخفت است نادیدہ خواب خوشی

بگرداں نگار شراب خوشی  
کہ مار از زلفت شبے خرم است  
من از ناز مستانہ تو خراب  
لبت خواہم آخر زبانے بدہ  
چو خوش بود ووشینہ مطرب کشت  
ولے ساہا شد کہ این بخت من



حسن کار بخت ناخوش مشو  
نخمش باش و درکش شراب خوشی



یک زمان گلشن گز در بانب صحرا کنی شہرے اندر عشق خودے شوخ رسوا کردہ ایکہ در عالم بحسن خویش لیلی گشتہ خاک گشتم بر سر ہر کو فتادہ ہر آنک فتنہ رویت شد مے فتنہ انگیز چہاں مدعی بگذر ز درد عشق او پند مہ	صد ہزاراں زاہل راں را بیدل شیدا کنی بس کہ آخر چند کس را بچمن رسوا کنی چند چوں مجنوں مرا گشتہ ہر جا کنی بو کہ یکدم ایں تن مارا بجاک پا کنی وہ کہ تاکے خلق را بے دین دل چاہی ما کنی یا بھی خواہی کہ باز از سر مرا رسوا کنی
---	---

۶

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب  
اے حسن تاکے حدیث اس رخ زیبا کنی

۴۲۱

اے رخ چوں زہرات رشاک رخ مشتری بے رخ چوں زہرات ماہ ندارد کمال نوش لباً وقت بوس زلف چہ آری لب خوئے زہرت باز شد بند قبا باز کُن خنیر بدو رخ یکے آتش موسیٰ نمائے	حاصل ازاں اخترت حاصل نیک اختر بے لب چوں شکر آب ندارد تری زلف ز لب دور وار دیو زانگشتی زانکہ خوئے میشود زان برخ مشتری اے کہ بدو لب تر زاب خضر خوشتری
--	---

۷

شوبہ حسن ختم کُن خاتم گویائے خود  
زانکہ برو میشود ختم سخن مشتری

۴۲۲

مرا بروز ختم امروز یار بایستے گزار برد گورم در آرزوئے قلاں	صد اندہ ست یک اندہ گزار بایستے یک آرزوئے قلاں در کنار بایستے
---	---



<p>مرا خود آہ دروز بید از روقبت  طبییب چونکہ مرا تشہرتہ دہد گہم  منم غریب ز شہر و توئی غریب ز من  من از غم دل و دل در ہولے یار خوتا</p>	<p>دیں چیں سر وقت آہ یار بایستے  کہ چاکشنی ز لب آل نگار بایستے  ہولے غریبت با ساز گار بایستے  عجب ازین دو یکے برقرار بایستے</p>	
<p>(۶۲۳)</p>	<p>حسن تو در صفت عشق استوار کردی پاک  ولیکہ پایہ سسر استوار بایستے</p>	<p>(۶)</p>
<p>با و آمد از سرو من آور دسلا۔۔۔  آباد ہراں باد کہ چنداں بدیدہ او  اے ہد ہد نامہ بر عشاق اگر صبح  خدمت بر رانی و بجز تو کہ رسا نہ  کے با و برو نام رو ہا ہا غیب سے آرد  آہ ایں چہ ہوا ہوا ہوا کہ نہور</p>	<p>از دوست سوئے دوست رسانید پیامے  کاں سرو در آور دیکے سر بسلامے  افد سوئے آں کبک خرامند خرامے  در بارگہ شاہ زمین بوس غلامے  ایں جہستہ صحرائی و آں رستہ دلمے  نا پختہ تر از ہچو من سوختہ خامے</p>	
<p>(۶۲۴)</p>	<p>برخیز حسن گام طلب در رہ حق نہ  کالحق نرسی جز کہ ازین گام بگامے</p>	<p>(۶)</p>
<p>چشم شورخ تو کہ در عین وفا اندازی  من پاندہ بظلم خانہ مارت و تو مہنوز  با تو مشنہ دایم شہ پرانج وفا خیا ہم باختہ</p>	<p>ہرہ برچید ازین سوختہ بازی بازی  دست در ہرہ ید ہری خودی بازی  گرچہ تو خود بخفا عجب دگر آغازی</p>	

بہری از شہ انجم گر حسن تمام	اگر دوزخ را تو دریں حصہ بہ پیش اندازی
کردم امید ز دل طرح چو میداغم آنکہ	با چوین مفلس بے مایہ تو کمتر سازی
زلف کج میشکنی چوں روش فریز باز	ایں چہ منسوبہ فتنہ است کہ می پروازی



دست بردے بنایم دو جہاں را چو حسن  
بحر یفنی خودم یک نفس از بنواری



مہ من چہ باشد اگر گہے سوے دو تاں گذرے کنی  
بمراہ مانفے زنی بہ نیاز مانظرے کنی  
شب من نگر کہ چہ تیرہ شد متوقعم بعنایت  
کہ نقاب بر فلکی ز رخ شب تیرہ را سحرے کنی  
چو بہ پیش تیغ تو سر نہم غلطت گر پے کشتنم  
ز خط سیہ سپے کشی ز صف کثرہ حشرے کنی  
بجہاروم ز صف غمت کہ دید قلب مرا ہمہ  
تو توانی از سر زلف خود کہ نشاندہ راطفرے کنی  
دل خستہ را بنیامت با امید آنکہ مگر گہے  
ز رخ و زلب مددے وہی ہم از ان دو گلشکرے کنی  
چہ غمت ازین مضمم اگر بعیاد تم قدم نہی  
چہ خوشست بر لحدم اگر بزیا تم گزرے کنی

حسن از طریق رضا ئے تو در گے نکر وہ بجائے تو

۷۲۶

نسزد کنوں بوفائے تو کہ بجائے او دگرے کنی

۶

بو سے بدہ از شکر چہ پرسی  
 بردار نقاب از رخ خوب  
 گفتی کہ چہ حال شد دلت را  
 سوز دل غولیش با تو گفتم  
 لختے سخنان بندہ را باش  
 رو باز کن از تیر چہ پرسی  
 اوصاف بہشت بر چہ پرسی  
 دل سوختہ شد دگر چہ پرسی  
 بریاں شدن جگر چہ پرسی  
 چندیں زدرو گھر چہ پرسی

۷۲۷

جاناں خبر حسن زمن پرس  
 از قاصد بے خبر چہ پرسی

۷

بیاساتی کہ قوت جاں تو داری  
 قدح میداں و مے رنگیں کیستے  
 سر از چوگان زلفت ہر کہ بر تافت  
 دلم جان تو از چشم تو دارد  
 چو مے دادی بگو نعتل از کہ غم  
 نمک را عاشقاں آں نام کردند  
 بالماس اندروں مرجاں تو داری  
 بعیاری چنین میداں تو داری  
 سرش را گوئے کن چوگاں تو داری  
 خے چوں چشمہ حیواں تو داری  
 شکر در پستہ خداں تو داری  
 بحدیث کہ امروز آں تو داری

۷۲۸

حسن دور سخن بر یاد شہ نوش  
 کہ آں معنی دریں دوراں تو داری

۹

<p>دلا آں در مزن تادہسانی یکے شمع برافروز آں جہانی مراد من بمن کے میرسانی تو ناز ناز نیسناں راجہ دانی ازو تیغ وز عاشق جاں فشانی سبک بارے برآ سودا زگرانی کہ نیکو مرد آں بزندگانانی وے بر طہر تیغ لن ترانی</p>	<p>در جاناں زدن کارسیت جانی چو میدانی شب آمد ایں جہاں را مراد از شمع نور عشق دارم گر ایں رہ میسروی ہشیار میر نثار افشاں تیغ یار جانست بجاناں داد عاشق جان خود و سن بشہر امروز آوازہ چنانست بہ موسیٰ گو کہ بزہر کوہ تیغ است</p>
---	--

۷

بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار  
اگر خواہی بہتائے جاودانی

۷۲۹

<p>سر رشتہ عشق است میلانے کہ تو داری کابش بر دآب دہانے کہ تو داری بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری صفہا شکند تیر و گمانے کہ تو داری جوشن چہ کند پیش سانے کہ تو داری بارے ہم ازاں سروروانے کہ تو داری</p>	<p>سر چشمہ نوش است دہانے کہ تو داری کوثر بحضورت بخشاید دہن لاف گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم بشکست صف عقل مرا غمرہ وار و ت از نوک مژہ چاک زدی جوشن صبرم گرفتہ بعالم فلند قماست خواباں</p>
---	---

۷

گفتی حسن آشفته خوابان جہانم  
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری

۷۳۰

بیاد شاد بشینیم بارے  
 بنا بنگر کہ مسکینیم بارے  
 بیا بکدم ترا بسینیم بارے  
 کہ گر خشکیم شیرینیم بارے  
 تو با خود باش ما اینیم بارے  
 ازاں لب بعوہ بگزینیم بارے

چو دل را رفته می بینیم بارے  
 ز تنوای یک نظر وجه زکات است  
 پیر بینیم این جہاں یوسف را  
 چو خرما گہ گہے خارے بازان  
 دریں رہ کار کار بنمود است  
 چو جام پارسائی خورد شکست



حسن گردن بقیہ تقلید خوش کرد  
 بکن گو ما بریں دینیم بارے



بہ ہر موئے مسلسل مبتلائے  
 بلائے ہمنشین مصطفائے  
 کہ من دایم در حاجت روائے  
 فرو وہ دلبرے برد لرزائے  
 دریں دیا ہمیزن دست پائے  
 بگویم گر نہ خواہی گفت جائے

گرہ زد باز بر زلف بلائے  
 بنام ایزد ہے خال و نہی زلف  
 بکعبہ برد غم حاجت نداری  
 ہنوادہ خال بر رخسارہ خوب  
 بیا اے آنکہ ہستی طالب بُ  
 مرا گوئی کہ جائے او نشان دہ



حسن صد بار سر آشنائی  
 بگوید گر بسیار آشنائے



خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

کہ می آرد ز زلف یار بوئے

<p>فروشد دل دریاں بالا و ہرگز اگر روزے ازاں رخ قال گیری گل ارپہ تو بر تو شد ہمہ لطف بر یوسف چشم روشن داشت بخت کجا پیراہن یوسف کجا ما</p>	<p>نگفتم بیسج بالا و فروئے ز بے روز خوش فال نگوئے نشد ہمتائے او در بیج توئے چنینہما چشم در انداز چو توئے بندست از سر کیوش بوئے</p>
--	--

۴

حسن تو جاں بجاناں وہ کہ خوبست  
قدائے خوب روئے خوب گوئے

۴۳۳

<p>زہے جانے کہ جان بش تو باشی دراں دوزخ گلتاش تو باشی کجا میرد اگر جان بش تو باشی ہراں بلبیل کہ بتاش تو باشی دراں مجلس کہ ریحانش تو باشی بشرط آنکہ سلطان بش تو باشی</p>	<p>زہے دل کہ چہاں جان بش تو باشی گراں دل را بہت عشق سوزند دلہ در تنگنائے مرگ ماندست شود مرغانِ عرشی را نوا بخش چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس ثرہ چوں چتر میدارد مرصع</p>
---	---

۵

بامیدت حسن با درد خو کرد  
خوشا در دے کہ در انش تو باشی

۴۳۴

<p>کس مبینا و درد تنہائی در کہ بے نیم چو رفت مینائی</p>	<p>اے دو چشم مرا تو مینائی چشم از طلعت تو روشن بود</p>
---	--

ہرچہ بالیست آدمی باشد درد دیدم ز زود رفتن تو جان نپاید اگر نپائی تو ہر کرپائے بنگشت فراق	ہمہ دارم ولے تومی بانی درد دیگر کہ دیرمی آئی جان من پیش ازین چہ بیپائی عاقبت سرکشد برسوائی
---	---

۴

حسن ایں جا سرشک غل می بار  
یار یکبارگی شد آنجائی

۶۳۵

دلم را در ہوائے خولش بستی کہ میگوید کہ رفتی از برم دور مرا گفتی دل تو نشکنم بیش لب شیر قی تا ہست میگوں بہل متاد در پایت شوم پست بکویت آمدہ در خورچہ بینم	مرا بیدل رہا کردی و جستی زدیدہ خاستی در دل نشستی اگرچہ عہد ما کردی شکستی مرا از سر نخواہد رفت مستی مثل نشنیدہ مستی و بستی دروں کعبہ نتوں بت پرستی
---	--

۵

حسن چوں از دو عالم در تو آویخت  
براں بے خانناں در از چہ بستی

۶۳۶

تُرک من دی گزربہ خم کردی مست گشتی و تندراندی خوش گفتہ بودم کہ دل نخواہم داد	مست گشتی و راہ گم کردی مور بیچارہ زیر سہم کردی من نہ دادم تو اشتہم کردی
---	---

مازلت درازدم کردی	تانه گردند گرد گنج رخت	
۶	حسن از ساکنان صومعه بود تو بشو خیش و قف خم کردی	۴۳۷
ما بے تو چو طبلاں بزاری تو ہم بہ سزاج روزگاری با آنکہ بدیدہ در نیاری اے دوست بیا کہ تاجہ داری بہ زیں نبود متسام کاری	اے سرور روان جو باری روزے نتوانخت روزگارم سر مہ کھنم استخوان خود را ما دشمن عقل و جاں خویشیم کارم بہ تمام کردا بستر	
۵	بستت حسن بزلت او دل جیفت گرش فروگزاری	۴۳۸
پردہ ماہمیدری محرم راز کیستی سر و بلند قامتی عسمر راز کیستی اے ہمہ داؤ ہات خوش چارہ بازیستی حاجت مارو اگنی سر نیاز کیستی	اے تو چن بادشاہ بندہ نواز کیستی دُر بزرگ قیمتی تاج سر کہ میشوی روئے تو زرد نیکیوں پرده زماہ چارہ اے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندگا	
۷	بندہ حسن اجد زباں گفت کبندہ توام تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی	۴۳۹



چو غنچہ در صف گل صاحب کلاه توئی  
کمر بہ بند کہ سالار ہر سپاہ توئی  
نہے رواج در اں کشورے کہ شاہ توئی  
مرا بروز و شب آفتاب ماہ توئی  
ز تو سوئے کہ گریزم گریز گاہ توئی  
گناہ چیت چو بخشندہ گناہ توئی

بیا کہ برہمہ خوبان شہر شاہ توئی  
کلہ پیش کہ فرمان ہر دیا تراست  
زہے نشاط در اں سینہ کہ منزل تست  
برو نشان فلک حاجتہ مدارم از انک  
زدست تو بکہ نام ز نام حکم تراست  
ہر اس چیت چو اسید مرہمت از دست



کہ ام قاضی حکم حسن تو اند کرد  
کہ ہم میا نچی و ہم نصم و ہم گواہ توئی



چہ تے کہ ہیچ سرے نبود بدیں روانی  
خبر از برون چہ پرسم کہ تو درون جانی  
تو بیا سلامت اینجا چہ سلام میرسانی  
اگر ایسیات گیرم بحساب زندگانی  
پہ شود شبے نشاطے میری برو نشانی  
بہ فقرے مدد کن ہم ازاں شکر کہ دانی

چہ گلے کہ ہیچ غنچہ نبود بدیں جوانی  
سفرے چو تو عزیزے ز نظر بودہ از دل  
تو غناں بدیں طرف وہ چہ رسول سیرتی  
بجمال جانفزایت کہ عزتست بر من  
ہمہ روزہ می نشانی غم تازہ برون من  
بہ ہولے یک حدیثت من صد ہزار سودا



بجمال حسن و قتی ز حسن ربودہ دل  
دل و جاں فدائے لوبیت کہ منور پہنجانی



منم رویش تو شاہی مرا با تو چہ ہمراہی

من آہ سحر گاہی تو از جاتم چہ میجو اہی

<p>مجانم زون جم نیست میکن هر پنجو ای ممالک را سلم کن بطغرلے شهنشاهی چه معلوم است تلے او چگونه می پنداهی</p>	<p>سراز دام تو نتوان یافت میکش هر چه میگویی بگرد نقطه خورشید مشکلیں دایره برکش تواز در و فراق من چه دانی زانکه در یارا</p>
<p>۹</p>	<p>۴۲۲</p> <p>ز غمهای حسن لے جاں اگر آنکس نی شاید ز اندوه تپی دستاں تو نگر راسخه آگاہی</p>
<p>شادمانی مانخی نگری آه من از ستاره سحری من ندانم فون دیو و پری خود تواز حسن عالمی دگری وے بگاه خرام لبک دری نیک بیگانه وار میگزری که همه عمر نام من نبری که هنوزم ز جاں عزیزتری</p>	<p>وعدا میکنی و میگدزی هر سحر یک دو گام پیشتر است نشد از من خیال زلف درخت کس بحسن تو نیست در عالم لے بوقت طلوع بدر منیر نه سلامی دهی نه دشنامی من همه عمر خود ندانستم هم بجان عزیز جات کنم</p>
<p>۹</p>	<p>۴۲۳</p> <p>حسن از عشق مست و بیخبرست توازاں مست خویش بیخبری</p>
<p>از غریبان نمی کنی یادے بیگنا ہے اسیر جلا دے</p>	<p>لے بشوخی نهادہ بنیادے دل گرفتار غمزه تو بماند</p>

چشم تو جاں تاں لب جان بخش داد جستم ز گیسوئے تو بتافت کو نسیم صبا کہ از زلفت زلف تو تو بیہ سرا ماند اے کہ تا دور عالم است نژاد دل ویران من بدولت عشق	ہر یکے در فن خود استادے تا فن چیت گر نمیدادے ہر کجا شکست بکشادے کہ ہمی بشکند بہ ہر یادے از تو زیبا تر آدمی زادے ہست امروز محنت آبادے
--	---

۴	بہ کہ در بایت او فتم چو حسن نیمت مارا جز این بہ افتادے	۴۴۴
---	---	-----

اے رخت اوراق گل را محله سرو ہرگز رہ بر فارت نبرد عقل عشقت را ندیدہ آخرے از کز اس ناید نشانے با تو راست دل بجاں بستہ چہ آید بر درت از قدمست ہر مقامے روضہ	خود توئی سرد فر خوبی بلے ہرگز این اقبال یا بد کاہے آینجاں در آفرینش اقلے یکدو میند ہر کجا بہت احولے در حرم نبود جنب را مدخلے وز فراقت ہر رباطے مقفلے
---	---

۵	باحسن گفتی چرا عاشق شدی صد جو بہت این سوالت راوے	۴۴۵
---	---	-----

زہے با عاشقاں تو کردہ نازے	چونماز تو مرا با تو نیازے
----------------------------	---------------------------

ہمہ شب در خم آں زلف شکلیں بود گاہے کہ ہماں من آئی چرا بیمار خود را جاں بخشی	چہ پُرسی مختے دارم درازے شوی بیچارہ را چارہ سازے نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے
---	---

۴۶۶	حسن گر روئے تو قبلہ سازد مباد اکش متبول افتد نمازے	۷
-----	---	---

جاناں اگر امید من از تو روا شدے خورشید رویت ارشدے غائب از نظر از دست وعدہ ہائے تو یا یارب آدم من ایں جُدائی ار مثلاً دیدے بخواب تو کعبہ منی و چہ بودے کہ از تو ام چوں خواست بود روز فراق تو عافیت	جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے ایں روز روشنم شب تیرہ کجا شدے یار بچہ بوئے اریکے از صد وفا شدے ہستم براں کہ بند ز بندم جدا شدے طاعت قبول گشتے و حاجت و اشدے اے کاش کایں بقائے دور و زہ فنا شدے
--	--

۴۶۷	کے کر دمے بچوں چو حسن ہر دم آشنا آب حیاتم از نفسے آشنا شدے	۷
-----	---	---

نظر بر سیچ غمخوارے نداری طیب عاشقانیت نام کر ند بہل کر دغم ہر دم کشی تیغ اگر چہ سوختی جان و دل من	وگر داری بہن بارے نداری ولے تیمار بیمارے نداری مگر جز من گرفتارے نداری زمن دسوز تریارے نداری
--	---

بروئے غفل مادانیم و عشقش  
تو با این کارها کارے نداری  
بروئے مدعی عمرت حرامست  
که دل داری و دلدارے نداری

۶

دکان لاف کشائے حسن باز  
که چنداں روز بازارے نداری

۴۳۸

رفتی و رسم وفا پر داشتی  
خشم را از سرنگن چوں خوب نیت  
داشتی در دل که بیجا نم کنی  
گفتی از تو نگذریم نگذارست  
خشم را حدیث آخر آشتی  
کر دی لے جاں انچه در دل آشتی  
آشتی کن آشتی کن آشتی  
عاقبت بگذشتی و بگذشتی  
تا یکے در پند شام و چاشت  
روز عمرت بر سر آمد بهوش دا

۵

اے حسن عاشق شادی را رفت محوئے  
گندمت ندهند چوں جو کاشتی

۴۳۹

گر نعم تست روز غم مونس روز غم توئی  
کعبه دل بخون جاں پاک بستم از بتا  
و رستم رسد ز تو داور آں ستم توئی  
جز تو که ره برد در آں محرم آں حرم توئی  
منت غیر چوں برم زانکه ولی نعم توئی  
خود چو حساب میکنم حال آں رقم توئی  
صغیر جاں عاشقاں هست بخون رقم زده

۶

روز قیامت ار حسن سچو شمار هر کس  
عرض سخنواراں شود در صغیر شاں علم توئی

۴۵۰

اے چہلال دہشتہ شخص مرا بلا غری سی و دو کو کبت بمن راجح دارتا مگر یوسف اگرچہ روشنت آئینہ جمال زو تاز تو قوتے ہی یا بد اساس حسن تو کارو باستخوان و تو خورده ز ظلم خون ما	درد و ہلال خود نگر میں دو کو اکب دری بیسیت و دو سالہ عمر را باز رجبت آوری یوسف عہد ما توئی آئینہ کو کہ بگری بردل من قوی بود قاعدہ قلندری اگر پری استخوان خورد تو ہمہ خصل چرخوری
--	---

۶

روئے تو مشتری حسن از پے حوت می تپید  
ہم تو بران مقیم شو کست مقام مشتری

۷۵۱

اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میروی خلق بجوئے تو دواں شد سوئے باغباں رواں رشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ غمرہ چو تیر داشتہ زہر براں گماشتہ رہ چو صبا نوشتہ تادہ چو گل گذشتہ	پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی اے تو بہشت نیکو تو بچکار میروی زلف کند ساختہ سوئے حصا میروی رحم فرو گذاشتہ زخم گزار میروی کبک خرام گشتی گام شمار میروی
--	--

۷

اے ہمہ دل بدام تو بندہ حسن غلام تو  
ہفت زیں بکام تو تو ز کنار میروی

۷۵۲

اے کس چو تونہ از چمنے سیر چرائی دور از تو چو تو دور شدی بند زیندم مرے کہ سوئے کس نکند میل بہر باد	چوں دور زمانہ بکے دیر نیائی از دور جدا گشت زبے درد جدائی امروز چہ باد ست کہیں سوئے گرائی
---	--

<p>دل خانہ تو سازم اگر تنگ نیائی اے جان من آخر تو ندانی کہ کجائی کا قبالم واد بارم حکیمیت خدائی</p>	<p>ہمان منی خانہ من تنگ تراز دل جان تو کہ من بے تو ندانم کہ کجایم افلاس مرا طعنہ مزن بہر خدا نامک</p>	
<p>۷</p>	<p>مدیر چہ سازد حسن کنوں کہ برآمد نام تو بسلطانی و نامش بگدائی</p>	<p>۷۵۳</p>
<p>روئے چو بہت بہت چو شمع چہ گدازی گر چارہ کار من بیچارہ نسازی کز گوشہ نشینان نہاں خانہ رازی ہند و بچہ باترک کما ندر بہازی لیکن تو ورائے ہمہ ترکان تراز رخسارہ خود کردہ ام از دیدہ نمازی</p>	<p>اے ماہ کہ شمع ہمہ خواباں طرازی امروز دریں کار مرا چارہ کہ سازد بہر گز نتوان داشت نہاں از دل از تو پیوستہ بدنبالہ چشمت رود آں خال برحلہ نیکوئی ترکان چو طسرا زند از بہر سجد در تو دوش ہمہ شب</p>	
<p>۷</p>	<p>از تو بندہ حسن جاں بحقیقت کیں عشق حقیقی ست نہ سودائے مجازی</p>	<p>۷۵۴</p>
<p>جانم فدائے نامت با من گجوچہ نامی در چارہ نباشد ماہے بدیں تمامی گر سیم خود پوشم نوعے بود زخامی زاں لعل آبدارت یک چند بوسہ امی</p>	<p>اے سرو خوش خرواں یا رچہ خوش خرمی سرکش چو نہ سپہری روشن چو بہت کوکب تا عاض تو باشد سیاب گوں در افشاں یا آنکہ در وصلم بخشیدہ تو خواہم</p>	

عفوست کر حشمت تیرے رسید مارا  
اگوئی تو کعبہ دل دل کمتریں غلامی  
بے قصد بود دامن "دمیابغیر راہی"  
اے کعبہ را کشیدہ در حلقہ غلامی



سہلست اگر حسن را کردی بکام شمن  
باید کہ دوستش را بنیم بدوست کامی



اے یار سچے کن کر یار بزرگروی  
گر روزگار با من ز بہار خود بر گشت  
امسال یار باشی چوں یار بزرگروی  
تو خون جان من خود ز بہار بزرگروی  
یاری کنی و ہرگز از یار بزرگروی  
تا گرد اندک خود بسیار بزرگروی  
سرمایہ جوانی بس اندکست جاناں



ہر بار از حسن گر برگشتہ نگارا  
بارے امیدش اینست کیں بار بزرگروی



اے دل بہ تمنائے غرض خویش نیابی  
دروے بتو داد ترا مایہ ہمانست  
آں مایہ کہ از دست دہی بیش نیابی  
آں رہ بچ و راست پس پیش نیابی  
تا گم نشوی گم شدہ خویش نیابی  
ایں گنج بجز در دل درویش نیابی  
دینا طلباں را پے خبر از غم مولے



بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت  
دعوی ہمہ سچیت چو معنیش نیابی





از کرشمہ باز شورے دیہاں انداختی آں دہان پر نمک بریحکپس پیدا بود شہسواراے کہ بیرونی زمینان صفت چست برستی کمرانگہ نیچرے در میاں دی کہ رفقی سوئے بتاں همچو گلزار بہشت گل دہان باز کردہ میزد از شکل تولاٹ	لب فروستی ماراد زباں انداختی خندہ کردی و شورے دیہاں انداختی گوے بروی گفت گوئے دریاں انداختی یازوہیے عالمے را در گساں انداختی غلطے در لب بلان گلستاں انداختی رخش بر کردی و خاکش در دہاں انداختی
--	---



بم داداں نامہ دادت حسن گریہ کن  
قصہ اش خواندی و در آب رواں انداختی



اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہان دیگری گرد و بگرد شہر ما بہت ہزار گلستاں عقل سپرنمی کند پیش خدنگ عشق تو زافت مرگ ہیچ تن جان نہر دگر کن	باغ و بہار حسن را سرور و ان دیگری تو بر خان لالہ گول لالہ ستان دیگری زانکہ تو در صف بتاں سخت کمان دیگری من بتو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری
--	--



اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن  
گرد سرت ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری



اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی از آستینت مارا پریشاک گشت دامن دارم بشہر ماہی کز خرمن جالش	بہ نشیں کہ بہت در تو سیمائے آشنائی ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی خورشید خوشہ چسپند مانند روستائی
--	---

بادام چشم مستش واں پستہ سخن گوئے  
عشقش کشید کشمیر در راہ لا ابا لی  
امروز وقت صبحم آمد از وسلائے  
جال بخش جاں ستانبد دعویٰ خدائی  
سوداش کرد غارت بازار پارسانی  
خوش وقت صبحگا ہاں آغاز روشنائی

۵

ہاں لے حسن شب روز آید ناکہ آخر  
روز وصال باشد بعد از شب جدائی

۷۹۰

اے شہد نوشین لب پاک از بہر آلودگی  
واری جمال بے بدل روئے تو بے مثلش  
لغتم بر غم عاشقاں آسائے گیرم ز تو  
اے خون خلقے ریختہ واکہ از ازل غل نخوت  
بہ نشین مگر بازار بیتہ چشم زخول آلودگی  
خالے و خطے بے خلل چشم و بے فرمودگی  
استغفر اللہ زیر سخن عشق تو و آلودگی  
نہ دست تو دار و خبر نہ تیغ تو آلودگی

۶

نور حضور تو چناں بر ما تجلی می کند  
کز خود حسن غایب شد دست از غایت کم بونی

۷۹۱

اللہ اللہ این توئی یارب کہ مہاں منی  
سر بسوداے تو در بازوم کہ سر باز توام  
مرغ صبح از بوستان و باغ یاد مہمید  
خستہ و پرویز گر شیرین شکر ہر دو دست  
اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر وصل ترا  
دوش در دل بودہ امروز در جان منی  
جاں بزیار بیتہ افتانم کہ جانان منی  
من از اں مرغان تو، تو باغ و بہستان منی  
تو بدیں بہائے شیریں شکرستان منی  
قطرہ در کار من کن کاب حیوان منی

گر حسن صد بار میگوید کہ من زان توام

۵	کے چناں باشد کہ یک رہ گوئیش آن منی	۷۶۲
جام جاں پرور کرم نال لب میگوں کیے ہم دروں باتو کیے دایم ہم بیروں کیے خستہ صا پارہ شد ہر پارہ درخوں کیے باک بود چوں دل لیلیٰ ست باجنوں کیے	اے و چشم درہوائے لعل تو درخوں کیے ظاہر باطن بدیع اتحادت سو ختم دی ز در دے سینہ بادیاور میگفتم حدیث صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد ز اہل عزت	
۷	گر حسن آہے زوے دوش از درون مقیار برقرار خود کجا ماندے ز تہ گردوں کیے	۷۶۳
چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی چند دلہا را فراہم کرد بایں درہمی نعمت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی آدم نجابا بغزیت مسکین آدمی حال نیست تو ز احوال غریباں بے غمی من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی	اے بہار خرم از رویت گرفتہ فخری زلت تو یا این کہ در ہم شد دلے این مکہ ادا حسن تو ہر روز از روز و گرا فزوں تر عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون کوئی نغمہائے تواند جائیگاہ جاں رسد گر پنجشی و ربگیری چارہ جز تسلیمیت	
۷	آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن کیس بنائے زہد را چندان نباشد محکمی	۷۶۴
غنجیچہ گر خوش ست تر در نظم تو خوشتری	اے ز طراوت رخت تیرہ شدہ گل تری	

جملہ بتان نازنین از غنق اندیا ز جبین شکر گل کیے شونہ چوں تو باغ در شوی جاں بغت دہم مگر رحم کنی و دل دہی جاں نہ تار میکشم بر قدمے کہ می زنی روز غم تو مر مر از اشکست گوشکن	تو ز بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگر ماہی و مہ قراں کنند چوں تو در آب بگری سر بہت نہم مگر پائے نہی و بگری دیدہ قدم کنی ہی بر طرفے کہ پے بری من بہ شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری
---	---



چیت کہ ہرکستی از حسن شکستہ دل  
خون دلش بخوردہ بہیچ غمش منیخوری



باز ایں چہ جو رہا سبت کہ ہمال میکنی پیش کہ خط نوشتہ اے شوخ کز جفا حالی چو نیست در ہمہ میداں حرفت تو ساتی بدہے کہ دہد راحتے بھر اے محتسب چو توبہ بدست نہادہ اند جاناں تو از نخست صف صبر می دریا	جانم اسیر غمزہ اقبال میکنی ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی خود گوے می ربائی و خود چال میکنی تجیل عمر میں تو چہ اہمال میکنی خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی بس قلب عاشقان را دنبال میکنی
---	--



ایں طرفہ کز حسن کہ ضعیفست بے نوا  
کہ قصد جاں و گد طلب مال میکنی



پر یو یا بنام ایزد جمال حور عین داری  
مژہ چوں نیش زنبورے دلے چوں انگبیس داری

کہ بیند تیز در خالت ز بیم چشم قنانت  
 کہ از ہر یکے ہند و دو ترک اندر کس داری  
 اگر مرہ روئے روشن دارد و گل بوئے جاں پرو  
 ترا چون صفت کردن ہاں داری ہمیں داری  
 اگر خواباں مباحہاے سیمیں خون حلقے را  
 ہی ریزندایں حجت تو خود در آستیں داری  
 ز حال دین من کہ کہ چہ می پرسی تقالی اللہ  
 مرا چوں خود توئی قبلہ بس انگہ لاف داری  
 اگر در چیں بتاں باشند گیسو ہاے خم در خم  
 تو اندر ہر خم گیسوئے چندیں جاے چیں داری

۷

حسن گریار سلطان وار حکمے کرد بر جانت  
 ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمین داری

۷۶۷

نزار دل شدہ را بند بستہ بختانی  
 اگر بتاں تو سجدہ بر ند می شانی  
 تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی  
 میان خوابان سر و بلند بالائی  
 بگو سخن بدرازیت یا بزیبائی  
 غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی  
 شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانی شاپید  
 بطن و طعنہ ہی گوئیم شکیباباش  
 بقامتے کہ نہ پستت و بے بلند ترا  
 منازع سخن سر و گرد راز کشد  
 سگ تو باشم و خاک دہت شوم کچم

۷

اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست  
بہر خویش بیناد روئے بینائی

۷۶۸

چرا روز مرا بدخواہ بودی  
نہ یک شب منرلم را ماہ بودی  
تو مرغ خوش خفتہ در خرگاہ بودی  
دراں بہیت تو شاہنشاہ بودی  
مگر کز عشق من آگاہ بودی  
سفر کردم تو ام ہمراہ بودی

چو از شہائے من آگاہ بودی  
نہ روزے بردل من ہر کردی  
من از تو چون شفق در طشت خم  
ز ملک حسن میشد در ازل ذکر  
مرا گنتی سفر کن یا بدل کن  
بدل جستم کسے چوں تو ندیدم

۵

حسن ایں راہ صاحب نعمتاں بود  
تو بارے فی امان اللہ بودی

۷۶۹

مے شہانہ کہ باقیست نوش می نکنی  
چرا ہماں کرم مشب چو دوش می نکنی  
چہ فائدہ کہ یکے زان بجوش می نکنی  
چہ دیگ اے دل نگیں کہ جوش می نکنی

چہ شد کہ قول حریفان بجوش می نکنی  
بیک کرشمہ مراست کردہ بودی دوش  
ز عشق لعل لبست صد ہزار در سقتم  
ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق

۵

چہ مرغی اے حسن اینا ہائے دلکش حیت  
اسیر دام شدی و خموش می نکنی

۷۷۰

کئی دلدادہ را دلنوازی  
بہ از روز قیامت در درازی  
نباشد یک نمازین نیازی  
چہ شیر نیست یارب عشق بازی

چہ باشد گر شبے با من بسازی  
قیامت کردہ از شب کند  
اگر رویت نباشد قبلہ من  
چہ شکری نہاید تلخی دوست

۶

حسن کاریت بر عکس او فتادہ  
ازیں سو عجز و زان سو بے نیازی

۷۷۱

نصیب عمر ہمینست قدح بیار شرابی  
حدیث من بچہ ماند با ہتاب و عربی  
بیا کہ عالم عقلم نہاد رو بخرابی  
چو حکم اوست سر اسر تو سر ز حکم چہ تابی  
بہم نشینی زر گر کلید گنج نیابی

حریف من تویی امشب اگر چہ پست خرابی  
در آمدی و بر آمد امید گم شدہ من  
چہ نیم مست گذاریم شہر بند تکلف  
بہ جستجوئے تمنا باش تا فتنہ دل  
بدوستی منم ستارہ سعد نگر دد

۷

منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا  
کہ آں مقام ندارد محل خاکی و آبی

۷۷۲

خواب دیدم کہ چو گل خندہ زناں می آئی  
چوں سمن تازہ و چوں سرور و اں می آئی  
گرد رخسارہ نیفتانندہ بحکم عادت  
پہچناں نازکناں خندہ زناں می آئی

دیده ام رفتن تو نغز تر از چشمہ خضر  
چشم بد دور چه گویم بہ ازاں می آئی  
من چه گفتم چو بدیدم کہ در ا بسم اللہ  
جاں کنم جائے تو کز عالم جاں می آئی  
چمن آب و گل ایں میوہ کجا آرد بار  
بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی  
بخت را مانی و بنیاد ہمہ دولت ہا  
بخت ایشاں تو کہ در خانہ نشاں می آئی

۶

جایگاهت حسن از دیدہ بدل کرد بل  
چکند کز نظر خلق ہنہاں می آئی

۷۷۳

خندہ چہ پرسم از کجا خوے کردہ خنداں آمدی  
بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی  
خوش خوش بہ تخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا  
آگاہ نا کردہ مرا ناگاہ ہماں آمدی  
گنج کہ گوہر چینیت سروے کہ سایہ شینیت  
ماہے کہ روشن بینیت صبحے کہ خنداں آمدی  
اے شاخ کیسویت علم و قلب عشاق شرم  
از مشک بر گل دم بدم صفت کش سلطان آمدی



رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او  
خورشید و شمس کی خواستہ تنہا بیدار آمدی

۷

مسکین حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے  
در کلبہ تاریک وے چوں آب حیواں آمدی

۷۷۴

چو زلف تو بکتری وعدہ داد تا دیرے  
نکو باز دیریں اعتقاد تا دیرے  
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے  
کہ نے بداری وقت کشاد تا دیرے  
کہ می بنا لہسربا د تا دیرے  
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

خط خوش تو کہ سر سبز باد تا دیرے  
بخد مت لب خدانت غنچہ دل در بت  
درون دل کمند جاوے بشکائی  
بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد  
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارو از شب بھر  
بہار حسن تو خوانیم تا قیامت خوش

۷

سرازدیچہ بکش یا بکش حسن را زود  
کہ بر درت نتواں ایستاد تا دیرے

۷۷۵

جان و سر تو جاناں کاں ہم میلستے  
با آں ہمتہ نگلی ہم دستے بد ہانستے  
خون میخورد از حسرت کے کالج چنانستے  
کو با ہمہ خیر خود چیرے بنو مانستے  
ہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنستے

دل می طلبی سہلست گر حکم بجانستے  
رہ یافتے اریک رہ دستم بد ہان تو  
غنچہ دہن تنگ ست تا دیدہ شد دل تنگ  
گل رفت و پس از رفتن عیش چہ نم کالج  
انگشتی لعلت پوشیدہ بماند از نہ

گفتا کہ در اشک از دیدہ روان کردم | در گنج سخن گفتی آن نیز روانست

۷

خط تو بعین عشق افکند جہانے را  
ورنہ حسن خستہ این حرف ندانستہ

۷۷۶

دل ضعیف قوی شد بیک پیام کہ دادی  
دو گانہ واجہم آمد بیک سلام کہ دادی  
نصیب بودیم را کنی ز شکر خاصت  
کنون فرشتہ مگس شد صلائے عام کہ دادی  
تو دیر مان کہ نماند سہ سالہ محبہ دو بوست  
سہ سالہ مست بماند بدیں دو جام کہ دادی  
بصفت بار برآ دیدہ لگام با بلق  
کہ بر دو کون برآید بیک لگام کہ دادی  
عقیقہ از لب علت بدیدہ وام گرفتہ  
چو دیدہ حل نشاند بگیر وام کہ دادی  
پیام دادی و گفتی قرار گیر بہ محنت  
مزید راحت من شد ہاں پیام کہ دادی

۷

حسن زتت بریں در مقام یافتہ وہ وہ  
گرش مقیم گذاری دریں مقام کہ دادی

۷۷۷

روزم بہے فروشد در عشق میفروشنے خردے ولے بخوبی یک فتنہ بزرگے در وصل دل فروزے در بحر سینہ سوزے ہنگام عشق دادن ہر مومے ازو زبا دادہ مرالباب جوشان مے کہ ازو گویند بہت دچس شہر سیاہ پوشاں	دل را ازو ہر اسے جان ازو فروشنے چشمش بغض نہیے نعلش بخندہ نوشے در ہرست ہمدے در کینہ سخت کوشے در وقت دلتوازی یکبارگی غموشے ہر جہرہ کنگدہ در مغز عقل جوشے در چین زلف او میں ہر سویا ہوشے	
۷۷۸	بیر خرد حسن با اکنوں مرید گردد کز توبہ توبہ کر دست بردست مے فروشنے	۵
رویش نگر از طلعت خورشید چہ پرسی یارے کہ کند یار من از غیب چہ جوئی از عقل صفات رخ محبوب نیاید گفتی بچہ حدست امید تو بدلبر	کوش طلب از مند جمشید چہ پرسی بوسے کہ دہد عود تو از بید چہ پرسی از بوم صفائے رخ خورشید چہ پرسی تحقیق امید از دل نو مید چہ پرسی	
۷۷۹	ہر بار ہی پرسی کا حوال حسن حبیت بیہات ازین محنت جاوید چہ پرسی	۷
سرے کہ بر وریں آستانہ می زننے زلفت از سر مومے طمع کند شانہ چہ کرد طوبی با قامت تو پایے دراز	بروں خرام کہ تا زیر پات افگنے بخاک پات کہ دنا ہناش بشکنے خداے دست دہد تا زینخ برکنے	

تویار غار منی و مرا چہ بہتر ازاں اگر نہ خار غمت می گرفت دامن من دے بر آتش سوزاں ہی زغم یارب	کہ عنکبوت صفت بردر تومی تنمے کہ می گرفت کہ چوں گل دریدہ دامنمے چہ سخت جانم گوئی ز سنگ و اصنمے
---	---



فسرہ ماند حسن از غم جہاں اے کاش  
ز آتش غم تو شعلہ بر او زنی



ساقی بیا کہ از شب بگذشت نیم پایے زاں پیش کا ورد صبح از زر مسج طشتے با ما پلاس دارد چرخ ار نہ در نہ بستے دارم خار غصہ صافی دہ ارد ہی ہے پیش سگ افکنم دل تا قدم شناسد	زاں جام جاں نماندہ بر جان ماسپاسے در وہ سبوجہاں رازاں لعل صرف تاسے با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے خود در درانبا شد بادرو من قیاسے چوں نامست ز آدم یک آدمی شناسے
---	--



بے خوف و بے رجائے بچوں حسن نباشد  
نر کس امید دارد ز بھیکس ہراسے



شب و روز چوں غریباں کشم زغم تو خواری شکرے ز پستہ بکشا بطرافتے کہ دانی نہ بہ ہفت چرخ باشد ملکہ بدیں لطیفے بکرم چو آفتابی چسکنم اگر نتابی سرو کار من دیں غم بکجا رسد کہ داند	ز تو بس غریب باشد اگر م فرد گزاری نظرے بجال من کن ببطافتے کہ داری نہ بچار رکن عالم ملکہ بدیں سواری بہ صفت چو ابر رحمت چکنم اگر نیاری نہ مرا مجال قربت نہ ترا طریق یاری
--	--

<p>۵</p>	<p>حسن ارچہ کج بہادے کلہ کرشمہ برسر بیر تو بند اکنوں کمر اسید واری</p>	<p>۷۸۲</p>
<p>پاے جلگستاں نہ گردست سے داری اے گل بتو خوشنودم تو بونے کسے داری اے صبح تو یاری کن گز خوش نفسے داری من کشتہ این کارم خیزار ہو سے داری</p>	<p>گل خمیمہ صحر از دمان گر ہو سے داری اے سرو بتو شادم شکلت بغلاں ماند مارا بدعائے مانختاد درے اشب جاناں ہمہ خوباں را باشد ہوں کشتن</p>	
<p>۷</p>	<p>گر باتو حسن وقتے صحبت طلبہ مشنو حیضت کہ گوہر را در سلک خسے داری</p>	<p>۷۸۳</p>
<p>دایم امید اکنوں نظارہ گلزارے امروز کہ گل داری بر دوست قشاں بارے امروز مرا باشد از اقبال تو بازارے ایں کار گراز بخت است ایے بخت کن کارے دریا بگہر دادن مفلس نشود آراے یکبار بدل دادن دریاب دل یارے</p>	<p>گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے اے تازہ بہار جاں رغم دل دشمن را گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی من سر تو بر زانو ہم زانوے تو دو با چشم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی تا چند بجاں بردن در قصد کساں با</p>	
<p>۵</p>	<p>تو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت آں کسیت کہ می دارد از بند گیت عالیے</p>	<p>۷۸۴</p>

<p>کودک میفروش میں کردہ چو عقل سرکشی من چہ کسم کہ از کفش جام نبید در کشم روئے چو آفتاب او چوں به پیاله نافه اے خضر از شراب خود جرعه نشان بخاک</p>	<p>میوہ باغ نیکوئی مایہ شوخی و خوشی کالج مقرر شد قاعدہ سبکدوشی در دل آں تنور ترے شدہ آب آتشی جرعہ او پیش اگر آب حیات می چشی</p>
---	---



خیز و چو خاک پست شو پیش سگدشت حسن  
گر تو بہمت بلند آدمی ملک و شعی



<p>گلبا ہمہ باز آمد وقتت کہ باز آئی اگل آمد و صد گونہ خوبان چین باوے اگر غنچہ دہد بوئے دائم کہ تو میخیزی سوداے سر زلفت انگنہ بمن شورے فالے کہ نکو دیدند در شہر بتان چلیں اے مرد ملک دیدہ افتد کہ بنور خود</p>	<p>جاں بے تو ہی نالہ چندیں چہ ہی پائی با جملہ جاں بے تو فریاد ز تہائی صبح شود طالع دائم کہ تو می آئی تا کرد مرا چوں خود شوریدہ و سودائی نام تو بروں آمد از دفتر زیبائی ہم چشم کنی روشن ہم خانہ یارائی</p>
---	---



گفتی کہ بخوابم شد مہمان حسن روزے  
تا خیر نمی شاید حکمے کہ تو فرمائی



<p>مکن نازا چہ ترک ناز نینی ز خاموشیت عیش بند تلخ است زر شک روئے تو اے ماہ بت رو</p>	<p>چرا با بندگان در بند کینی دہاں بکشا کہ جسد انگینی شود روئے بتان روم چینی</p>
--	---

<p>کلج نہ کہ ماہ راستینی زماں دانہ کہ خورشید زمینی بنزد ہر گدائے کس نشینی</p>	<p>برپیش تو کمر بند و ستارہ مرنج ارخوانمت ماہ زمانہ ترا خوبی چو ملک کی قباد است</p>	
<p>۵</p>	<p>حسن را در بہہ حال آفریں گوئے کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی</p>	<p>۷۸۷</p>
<p>مرا طاقت نمی ماند بر فقارے کہ می آئی شدم دیوانہ رویت نمی ترسم ز رسوائی توئی روشن دریں عالم من سکیں بگرد تو چو پروانہ ہی سوزم مگر تو شمع دلہائی اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے زہر سوسروہا تا ز دبیں خوبی و رعنائی نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودنی دلہم خود رفت می ترسم کہ جانم نیز بر بانی</p>		
<p>۷</p>	<p>حسن چوں روئے تو بیند ز نذرہ چنیں گوید مرا طاقت نمی ماند بر فقارے کہ می آئی</p>	<p>۷۸۸</p>
<p>وز ہیچ غم غم نخورم تا کہ تو باشی دل تنگ چرا باشد آزا کہ تو باشی</p>	<p>من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی وحشت چہ گذرد آرد آنجا کہ تو آئی</p>	

از طرز ہی کوئی خوش باش تو بے ما دینے و دلے بود مرا قبلہ احوال کردم تہی از نقش بتاں کعبہ دل را ایں گرد حرم گردد و آں گرد خرابات	آں روز بود روز خوش ماکہ تو باشی اکنوں ہمہ اینست تمنّا کہ تو باشی تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی
---	---

۷

اے عقل خزن لاف کہ یا رحسن اُمن  
بیگاہ عشقی تو مبادا کہ تو باشی

۷۸۹

ماہ سبک سیر مرا شتر بجا آید ہی وادہ چو اشتر مالشم از خار و خار با شتم تا اشتر او شد رواں چوں بحر کف لب و با تا آہوئے من یک نفس را نہ شتر را پیش و پس اشتر چو گردوں ہیچکدنا سودہ از ہنجارہ از سکہ بخ ز کشم بر اشترش زیور کشم	ترکم برسم سارباں اشتر سو آید ہی در پائے اشتر مالشم خلّیال وار آید ہی جنج منش در ہر زماں گوہر نثار آید ہی از شیر مرداں چوں جرس آواز آید ہی اشتر سو ام ہجومہ منزل شمار آید ہی پس رشتہ جاں بر کشم کزوے ہمار آید ہی
--	--

۷

پیش حسن رو بر زمیں بر رخس جاں افگند زیں  
چوں ہست رختے این چنین اشتر چو کار آید ہی

۷۹۰

من از مے توبہ کردم میل خاطر ہچناں باقی  
ازاں لبہائے میگوشت خمارم بشکن اے ساقی  
بدہ یک جرعه ام عالی و نام نیک باقی کُن



نگو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی  
 مراستی نہ از بادہ ست بہت از چشم تو  
 کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی  
 مثل گویند شہرے و گلے اکنون توئی آن گل  
 چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی  
 ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویند می شاید  
 کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی  
 چہ فرماں میدہی چندیں کہ زہر افشاں شولے غمخہ  
 یکے آن لعل شیریں را اجازت دہ بر یا قی

۵

چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں  
 چو مرغ در قفس ماندہ برے دوست مشتاقی

۷۹۱

من بندہ آنکس کہ دل و جانش تو باشی  
 آباد ہر آں خانہ کہ مہانش تو باشی  
 ملک دل من ملک تو شد تنگ نگرود  
 اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی  
 اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاء"  
 از من مہر آں درد کہ درانش تو باشی  
 عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسہ از آتش چو گلستانش تو باشی



دل تنگ تراز حلقہ خاتم شدہ لیکن  
دیوانہ آمم کہ سلیمانیش تو باشی



وقت بوسے عود را کیسوت بجشا اند کے  
شام است ماه عید را ابروت بجشا اند کے  
دیم بوقت صبح دی یک نیمہ پیشانیست  
چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے  
صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود  
یک رہ بخندہ باز کن لعل شکر خا اند کے  
خلقیست از خاموشیت با اشک چوں غائب  
وہ آں لب غائب و ش بجشا چو پستہ اند کے  
مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابر شدہ  
آخر از اں خط خوش ز نار بجشا اند کے  
ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیارست ہم  
گہ گہ مراعاتے مکن احوال مارا اند کے



جاں میند بہیت چوں حسن با انکہ چیزے انکت  
بیار بخشا از کرم بیذیر از ما اند کے



<p>ہر شب منظرہ سیارہ کہ گاہے          آن چشم کجا تا بحالت نگر تم تیز          بیداری شہلے مرا صبح گواہست          ہر تعبئہ ناز کہ درست نیکنیز          روتا فتی از من کہ زوم بوسہ بیایت          روزے نگر می سبز زگورم شدہ پیدا</p>	<p>بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے          بارے بند کردہ چشم تو نگاہے          صادق تر از خود تھاں یافت گواہے          بارے چو شوم مات بدست چو توشاہے          وہ ایں چہ عذابت بدیں سہل گناہے          صد قطرہ خوں بر سر ہر نوک گیاہے</p>
---	---

۹

فارغ منشیں گرچہ حسن می نرزد دم  
 آہ ارزد دل سوختہ بیروں زند آہے

۷۹۴

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے  
 ماقبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے  
 خیزلے خطیب برخواں ہر خطبہ کہ داری  
 رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے  
 گر سرو مسہ ندیدی بایکدگر موافق  
 بالاش میں چو سروے بالائے مژناہے  
 با آنکہ کرد توبہ فسق از دلم فراموش  
 ہم گربش بہ بسینم یاد آیدم گناہے  
 بندے اگر کشانید از زلف ظالم او  
 از ہر خمے بر آید منہ یاد داد خواہے

ہر سچ اشک من میں سر بر زدہ زخراگان  
 چوں شبنمے کہ افتد بر روئے ہر گیا ہے  
 یارب نگاہ داری چشم و چراغ مارا  
 گرچہ نکو دھڑ گز در حال مانگا ہے  
 قاضی گواہ بخوید در عشق بازی من  
 و اندک نیست حاجت اقرار را گوا ہے

۷

عقل حسن چه باشد اندر حضور عشقت  
 طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے

۷۹۵

من پیش کھم خدمت گر پے سپرم بخشی  
 تیرے بجلو نشستہ تیرے دگرم بخشی  
 تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی  
 افتد کہ ز نخل خود خرمائے ترم بخشی  
 از خندہ شیرینیت گر گل شکرم بخشی  
 گر از لب و دندان لعل و گہرم بخشی

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگرم بخشی  
 در دے بگلو ماندہ در دے بگلو ریزی  
 ہر روز بجای بازی پیش تو کمر بندم  
 مریم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ  
 در دے دل مسکینم شاید کہ بیارامد  
 گفتی کہ مفرح کن آں ہم تبواں کردن

۷

من بندہ حسن زان رو پیش دست اقام  
 امید شکر دارم و قنوت گرم بخشی

۷۹۶

رنج عشق تو بہ از راحت جاں بیارے

یاد نام تو بہ از ملک جہاں بیارے

<p>یک سناے توبہ از ہر دو جہاں بیاے جوہر جاں نہ بہ از گوہر کاں بیاے تو براں عادتِ دیرینہ ہاں بیاے خاک پائے توبہ از خونِ فلاں بیاے اندکے عفو تو آخر بہ ازاں بیاے</p>	<p>بے رضاے تو کرا دل کہ ہند دل بجاں پیشِ لعل لب تو سنگ ندارد یا قوت گرچہ از جور و جفاے تو کسے دیر نہ ماند سُخِ گل کیست کہ لافِ سُخِ رنگیت زند جرمِ بسیار مرا چند صفت خواہی کرد</p>
--	--



حسن از نالہ مرغانِ قفسِ عبرت گیر  
خامشی بہ بود از زخمِ زباں بسیارے



اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی  
از دور نظر رہ نہائی  
ماذرہ تو آفتابِ مائی  
جز نسبتِ عید و روستائی  
بے روئے تو روئے روشنائی  
وصلِ تو لطیفہِ خدائی

یک ہفتہ گزشت در جدائی  
افتد کہ فتادگانِ خود را  
ما خودِ عدیمِ بے وجودت  
مارا تو ہیچ نسبتے نیست  
نادیدہ جہانیاں جہاں ہم  
ہجر تو علامتِ قیامت



در بحرِ غم تو شد حسنِ غرق  
دستیش بدہ با شنائی



با سوختگانِ خود بازی  
رخسارہٗ عاشقانِ نازی

افتد کہ شبے بدلِ نوازی  
بے آبِ دو چشمِ خونِ دلِ نیت

چوں زلفت تو ہندوے ندیدم زلفت چو شب درازیارب	درچین و حبش بہ ترک تازی تاریک شبے بدیں درازی
۷۹۹	گرچوں حسن او فتم بیایت زیں پس من ولاف سرفرازی
حبیبی مہجتی قلبی منائی چو نور چشم من چشم تو باشد شربنا شربۃ فی یوم ہجر زبانم نالہ و خون جگرے وجودی مولم قلب جریح چہ خیزد گر پیرسی عاشقانرا رجائی فی لقا کما یحیبی اذا ما انت عنی غاب روئی	ترحم حالتی وانظر بکائی مکن دور از دو چشم روشنائی بصحر الفراق من فضائی حریفان جلد یاران ریائی فراشی حزن و ہمی متکائی چہ باشی کز دم ناگہ درائی شفائی فی شفا کما یشفائی چہ بودے گر نبودے آشنائی
۸۰۰	حسن راوار ہاں از ظلمت غم چو داری در رخاں نور خدائی
بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شنایند بطعن و طنز ہی گویدم شکیبائی	ہزار دل شدہ را بند بستہ بختائی اگر بتاں تو سجدہ بر بند می شائی تو حاضر آمدہ آنکہ مرا شکیبائی

منازع سخن سروگر دراز کشد سگ تو با شتم و خاک درت شوم حکیم بقامتے کہ زیست است نے بلند ترا	بگو سخن بدراز زیست یا بزیبائی غلام امر تو ام ہرچہ حکم فرمائی میان خواباں سرو بلند بالائی
---	--

۸۰۱	اگر چشم حسن خاص بہر دیدن تست بہر خویش میناد روئے مینائی	۷
-----	--	---

چو بامداد یکہ بر کسار بام آئی مرا بہ مینی و گر من بہ بینمت از دور ز تو توقع پر سیدنی نمی دارم منت سلام کنم صد ہزار بارے کا دلم ربودی و جاں می بری چہ باشد اگر ز چوں تو شاہ سوارے دے نیا سووم	جہاں بطلعت آراستہ بیارائی جمال خود چو ہمہ نو بہار ننائی سلام می نکنی کہ گہے کہ پیش آئی کہ وہ سلام مرا یک علیک فرمائی دلم بخشی و بر جان من بخشی تو از جوانی و خوبی خود بیاسائی
---	--

۸۰۲	زیاد آمدہ دست حسن بگیر امروز و گر نہ قصتہ او سر کشد بر سوائی	۶
-----	---	---

لعبت زیبا جمالی آیت فرخندہ خالی  
دیدہ در روئے تو حیراں اینت صنع لایزال  
گل کجا روید بہویت مہ کجا ماند برویت  
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

سبزہ گرد گل عیاں کن خال شکیں راہناں کن  
 باچناں خالے نباشد روزگار از فتنہ خالی  
 آدمی زادی تو یا مسر یا پری استغفر اللہ  
 ہر خیالے کاں مبندم تو بروں از آں خیالی  
 ماو عشق ماہ رویان عاشقے خود مینویس  
 ان لیکن ہذا اضلالی ماہدانی من ضلالی

۵

ہر یکے راست حالے بایکے صاحب جمالے  
 اے حسن تو حال خود کو حال من میں بود حالی

۸۰۳

مرو کہ میرود اینک ز نوک ہر شرہ سیلی  
 تو میہمانی عالم دریں میانہ طفیلی  
 بنود قبلہ مجنوں جز از قبیلہ سیلی  
 ہمیں اثر دہد الحق طلوع چوں تو سیلی

زہے درونہ دل را زماں زماں تو سیلی  
 بیا کہ مائدہ لطف کردگار جہاں را  
 اگرچہ در عرب از بہر قبلہ نباشد  
 بسان قطرہ باراں سرشک من ہمہ در

۷

عنانِ عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری  
 کہ سخت مشکش افتاد با جمال تو سیلی

۸۰۴

در خون من مسکین چندیں چہ ہی پوشی  
 حال من بیچارہ می دانی و می پوشی  
 جلے بغریباں کشت گرابادہ ہی نوشی

مہ را بخل مشکیں چندیں چہ ہی پوشی  
 در پردہ چہ می داری آں روئے نگاریں را  
 دستے بغریزاں دہ گز دہ ہی دوزی



گفتی کہ کجا بوی از دولت تو اینک با آنکہ بروں بُردی رخت از نظم ظاہر اے خواجہ بقلبے چنڈاں دُر کہ خریدستی	موقوف بہ بندِ غم در کنج فراموشی واند کہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا داراں روز کہ بفروشی
--	--



بگذر حسن از دعویٰ کاشفتہ خج بانم  
در تو نرزد آتش بیہودہ چرا جوشی



خلوتے خوش دارم امشب باچہ تو سیس منے  
سرو قدے چل توئے سوسن زبانے چل منے  
آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت  
مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم آئسکنے  
بے لب ت مے ذوق نہ دے بے رخت جور بہشت  
بے حضور دوستاں گلشن چہ باشد گلخنے  
مہ پیا بوس تو صدرہ افتد از بالا فرد  
چوں کند چوں نیست بام آسماں را روز نے  
ز حمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست  
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے  
دی مگر دامن کشاں سوئے چن کردی گذر  
کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے  
دعویٰ حسن بت من میکنی اے گل نمکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیرا ہن  
دوستے کز ہر موسہ رویاں حذر فرمایم  
نیست و اندر نزد من دشمن ترا زوے دشمنے



نخن من در گردش گزناورد یاد از حسن  
ہر کہ بازیارنے دستے کند در گردنے



غرق غم کنی بکنی غم گسارے  
گرچہ دلت نہ سوزد بر ہیچ زارے  
تیرے ز دوست غمخوار چشم تو کارے  
اندر خور کند تو چوں من شکارے  
آخر بے شکوت رسد پر وہ دارے  
راہی ہی رویم با میدان وارے  
ناموخت عقل دریں صف سوارے

دیرست تا نیکنی لے دوست یارے  
در آتش غمت دل و جاں زار ختم  
درمان در دمن نہ بازوے ہرست  
معذوری از من نظرے نفع کنی کہ نیست  
خلوت مرے غار اگر اہل قرب راست  
از مانہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت  
میدان گیر و دار تو داری ہم از ازل



جانا ز در عشق تو در ماندہ شد حسن  
نشیندہ کہ در حق در ماند یارے



اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہمان منی  
دوش در دل بودہ امروز در جان منی  
سر بسودائے تو در بازم کہ سرباز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانانِ منی  
 مرغ صبح از بوستان و باغِ یادِ میدہ  
 من ازان مرغانِ نیم تو باغ و بوستانِ منی  
 خسرو پر ویز گر شیرین و شکر ہر دو داشت  
 تو بیاں لبہائے شیریں شکرستانِ منی  
 اے کہ عسری تشنہ بودم شربت وصل ترا  
 قطرہ در کام من کن کاب حیوانِ منی



گر حسن صد بار میگوید کہ من آن توام  
 کے چناں باشد کہ تو گوئی کہ تو زانِ منی



بتے شوخے لطیفے دستانے  
 خوشے خوبے حبیبے مہربانے  
 ظریفے نازکے تیرے کمانے  
 قضائے محنتے رنجے قرانے  
 امیرے بادشاہے پہلوانے  
 لطیفے سرکشے جانے جہانے

بہر از من روان من روانے  
 ہے ہرے گلے مشکے عمیرے  
 حریفے دلبرے شنکے دلیرے  
 طیبے داروے دردے بلانے  
 کمندے نامکے تیرے خدنگے  
 شریفے شاہے خمرے خارے



حسن مداح او گشتی ازاں شد  
 زبانت در سخن گوہر فشانے



<p> نہ بر گشتہ خود وفا می‌کنی  نہ فکرے ز روز جزا می‌کنی  نہ از قید جورم رہا می‌کنی  چرا کام دشمن روا می‌کنی  مکن جان مکن جان خطا می‌کنی  بگویم کہ با من چہا می‌کنی  جفا با من آخر چرا می‌کنی </p>	<p> نہ دردِ دلم را دوا می‌کنی  نہ یک شب بجا لم نظر می‌کنی  نہ کامِ دلم یک نفس نمی‌دهی  چرا زخم بر دوستان می‌زنی  بخون غریباں کمر بستہ  فغانے بر آرم ز جور تو من  چو جاں در ہوایت دہم مردوا </p>
---	---

تزا در جہاں نیست عیبے جزا  
کہ بیداد بر آشنا می‌کنی





روئے زروم زرد دارد روئے او	دور ازاں دل دارد آں رو آبڑو
آرزوئے روئے او دارد روا	آہ از درد درون و آرزو

دورِ دولِ داوری آرزو روح
داروئے روئے حسن شد روئے او

اے دلبر بے وفا کجانی	تا کہے بر عاشقان نیائی
بیگانہ زد دوستاں شدتی	با دشمن دوست آشنائی
روزاں و شباں دو دیدہ بردر	تا بکہ چومہ زرد درائی
در رخ کف موسوی تو داری	وز دم دم عیسوی منائی
مانند تو نیست در ہمہ شہر	تو صورتِ رحمتِ خدائی

گر خشم کنی حیات جانی عشقت چو قضا گرفت مارا بروی دل و رفتی از میانہ	ور تیغ کشی مراد مائی اے جان جہاں مگر قضائی چوں میسکنی از برم جدائی
--	--

مپار دلم بچشم خونریز بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز	
--	--

محسنوں تو یُم اے پر پرو بختائے دوزلف تاکہ زہرہ خواہی کہ ہزار دل بانی اے صاحب حسن نیکوئی کن از نافہء مشک گیسوانت کے باشند و کے بود کہ یکدم غم ہائے دل اسیر گویم اے باد صبا گر شوق بینی	بر پائے دلم چہ بندی آں مو از چرخ در آوری بگیسو یک تیر زن از کمان ابرو تا چند جفا کنی تو بد خو در خون جگر نشسته آہو در گوشہء حسرتی من و تو باشند کہ رہد ز چشم جادو بر رہ گزرے بہا من گو
--	---

مپار دلم بچشم خونریز بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز	
--	--

تا کردہ غمت ز پردہ آہنگ در ہر سر مویت اے دل آرام	عقل از سر ما برفت و فرہنگ صد دل چو الٰہ مست او نگ
---	--

چوں سنگ دلی کنی تو من نیز در باغ در آے تا بہ بینی از دل بدر آ کر مروتاں دریاب کہ جاں بلب ریت ناہم چو فراق تست چوں تباہ اے فتنہ دلبر! جیوں چوں	بستم بدل خزین خود سنگ بر لالہ و گل ز خون مارنگ وز سر بندہ اے نگار من جنگ اے سرکش شوخ و دلبر تنگ پشتم ز غمان تست چوں چنگ در دامن رحمت ز دم چنگ
--	--

مپار دلم بحشم خوریز  
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

اے روئے تو بر قمر زدہ وق نشے تو نیامد از نہ و چار ہم فتنہ بلف تست مضمہ گر من نشوم ترا بجاں دوست گر زانکہ جہا کنی تو امروز من با تو نظر بپاک بازم اے دلبر جاں فرے سرکش	موت ز صبر بردہ رونق شاید کہ کنی تکبر الحق ہم شیوہ بچشم تست ملحق ناہم نہند جسز کہ احمق میکن کہ ترا ست دست مطلق زینہار کشن مرا بنا حق چوں بندہ تو شدم محقق
---	--

مپار دلم بحشم خوریز  
بنشیں وز راہ فتنہ بر خیز

در لب صنایع چو لعل نابی	در روی ہما چو آفتابی
در مسجد دل کند خرابی	محراب دو ابروئے کمانت
تو بامے و چنگی و ربابی	من با غم و غصہ و شقت
بنگر تو خودش کہ بازیابی	در زلف تو جان بندہ گم شد
باما تو ہمیشہ در عتابی	آخر چہ خسارت من چہ کردم
زیرا کہ مدام بر صوابی	حاشا کہ ز تو خطا بساید
محبوب حبیب شیخ و شابی	تنہا نہ حبیب مائی اے دوست
اگر طالب رحمت و ثوابی	ینمائے وجود کر چشمست

مپار دلم بحشم خونریز  
بنشین و ذراہ رفتند بر خیز

مے زلف تو دل کشاد و پرست	اے چشم تو دلربا و سرمست
وز عشق تو نیم داما مست	از ہجر تو نیم چو خساراں
جاں بر سر درد و غصہ نشست	قدت چو بناز و عشوہ بر خاست
کز ما ببرد با کہ پیوست	آخر بنگر با بروانت
با غم عشق روئے تو بہت	گر زانک دل تو نیت باما
پاد غم تو بہت تو آست	چوں دید دلم کہ چارہ نیت
اے جاں و رواں چو قلم از دست	سپند جفا و جور چندیں

مپار دلم بحشم خونریز



بنشیں وز راہ رفتہ بر خیز

<p>بر بست رواں جان مارا ہم لطف و ترختم نگارا چوں گوئے مرن دلم سوارا یک ساعت کے کنی مدارا دریاب مہا بتا خدا را از غیرت پے کھم صبارا بفرست درد ما دوارا اگویم کہ بسیار گو کہ یارا</p>	<p>چشم تو بجا دوئی نگارا ہم رحمت و شفقتی و مہرے در زلف کہ ہست ہیچو چوگاں آخر چہ شود اگر بعاشق زنیہار مرا مکش بکشوہ گر باد صبا وزد بکویت در درد دلم مدام جانا ہر شام و سحر بیا دزلفت</p>
---	---

مپار دلم بچشم خونریز  
بنشیں وز راہ رفتہ بر خیز

<p>وز مومے تو در درون سودا ست اونیز مگر ز عشق شیدا ست آں رہن دیں مگر چلیپا ست کاں یار ز جان خود مہر است کز اسر عہد خویش بختا ست وز زانکہ دل طیب باما ست</p>	<p>از روئے تو روی روح زیبا ست آں زلف چہ ابود پریشاں زاں موبہیاں چہ ابدی اے باد صبا بگو بیارم در گفتن اونکو نگہ کن بنشینم و صبر پیش گیرم</p>
---	---

<p>کز جمع بتان دل من او خواست گویم سخنی چو تہ تورا است</p>	<p>برخیزم و دست یار گیرم القصہ بکوش کائے دل آزار</p>
<p>مہیار دلم بچشم خونریز بنشین وز راہ فتنہ بر خیز</p>	
<p>واں روئے چو ماہ پر فتن میں در حلقہ زلف اہرمن میں وانگاہ رخ نگار من میں جاں دادہ ہزار مردوزن میں افزوں ز ہزار راہزن میں یکبار بسا و حال تن میں نالیدن وزاری حسن میں انصاف وزیر انجمن میں</p>	<p>آں زلف سیاہ پر شکن میں تا بند خواب عاشقاں را بخشائے دو چشم را بیا کی در ہر طرے ز عشق رویش در ہر مژدہ ز چشم جا دوش اے دوست تنم چو موشد از غم یکشب بدرم گذر کن آخر بگذر ز جفا و جور و عشوہ</p>
<p>مہیار دلم بچشم خونریز بنشین وز راہ فتنہ بر خیز</p>	
<p>چشم سحر آمیز میں با فتنہ طناری کند کو بیک دم صد ہزاراں مکر و غمازی کند ہندوی آشفتمی تا ترک سر بازی کند</p>	<p>زلف شور انگیز او با مہر و مہ بازی کند شرح حال بیدلاں از غمہ ہمتش پس ہر کرد وید آں طرہ بر بالائے پیشانی گفیت</p>

تاہمائے درو عشق سایہ برمن گسترید مایہ دار عشق رویش مایہ محنت دہد تا قبول زلف آں بت گشت جان پر غم میروم از دست جوش تا در شاہ جہاں	بیل ذہن منیرم دعوی بازی کند ابہی جان من میں باکہ انبازی کند باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند آنکہ سم نزش او با سدرہ ہمرازی کند
---	--

شہسوارے کزین دریغبار ایگنجست  
تارکے تک فلک انے طاق عرش اوختست

چشم کا فرکیش او از دل مسلمانی برد اے کہ گفتی چارہ کن دل چشمش وارہاں قصد دل کردن روا بود و لے معشوق زلف عنبر نیز او باشد پریشان و عجب من بدین شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں گر بقاشان چشیں رستمے برند از صورتش تخلت غم از رواں جان محزونم مگر	مشکلات عقل را از تن بآسانی برد چارہ او چوں کنم کو دل پریشانی برد کو دست اینہا نداند از نادانی برد کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد کو بیک ساعت رواں ہر مہر جانی برد در زماں آں صہبا از صورت مانی برد نور رائے روشن آں لطف یزدانی برد
--	---

سرورے کز فرط جوش زہر اندآب شد  
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہر چہ چشم میکند ابرو باویاری دہد خطا و باشد موجدہ لیک مشکل ایں بود	آں غریزہ مصر دل دایم مرا خواری دہد کو چو بندہ عاشقان را خط بیاری دہد
---	---

<p>بوئے زلف غنیری آں نگار سرو قد          اینچنین نورشید روئے من ندیدم در تری          من ز چشمال صد هنر ازل در آوردم          تا خود و خل روانم چوں به بند مرا          دلبر اظلم کن در عهد ایں صاحبان</p>	<p>در مشام روح بوئے مشک تا آری دهد          کو بماه آسمانی غاشیہ داری دهد          او همیشه مر حسن را ناله زاری دهد          چشمهای مست او در حال بیاری دهد          آنکه عدل نخته را از تیغ بیداری دهد</p>
---	---

سرفرازے کو سزلے افسر و دیہیم گشت  
 میزبان خلق عالم بچو ابراہیم گشت

<p>آنکہ باز چرخ اندر راه او پر می بند          مصدر افعال نیکو کف را درود من          خبر و اندر خدش بند و میان چرخ بند          گرچه دشمن در ره او تیز گامی میکند          رخس او در مرغزای چرخ چون جلا کند          بهر که اندر او امن و دست دل زد و امان          تا زبال را بر کشودم در مدحش هر زبال</p>	<p>و آنکہ شہ نہ فلک بپائے او سزی بند          تاج آں حرفیم کو اصل مصدر می بند          قیصر اندر درگه او تاج و افسر می بند          لیک خوش خوش نخت و در شرف می بند          یک قدم بر قطب یک برفرق محور می بند          آفتاب اندر کف او صترہ زر می بند          در دہان خاطر من چرخ گوهر می بند</p>
--	---

شد نشانی گرجینش مهر و مه پیدا بود  
 لایق تخت قباد و مسند دارا بود

<p>لے کہ فتح و نصرت اندر ہر ہمت ہمہ بود</p>	<p>دی کہ شیر چرخ از شمشیر تور و بربود</p>
---	---

<p>             همچو نور آفتاب اندر حسین مه بود              در زبان اهل گردون جمله بسم الله بود              خنده طغرل و آن دم جلگی تهنقه بود              از شعاع چرخ اطلس قدس کشته بود              بنده طبعش شدند آنچه درین خرقه بود              مهر اگر شهپیر نوز اند عظیم ابله بود              حق تعالی بر ضمیمه شاد و آگه بود           </p>	<p>             آیت نصر من الله ورجبیت دایما              توسن تند فلک در زیران چو کوی              دشمن اندر روز حربت گرشود خود عالمی              عقل کل بر قد جا بهت گرد و ند جا مه              آسمان خرگاه جاه ماح فراش تست              با چنین جاه و جلالت با چنان رای نهی              صد هزاران در جان پرور بدحت آختم           </p>
---	---

در مدحیت خاطر من شمع جان افروز باد  
 روز گارت دایما چوں عید چوں نوروز باد

<p>             باغ اقبال جلالت دایما پر بار باد              سال ماه و روز و شب بارگاهت بار باد              همچنان کف سخایت ابرو تو بار باد              دشمنانت از عنا و غم بریز دار باد              مر مر ادر هدیج جبه و دستار باد              از صطبل خاص اسپه تنگ در رفتار باد              زیر زین غم و حرمت دایما سیار باد           </p>	<p>             سرور اختر سعادت بر سرست دوار باد              شاهان بخت را در کارگاه بے زوال              همچنان کاں جان پاکت بحر گوهر بار باد              دوستان از تنعم در نشاط خرمی              سرفرازا از عطا و بذل احسان گفت              زاد فی الطین نور نغمه می شود گر خوا بهی              رخش دولت گاه و بیکه در صحابی جبال           </p>
---	--

ناصر ت در کار دینی رای عقل مستفاد  
 حافظت در دار عقبی خالق جبار باد

چوں شود عالم دریں سیلاب غم صبر کم دل غایب و دلدار دور	ہم شتر غلطید و ہم رخت افقاد بخت ماہر گرچہ بدبخت افقاد
--	--

اے حسن مردانہ بر سختی عشق  
دل بندہ کیس صاعقہ سخت افقاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے شاہدے شنگے لطیفے چاہ کے خلوتے خوش بود از یاران جنس گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد صبر کردم تا شد اوست خراب دست در پائش ز دم با صد ادب چوں گرفتم از لبش شفتا لوئے قصہ شوارش چو کردم گفت ہے گفتنش شاہ حسن از روئے لطف گفت بے زر چوں رمی در سیم ما اچہ چنداں پیچہ بود از ما حضر چونکہ بستہ دیدم آں دم شیخ را در نشان دم گفت ہی چو چیت این اے ہرادر بہ ازین کاری مداں	مہ زنے شیریں بے دلدار کے فتنہ حیلے گئے خونخوار کے بندہ و او بود دیگر یار کے لیک برد از پائے ہجرم خار کے پیش رفتم چیت از طرار کے تا کفم در نیم شب بازار کے حالے اندر جان من ز دمار کے من ندیدم ہچو تو عندار کے رحم کن بر بند گال یکبار کے کے بیانی ذوق بے ایشار کے پیش بردم بستہ در ایزار کے ایستادہ راست چوں منہار کے رو بساز از بہر خود افسار کے زانکہ نبود بہتر از این کار کے
--	--

<p>یک نہاں گلگشت گرد جانب صحرا کنی          خلق اندر عشق خود لے شمع رسوا کردہ          اے کہ در عالم بحسن خویش سیلے گشتہ          خاک گشتم بر سر ہر کو فادوم بہر آنک          فتنہ زویت شد مے فتنہ انگیز جہاں          مدعی بگذر ز در عشق او پند مدم</p>	<p>صد ہزاراں زاہداں را بیدل شیدا کنی          بس کن آخر چند کس را ہچون سوا کنی          چند چوں مجنوں مرا گشتہ بہر جا کنی          بوکہ یک رہ اس تن افتادہ خاک پا کنی          وہ کہ تاکے خلق را بے دین دل چاں کنی          یا ہی خواہی کہ باز از سر مرا شیدا کنی</p>
--	---

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید قییب  
 اے حسن تاکے حدیث آں رخ ز بیا کنی

<p>رسید جان جہانے ز غیب ز در ہی          طویلہ گہر از درج دل چو خاقانی          امید واری من دفتر لیست تو بر تو          نثار راہ سم خنک و خاک گلگونش</p>	<p>ہماں بہ بندگی جان خود فرستادم          بصدر دولت خاقان خود فرستادم          بہ تحفہ کہ ز دیوان خود فرستادم          گل سخن ز گلستان خود فرستادم</p>
---	--

ہزار جاں بفدائے دلش کہ در یابست  
 کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

<p>تیغ ز پے ضبط جہاں حجت قطعیت          دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود          اے چتر پید تو در آیات سیاست</p>	<p>تیرے تو بدیں قول و ہدراست گواہی          تاشتر زرہ دور نکو از تن ماہی          بگرفت جہاں جملہ پیدی و سیاہی</p>
---	--

چوں شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا باد اوجہاں قاعدہ کلک تو محکم اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ	نازد فلک اندر تن او بیش تنہا ہی حکم تو بر احوال جہاں آمو ناہی واندر پنے عدل تو شہری و سپاہی
--	---

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہد  
عمر تو فراوان تر از انست کہ خواہی

در پردہ چہ داری تو آں روئے نگاہیں را دستے بغیر زباں وہ گرزہ ہمیں وردی گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک با آملکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر اے خواجہ بقلبے چند آں ور کہ خریدستی	حال من بیچارہ میدانی و می پوشی جلمے بغریباں بخش گربادہ ہی نوشی موقوف بہ بند غم در کنج فراموشی وانکہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا وار آں روز کہ لب فروشی
---	---

بگذر حسن از دعوی کاشفتہ غوناہم  
در تو نزدند آتش یہودہ چہ سراجوشی

کیے حکایت حال فلان دین سگفت نشا مذوقت ملاقات باز باغ بہشت ز چرخ نالہ برآمد چو اکشید کمان ولے چہ سود کہ یک عیب در آں سرہ	کہ شاد با وزہی ذات بارشاد آئیں بر سخت وقت حکایات آب در شیں بہر لرزہ برافاد چوں کشاد کمیں اکہ ایں مہ نہرش را فرو برد بہ زمین
--	--

سوال کردم و گفتم بگو چہ عیبت آں



بہشت بستہ اشارت نمود و گفت ہمیں

<p>ز خلق تحسین و ز کردگار احسانے بجل و عقد دو گوش دہند فرمانے ز دل تنوری سازم ز دیدہ طوفانے بباد بردہ آب خود از پئے نمانے</p>	<p>کے کہ خلق حسن یافت یافت ہر عت ولے کہ یک رسمہ پارہ کند برات طمع بداں کہ تا شود اسباب جہد و حرص و حلیق شوم بر آتش خود خاک آب بر سر کناک</p>
---	--

برائے ناں نیکم پیش دست حق دانست  
مگر کہ وقتے آبے خورد مسلمانے

<p>امان اہل ایماں باد آئیں ترا بر خط فرماں باد آئیں چروئے عید خنداں باد آئیں بد اندیش تو قرباں باد آئیں فراز چرخ گرداں باد آئیں بہ دید از خضر خاں باد آئیں</p>	<p>شہنشاہ زمانہ دولت تو ہمہ عالم ز مشرق تا بہ مغرب جہاں دروے تو اقبال یوسف دیں میداں بہر عیدے کہ باشد علوے طالع شہزاد گانت ہمیشہ شادیت بادا مبارک</p>
--	---

ازاں چار اختر مسعود یارب

مدار چار ارکاں باد آئیں

<p>انچہ من بندہ حسن میگویم سخن اینست کہ من میگویم</p>	<p>خسرو از راہ کرم بہ پذیرد سخن چوں سخن خسرو نیست</p>
---	---

ضابطہ دارہ ملک علاء الدنیا تاکہ در دارہ و نقطہ حدیثے گویند	کہ بدو دارہ چرخ ہی گردد شاد فتح در دارہ لشکر او حاضر باد
---	---

اے ہم از زور و ہم از روئے لقب نور رخسار تو شمع ہر نظر بردست آوردہ دانایاں سجود ایں توانی خواستی حال مرا	آمدہ ارکان این دولت اسد لفظ دُبار تو جانِ ہر جسد وزکت تو بردہ دریا با حسد دل بدیں خستہ کہ گفتم می رسد
--	--

نصم تو از خار خاری خستہ باد  
در گلوں افتادہ جیلِ مینِ مسند

بخیل ز پے حرمت گذر کند ز سماخ کہ گر حلال بود ہم شنید نہ تواند	کہ خوب گفت بخیل این لطیفہ نرے ازاں قبل کہ ندارد کرامتے کرے
--	---

نہ صدق بود در و کز سرود گیر و ذوق  
نہ آں کرم کہ بہ مطرب بخشد او درے

فصل نوروز موسم بادہ است نشستہ نزد خاکیاں باشد زندگی چیت دل ہی دادن باد جاں پرورست اما باد	خاصہ روزے کہ باد ہا باشد کہ در ان شیشہ باد ہا باشد مرو باید کہ باد ہا باشد گر پے دال باد ہا باشد
--	---

عقل از باد میسرود گورو  
از منش خمیر باد ہا باشد

خواجہ بر خیز یک دم از سر جاہ	کس چنین پائے بند جاہ نہاند
یک سر مودلت سفید نہ شد	بیچ مو بر سرست سیاہ نہاند
چوں حوصل بہ دام گاہ آمد	بیچ زانے بہ دام گاہ نہاند
گاہ گاہے براں خطا بایت	دم سردی چو دود آہ نہاند
<p>اے حسن تو بہ آں زماں کردی کہ ترا قوت گناہ نہاند</p>	
ہر کہ ترانیک گفت نیم درم سنگ	بہ کہ مکافات او کنی تو ہنہا
خلق چو جام سلام نزد تو آرند	تو قدحے بیش بر احسن ہنہا
<p>میکنندم سوال از حرفے بست چارست حرف نقش پذیر</p>	
<p>کہ بہ تنصیف نقش می گیرد کاہوام انچہ نقش بہ پذیرد</p>	
<p>اے فضل تو تخته شوئے نادانی ہا از لطف بکن کار پریشانم جمع</p>	
<p>عفو تو پذیراے پریشانی ہا اے جمع کنندہ پریشانی ہا</p>	
<p>اے یک نظرت طبیب بیماری ہا دشوار مرا بفضل آساں گرواں</p>	
<p>ما نیم گرفتار گرفتاری ہا اے فضل تو آساں کن دشواری ہا</p>	
<p>صدر القیہ چوں لقب خاص تو نیست ثلثانی از وصدت یکا ثلث دوست</p>	

بنگر چنیکو لشت ایں جالقببت      معنی غریبیت دریں حرف بایست

— ( ❖ ) —

ماہیست ضمیر پاکت لے صد زماں      کلکت ذنبے ولے نہ بر جیس نشاں  
انجاست نہفتہ نکتہ از لقببت      ازماہ و ذنب مگر بروں آید آں

— ( ❖ ) —

دیدم پسرے کہ پائے مادر برداشت      وز دست پدر کلاه در بر برداشت  
بس دست بر آورد پدر را بنشاند      ہم بر سر آں پائے کہ مادر برداشت

— ( ❖ ) —

افسوس خواندم براں صنم باز نخواند      از لوح و فاش یک رقم باز نخواند  
بر صفحه دل ز خون دل قصه خویش      بنو شتم و پیشش بر دم و باز نخواند

— ( ❖ ) —

جانا چو دلت نرم گرد و دائم      الا به نم دو دیدن گریا نم  
گفتی کہ چنین سیل مرزا ز دیدہ      در کوئے تو تا ہی رود میرا نم

— ( ❖ ) —

ہر دم ز تو اشک من در گروں آید      گاہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید  
در شیوہ عشق تو ہی غلطد جاں      بینم کہ تا چگونہ بیسروں آید

— ( ❖ ) —

جانا گل اگرچہ رایت حسن افراشت      پندار در اچو باد باید پنداشت  
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو حیت      گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید      با قافہ مراد خوش می آید  
فضله خوشست موسم گل اینک      ہم اول روز باد خوش می آید

— ( ❖ ) —

قمری پفس ہولے بتاں دارد      بازاری ہر چہ زار ترمی زارد  
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرد آمد دوش      او غفلت می کند کہ بیسروں آرد

— ( ❖ ) —

غنجہ ز دروں چو گنج ز صرافان است      شبنم ز صفا طویع ظرافان است  
گلزار کہ کردست گل رنگیں گرد      گویا کہ محلہ سپربا فال است

— ( ❖ ) —

امروز صبار از قدم با سے بہار      در علم حدیث بود گوئی تکرار  
کہ با خورشید در مشارق جنید      گاہے بر چید از گل اخبار شمار

— ( ❖ ) —

بر خاست بت سنگد لے سیم برم      چوں سیم نامہ یک درم سنگ برم  
چوں سیم و چو زر گرہاں سنگم لیک      گر بے زر و بے سیم روم سنگ خم

— ( ❖ ) —

دیوان برسانت چو فرماں باشد      گر بخل کنم مایہ حراماں باشد  
تو واحد عہدی ز کرام کرماں      نزد تو سخن زیرہ بکرماں باشد

— ( ❖ ) —

یالیت ہزار جاں بہ تن داشتے      تا در قدم شاہ زمین داشتے

بغداد چو جب آب شد زیر حسرت کائے کاش چنین حلیفہ من داشتے

اے خلق مبارک تو ماں پر در خلق و ز عدل تو جو شن اماں در بر خلق  
خواہند ہمہ خلق ز حق تا باشی تو سایہ حق و سایہ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو نشاد و نوبت نوبت فلک پیائے تو فساد  
تپانج بود نماز راقوت و وقت اسلام بر پنج نوبت قاسم باو

کارے کہ دل مبارک سلطان بہت آں خواست را خدائے می آر و بہت  
در ملک موافق ترازین کار کجاست کا نیشہ تو موافق حکم خداست

دارم د لکے غمیں بیامرز و میسر صد واقعہ در کہیں بیامرز و میسر  
شرمندہ شوم اگر پیر عی سلم اے اکرم اگر میں بیامرز و میسر

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود و اندر دل تو غیر خیائے نہ بود  
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک باران بہار را بقائے نہ بود

دارم دل و دین و سرچہ پیش تو کشم لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم  
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد بخشیدہ تست ہر چہ پیش تو کشم

جانابہ کرم یک نظرے برجامم      کز طالع خود چو سبغ سرگردانم  
من هیچ ندانم بجز از غم خوردن      یک بار بگو کہ غنم مخور من دانم

اے روئے تو دالنها اذاجلیہا      گیسوئے تو واللیل اذایغشیہا  
اے عقل تو سر بنہ بگو کہ طاہا طاہا      کاں قبلہ ماست قبلہ ترصیہا

یک تربیت تو یا منتم می پویم - دنبال دگر  
حال دل خود بگفتنم و می گویم - احوال دگر  
صد سالہ حیات تو مقرر اکشتہ - در روز ازل  
از فضل خدا و بعد ازیں می جویم - صد سال دگر

دل یافت نسیم جاں فزا در شب گیر - یعنی بوبیت  
کردست بہ رفتن گلستاں تدبیر - یعنی کوبیت  
چوں کرد مرا بہ سار گہ دیوانہ - یعنی روبیت  
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر - یعنی موبیت

خاقل مرواے حسن دیں رہ زہنار      بین السعدین است مہجوت ہشتادار  
زاں گونه کہ هیچ بودہ اول بار      صد بارہ ازاں هیچ تری آخر کار

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است      ہم از ورق حیات روزے پاک است  
گر نوح ہزار سال در عالم زیست      شد چند ہزار سال کاں ز خاک است

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز      کرد است صبا درق شمر دن آغاز

جلہ ورق شاخ چو سر بالا شد غنچہ چو حساب عقل می گیرد باز

— ( ❖ ) —

برابر فرو میسر و دایں نم کہ مر است در صبح اثر می کند ایں دم کہ مر است  
گویند مرا کہ صبر کن در غم یار اندازہ صبر نیست ایں غم کہ مر است

— ( ❖ ) —

عاشق چو شنیدست کہ رفتی بہنتاب از دیدہ ہنہ ریخت سحر گمے ناب  
از پردہ چشم خویش بہر سہر سہر می دوخت بہ سوزن شرہ جامہ خواب

— ( ❖ ) —

اے یار بیا بیا پیوند آخر بیا یار مرا بیا رخسار خستہ آخر  
اگر دولت آن نیست کہ میرم پیشت ایں محنت بے تو رستن چند آخر

— ( ❖ ) —

ہر صبح دے واقعہ ماہنگر از آتش ہجر سوختہ جان و جگر  
آہن صفتم در غم آن آہنگر با سوختگی کو فست گہا بر سر

— ( ❖ ) —

ما آیت ہجراں ترا بر خواندیم جان و دل غلشتن بجویت ماندم  
اے آنکہ دلت بہ کام غلشت امر تو تو کام دل خویش براں ما را ندیم

— ( ❖ ) —

در عشوہ چرخ ہر چہ تقصیر نیست در رفتن عمر ہر چہ تاخیر نیست  
ہر چند بگر حمیلہ بر می آیم جز فضل خدائے ہر چہ تدبیر نیست



مفرد بچہ روئے در سفر می آرد      چندیں دل و جاں زیر و زبری آرد  
برمی دارد دل از همه چه توان کرد      کشتی گیرست و سنگ برمی آرد

— ( ❖ ) —

چرخ از دل من تمام بر بود نشاط      عمریت کمیش روی نہ نمود نشاط  
با غصہ سازم چسکنم پندارم      یک خادسہ گریز پا بود نشاط

— ( ❖ ) —

دل را غم یا رخا رخاے دگرست      تقوی و صلاحیت شاعے دگرست  
مشغول شدن بدو شاعے دگرست      بیرون زمانا و روزه کاعے دگرست

— ( ❖ ) —

لعلیست بہ از ہزار فیروزہ ترا      خواہیم بصد ہزار در یوزہ ترا  
گفتی مہ روزہ است اینہا کم گوئے      یک بوسہ بدہ ثواب سی روزہ ترا

— ( ❖ ) —

بقال بچہ از ہمہ شوخاں شنگ است      بروے ہمہ چیز ہست شکر تنگ است  
می گفت کسے بدو کہ سنگش قلب است      بر قلب ہاں حدیث قلبش سنگ است

— ( ❖ ) —

جانا ستم تو بر کہ دمہ بگذشت      دستان وفاے تو ازیں دمہ بگذشت  
گفتی شنبہ بیایم آخر شد دمہ      از وعدہ تو چہار شنبہ بگذشت

— ( ❖ ) —

دل تنگ مشوائے حسن از مشتے دواں      دارند ہنر کم و مہاباات فزواں

گراون زند فاعن عنهم فاصفح هر طائفه بما لایهم فرفحون

(❖)

دل بسته و بوسه نه فروخته سودا و کان خویش را سوخته  
داد و ستداست کار بازرگانان آخر پذیرایچ، نیا موخته

(❖)

دزد آمد و گر دخانه ام جولاں کرد نظاره افلاس منش حیران کرد  
یک جامه نو یافت یک دانه جو تهر منده او هم شده ام چه توان کرد

(❖)

هنگام جوانی که چو گل بشگفتم هم آخر کار راه رفتن رستیم  
هرگز نه بود میان ما و پسری پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

(❖)

دخل مردے در غور طعن و طاعون برخاسته اش هر کس از متاعون  
منہی صفتی ز جملہ سماعون در طائفه و یمنعون الماعون

(❖)

داری خط و لب از کرم یزدانی چو لعل ترو ز مرد و ریحانی  
مارا به یکے بوسه چه می رنجانی آخر پسر خواجسته بازرگانی

(❖)

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند پات بوسم چو دستگیر تو کنند  
جانم برف نادک شرکانت ساز آن روز که استخوان تیر تو کنند

عرصے کہ تو دادہ دران عرصہ دشت  
جیراں تو بود حور و جنت ہر مہشت  
اہرے ترا اگر چو کمال گوشہ گہیبت  
چہشت بارے سلامت از تیر گزشت

————— ( ❖ ) —————

جانا رخ تو کہ مہ دران جیراں است  
میزان صفت از دوروی نور افشان است  
ہر طوہ برو چو سنبلہ می بسیم  
از سنبلہ بگری ہماں میسران است

————— ( ❖ ) —————

امشب منم از شکل مہ نوحیراں  
آں کوکب رخشدہ پڑ کردہ قراں  
گوئی کہ فرو خنزد روز جولاں  
یک میخ زر از لعل سمنہ سلطان

————— ( ❖ ) —————

با آن کہ نہ ایم ماز دنیا داراں  
خوایم بہ پیش چشم نعمت خواراں  
یا این ہمہ شکر باید کردن  
بسیار نکو تریم از بسیاراں

————— ( ❖ ) —————

شترخ کز وہن از منصوبہ کشاد  
قائم بہ یکے دگر نیارداستاد  
شہ را چو ہزار فیل در دست افتاد  
این تعبیتہ تا قیامتش باقی باد

————— ( ❖ ) —————

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی  
چون غم رسد تہر از فریاد کنی  
دنیا ز تورا رفتہ و ترا دعوی ترک  
کنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی

————— ( ❖ ) —————

ماہم زلف غم جگر تا فہتا  
باسلہ درد تو دریا فہتا

جانا بمراد خود مکن چندیں جور بر طائفہ مراد نایافتہا

( ❖ )

زرخواست بتے کہ ساعدش سیمین است گوئیم کجا است نذسخن اندر دین است  
اینک سُرخ چوں زرو مشرک چوں سیم ہر سیم و زرے کہ ہست مارا این سست

( ❖ )

بکشائے و گر بزمی و لطف دہاں دل راز کف حرص و حسد با زہاں  
با مردم و مردمی جہاں خوش باشند بے مردم خود نمی توان دید جہاں

( ❖ )

اے گاہ تم سوختہ چوں سوختہ عود گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود  
من سوختہ ام ز بخت ناساختہ کار با سوختہا ساختہ می باید بود

( ❖ )

شیری تو چہ شیر گومیت شیرازی بس شیر دل و شیر و شش و شیر فزی  
یک شیر نہ وہ شیر نہ دیدم صد شیر تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

( ❖ )

اے ترک ملا کہ رفتم از دست بخواں بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں  
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت چوں میدانی کہ خواندن ہیست بخواں

( ❖ )

نام بت من بیا با خلاص تمام در فاتحہ فکر کن جہے بیروں آر

( ❖ )

محمدؐ گریوں آری ز احسد روا باشد که هست احمد محمدؐ

( ❖ )  
لطف خدا که بر همه واجب سلامت گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

( ❖ )  
یک حرف تو صد صبح آدم نور یک حرف تو ہشت خلہ را ما یہ سور  
حرف سو یحی چہل ولی را دستور زل چار چہار رکن عالم معہ سور

( ❖ )  
گل آمد و بوئے او ندارد چہ کم چوں آب ز جوئے او ندارد چہ کم  
دی دفتر گل ورق ورق میسکوم یک نسخہ ز روئے او ندارد چہ کم

( ❖ )  
گرے دہی از دو نرگس مستم دہ وز مشک از اں دوزلف چوں شستم دہ  
زلف تو کہ نامہ مرا می ماند انکار قیامت در دستم دہ

( ❖ )  
باقاضی عشق داوری بیہود است کورا ہمہ حکمائے نایاق بود دست  
زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنود است غم را و مرا ملازمت فرمود است

( ❖ )  
از مکید کہنہ نوبہ نو غم دیدم یارے کہ بغم یار بود کم دیدم  
یک چند ز دیدم دست درد امن صبر اے صبر گر زیبا ترا ہستم دیدم

( ❖ )

چند از می غم مست نشینم بے خود      من بے دل و این دل خزیم بے خود  
من بے تو ہزار بار دیدم خود را      روزے باشد ترا بہ سینم بے خود

— (❖) —

از غنچہ آں دہن دل من باغ است      از زلف تو در سینہ من صد داغ است  
طوطی لبست را بہ سخن نتواں داشت      بر زلف تو دست کس نیابد ز داغ است

— (❖) —

در عہد تو اے دوست وقائے نہ بود      کا نذر دل تو غیر جفاے نہ بود  
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک      باران بہار را بقائے نہ بود

— (❖) —

دعویٰ چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ      آں عکس رخ گل مراداں اے باغ  
تو بیش نہ از و پس این گلہارا      بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

— (❖) —

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو      اے دیدہ و .....  
جاں میدہمت ہم بہ بہائے اول      نہ فروشی کہ بوی مشک .....  
.....

— (❖) —

دوش آمد و زلف غیری بر سر دست      در بر شکنے شکستہ رامی بست  
گفتم ز نغم زلف چوں مست تو دست      خندید کہ نازدہ چہ می گونی بست

— (❖) —

سبزہ خط ترش دبیری آموخت      گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم کہ سحر گیر از چشمش زلفش بگرفت و مارگیری آموخت

( ❖ )

گفتم بہ ہم زرے کہ در چنگ آید از بہر کفن چو پائے در سنگ آید  
آں خواجہ کہ نان و جامہ داد بہ سال آں روز ز بہر یک کفن تنگ آید

( ❖ )

مغرمت و ملک اے عزیز کردہ حق مدار دولت الخ خاں سرمہ خاناں  
بر آمدی و گرفتگی جہاں بنام ایزد چو آفتاب کہ طالع شود زرافشاں  
دریں سراچہ شش روزہ زیر غفلت تو میربان کریمی و حسیق بہاں  
مخالفاں تو از عمر خود پیشماند چناں کہ مرگ نخند و براں پشیمانان  
بازہ اند پریشاں عدو چو تخم یہود کہ ایسچ تخم مباد ازاں پریشانان  
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت دعائے خود کنم و جسدہ مسلمانان  
خدا بحق خدا از ہمہ نگہبان خدات در سفر و حضر نگہباں باد  
ہمیشہ بر سر تو باد سایہ سلطان کہ اوست سایہ سبحان و چشم سلطانان

( ❖ )

نوز فلک مستوح خواہم شہ را افزونی عقل و روح خواہم شہ را  
گر نوح ہزار سال در عالم زیست من عسر نہر افرح خواہم شہ را

( ❖ )

گل آمد و مستح نامہ شہ بود در پوست نمی گنجد و جائے آں بہت  
یک مژدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت یک خوشخبر کہ گفت ز را بہر بہت

اے شاہِ بخلِ توجہ مانگ لعل  
از ہر ورقے میج تو خواند گل لعل  
چوں خندہ زناں روا کنی تنگہ زر  
گوئی کہ بہار می فشاند گل لعل

(❖)

در خدمتِ شاہست کمر بستن گل  
وز بخشش بے کراں است ز بستن گل  
بر شادیِ شاہِ قبہ می بند و باغ  
انگاہ رو و ببین بسر بستن گل

(❖)

در شادیِ شہزادہ خضر خاں بنگر  
بر قبہ چرخ آفتاب اسپر زر  
بادا ہمہ زیر سر اچہ اش عشرتہا  
آراستہ تا دامن روزِ محشر

(❖)

العیش کہ عیش بیکراست امروز  
شادیِ شہنشاہِ جہانست امروز  
الیاس بخلِ می و دہد شربتِ خاص  
یعنی کہ شہی ز اں خضر خانست امروز

(❖)

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر شد راد  
خضریت کہ از سکندر ثنائی زاد  
آخلق کند ز خضر و سکندر یاد  
ایں خضر بدان سکندر راز زانی باد

(❖)

شہزادہ مبارک کہ شہ گیمہاں است  
خان ایست کہ تاج مرصع خاقان است  
خدے کہ دلیلِ بخت بتوان دانست  
در روئے مبارک مبارک خان است

(❖)

شہزادہ کہ شادیِ دل سلطان است  
شادیِ کہ شہاں کنند شادیِ آن است



تاہست جہاں شادی شادی خاں باد چوں شادی جاہنامہ از شادی خان است

— ( ❖ ) —

تاہست جہاں فرید حناں خواہد بود از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود  
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید الحق کہ یگانہ جہاں خواہد بود

— ( ❖ ) —

شہزادہ ابوبکر کہ خاں ایست عزیز باسحق جہاں صدق نہاں دارونیز  
ابوبکر کہ او خلیفہ اول بود بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

— ( ❖ ) —

شہزادہ عسمر مار دوراں بادا موصوف بہ عدل و بذل سلطان بادا  
شاہی کہ کند شاہ عمر عدل امروز یک یک مدد عمر خاں بادا

— ( ❖ ) —

زاں گوئد کہ یافت در بنی عثمان راہ آتار بنی گرفت زیں عسماں جاہ  
تا در عالم مناقب عثمان ہست باقی بادا مراتب عسماں شاہ

— ( ❖ ) —

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے چوں نام علیست نام اور روح فرائے  
تا در ہمہ نسخا علی شیر خداست ناظر بادا بدان علی شیر خداے

— ( ❖ ) —

شاہی کہ بہ اتفاق شاہ منشاہ است رایش زہد و نیک جہاں آگاہ است  
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است ہم حسیق کریم او شفاعت خواہ است

شاہ ہے کہ باوج فلکش دست راست  
 باخضر چہ پایہ زلیتن ہم ..... است  
 آمد چو خضر خانش ہمایوں پیرے  
 در عالم ہیں سعادت اور است بس است

( ❖ )

ایمیش کہ حق نعمت ایماں بخشید  
 ملک عرب عجم بہ سلطان بخشید  
 آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ  
 شہ بیت سعادت بہ خضر خان بخشید

( ❖ )

خان را کلہ بخت مبارک بادا  
 بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا  
 چوں بیت سعادتش موافق افتاد  
 این شنبتش نیز مبارک بادا

( ❖ )

شاہ ہے کہ رخ اوست سوئے دولت دی  
 بر پیل نہاد زین زبے رائے متیں  
 پیل از بہت شکوہ خود فرے داشت  
 شہ میں کہ مزید کرد با او فرزین

( ❖ )

جز بر در شہ کس این قدر پیل ندید  
 پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید  
 زین گونہ کہ فوج فوج می آید پیل  
 والله کہ کسے طیر ابابیل ندید

( ❖ )

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی  
 بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی  
 اقبال ترا تعبیه ملک آموخت  
 تاہر طرفے کہ رخ نہی بکشانئی

( ❖ )

ماہم زلف غم جگر تافتگاں  
 باسلہ درد تو دریا فٹگاں

جاناں بہ مراد خود کن چندیں جو برطائفہ مراد نایافتگاں

( ❖ )

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوه ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ  
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارد زان پس من دوست عشرت دامن کوہ

( ❖ )

چوں ریخت ز ترالہ آسمان ہرہیشتم پیدا شدہ ابرما پراگندہ چو پیشتم  
ہم غمخ شد از زرفراواں پر دل ہم باغ ز بسیاری ز گس پریشتم

( ❖ )

گفتی کہ مرا باغ و زرو کا شانہ است آں کز تو بجز تو طلب دیوانہ است  
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است باروئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

( ❖ )

چشم ز غمت دوش ہمہ خون نگینت باران سر شکم آبروئے جملہ برینخت  
خون گرچہ ز باران سر شکم بگرینخت بیچارہ بہ نادران شرکاں آوینخت

( ❖ )

اے دل ز لبش شکر و قدے می ساز و زلف دمازا و کندے می ساز  
کار تو ہاں دہان زلف افتاد است درجاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

( ❖ )

عاشق چو بہ پہنائی دل می بسند بر عشوہ چہ رخ شاد می شیند  
توروشنی صبح نگر ہر صبح کز چرخ چگونہ ہرہ بر می چسیند

آں دور نویں کو دک پربیس      ہر چند کہ نقش اوست چون نفس  
نوشته خطی کہ دور شد بر رخ او      ہست این ہمہ فریاد من از دور نویں

— ( ❖ ) —

در خانہ چشم آں بت حور نژاد      شب ہماں بود و من بدل ہماں شد  
صبح آمد اورفت من اندر فریاد      خانہ نبود بہ جز بہ ہماں آباد

— ( ❖ ) —

کہ آب ترم موج زند دریاوش      کہ آتش سینه سینه را دارد خوش  
با این ہمہ گنج عشقت اندر دل ما      چندانست کہ نہ آب بود نہ آتش

— ( ❖ ) —

گردوں کہ بحال زار من خون نکشد      یک غم زدرون سینه بیرون نکشد  
این عفتہ کہ گردوں نکشد از دردش      باریت بریں دلم کہ گردوں نکشد

— ( ❖ ) —

اے گاہ تنم بہ سوخت چوں سوختہ عود      کہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود  
من سوختہ ام ریختہ نا ساختہ کار      با سوختگان ساختہ می باید بود

— ( ❖ ) —

اشتر ز بہ نہ ہر شتر شیر ز راست      این بیت شتر میں کہ شتر بر شتر است  
تا چند شتر شتر شتر را چہ محفل      احسان نہ یک شتر شتر بر شتر است

— ( ❖ ) —

بر پیل نشیں پیل تناپیل براں      تو پیل وشی پیل صفت پیل تو اں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہیت یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

(❖)

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت یکبار عیاں زنا مراد اں بر تافت  
گفتم کہیکے بوسہ بہ درویشاں بخش چذاں کہ نفس زدیم تو فوق نیافت

(❖)

امر و ز خلاصہ زمین جز من کہیت در حُسن ملاقات حسن جز من کہیت  
از انجم و انجمن منم بخسم ہمین کاخر بسگر در انجمن جز من کہیت

(❖)

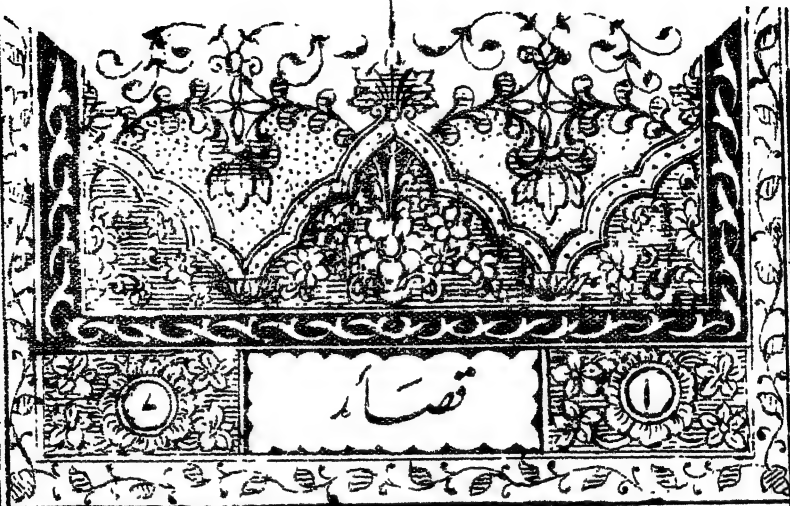
از آتش آب و باد و خاک ست بشر من ز آتش آب و باد و خاکم بر تر  
روحم نہ ز خاک و آب باد و آتش بر آتش آب باد و خاکم چہ گزر

(❖)

فرزند عزیزت بہ امیری بر ساد در ہر ہنر سے بہ بے نظیری بر ساد  
این بخشش غیب ہست از حکم اذل ہم در نظریہر بہ پیسری بر ساد

(❖)

ہمائے اوج ممالک علائے دنیا و دیں فگندہ سایہ انصاف بر زمان و زمیں  
ہمیشہ تہا بجہاں از ہمائے ذکر کنند جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آیں



## رویت الف

۴۸

۱

بداشت یک نفس از غر و نفس جدا  
 زیار آورده و دستگیر فضل خدا  
 گهر قرین خس و شاه بهمنشین گدا  
 سپهر چرخ زده صبحم دریده ردا  
 بگوش بهوش من از آسمان ساسانه ندا  
 هوای گل زندامت چوری گل نندا  
 بدین طریق بنج عظیم یم یافت خدا  
 که اندک دل بیمار من گرفت غذا  
 در آن مقابله خست و دلا خواهر دا  
 بنکت که ادا کرد نیست حسن ادا  
 ز نفث گنبدش حنث خاست گاه صدا

شبی که مدد من بود فیض فضل خدا  
 شبی چگونه شبی من زدستیاری طبع  
 شبی چگونه شبی برخلاف عادت عرف  
 شبی چگونه شبی بر سماع دعوت من  
 زین مثال فرمانده من منادی غیب  
 که خیز بر حسب این ندا مطهر اکن  
 با هم حق ز سر سر نخیزد کاسما غیل  
 مرا بشربت این وعظ امید صحت شد  
 طبیب چون بکشاید درد و دوا سازی  
 هزار معنی نو یافتی ز هاتف غیب  
 ازین قصید چو خواندم بر آسمان کینست

نماز زنگی شب را هیچ جا سجا  
همه بزاویہ غریب ساخته لجا  
کند ز صفہ انجسم یکے صف ہیجا  
غریب فکر اندر ضمیر یافت جا  
گپے پدید گپے ناپدید مسچو سہا  
من ز پائے در افتادہ راز دست ہا  
کہ بر بنیسم چہری ز دانش وز دہا  
زمانہ مہر ز راز دہان اثر دہا  
خلاف شعر کہ ہست احسن او کذہا  
ہاں صفت کہ قریب است ان دہا  
کہ کس نیافت ہمہ عمر وقت خوش ہا

کشیدہ لشکر کشائے رومی روز  
ز تیغ ہائے سحر در گریز خیل نجوم  
نمود روشنم اس نکتہ کا سماں ہر صبح  
عجائب فلکی را انظار ہمی کردم  
دریں نظارہ خیال نگار و نظم  
براں خیال خطاب من آنکہ تا کنی  
دہان خم بکشا بدہ و مادہ دم دہ  
چہ خفتہ اید عرفان بادہ کش کہ کشید  
بصبح صادق بسند رخسار مطلع او  
رواں چو باد بادہ قریب بایشد  
نہ خوش بود کہ رو در ایگان حسن وقتے

۴۹

عروس صبح بدیں خوبی و تری آنکہ  
مزید کردہ بروز یور بہار بہا

۳

چہ شد کہ آن گلگون نیادری بر ما  
خنک بود اگر آہستگی کند سرما  
اثر ہی کند از آفتاب می گرما  
بر آنکہ ذبح کند برہہ ٹمین سما  
کہ یافت است زہر ہرچ پایہ اسما

کنوں کہ لشکر غم صدف کشید بر سرما  
چو در رسید بہا خستہ گرما گرم  
چہ التفات ز سرمائے گل کہ در مجلس  
در آفتاب نگر بر کشیدہ تیغے تیز  
حل ز آفت عین الکمال کجی

چو زنگ لالہ و بوی سمن گرفت جہاں  
 مے طلب کہ نمودار رنگ بہرام  
 چو گل برآز صف طرب نشایمیش  
 یکے نظارہ نورستگان بیتا کن  
 گل از جواہر شبنم چو تخت کیخسرو  
 نماز اطرنت سیستان ناگویند  
 بنفشہ کیست چو خاتون گل جمال  
 بصحن باغ برافروخت گل سوری  
 بہ غنچہ بین صبہ نو بہر گل خفتہ  
 چو خوش بے است گل اما و فاندہ و بیج  
 زمانہ در بہر روئے زمین سوسن و گل  
 نظر بہ بیج نظارہ نمیکند زگر  
 ہو اکہ عطر طرازست از کجاست مگر  
 چمی کشای چندین متاع مشک اے  
 بہار از گل و بل باغ آدم و حواست  
 گل شکفتہ مگر گفت شرح حجتی الارض  
 بہار را چہ دم شرح و بطینداری  
 غرض اقامت سروست و بار گئے چمن  
 بنفشہ پشت خمیدہ سری فرو کردہ

می چو لالہ طلب از بست سمن سہا  
 ہماں شمائل این ہفت گنبد شہا  
 کہ چند گاہ نماز نشان ماوشما  
 ز ابر باد بہاری گرفت نشو و نما  
 چمن ز زر گیس جام جہاں نمای نما  
 بنفشہ روز و شب اندر رکوع مست و نما  
 میان صف کمر بستگان یکے داما  
 ہزار شعلہ آتش ز چند قطرہ اما  
 چو طفلک کہ بگہوارہ بند و شش اما  
 خوش آنکے کہ نگونی و رآخرش از ما  
 مثال داد بہ تہیر تیغ و سنگ اما  
 کجا رو دچہ کت سخت علیست عا  
 رسید محل مشک از طراز و از بغیا  
 اگر ولایت بغیا نکر دہ وینما  
 چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خما  
 زبان نامیہ تحریر اصحج المرعی  
 بہشت را بنیں کردہ انداستہ عا  
 کہ ہد ہاں بہ نمازند و بلبلان عا  
 گماں بری کہ گرمی بہ پیدایش امعا



رسید وقت صبح و وزید باد صبا  
 شده ز کثرت انوار و غایت پاکی  
 رکاب خمر و آن بسم روانه شد اینک  
 چمن نموده دو صد جام گل نبی نیند  
 می شبانه خور و خنده خوش از لب کاس  
 یک خلیفه ملک معانی آمد جام  
 نژاد یک خلف آراسته چوبنت لکرم  
 زیائے باد طرب خشن عیش انداد  
 صیخ گویم یعنی چو یامراد شود  
 نه بوس صبح چنان گشت ناله لطیف  
 به لاله بین در قف کاغذی سیاهی ر  
 دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ  
 شراب لعل طلب خاصه ز ماں که فلک  
 کنوں که صبح برآمد قف مصفا جوے  
 برون قتاد ز نمخانه فلک جرے  
 فروخت چو سلطان شام ازاد هم  
 سر از دیک برون کرد شاه شرق  
 خیال دیو چو شد بته از بیط جهاں  
 چو زیر پائے عم پست گشت صورت زشت

سپهر سبز گل گشت و کوه زرد قبا  
 فلک مدینه اسلام و صبح کوی قبا  
 خودس هر طرئی در فروشن چمن نقبا  
 فلک کشیده یک خوان زر بغیر آبا  
 ترش گرفت چه شینے چو کاسه سبکا  
 دلیل کفر بود از چنان خلیفه آبا  
 هزار سال ز چار اهتات و هفت آبا  
 بوقت آنکه برآمد وصل گرد و پا  
 صبحیانه سبک دور نوش دیر میا  
 که لعل گشت از دجمله کوه سر تپا  
 چو کودکی که به مکتب فرستدش بلایا  
 غم جهاں که خوری آن حرام و الحج ربا  
 بدل کند شبه خویش را بکاه ربا  
 و گریه عیش مکر کنی و عمر هبا  
 بشکل چو قتر ابر برنگ چوں هبا  
 سوار گشت شهنشاه صبح بر شبا  
 پدید گشت ز سر عشق بازی حبا  
 جمال داد از ایوان حمع و وس سما  
 بکوه دست بر آور دلعبت زیبا

بلے کہ این دگرے آن بود که بافت اند  
 نه هر یک ز پے چیزے آفریده شد است  
 برائے قلعه شود است ناده صالح  
 یکے است محض کرم نام انیسیم  
 یکیت تا به ابدید اثر چو باد سموم  
 چونک در نگری در هر آدمی همه است  
 چنانکه کو کبه صبح دم دلیل کند  
 نوائے فاخت و برگ تازه گل سرخ  
 صدائے نوبت آوائے نوش نوش لبان  
 تو بنزه بطلب و ز سپاه میدان کن  
 برائے تسلیم جان تافت حکم را  
 شب در روز و شاقان سپنج و باری  
 یکے شراره گلرین ز ریخت به زمین  
 فلک چرخ خورشید خون آفتاب  
 برو گواده چه حاجت بود در صورت  
 همه معاملات او بصدق باز آید  
 ز زهره نم آهنگ آنکه او دارد  
 فلک که گوهر خود را بر ریخت پنداری  
 خرمیند بای فلک سر به رقت آید

بکار گاد ازل هم گلیسم و هم دیبا  
 یکے نشانه راحت یکے نشان بلا  
 برائے هر رسولست ناده غضبا  
 یکیت مایه یکیت خطاب او نگبا  
 یکیت هم ز ازل خوش نفس چو باد صبا  
 نشان فتح و صحبت هم از اوان صبا  
 که شاه شرق برون تاخت آورد لوا  
 صیو حیا را ترتیب کرد برگ و لوا  
 هزار بار مر او شتر از هزار آوا  
 چو ساخت شاه افق قصر سبز را ماوا  
 به از شام کافور صبح نیست دوا  
 چنانکه سیل جوانان بود دلمود هوا  
 یکے تاره آتش گذشت به هوا  
 رواں بر ریخت چنان خن که داشت روا  
 از آنکه سرخی شمشیر بس گوا  
 نخست اگر چه غلوائے کنند در اغوا  
 گرفت مرغ سحر یا دینست ذهن و ذکا  
 نخل و خمر نقش است عقد ابن ذکا  
 نصیب صبح که یکدم میان خوف و جا

زکاو کا دشنام چہ غم کہ عصمت حق  
 عجب مدار ازیں یک شب بہ جواہرین  
 شنیدہ باشی لوئے ز نفختہ الریحان  
 حسن بقاعدہ صل شوچہ فیض است این  
 شب کہ ذکر وے اندر نبات این پیوست  
 تمام چہرہ شب داشت نگ روی لال  
 شب دراز من اندر نظر ارہ گردول  
 خیال اینک ازیں آئینہ یک صورت  
 نخت مرکب بہرام آن شگافہ سُم  
 عظیم سخت سرو سخت نرم دم رخسے  
 رسیدہ بر پئے او چار پایہ دیگر  
 گنجے بختن بیچارہ گزارہ شاخ  
 دگر بصف دور و جوی زرق و نفاق  
 ز شول آن شجرہ بس عجیبیدارم  
 پدیشہ دگر آب کار مد طبع  
 کر یہ کثر و آن پنج پاک علت است  
 اسد ہمہ حسداں بد مزاج کافر چشم  
 کشادہ موئے ز سر سنبہ بقوت کرم  
 دو کفہ دگر آنجا اگر چہ ظاہر داشت

بندہ باشد بیخ و بیخیمہ رسد  
 چگونہ ساخت بیک شب چنان فاعدا  
 حدیث نغمہ سدا دور جنت عدا  
 ز سر گوئی و نغمہ رسانش از مبداء  
 چگونہ شب شب تیرہ تراز شب یلدا  
 ولیک کام سحر بوئے درد بود روا  
 شدہ ز جملہ جہاں فرد چشم بر فردا  
 بود بریں دل تاریک گشتہ زنگ دا  
 بدیں شگفتہ چرا گاہ سبز شد پیدا  
 خرد زمیئت اضداد او شدہ شیدا  
 کہ پایہ پایہ پیغمبر و در دلم سودا  
 گنجے بکار غریبے لکزدہ عدا  
 بشکل حور کمر بستہ بام او دروا  
 کہ یسچ خوشہ جوزانہ ہم من جوزا  
 برو ہمیشہ یکے زنگریز کار افزا  
 چو پنجہ اسد آفت رساں و عمر گرا  
 کہ قتل کاذا اسلام نزد دوست غزا  
 دروں ولے شدہ جو جو بروش غزا  
 عدالتی بتہام و سویتے بازار

وئے یعنی چوں غوئے ناسزایاں کز  
 زبے ترازوئے انصاف باد و پلہ عدل  
 وگر که گمشدہ دے کجی گزیده تر ز نماں  
 کمان چرخ پیفته زه شده که گریز  
 بزنی که سبز او آسمان شبان حلست  
 نذاو گو بیکی پشت آب تا داند  
 نشانی شده اندر صف جگاماہی  
 منازل بہ ازاں شکر بلا فوج  
 بدان شد م کہ دم شرح آن دگر ہیم  
 زہندی فلک احوال بخت من تیرست  
 ز ترک تازی مرغ و کیسہ سازی ہر  
 خے کہ دور قمر پیش ازاں کمی باشد  
 بخلق رخمہ ناپسند و کلک تیر از ہم  
 جھلے لیس ہمہ را کے توانم و کہ بہت  
 سپہریت دبستان فتنہ را لوح  
 برو گناشتہ شعری معطل از ہمہ چیز  
 تمام شب من نالہ ز چرخ و آبسم او

بعدل فرق کردہ ز ناسزا و سزا  
 کیس سرش ہمہ نزل است و آن سر آہرا  
 ز زور ز سرش گزیدہ مار اف  
 زشت آفت او و اجبست تیر آسا  
 از و چگونہ کے را بود امیہ کشا  
 تعلقی بد و تار شتہ صبح و مسا  
 کشیدہ شکر غم بردل ستم فرسا  
 مقدمہ شرطن آمدست و ساقہ رسا  
 سماحت کتم انشاء و حہ انشا  
 ز شتری ہمہ ایام عیش من چو عشا  
 شدست طالع من زب و چشمہ چشم کشا  
 میان کاہ خس بر کران کوہ حصا  
 ہماں نمودہ کہ فرعون را نمودہ حصا  
 بردل ز دائرہ حصہ و زان خط احصا  
 کو اکبش ہمہ ازہ بر کنان بحرف ہجا  
 نہ حسن ملح دروہیسم و نہ فتح ہجا  
 رسیدہ اند بہفت اختر م بہفت اعضا

ہیں قدر و ایں فصل نظم یافتہ بود  
 کہ نگاہاں درے از فصل باز کرد قضا

۵۰

۲

همه فروشد گان سرز خاک برگیرند  
 کتاب خلقت گل که بس خلق شده بود  
 چو زلزله زربکف آید از زر پیوند  
 گلاب میچکد از شیشه فلک آری  
 بهر ورق که از وجوب گل شود تازه  
 گزشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ  
 طریق عاشق دارند شیوه معشوق  
 بجوئے بلغم نگر مار پیچ چون تشبان  
 چه موسم است که مخصوص شد گوشت گل  
 نمود لاله و گل حسن را مراعاتی  
 هزار گونه غرور است در سر هر گل  
 مگر بهار بنام بستم کند خطبه  
 مگر که بر رخ گل یار من تجسلی کرد  
 جمال گل همه باروئے خبر دیانست  
 بهار گوئی که می آرد از در خوابان  
 سلام از لب دلجوئے من مرا خوشتر  
 دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بخور  
 چه چو گل طلب از گلر خان آهوشم  
 فسون گری صبا و خیال باز می سج

بجای مثل زندایں روز را بر روز جزا  
 فزاسم آمده بار دیگر همه اجزا  
 اگر چه مرکز پیوند را انگیزد در  
 ز فیض دوست چنین بوخوش گرفته صبا  
 بنخط سبز کند که خدائے باغ امضا  
 ولیک مرغ و می میزند با سحر صبا  
 که این تمام سینه است آن تمام رضا  
 کشیده هر طرفی یا سمنید بیضا  
 برائے خنده و گریه چو عید عاشورا  
 مرا عتق کن نمایند بر سبیل مرا  
 چه حاجت که با او سخن کنی اندر  
 که سر و منبر او گشت و قمریان قرا  
 که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا  
 دریں حدیث نه بنیم مجال چون چرا  
 گل و صبار اهرم جامی و هم اجرا  
 که مژشت باغ در و چار جوئے را اجرا  
 چنین کنند بازار عشق بیع و شرا  
 سپیده دم چو رسد آهوش فلک بچرا  
 کشیده لاله از خار و می از خارا

بنفشه می نگری کو ز چو دست و آتق بنفشه پیش بتان چمن سرافکنده است چنار پنبه بر آورده شل ز زرخوشه عروس غنچه بعد روئے روئے پوشیده نوائے مرغ شنو پند ناصحاں مشمنو	قد چنار گراست چو دست و آتق که جمله لعل و سپیدند او یکے سمر تو کو نیاسد است این دل در گذرا بجز صبا که کشاید نفت آب آن عذرا که جمله هرزه در ایند بر مثال در
--	---

۴۹

در آیه مجلس و جائے بخواه از مے جام  
تو پختہ حذر از نا اقصان خام در

۴

بیک دوباده مرا وارهاں زریو وریا  
خرد به شهر عدم رفت ساقیا تو بیا  
که مویائی من نیست جز یہ میم و بیا  
ہاں بخشم نفرت اگر نکوی یا  
ازاں گئے کہ نذارا علامت آید یا  
نگر چه قافیہ بر محل نشست کہ یا  
یکے عزیز صفت کن نظارہ احیا  
زبان سوسن چوں سوسن زباں گویا  
بلے تواند بودن خواص در اشیا  
ہمہ زمر و سدر بر زند بجائے گیا  
ز آفتاب شر آب سماں شیشہ ضیا

چہ جائے زرق و نفاقت ای غلام بیا  
زباں بہر دم ماند مطربا تو بگو  
بیا و جرحہ دہ بدین شکستہ خویش  
بخندہ گفستی بوسی بخشمت یا نہ  
نذاہی کندت روح یا ندیم القلب  
کہ یائے وصل تو ام صلح سیکنم پو پس  
ہو ابہ قالب گل میدمد دم عیسی  
دہان بلبلہ بکشا کہ گرد از بویش  
بخا صیت بدہ بادہ ناتواں از در  
بخاک اگر بچکانند آں گد اخلاص  
نگر چہ روشن شد روز عیش بلچو گرفت

شراب نیست که دریائے گوهر طربست  
 سمن بمے که کشد یک دو جام شرم شکن  
 ز جام بادہ اگر قطرہ فرواخت  
 چو هست کوثر مے مجھے نسیم امرو  
 طلب کنیم مزامیس را اول از بربط  
 مغنیانش نیش کنان ولیکن او  
 و گر ہاں کہ بیک پای قیام میکند او  
 رگش ز پوست بر دل آمدہ عجیب پیرے  
 رباب راست اندے خداے روح درو  
 گہے ملازمتش با ورق چو اہل صلاح  
 دف است صاحب درو ہاں بھی ماند  
 بکوب سینہ دف تا مے آرزو کند م  
 نے است شور دادم بیاری ہم  
 چہ نے کہ زلغ سیاہست خوشنوازاغی  
 چو مرد مہسنی خوش دم بہ خستی دہری  
 مگر ز بانگ کما پنج خواب شد ساقی  
 چرخ می برم ایں باز کن سر گنجے  
 سخا و تم بکن لے ترک یک شرابم وہ  
 ز غم چو جامہ گل شاخ شلخ شدل من

پدید کردن گوہر داد بہ از دریا  
 بدست باز چو گل بر درون نقاب حیا  
 حیات تازہ دہ خاک مردہ را چو حیا  
 ولے چو مجلس فردوس مجلس علیا  
 کہ اول او در رحمت کشا و در دنیا  
 چو کودکے کہ بود خفتہ در کنار نیا  
 سلام گوید ہر شیب کردہ آمد ہما  
 کہ در مواجہ پر است و در سخن برنا  
 پیوستے تنکے برگ شیدہ روے انا  
 گہے معاملتہں با خرک چو اہل زنا  
 کہ حاضرست بہر مجلس انے پے آہنا  
 بلے ز صبر ہی خمیہ نرداے پستہا  
 دشمن نما نہ اگر یکدے بود تنہا  
 کہ ہجو مرغ شکر خواہست شکر خا  
 چو اہل ہمت کیاں شدت و بر خا  
 بلے خواص سمل آمدت استرخا  
 کہ انتہاش بہ میمست و ابتد اش ز خا  
 رنگ چشان حالے ہیں ہست سخا  
 بیار جام مے لالہ رنگ لالہ رخا

اگر روم کند از صفائے صفت  
 مے که گر مثلاً خوردن بجای بقا است  
 نشاط می زد روی گنج برون آرد  
 مرا هم این دم خوش طیب از می معنی است  
 بتان سخن بریانم به قصد دود  
 تا ملے که نمودم در از تر زائل  
 چو رز صیف اگر چه در از گفتم شعر  
 در از گفتن نزدیک من ستوده نبود  
 قصیده نیست کتابی شد دست از یک شعر  
 گرای کتاب من استاد زبیر خواند  
 یکے بین که چو سرج برده آرس  
 لزوم قافیہ جنس و زحمات اقوا  
 همه مواهب غیب است این آتم نیست  
 خدای عز وجل اندیس گریه تنگ  
 همیشه حسن از فیض غیب کشف عطا  
 اگر خلاصه انشا خود کنم انشا و  
 سپهر نیم از احکام طار طبع مست  
 قلم زنا قلم آهسته دار چند دماغ

عجب مدار که زنا ز بگسلد ترس  
 روی گنج خوش را می رسد بجا بلسا  
 کز ان شگفت بگرد سر رجال و نسا  
 که تخم می بردش کارواں برون نسا  
 مگر نقش برون ز در زلف غالیه سا  
 مگر که بر اهل خود در از کردم تا  
 و خوش است چو قلب تا بقلب تا  
 و ز زبان خود هست این قصیده تا  
 کم از کتاب نباشد که نسخ شد به تا  
 فرو در دهمه اوراق ژند با و ستا  
 زکات گنج هنر را هم آیت است  
 نگاه داشتن از شایگان و از ایطا  
 این طرف بگی شکر و از طرف اعلا  
 کشاده کرد در فضل از کمال عطا  
 چو بر علی رضی الله عنہ کشف عطا  
 سپهر چاک زبیر خود این کبود قبا  
 بلے حساب جل عرف چو آمد طا  
 اگر چه هست سواد خط تو مشک ختا

درین خط که خاکی و خطه خندان



یکه بصفه صفوت قرار گیر دلا  
 بشهر نفس تو آتشو بهاست از شهوت  
 در مجاهده زن تا شود دل روشن  
 غبار بود و صفا در دل زمین و فلک  
 اگر صفا نکند مرد بر دست فتور  
 اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی  
 خلیل و ارچینان راه که از بهمت  
 معائن که همی پرسیم غلبت پرس  
 پرس هر چه که خواهی که خاصگان خدا  
 عطیه است مرا این سخن ز خالق من  
 هر آنچه من کنم ایا عجب که گر نکند  
 ز چار طاق فلک سازنیم وحدت  
 حجاب راه تو طبع چهار پایه تست  
 کجاست جانی تو در بزم قربت آنکنی  
 گرت چو دریا شور می و جوشش باشد  
 اگر بشوئی آلالش فضول از خویش  
 دل فرشته شدت ادا خدیارت

که هر چه با ر طرف در گرفت گرد بلا  
 چه به اگر کنی آن شهره را از شهره جلا  
 که هیچ آینه به صفتی نیافت جلا  
 که این بسمل گراید و آن در جلا  
 اگر وفا نکند ابر غله است غلا  
 بیار حجت از وایان ملک و لا  
 بجبریل نکوئی انا الیک فلا  
 از انک حکم طاعت چو حکم خلا  
 جز از خدای نگویند در خلا و ملا  
 اگر چه بر ملاء خلق میکنم الما  
 زبان روح قدس بر ملاک استلا  
 هیچ وار گرت هست هستی والا  
 کجاری تو بدین زردبان بر آں بالا  
 بسان چشم قرابه دودیده خون بالا  
 بدیده باشد شکست چو لولوی لا لا  
 معاین کنی از فضل حق همه آلا  
 بدست دیو چرا می فرشی آن کالا

بکنج غم بستی چو لابر بند  
 به چار باش لاکه تکیه زد مگر آنک  
 بر ترک هر دو جهان گونے گرچه با نکت  
 ز خار خار امل آن زماں اماں یابی  
 مراکزین صفت اعراض کرده ام کلی  
 روم به سایه دین و خرم گریزم از آنک  
 وجود من که یکے بوم عار غفلت بود  
 گر آرزوست که بر چرخ پایہ شرف  
 بهر چه می طلبند از تو این جهان نفروش  
 جهان چه باشد نزدیک نکت پیرایان  
 اثر نماید تسکین بر سرم سخن  
 کجارسند بریں سرجماعت غافل  
 اگر بابل ضلالت جدل زنی صدره  
 و گر به سونے بدی ساں کنند عدا  
 بهار ملک بنا کن بنای خاندین  
 بنص پاک همه نسکبختی است و لیک  
 هواد حص کن هر چه هست بیانی  
 جو ایم شد و گر عمر هم رود خوشتر  
 مراز عمر چه راحت که تنگ شد روزی

که گنج در بری از گنج خانه آلا  
 بهار کرد جهان هر دو بر دو گوشه لا  
 از آنکه هر چه که لا باش تر بود اوئی  
 که این درخت هم از بیج بر کنی هلا  
 گماں مبر که در گریه در او فستم کلا  
 یگانہ یافتم آن هر دو مرغ را چو هما  
 از آن دو غزه یافت دام غزهها  
 بر آورند چو سیاره باش شب پیمیا  
 بریں متاع بدیں حد شاید استغنا  
 چنانکه مزل در جنب مسجد اقصا  
 پدید باشد تلفیق نامه ام سخن  
 که غافل را دورست کعبه از بطحا  
 چو گوهرین دیکونه بر نذر بهر ادا  
 خدا چه گفت فلن یعتدوا اذا ابدا  
 ترا هوس هوس مولدست و بر منشا  
 ترا هوای تو بد بخت میکند حاشا  
 چو رفتن است زوار الفنا دار بقا  
 که من به آمدن خویش ناخوشم حقا  
 مرازشک چه حاصل چو لنگش سفتا

که مرد قافلہ در بادیرہ با ستقا  
دریں دیار نہفت ترست از عتقا  
حذر بہت ازین دیو فعل جورلت  
و ساولیت کہ شیطان ہی کند القا  
تو برگزینہ بینی چو ملتہ انجمت  
مقا میریے بسر دار مقام راں دعا  
اگر چہ شاہ و سپاہی و گر چہ شیر و غا  
اگر چہ نخل و بیل و در افکنند غوغا  
مثل اگر بہ شب بگفت شب غوغا  
دریں جہان خلق است در آں جہاں سوا  
رسانہ حضرت حق ہر چہ داشتی در واد  
کمر بہ بند چو کردی در معانی وا

چہ سود چشمہ نیلہ کہ میرود در مصر  
سوئے خراسان سارے کہ ہست عتقانام  
دریں دورنگی دوراں نگہ کن اے خواجہ  
جہاں خراب تو عشرت طلب کنی لا حول  
جہاں بہ آجے ماند کہ ایسا دشمنیت  
بہ شعبہ نہ توانی نصیب برد از خلق  
ہماچہ قیمت تست آں کشند درشت  
حرص را نہ ہند از جہاں پر گئے  
فلک خوشہ خود تو شہ بنجشتاں  
کے کہ نعمت حق انکا داشت ز خلق  
حسن بہر نفست شکروا جہت از انک  
بہ میربانی اصحاب دل ز دیدہ و دل

۱۳

کنوں بیار پس از شرح ہر صفت غزلے  
کہ شرط باشد از بعد ہر خورش حلاوا

۶

ز دہ ز ترکش شوخی ہزار تیر جفا  
بروں چو آئینہ باہر ہر طریق صفا  
بنغمہ دار سیاست بپوس دار شفا  
کہ بتکراں نشانہ روئے شان نقا

کجاست آں مہتر کاں گزفتہ ترک وفا  
دروں چو شائے بے کین من نہ بل  
کشادہ چشم و لبش در ولایت خوبی  
چناں ز غیرت رویش تھا خورند نہاں

چو دل مالک دل گشت عشق و سلطان کنو کی رفت ز من چھو یوسف از یعقوب دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ صبر حسن تو از ظرفائے زیادہ گوئے مہاش فرو گذار ز زار زبانت فار فضول اگر ز نائرہ طبع شعلہ خیزند مگوی زین پس اوصاف اہل صبح مہریش بن بوصف جمال خباں میل	وزیر عقل طلب میںماید استغنا من و بلائے فسراق و ذوائے اسفا در خدائے بندست حب و کفای بلے فضول نبودست حرفت ظرفا و گرنہ فا و بمانی چو مردم وفا سبک بآباد واجب آیدش اطفای مگر یہ صنعت افشا روشیوہ اخفا کہ میل نبود صاحب جمال ابوفا
---	--

۴۸

و گر کلام کنی بارے از کلام رسول  
کہ ذوق در صفت مصطفاست مستوفای

۷

زیہ ہوائے تو از من حلاص نامرا مدار عالمی و علویانت شکر گزار ایں صاحب سر صاحب سیر توئی زیاد نام تو دل را علامت دولت ز فرہ دین تو و وجہ کین تو دیدہ رسول باز پسینی و پیشوائے ہمہ محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود زنگ صحبت ایں گندہ پیر شیریں نام	پیامبر نعت سنی یگانہ دوسرا مراد آدمی و عرشیانت حق مرا سر سران ملک صد صف و دوسرا ز خاک پائے تو سر را عمامہ دوسرا موافقان ہمہ سر اسنانقان صبرا شدہ دو کوئی و منشور تو بہین طغرا بدادہ حاصل ایں خط زماں خط ابرا نگاہ داشتہ تار و زمر گ استبرا
---	---

شکسته صد مدینه تو قهر صد کسری  
 ز درفشانی تو بوده بحس را لرزه  
 ترا مظهر مجلس زد و حطوبی  
 شبی که مجلس عالی غیرت بردند  
 نخست مسند جاروب تو مقرر شد  
 اگر نه زیر کف پای تو نهادی سر  
 براق جاه ترا جبرئیل پر بسته  
 ستاره بهر نشارت شده در منشور  
 حسن ز نثر ثنائی تو برافاضل عصر  
 یک بهر گره از جنس اوست پیش روی  
 ضمیرم این قدری کرد در سخن یاری  
 جهانیات بمه سبب کند و لیک  
 خیال از لطف خورشید مهت چو عجب  
 تو شهر علم و دران باب با علی است قبول  
 زنج فضل برین مطلع که هفتم شد  
 لزوم را و الف کردم این قوافی صرف  
 کنون چه دید نون و القلم بدست خاص  
 نقاط لفظ تو شد چشم و گوش را راحت  
 کند دعوت تو انجمن در از افتاد

روده صرصر قهر تو افسردار  
 ز گنج بخشی تو آفتاب را صفا  
 ترا اسرار چه مطیع ز گنج بخدا  
 به نبط ازین هفت نفرش غبار  
 ز چه زید و رضوان و طر حورا  
 بهشت هیچ کف دست میشد صحرا  
 ز کار خانه و انجمن اذاهوی هوا  
 شب از برای شام تو غنیمت سارا  
 مقدم است بدین یک قصیده غرا  
 صف کلنگ نه بینی یک از ان غرا  
 چنانکه حق شنایت بود کرایار  
 تو آفتاب جهانگیری جهان آرا  
 اگر شود هم یاقوت و هر چه حمرا  
 تو باغ فضل و درود و شکوفه مرزا  
 نشا رکن که بس گنج دیده ام زیرا  
 حکیم آخر حدی نهاده قافی را  
 کخم ملازمت نون پس از اندام را  
 که نور دیده دینی و در درج دنا  
 که عالمی ز درازی گرفت تا پنهان

چو اتفاق سواری بود عجب نبود  
 کی که خاک است را ساخت پیرم  
 سزد که برد تو جان خود کنم تبار  
 چو همیان مرا میسر تکیه خاصم  
 چه جای فست که گرام و زتابد باسن  
 طویل که ز جواهر شیده ام اینک  
 تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست  
 بصدور تو سخن من چنان بود که کسی  
 دلی بفرشای تو و بفضل تو هم  
 تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد  
 اگر فنا شوم از دوستی نام تو به  
 فلک کشد بعد دست ز آتش هیچ  
 اگر بیای تو افتد فلک را شمع  
 کمال حسن ترا خود حسن چه دریابد  
 خجی و قایق طعم ز نیم اشارت تو  
 کنم بدولت ارشاد تو مستجاب شده  
 قبول نخواست یا رب قبول گردانی  
 رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن  
 چو در محلت ایمان خویش تن کردم

که آفتاب جلیبت شود بهلال خبا  
 شد آب دیده او جمله خوں برنگ حنا  
 تو کعبه منی و سده تو جاع منا  
 مرا برون ز مرا میسر فقر نیست غنا  
 ز گنج مدح تو و نقتد نقت غنا  
 نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا  
 سخن من و دشی چو من فضولی غنا  
 کشد بخواجه خورشید ماهی صفا  
 توان شد از فضیلتی زمانه مستشنا  
 تو مایه گرمی دستگیر اهل غنا  
 بقای نام تو خواهم چشم خورم ز غنا  
 بر آن طمع که شود پیش آستان فنا  
 رواندارم بر پشت پاسبان تو مینا  
 بخار خانه چین است و چشم نابینا  
 تمام تر از اشارت بوعلی سینا  
 بدر گه که دل دیده راست انش و منا  
 زکات خاطر من بر خواطر دانا  
 بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا  
 بنام هر یک بیتی ازین قصیده بنا

دیں معاملہ رازیت بندہ را بنیدیر  
حسن چو ختم سخن میکنی دعائے کن

کہ ایں خراب ہاں از پس دینا  
چنانکہ رسم کہن آمدست بعدشنا

۸

دیں محل چہ کم جز دعائے خاقانی  
کہ رینا و قناش و ما قضیت لنا

۱۰

اینت بزرگ نمستے صبر بحالت بلا  
تو چو زمین رہا کن قاعدہ نہ رتنی  
ہر کہ بد و ریاں زماں کرد جلالت آرزو  
خلوت ذکر بخوش یافت خلق شکر کن  
فقر اگر سیمہ کند آئینہ مراد تو  
چون ز وفا کشد دہ بردل خود دیر کچھ  
صدق چو نبود اندر دل و مرغ او فیل  
خلق جہانت یکبیک بہر ساد خستہ  
از سپینیا خود بہتر ساز چوں حسن  
ہر کہ دسمہ کہ در جہاں یافت نشان زندگی

دام بلاست بول کن چو ز دہ دم ولا  
آں فلک است کوہا و بر خود علا  
حاصل از اں جلالتش غم کہ پست یا جلا  
جمع علائق خوشی یا حسد لایق خلا  
تو بشر شک دیدہ رخ سرخ نمایی بر بلا  
روی بد اں دیر کچن بام کشا پس اول  
نم چو نبار د از فلک بر غلہ او فتد علا  
آہ کہ گس نمی دہ خوان صلاح را صلا  
بو کہ بروں بری گئے پے ز گزر گہ بلا  
ہستی او بعاقبت ہست نیست مبتلا

۹

توح ہزار سالہ بدہم ہزار سالہ شد  
در عدد و محل نگر بعد ہزار صیت لا

۱۳

از برای عید می پرسید شہرے ماہ را

عید من آن بس کہ بسم آستان شاہ را

جشن سلطانی مرتب شد چہر پرسم عید را  
بس عجب نبع و کہ ماہ عید انیس پس سنبہ دار  
شد علاؤ الدین والدین محمد کاسمان  
کرد فرارش ازل نصب ان پی سلطان احمد  
ہست در افواہ کا مد سال عمر او ہزار  
تین چون آلبش ہمہ بر راہ دیں دارد گراں  
خلق نیکو خواہ شد دست دعا برداشتہ  
خشم بد دل اخذ گشاہ لب لب بدو  
چرخ را با بندگان شہ ستیزہ روئی نیست  
تا کہ بر مصداق یحی الارض نو نو نامیہ  
باد از بختش رسیدہ مژدہ ہائے جانفرا

غزہ میمون شد دیدہ چہر بیتسم ماہ را  
قبلہ سازد آفتاب و غلث المند را  
ہر زمان پیشش نہیں بوسد مزیہ جاہ را  
بر تر از نہ بار گاہ چرخ خرم گاہ را  
بس اثر ہادیہ ام آوازہ افواہ را  
یاک کردہ از خس خاشاک کفران لہ را  
وانکہ بدخواہ چند ابردار و آن بدخواہ را  
تا بروں نارد باسانی ز سینہ آہ را  
چنبہ با شیراں نباشد مصلحت رو بہ را  
جاں دہد برگ درختاں را و برگ گاہ را  
دشمن اندر جاں گرفت اندہ جانگاہ را

۱۰

جان من بندہ شادان ز جاں بخشی شہ  
حرز جان خویش کردم مدح این گاہ را

۱۱

ایں منم یارب کہ بوسم خاک پای شہ را  
خاک پایش بوسد ادم پای بوسم از رست  
شہ علاؤ الدین والدین محمد کز ازل  
جبرائیل از آیت نصر من اللہ ہر زمان  
چرخ از جواز کمر بست بہر بندگی

جاں نثار ادم سیر ویر پای شہ را  
بے اجازت بوسہ نتوان داد پای شہ را  
شاہ عالم آمد و عالم برائے شہ را  
نقش بند و رایت کشور کشائے شہ را  
تا چہ فرماں رودے خواہد دورائے شہ را



<p>بے رضائے شاہ جاری نیست گوی آسمان          بھر با جہد لہرزہ بر یک جائے ساکن شد شہنشاہ          منت ایزوراکہ سرتاپائے سن حمت گرفت          عیسیٰ از قانون طلب می ساخت مجموعے ولے          شد بہار دولت اینک بستاننا چنار</p>	<p>برقضا سابق ہمید اردو رضائے شاہ را          تا صفت بکروم روانے تمن عطائے شاہ را          اول ایں دیدہ کہ می بیند لقلائے شاہ را          شربت از نوش خضر دار و شفا ئے شاہ را          دست بالا کردہ میگوید شائے شاہ را</p>	
<p>۱۱</p>	<p>چوں محمد باہ شاہ در عصمت عون خدا          ایں حسن ثانی حسان شد شائے شاہ را</p>	<p>۷</p>
<p>ساقی جان تازہ کن از جام مے یکدم مرا          گردیں مرقعے اندر کعبہ و زمزم رسید          فتح شد ذوالفتح آرزو با بادشاہم          آخر ماہست اگرچہ آخر سالست نیز          شہ علام الدین والدین محمد شاہ آنک          خسروے کا نام عاشق بر طبقی مست</p>	<p>حضرت باداہم عمرار کنی خرم مرا          چتر شہ چوں کعبہ بود و کفتیں زمزم مرا          گر کنی پیش از خرم با قدح محرم مرا          اول عمرت حالے از شہ عالم مرا          جز بہرح جانفزائش بر نیاید دم مرا          کار ساز و ہر مسہ آف ق را وہم مرا</p>	
<p>۱۲</p>	<p>صد ہزاراں سال بادا بر سریر ملک شاہ          ز انکھشادی شنائش وار ہاند از غم را</p>	<p>۶</p>
<p>شنشہ را اساس ملک تابا و اقوی بادا          علام الدین والدین محمد شاہ کر عشقش</p>	<p>سریر خسرویش از افسر کین خسروی بادا          ظفر و ہر مسری خواہد فلک و پر پیروی بادا</p>	

فلک ہر شب ہی آروشارش شعری را چو گنج افشاں سلطان آفتاب بہر سوئے شش ہاں شہنشاہت باز و ملک اجاں	پس از شعری کہ آورد او و سپیکر شنوی بادا عدو چون بوم اندک پنج عزت منزوی بادا ہمیں سرا باد پانیدہ ہمسای باز و قوی بادا
--	--

۱۳	یہ بیضا ست نے شکل مراد ہر شنائے شہ چو دستش موسی آمد ہم دعایش عیوی بادا	۵
----	---	---

بیاسا قی کہ فصل عید رونق داد عالم را ازیں پس ما و جامی از ہلال عید روشن تر از اں کیجا بھی ایند عید و روز نو انکوں بصف بندگان نور و عید اسادہ پندار	رواں شد باد و نور و زئی رواں کن باد و حجر را کہ از اقبال شہ ہر روز و روزت عالم را کہ ایں ساقی شد و اں میر مجلس شاہ عالم را مبارک باد میگوسین سلطان معظم را
---	---

۱۴	علاؤ الدین والدین کہ از روز خلق او بر از عید است ہر روز کہ ہست او لاؤم	۱۵
----	---	----

الہی دولت سلطان ہمیشہ کامراں بادا خضر یار بقا باوش ظفر عطف قبا بادش علاؤ الدین والدین محمد شہ و دین پرد درش کا مژدوم چار طبع و پنج حس ہر دین جہاں از بندگی شاہ آزادی کشد ایم چو از شادی شاہاں شاد و شاد یار کہ پیوستہ	چو عمرش جاوداں داند ملکش جاوداں بادا ہمہ حاجت روا بادش ہمہ فرمان رواں بادا کہ از الطاف غیبی انچہ او خواہد جہاں بادا پناہ شش جہات و قبلہ ہفت آسمان بادا جہاں دہر کہ دروے بندہ شاہ جہاں بادا بشادی کہ پایانش نباشد شادمان بادا
--	---

<p>بهر قلعه که بکشد عطار دوح خوان بادا  ده و دو برج انرا نیز فتح شه ضمان بادا  فتوح غیب و عیش جاودانی میسر بادا  ز آفات و مخافت زمانه درمان بادا  چو بیکر و عمر حکم بدی را حکمران بادا  که همچو نام مقبولان جمیع انس و جان بادا  که بخت آن جوانان تا بهما باشد جوان بادا  شعل طلمت او در بخش خاں شان بادا  یکینه مانج و کتر سگ این آستان بادا</p>	<p>هراں مجلس که او فرمود زهره مطربش آمد  چو از قلعه اندازد رزین لاکه برگردد دل  برین فرخ بساطی که نشا طوبو مطرا شد  خضر خان و مبارک خان و شادینجان که هر خان  عمر خاں و شهید و صفت بیکر خان هر یک  همان خان مبارک خاں از نام فرید الحق  خدایا حق آل پیر خاں بخت بوالتر  شهنش آفتاب آس برین سیارگان تپام  حسن کین آستان کهف عصمت یافت عالم</p>
---	---

۷

چه باشد که چه باشد خاطر یک شهر یار او  
من آن گویم که یارب شهر یارش مهربان بادا

۱۵

روشن کنم چشم و فاذ خاک پای مصطفی  
یا قوت دین معرفت خورشید صیقلی  
دل ادرش دارا لاماں جان البشر دار الشفا  
چون ماه کامل در سخن چون صبح صادق در صفا  
چون ال تاج دولت بدینچو منافر و ذوا  
اخراج برده از بهان سیله خدمت از تقفا

وقت است که از بر صفا یکسو بنم گرد جفا  
ای بحر عفو و طلفت کافی کف و صافی صفت  
در پیش او هفت آسمان مهر برین در هر زمان  
ما نزع در بلاغ کمن دیباچه اولاف کن  
چون جیم صد جنت او چون ادیل حمت او  
اعداش را چون گمران مهر ضلالت بهماں

اکنون حسن دانی چه به پایش بوس و سر بر نه

۳	جاں درو فائے او بدہ در عذراں چنداں جفا	۱۶
روح آیین دعا کند دولت پادشاه را عصمت حق پناه باد این شریفین پناه را	دست فلک چو بر کشد بنیق صجگاه را شاه جهان علامدین کوست پناه دین حق	
۹	عید رسید پیش کش کرده کماں ماه را تہنیتہ بھی کند دولت بخت شاہ را	۱۷
ست دُرد درو بلجہ سرم اسرار ما زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما کار کار ماست کس را کار نہ با کار ما کے خلد داماں سر تر دانے رخسار ما ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم ادیار ما گر تو ایں رہی سر وی یار خود یا بار ما آنکہ واصل نیست حاصل نیستش انوار ما پس قدم در نہ بہاں حسانہ دیدار ما	دیدہ برستی ندارد عاشق دیدار ما خواجہ را گو تا دکان ہتہری گزوار ما مانیکہ را بر کشیم آں دیگرے را در کشیم خار خارشق مادر جاں جانبا زان طلب آنکہ از دنیا و عقی یار غنی میخواستہ او بر در بار خواہی بار خود از خود بستہ اندریں رہ ہر تاباں یک بد گیر میرسد ای حشر ز زنداں خانہ خاک کی بر آر	
۲۲	چون حسن را بلبلی دادیم اندر فوت او تو صبا خلقی محکمہ بفسرستش از گلزار او	۱۸

به شکل دایره غنم گردن محیط شده است  
 ز می رود بخل برگاه مملکت هر روز  
 نخورد هیچ به تلخی من آن نوازه غنم  
 مبادی هیچ کس از دوستان چنین که نعم  
 ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار  
 به تیرمیں که چکونه است در کشاکش بحر  
 سفرگزیده هم مردمان من غافل  
 دلاوری جہاں میں کہ از مکار دزد  
 ہزار شکر خدا را کہ نقد ایمان است  
 پوشیدہ خفت بہ تہنا ہم ز حصہ خویش  
 بعد شستہ عزیزان من آستان بوم  
 چو گرد طبع بر ایم صلا دہم ہمہ  
 دے زطالیفہ میوہ دزدی ترسم  
 جہاں ز نظم ترم ہست چون ہاں ب  
 بسن نظم حسن یک زباں شدہ ہمہ  
 زباںش نعت زباں رسول گوید بس  
 می چارہ وہ خورشید آفرینش کست  
 کجاست یوسف نخست کہ ہچو یعقوب  
 بہا فرست خط عشق مابہ ہچو خودے

من ضعیف پے نقطہ دراں میاں تہنا  
 زہے گرفت چو خورشید آسمان تہنا  
 سفند یار کہ رفت او بہ ہفت خواں تہنا  
 بکام دشمن و از جملہ دوستان تہنا  
 ز اہل بیت غریب و ز خان ماں تہنا  
 بگاہ آنکہ ہمہ گروہ از کس تہنا  
 چو خفت کہ بماند زہم ہاں تہنا  
 عجب بود کہ توان بردفت جہاں تہنا  
 اگرچہ ماندہ ام از نعمت امان تہنا  
 نہ چوں گئے کہ فرود گرد استخوان تہنا  
 رواندارم و در باں براستان تہنا  
 کہ از کرم نبود طوف بوستان تہنا  
 کہ باغ سخت بزرگست و باغبان تہنا  
 منم زبان سخن گو دراں میاں تہنا  
 منش ہی نہ ستایم بیک زبان تہنا  
 از اں زبان سخن گوست این باں تہنا  
 میان دایرہ کون قطب ساں تہنا  
 بہ بیت احسان با چشم خویشاں تہنا  
 و گر کس بہ پذیرد بار ساں تہنا

جہاں چو حلقہ خاتم شد ست تنگ و نم  
نگینہ دار بماندہ بیک مکان تنہا

۱۹

دراں زماں کہ ہنی پا بر آستانہ خلد  
تو دستگیر کریمی مرا مٹاں تنہا

۱۸

دوش مسراج مجھ از خانہ خسار مرا  
جنبشش شہر طاوس ملائکہ خورشید  
شب معسراج من از خط خوش ساتی بود  
ستیم ہیں کہ چہ اسرار برون میریزم  
مہ اسے خواجہ ہمہ سایہ مرا چندین پسند  
گفتیم در تو نمی یابم از پس پند اثر  
چند گوی کہ درد و دلتیاں لازم گیر  
خار خار رہ معشوق بہ از حسد گلزار  
سبع ایوان تو بخشیدم دہر شب بخت  
عشق کار نیست و گر بار دیگر گویم نہ  
دوست گوید کہ عزیز کم از آتش عشق  
اندکے یار من ار از غم من اندیشد  
ز بدقت لیدیم از جادہ برون می گلند  
بستہ زلف بتال گشتہ ام دمی بزم  
مرکب از شیر کم مقررہ از مارا ز آنک

سرخس باز کشادہ در اسرار مرا  
کرد آواز لب لب لب بیدار مرا  
قاب تو سین نمودا بروئے دلدار مرا  
اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا  
یا برون میکنی از سایہ دیوار مرا  
کاش درد ہر نمی یافتہ آثار مرا  
ہم دریں محنت و محنت کرد بگزار مرا  
گل و گلزار ترا خارج گر خوار مرا  
ثانی اشین دین غار و سرار مرا  
حاجت نیست دریں نکتہ بتکوار مرا  
ہیچ دشمن نتواند کہ کند خواہ مرا  
بس چہ اندیشہ بود از غم بسیار مرا  
گیسوی دوست نگداشت چون ناہ مرا  
کہ رسن بستہ بر آرم برب زار مرا  
جائے جولان نبود جز یہ سردار مرا

بند تصور سر زلف پریشانش بود  
همد روز از لب تو جان نوم امیدست  
دجله و جله چو می از دیده فروخت حسن

این همان سلسله کوه است گرفتار مرا  
تا چه روزیست ازین غصه خوار مرا  
جام می تا خط بنده آورده اے یا مرا

۲۰

رویف (ت)

۱۰

دل نهادیم چه حکم که از تقدیر است  
خانه عافیت امروز مسلم نشود  
عمر آن نیست که صد سال بخون خوردن رفت  
دهر سازیت که زیر و زبرش آهنگست  
کثری مطلق از اجزای کس چون نبرد  
گر پیاده است برین نطم و درنگی باشاه  
ای به تذکیر شسته گنہت یاد آری  
ظالمان را بنود پسند بزرگان مانع  
سر به نخوت چه بر آورده اے سر و بلند

ترک تیر پیسنیدیه ترین تبیم است  
بام او خار گرفتست و درش زنجیر است  
عمر آن سی طفلیست که اندر شیر است  
هر چه آن سوی بم است ای می گیر زیارت  
اثر راستی حرف که اندر تیر است  
همه منصوبه بش تبسیه تقدیر است  
که همان یاد گناه تو ترا تذکیر است  
گو کزن را شب آدینه چه دامگیر است  
پنجه برگ نه چوں خجسته بید انجیر است

۲۱

و اندام روز همی بود دم من که چو صبح  
کامی حسن این چه رو داداشتن تقصیر است

۱۵

خلفه خوشمند و شاد که روز روز عالم است

نوروز بنده یک نظر شاه عالم است

بر شاخ و برگ بلغ کرم میکشد بهار  
یکدم که آفتاب صفت رخ بن کند  
هر کس که راه یافت بهستان فضل او  
شاهنشده جهان که ز خلق مبارکش  
سلطان عمار و نیا و دیں آنکه رای او  
صاحب قرآن محمد شاه جهان کشائے  
داود و دار بلکه سلیمان صفت برو  
شد ساهما که در پوس دست بوس شاه  
در اوج فت در اوز س عدل اقام  
ذات کریم شد که کرم وصف خاص است  
هستند شهری از کف چو لبر شهریار  
تا نام بلغ زنده ز آثار نامی است  
خوش باش فرش مجلس شه چو لبر باطلد

بلغ و بهار من کرم شاه عالم است  
صبح سعادت من میکیس جهانم است  
کارش سرور هست و چون خورشید ابرام است  
آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است  
اندر حرم غیب بهر حال محرم است  
کاند جهان همیشه چو قرآن معظم است  
هم ملک و هم خلافت ملکش مسلم است  
فیروزه سپهر خمیده چو خاتم است  
گرچه بر آفرینش گیتی تقدیم است  
بر خلق مکرم آمده و ز خلق مکرم است  
امید دار رحمت و بنده حسن است  
تا روزگار نامی زنده هم از هم است  
کاعد اش را بسط جهان چون جنم است

ایوان ملک شاه مدام استوار باد  
کار کال ادبعا سده عدل محکم است

۷

۲۳

مردی که گمان داشت تمیقش رفت  
بهوم ازاں زغم آتش که آنجین رفت  
طراوت از گل و تری زیانم رفت

بریں بساط پیشینم که نهشین رفت  
ز خلق ازاں کنم انرا که خلق ناپیدا است  
دریں خراں میزد باغبان که باغ مرا



صفای دل نشود چوں در او حضور نیست ہزار مردم دیدہ ز چشم من فرستند کے کہ پازرخوت بر آسمان میرفت	شکوہ نجم برود چوں از دنگیں فرست ولے مرا نظر اعتسابیں فرست بشرستگی اسال در میں فرست
--	--

۱۵

اگر نہ رفت بکام تو در جہاں کارے  
حسن مریج کہ کار جہاں بریں فرست

۲۳

بہار اوستوح روزگار است  
کہ آں پروردہ پروردگار است  
ہم ایام گوئی تو بہار است  
ز سر سبزئی بخت شہر یار است  
بہر عزمی کہ خواہد اختیار است  
بنائے دین و دنیا استوار است  
ز تیغ بیقرارش برقرار است  
زین از خون کافر لالہ زار است  
ہم مقصود ہا اندر کنار است  
ہوائے ملک و دولت برقرار است  
زین راز آسمان ہر دم نثار است  
کہ نقش دین ملت امدار است  
کہ عمرش چوں عطایش بیشار است

ز فتح شاہ عالم را بہار است  
تہال ملک او زانست تازہ  
دریں حضرت زو فوغچہ فتح  
مگل نصرت کہ ست از سبزہ تیغ  
شہنشاہ ہے کہ دائم طالع او  
عمار الدین والدین کہ از دوا  
محمدشہ بحبر و برکہ اسلام  
چو پیداکرد تیغ یا سین فام  
چو حق را در میاں می بیند حق  
محمد اللہ کہ از باران عدلش  
الانا وقت نصرت رایت گل  
نثار فتح بر آیات شہ باد  
دماش خواستم گشتن چہ گویم

شهنشهر را بهر تدبیر یار است

خدا کور است و نجسم از یار

(۲۴)

حسن ازین بادشاه بند و پرور  
چو دیگر بندگان امیدوار است

(۷)

<p>باغ امروز مگر طاعت سلطان دیدت ایں چه شادایت که در پوست نیکبخت گل دفر غنچه سراسر صفت خلق شده است همه از مجلس شاه است گل سوری بر کف شه نظرافت و مگر گرس را شاه ز بخش جهان گیر عطار الدین</p>	<p>که گل دولت او هر طرفه خندیدست گویند شاه جهان مهر زش بخندیدست کز تری هر درفش یک بگرفتیدست چند پر کالد لیل که بدامن چیدست زانکه تا چشم کشا دست همه زدیدست که همه ساز فلک گردش گردیدست</p>
---	--

(۲۵)

حامی و حافظ او فضل خدا باد آیین  
هر دعائے که حسن گفته خدا بشنیدست

(۷)

<p>روی خود را ماه میخانی که میگوید که نیست چون رخ خود را بهشت عاشقان که گفت ظلمت ظلمت زلف تو چه کل اندران گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که نیست جانم از خاک در شه آب حیوان نیست شه عطار الدین که می بینم ز جان بخشی او</p>	<p>موی خود را مشک میدانی که میگوید که نیست بر من نبل چه میثانی که میگوید که نیست روئے تو نور سلمانی که میگوید که نیست ورم را تو سخت جانانی که میگوید که نیست آنکه هست اسکندرشانی که میگوید که نیست بر همه کس منت جانی که میگوید که نیست</p>
--	---

۳۶

شاہ را صد بندہ چون خاقان میدانم کہ ہست  
بند پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

۸

تا سخت ریختن خون سلمان آموخت  
شاد باد آں لبشیرین پہ خط خوش داد  
مقبری توب خون تو میدید آخر  
حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر  
سحر ہائے کہ بد شواری از دومی زاید  
غمزہ تست کہ ختم است شکاری ز نوش  
مصطفی خلق معز و دل آں کز پی خلق

چشم خون ریز تو گوئی کہ دو چندان آموخت  
زلف تو گر چہ خط آموخت پریشان آموخت  
کافر را چہ غرض بود کہ قرآن آموخت  
دوشس نونالہ از مرغ سحر خوان آموخت  
آں ہمہ غمزہ جادو جو آساں آموخت  
آں شکار سے زدن از تیر آغ خاں آموخت  
جبریل از لب او آیت احساں آموخت

۲۷

عمر چون خضر طویش چو سکت در بادش  
کہ صفاداری وصف کردن از ایشان آموخت

۷

باغ بہشت وصف جمال محمد است  
نون والقلم ہدایہ از لوح خلق اوست  
کرسی کہ بہشت تخت فلک تحت قعر است  
آغاز عید شادی و انجام صوم غم  
زان شد فلک ز تخته خاک این چنین بلند  
ہست این رسم نوالہ از خوان او بلے

ختم رسل صفات کمال محمد است  
طاہا اشارتے ز جمال محمد است  
یک پایہ زجاہ و جلال محمد است  
موقوف ابروئے چو ہلال محمد است  
کیں حرف خم پذیر چو دال محمد است  
جسمہ نواہا ز نوال محمد است

۷	آزاد شد دل حسن از بند ہر غم کو بندہ محمد آل محمد است	۲۸
ایں دولت بند گیت بس نیت بے نام تو صبح رافس نیت جز پیش تو مردم ہو سن نیت چوں ہوسم دہم کہ دترس نیت ایں طرف کہ بر تو یک گس نیت آے شب عید راعس نیت	اے خواجہ بدو لقم ہوس نیست بے یاد تو سرغ را نوائے من شمع غم تو صبح شادی آں پائے ترا کہ عرش سایست حلو اے پسین انبیا تو گیوئے تو بند ہا کشادہ	
۹	بر بیکسی حسن بر بنشائے آں ظالم نفس گرچہ کس نیت	۲۹
خداے غوجا بس بود خریدارت کہ سجدہ میبرد از دور چرخ دوارت کہ نصرت ازلی هست تا ابد یارت جہاں ستانا اینست در جہاں کارت چو نور دیدہ ہفت آسمان نویدارت کہ قطرہ بار پیش کف گہر بارت	بہر طرف کہ ہند روئے بخت بیدارت خدا یگانہ سلاطین علای دولت دیں چو کعبہ قبلہ اسلامیال محمد شاہ جہاں ز خیم ستانی بہ بندگان بخشی نظام و مصلحت ہفت کشور از درت موجہت کہ برابر برق خندہ کند	

دوبارہ میسکنم اس درغیب اشارت بہر طرف کہ نہ دروئے بخت بیدارت	نگرچہ بازخجستہ است مطلع این شعر نگاہدار تو بادا خدائے عود و بسل
حسن چگونہ شنا گویدت چو بار دہی کہ جبرئیل دعا میکند بہ ہر بارت	۳۰
۱۱	صبح بر گل خندہ زو تدبیرستان و اجبت بادہ جاں دارا تھے تن اوہدروے دگر چو مر جان جام چو نوش چو ساقی رسید جام بر یاد شنائے شہ کشم خود رز و شب حضرت شہ را دعا گویم چو دیگر بندگان بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا شہ علاء الدین والدین محمد شاہ انک خاص و عام از بخشش بخشایش او میخوید ز آب حیات شست سر ہزارہ و دوراں بلبل از خدا و خدمت اسکندر ثانی بصدق
بادہ گلرنگ و بزے چو گلستان دات پاسبانی تن و غنہ خوار جانی در مفرح ہم شکر ہم درو مر جان جام این منی کشیدن بر شاخوان زانکہ بعد ازین فریضہ بندہ را آن رد و زو شب مداحی در گاہ سلطان دویش اندر ہمہ لہا چو اقبال خاصہ امروز این طرف بر گل ارکان از پے شستن خضر آب حیوان عمر خضری خواہم داتی دو چندان	۳۱
اندریں مجلس حسن از باغ طبع این گل فشانہ ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان اجبت	ز بے جان جہاں آرا و خورشید جہاں دولت
کریم کامیاب و کامکار کامران دولت	

<p>نصیبش از فلک است و نصیبش از جہاں است کہ دار و اوز تا میدازل از لامکان دولت بر و بارید گوی جائے باران آسمان دولت چو ہر بازوئے اور است کرد سے این دولت کہ ہرگز سرنہ پیدیزیں مبارک خاندان دولت زلقہ خانہ غیش پیش آں در خواں دولت خدا را شکر کن کا مروز پیوستی بآں دولت بقائے جاوداں با بقائے جاوداں دولت</p>	<p>نکور لے و کور دے و کورف ان کو طالع مغر آتھی والدین الفغان نماں دور ہمیشہ ایں نہال ملک را سر سبز می بینم کمان چرخ با ان کج گشت و تیر کے گرد فلک سر بردار ایں خانہ می مال چومی دانہ چو در صد سعادت جان کاش میہاں بد حسن تو دولت پایوس اور ہر بایستی دعا را باش ہر ساعت بخواد از حضرت</p>
--	---

۱۵

ہمیشہ تاکہ دولت اصل شادیہا بود اور  
بہ زمش ہنیش شادی ہر مش ہمنان بود

۳۲

ہمچو گل تازہ روئے باید خواست  
ہم شراب شبانہ باید خواست  
تا کہ توفیق ایں دو گانہ کراست  
بارے از صبح ہم کہ عین صفاست  
وقت بیداری و سعادہاست  
ہم چنیں باشد آنکہ باشد راست  
دوست بر سر رسید خواہاں است  
روز روشن شد و جہاں آراست

صبح چوں روئے گلستان آراست  
بسر دے کہ شب ہی گفتند  
وقت صبح ست رو د باید دے  
ساقی اگر صفائے آموزی  
خیز یار از خواب و سر بر کن  
صبح صادق ہر جہاں گرفت  
صبح را دوست داشتند ہم  
سر زبالیں بر آرتا گویم

کہ زشاہان عہد بے ہمتا ست  
کہ درش از سر فلک بالا ست  
کہ چو در سپہر دیر بقا ست  
بسعادت کہ در جہاں پیدا ست  
گوئی این گوہرست و آن دیا ست  
او چہ محتاج این دعا و ثنا ست

بادہ بر یاد شاہ عالم نوش  
شاہ عالم علای دنیا و دین  
بادشاہ جہاں محمد شاہ  
ہمہ از اتفاق طالع اوست  
مے صاف و کف مبارک او  
خواست گفتن حسن و عایش لیک

۱۱

ہر کجا ہست و ہر کجا باشد  
حافظ و ناصر و معینش خدا ست

۳۳

سرہائے سراں بر آستان  
فتح ابدست ہم عنان  
اے جاں و جہاں فدائی جان  
ملک عرب و عجم از انت  
کا حنت کشید از زبانت  
نہ جام سپہر جرعدانت  
بادا ہمہ ریزہ چین و خانت  
پر از علم جہاں ستانت  
در سایہ دولت جوان  
اسلام چو ملک میہانت

افضل خدا نگاہانت  
بخت از دست ہم رکابت  
ز بخش علای دنیا و دین  
شاہ عرب و عجم محمد  
احسن زبے سعادت من  
اے آب حیات جرعد تو  
گر ہست کسے بر دم یا چین  
تو شاہ جہاں و جملہ عالم  
ایں عالم پیہر باد پیوست  
تو آسرد میہان اسلام

ا تو دین خداے را نگہبایاں      تائید خدا نگاہبانت

۳۴

رویف ( د )

۹

سنازلے بت چیں کہ چیں ہم نمائد  
بزم ہرغم ارعاشقے کشتہ گردد  
ہتی دست ویرانہ خسیپ اربیرد  
نہ حجم ماندا بجا نہ نقش و نگینش  
نمائد بچیس ہیچ بختنا آفخ  
بچرخ بریں سیکنی تکیہ دایم  
چونوس ہی گیری اذہر قرینے  
اگر بندہ و مدو کر گوی و کم داں

قرار جہاں ایں چیں ہم نمائد  
شکر خندہ نازنین ہسم نمائد  
جہاندار اوزنگ شیں ہم نمائد  
چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نمائد  
چہ بختنا پھیں کہ چیں ہم نمائد  
ندانی کہ چہ سرخ بریں ہم نمائد  
کہ مونس نمائد قرین ہسم نمائد  
سخنداں باریک بین ہم نمائد

۳۵

ہی نالشی ماند میکس حسن را  
بر رسم از آں روز کیں ہسم نمائد

۷

گزشتمان جہاں حال خویش چو گیند  
یکے پرس ز نور ستگان بلغ ایدل  
فراق دیدہ گل چہ ہر گاہ منید انم  
خبر شدت کہ فلانی برفت آگہ باش  
غم جب ازہ خوداے عجب چرانہ خوردند

کہ زیر ضربت چو گان عشق چوں گویند  
ازاں نو آمد گان کز چمن ہی رویند  
کہ از کہ یاد کنند آن ماں کہ گل بویند  
کہ روزے ایں خبر تو بد و ستا گیند  
کساں کہ بر سرتا بوست مردماں پویند



چو روشنت کہ آن فتکال کجا رفتند  
هنوز ایں دگراں ہم کج ہی پویند

۷

حسن بکوی عدم گم شدند یارانت  
بگونشان ز جا گم شدہ کجا جویند

۳۶

ز صد دیدہ یکے بسینا ندارد  
تو گل میجوی ادا صلا ندارد  
نویدی میسہد امان ندارد  
مرنج از وے کہ او حلوان ندارد  
بسبغ ہشت در ماوان ندارد  
در ایوان شبنم جاندارد

قلک با کس دل بختا ندارد  
دخت دہر ستر پائے خارست  
جہاں از مردیہا مردماں را  
دریں کوی اریکے سر کہ فردشت  
کے کہ ہفت بام چرخ بگشت  
کے کایجا مرغ شنیذ از بکر

۷

حسن آخر چہر اندیشی امروزش  
ازاں نسر داک پس فرما ندارد

۳۷

آدمیت در بنی آدم منہا نہ  
نیکوئی را نام در عالم منہا نہ  
بیزن از چہ چوں جہد تم منہا نہ  
چوں کتم چوں در جہاں ہم منہا نہ  
نیم جانے مانہ بوداں ہم منہا نہ  
حریت را یکے محرم منہا نہ

بوئے راحت در ہمد عالم منہا نہ  
چند پر سی از کوناماں از انک  
مردم از غم کے رہد انصاف رفت  
مانہ ام بایکے صد جائے ریش  
یک نفس بر کار بود آنہم گست  
با کہ خواہی دم زدن از نیکوئی

۳۸

حال محرم بشنو از مسکین حسن  
در هر عالم یک محرم نماند

۱۵

ساقی ساعده که مهر میسکه بکشد عید  
بود در مغرب کلید گم شده چوں یافتند  
اگر خرابی داشت از دوری ستیان سکه  
ساخت جامه نو دین یک مرز زده پی  
دو عشرت داد عید از عین عمل شروعه  
شعله الدین والدین محمد شاه آنگ  
عید شکل عید شد بر شاه یعنی بنده شد  
تا شود صید از پتقر بان شاه بے بدل  
خسره اگر غره است رونق بخت عید را  
فل خنک بر فلک ماه نو بجا کرد  
فتح را بود دست غزم درگاه فلک  
عید میگوید که زمت را مبارکباد فتح  
تاز سیهاره نماید خنده شیریں سپهر  
عید خندان باد نو نور و زیت از دور پر خ

کرد جانهار اجمام شادی افراشد عید  
تقل نور از مشرق تخت آنها بکشد عید  
داد استظهار ساغر را و کرد آباد عید  
یازده مهر اصلای عشرت اندر داد عید  
دور داد است این نیار بود دور از داد عید  
ملک را نو نو ماه رایت او داد عید  
بنده شد از همه بند محن آزاد عید  
عین خود خواهد کند حال بل با صا عید  
همچو طبل عید هر سو بر کشد فریاد عید  
بر کشید ایوان شادی هم بر اں بنیاد عید  
در رکابت به خاں فتح بفرستاد عید  
فتح میگوید که زمت را مبارکباد عید  
تا ز ماه نو بر آرد قاست فرهاد عید  
باد چوں عاشور گریاں روئے بر حساد عید

یک نظر از شاه بر اتم امید حسن

۳۹

ہمچنان کا نذر وریف شعرا و افتاد عید

۱۸

ساجہاراہ سخن بر ذل من بندہ کشاد  
 شاہ جاں بخش جہانگیر عطاء الدینا  
 داور کل مالیک محمد شاہ آنک  
 اس خلیفہ بحقیقت کہ ہم اکنون فرمائش  
 ہر کجبار اند سپہ پیش وے افتاد عدد  
 باد و سرنگند ہیچ کس اندر عہدش  
 بانگ رسدے کہ گواہی خیر و صیت  
 دست شد کہ دہر نزل ازین سپہا  
 شہر یار اچو توئی زبہ کوین امر و نہ  
 رمضان در سپہ خاص تو میر ہست  
 دہہ اول ایں مسد دہہ رحمت بود  
 ہر کہ در بندگی شاہ جہاں دل در بست  
 دہہ دوم ایں مسد دہہ مغفرت  
 ہر کہ اطاعت شد کہ دوشد آمرزیدہ  
 دہہ سیوم ایں مسد دہہ آزاد دست  
 ہر کہ در بند غم افتد چو من از جو جہاں  
 خسروا وقت دعا شد بدعا ختم کنم

دل بہا جی سلطان جہاں کر دم شاد  
 کز جہاں تا کہ جہانست چو او شاہ نژاد  
 دیر اسلام بدور کر مشرگشت آباد  
 بیغم از دجلہ روان تر بمیان آن آباد  
 در رہ ویں بہ ازین نیست دگر پیش افتاد  
 در کنت دادہ بود ہم سر خود را بر باد  
 ایر از دست در افتا شن آرد فریاد  
 اختران از زور و خشکس منو از پولاد  
 حق تعالی بکفت داد سرشتہ داد  
 عرض آن ہر سہ دہمیش تو بتوانم داد  
 رحمت ایں دہہ دانی کہ کج روی نہاد  
 ایں دہہ بر دل آنکس در رحمت بختاد  
 کایزدش از پئے آمرزش مابفرتا د  
 وز اولی الامر ہیں طاعت شدہ بہت مراد  
 در دل بندہ حسن ہیں کہ چہ می آید یاد  
 شود از یک نظر تربیت شدہ آزاد  
 ہم بہیسی کہ با خلاص تو دار و بنیاد

۴۰

دین حق را چون گنبدان و گنجه داری تو  
حق همه جانے نگهدار و گنبدان تو بباد

۱۵

مرغ هر پرده که دارد همه از سر گیرد  
صد در گل نه که در هر که بود در گیرد  
غنچه از شوخی او روی بجای در گیرد  
جام بر یاد شهنشاه منطفه در گیرد  
که جہاں را نہ بتسلیم بخوبی در گیرد  
از سر تیغ بیک عزم سرافرازد گیرد  
که بقای خضر و ملک سکنت در گیرد  
نوبتے دارد در شن نام چو سنج در گیرد  
کہترین حاجب از پایہ فیض در گیرد  
چو شود طالع ازو عالم همه زر گیرد  
و آنکہ گرفت خدایش جہاں بر گیرد  
ابر نیاس و نیش در درو گوہر در گیرد  
تا چو گل خلعت و چون غنچه تر زر گیرد  
زر گس از شادائی آن جام غنچه در گیرد

روز نوروز که کل پرده زرخ برگیرد  
روئے گل تازه شود از دم صبح صادق  
زر گس آید بہر تن چشم بگران چمن  
صبح جام زر خورشید برون آرد چرخ  
شاه جہاں بخش جہانگیر علار الدینا  
سر شاہاں جہاں نہ از محمد شاہ آنک  
شاه را از آئینہ غیب جہاں روشن شد  
نام سنج بچنین جائے کہ گیسو امرود  
کمترین بندہ او دست چو سنجریابد  
شاه زر بخش بخورشید ہی نازد است  
خضر اخلق جہاں نام تو بر دیدہ گرفت  
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند  
ہمو بہل حسن آورد نوای بر خویش  
تا بہر کشورے امر و زب و خنداں گل

باش صد قرن چو گل خرم خنداں گفت

۴۱

جام نے بخشہ و خواہد ز کشور گیسرد

۱۲

بوقت صبح چو مرغ از بہار یاد کند  
 براں توانی و جسمی کہ رسم مرغانت  
 اگر زگرے این فصل غنچه تنگ آید  
 سیاهی است در اوراق لاله یار چیت  
 علامت دینا و دیں بو المنظر آنکہ چو کبیر  
 خدا یگان زمین و زماں محمد شاه  
 زمستر تنے کہ بدر گاہ شاه یافت سلام  
 ز دست چرخ ستمگر عثمان شہ گبرم  
 چو دولتت شہنشاہ را اصلاح اندیش  
 اگر نہ ہم یہ نصیر مبارکش گذرد  
 خدایش شادی نو نو دہد کہ ہر نفی

صبح حیاں را عیش سحر زیاد کند  
 ہزار دستان ہر لحظہ مستزاد کند  
 ہم ابر آب زند ہم چنن ربا د کند  
 مگر مکارم اخلاق شہ سواد کند  
 بہ بزم و رزم گہر بخشہ ایستاد کند  
 کہ کار دین محمد با عفتاد کند  
 ہماں ماں غم صد سالہ خیر باد کند  
 کہ شاہ صمد چہ کند بر طریق داد کند  
 کمر اعجال کہ اندیشہ فاد کند  
 مرا بصدر چنن بادشاہ کیا کند  
 صمد از غزوہ را اچھو بندہ شاد کند

۴۲

کلیہ حکم ہمیشہ بدست سلطان باد  
کہ کار صمد چو حسن در زماں کشاد کند

۱۵

باز عہد گل بگلشت یاصین در رسید  
 دی بگلشت تماشاے چمن خوش بود گل  
 گل زیکہ گیر بر رونق میر کیال بہ

شاخ اگر در دل میدے داشت اندر بر رسید  
 دوش چوں ترشد ز باران صبحہ غم شتر رسید  
 سال ما اسال خود بر رونق دیگر رسید

غنچه فتح ابرو بر رخسار و بگفت بود  
 سر و باغ سلطنت بل ریاض مملکت  
 هست جمشید دوم با فروغ درنگ تمام  
 شه علار الدین والدین محمد شاه آنک  
 ضربش که اشن بر روی هفت اجرام  
 یافت پیغ نبی نرقی نامی زهر بطل  
 آسمان هر جا که منزل ساخت او شد پاسبان  
 لشکر منصور را هر که که در فوج فوج  
 خون کافر و چو جرمی زین شد نخت  
 چون حسن بکشا گل شیر دهن در رخ شاه  
 خواست کردن گوش مجلس از وعای شاه خوش

نونهال دیگر از بستان شادی در رسید  
 که قدم او بهار نو بهر کشور رسید  
 ثانی جمشید از ثانی اسکندر رسید  
 طالع سعدش سعادت بخش هفت اختر رسید  
 صیحت صیحت خطبایش از انوس بر بکر رسید  
 این زمان آن نام بر همانم پیغمبر رسید  
 فضل حق هر سو که رو برداشته رهبر رسید  
 گوئی افواج ملائک ممد و لشکر رسید  
 چون گل آمد دونه شد نوبت ساغر رسید  
 هم دهنی بر گهر اسم دانسته بر زور رسید  
 شروه خوشتر بگوش این شفا گستر رسید

شاه ماجا ویدخواهد ماند بر تخت بقا  
 خاطر ام این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

۴۴

صبح طرب از مطلع امید بر آمد  
 ام و زیکه مشرود عید دگر آمد  
 از آمدن عید حقیقی خبر آمد  
 در خانه حقان معظم سپر آمد  
 شادی بدل کاف اسلام بر آمد

مانع طرب عید که عید دگر آمد  
 زان پیش که فخر ابرو بود که عید  
 ماشا و بدین عید مجازی که حضرت  
 اقبال خبر داد که بر طالع مسعود  
 خاب زاده فرخنده قدم که قدم او

این دیدہ دولت چہ مبارک نظر آمد  
 در بندگی خسرو جمشید آمد  
 کز صبح جہاں گیر جہاں گیر تر آمد  
 کافلاک مطیش چو قضا و قدر آمد  
 آں شاہ کہ بر تاجوراں تاجور آمد  
 گر و سپہش سر نہ چشم ظفر آمد  
 آمد چونے راست ولی نیشکر آمد  
 آئے سخن از روی معانی گہر آمد  
 در عین امانی ملک دادگر آمد

اسلام از چشم کرم دار و دیار ب  
 تا مژدہ ملک ابد و دولت سرمد  
 جان بخش علارالدین سلطان جہانگیر  
 سلطان قصص علم قدرت رحمت  
 ہر شاہ تاج است ہر افراز ولی آوت  
 چتر سپہش مرد مکتب دید فتح است  
 در مدح کمر بستہ بدہ جاحش امروز  
 طبعش زرہ تہنیت اینجا گہر افشانہ  
 شہ را چہ دعا گوید از انوئے کہ ملکش

۹

تاج شہ ہوں شاہ جہاں باد کہ اورا  
 نصرت چشم و فوج سعادت شہر آمد

۴۴

ز دولت شاہنشہ جہاں دارد  
 کہ مدح شاہ جہانگیر بزر بیاں دارد  
 برائے حسن شہنشاہ کامراں دارد  
 مگر نشانی عدل خدا یگاناں دارد  
 کہے چو ابر بہارے گہر نشاں دارد  
 کہ خلق او ہمہ عالم چو گلستاں دارد  
 صبر از تخت گیر کہ وقت آن دارد

طراوتی کہ گل و سبزہ را جواں دارد  
 از اں میاں چو گل آزادے زید و سوسن  
 نشان غیب کہ نور روز راست کردہ ہمہ  
 نگہ چہ راست فتاواست پل شب و روز  
 خدا یگان سلاطین علار دنیا آنک  
 ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ  
 عجب نباشد اگر ایں سخن دشمنی

ہزار جان گرامی فدائی جانشن باد | کہ زندہ از کرم دوست حسرت کجاں دارد

۴۵

حسن رعایت اخلاص و درود خود کرده  
دعائے شاہ کہ چون فاتحہ رواں دارد

۹

نوبہ را بد جہاں راتمازہ کرد  
دو شصت و دو دل بن میگذاشت  
باد بوے صبحم را تخت ساخت  
مہر ہائے نوکشید از غنچہ شخ  
گل بہت شاہ دارد نسبت  
شہ علاء دین و دنیا کز کرم  
نام او در دار ضرب مہدلت  
گرد میداننش صبا بر پیچ بڑ  
سبزہ روتمازہ جہاں راتمازہ کرد  
مرغ صبح اسر ز آتمازہ کرد  
آبروئے بوستان راتمازہ کرد  
گل با طگستان آتمازہ کرد  
کز زرافشاںی جہاں آتمازہ کرد  
حسم زمین و جسم نہاں آتمازہ کرد  
سکہ نوشیرواں راتمازہ کرد  
گلشن ہفت آسمان آتمازہ کرد

۴۶

حسن طوطی مدحت خوان اوت  
زین شکر ہندوستان آتمازہ کرد

۳

یارب ہمہ جہاں مدد عمر شاہ باد  
تا در جہاں ز دین ز دنیا سخن اود  
بر صدق آنکہ عرصہ آفاق ملک اوست  
اسلام و پناہ شہ دین پناہ باد  
سلطان عمار دنیا و دین بادشاہ باد  
احسانش صحبت آید عدش گواہ باد

ہر جانے کہ رایت اعلیٰ رواں کش



۴۷	فتح مبین و نصر عزیزش سپاه باد	۳
فتح غیبی همغان شاه باد ختر مسعود برهنیش	تخت او بر فرق مهر ماه باد نصرت سبحانیش همراه باد	۴۸
شعارالدین و دنیا کا سماں چون هم گمیش دولت خواه باد	۹	مرا شب می چون صبح نورانی همی باید پیاله رنگ درو در و قرابه رنگ فیروزه می خورگاه آتش دامن خستی عود بر آتش فلک را گفتم این دیا چه بیرون کی گشتا کر چه کرد حق در حق سلطان مسلمانان شعارالدین و الدین که نام جهان باشد ذرا هم میکند از فضل یزدان کار ملک و دیس چو شد در دو ملکش ناز نمیشد جهان ارزاں
برین گاه هر بنده فزول آمد صد غاقاں حسن کردار صد لوح چو تاقانی همی باید	۷	۴۹
ماه من ز مشرق جمال آباد	خترم از مطلع وصال آرید	

<p>عقل توان باختن برابر و معشوق خوئے چو تار و زنج برون زده گوئی صبح و مان فال نیکی بستم از افلاک خسر و عالم سلا و دولت دین آنک بخت چو زده سکه و ملک کش را</p>	<p>عید تو اں کر چوں طالع برآمد کو کعبه ماه بر کمال برآمد طالع مش و خجسته فال برآمد قرعه عمرش هزار سال برآمد هر دو طرف نقشش لازمال برآمد</p>	
<p>۵۰</p>	<p>ورد حسن مزید فضل و جلالش واں همه از فضل ذوالجلال برآمد</p>	<p>۱۱</p>
<p>روئے گل از هوا نمنه دارد مرغ صحراب داد ناله زار گر نه زیر خردس خوش گیرند صبح را دهنده گل یار ب باغ را این درون بیرون خوش غنچه از برگ ساری نودوز گر چپه امر و زفاخت با من ساقی خیر می بده که حسن دش آسوده از غم عالم گر چپه یک کس شهر یار است</p>	<p>پشت شلخ از صبا نغمه دارد از چپه دارد زگر نغمه دارد دہل صبح بهم بے دارد جاں برون رفت تا دمع دارد همچو من وقت خرم دارد روز کارے نماند ایام دارد صوت سحری دما دمی دارد سرای گفتگو نمنه دارد تا چپه آسوده عالمی دارد شهر یارے معظمی دارد</p>	
<p>کعبه دین علای دنیا آنک</p>		

۵۱	سر کف مسچو زمرے دارد	۵
ساتی مے گلگون ہوئے بہارم میرسد لے ابروئے گل بشوئے گل دل بلبل بجو خیزم سے میداں شوم باقہ چوں چو گاشوم زین پیش غم ازدم ہے برجان من دوستم	یک دقح در کارکن خاصہ کیارم میرسد بلبل تو صوت نوبگو کاں نوبہام میرسد چوں گئے سر غلطاشوم کاں شہسوارم میرسد اکون ازاں غہا چہ غم چوں نگارم میرسد	
۵۲	گفتم حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم بے اندھاں کانچہ از در شاہ جہاں امید وارم میرسد	۵
طرہ رخسار صبح چہ سیاہ تو باد ای تو شہزین پناہ دیں بتو اور پشت عقدہ نہ آفتاب تاب کمت تو شد یکسنی از فضل حق مکافت لیم ملک	سر ششم ظفر گرد سپاہ تو باد عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد نورہ صبح دم طرف کلاہ تو باد تا باد بھمچس عسل گواہ تو باد	
۵۳	تازہ ہوا بر زمیں سایہ ابراو فتد بر سر ہفت آسماں پایہ حبہ تو باد	۷
سلام ضعف نقیش ہو ا پرست سید غبار واقف در جو بار عیش آسخت شداں تو جہد رہے کار خانہ غیب	نوید قطع بحر ص دراز دست سید خبر حادثہ در زنگسان مست سید کنوں پشیننی دیوار خانہ پست سید	

جو انیم ہم ہر شد چرخ و پہنچ حاصل نہ مزاج عمر براں راستے کہ بود مناسد چو تیر میکند و سال عمر من امروز	دریں معاملہ یکبارگی شکست رسید بلائے شیبہ ان شد تے کہ بہت رسید حساب میکنم آن تیر را بہت رسید
--	---

۱۵

حسن اگر نفی داشتی بلند آہنگ  
بدار کاں ہمہ آہنگا بہت رسید

۵۲

بگیر دوست من یکبار در پائے شہ اندازد  
چو سایہ در پناہ و دولت ظل اشہ اندازد  
چو استاد کہن کو طفل نورادر رہ اندازد  
فلک چہ زہ شود چوں زہ چہ سیکویم زہ اندازد  
مبادا شیر چشم ششم سوے رو بہ اندازد  
بیکت خب نہ شیران در نہ چہ خبہ اندازد  
چو باران قطرہ قطرہ کردہ از بالائے اندازد  
چہ دیوانہ کسی کا تش در انبار گہ اندازد  
اگر بر اسپر خورشید و برجاس مہ اندازد  
مہ نوحہ ز زرخش کہ بعد ہر مہ اندازد  
کہ از عین عنایت یک نظر آنکہ اندازد  
اسد از قوس او خود را چو داو اندر چہ اندازد  
خدا در پیکرے یکے نیکی دہ اندازد

کہرا گویم کہ بخت گم ہم در راہ اندازد  
کہرا گویم کہ آرد ز آفتاب ختم بیرون  
شہنشاہ کہ را شش عقل او انانی آموزد  
علاء الدین و الدین محمد شاہ کہ سہش  
مباد شاہ دست قہر بر برج فلک دارد  
دگر رو باہ یا بد از سگان صد کاش دل  
عدو چوں ابر گر بالا ہی جوید وجودش را  
چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت را دارد  
جہا گیرے کہ تیرش چو بر تے بگذر روشن  
فلک بایں زہر روز خنک فویتی شہ  
بہ از صد چشمہ خورشید بینی چشم آنکہ را  
چو جو ز او ابر بند و کمر بہر شکستے را  
حسن میزان شہ شاہ بخد کس تا فدا

الاتاچست تر گردو قبائے شب تابستان  
بساط روز فراش زمستان کو بہ اندازو

۷

بساط مملکت بردر کہ شہ باد گسترده  
کہ دولت زخت خود در سایہ ایں درگہ اندازو

۵۵

برگل مراد کامسراں باد  
چون خضر بہتائے جاودان باد  
از چشم زمانہ در اماں باد  
بر خصم چو چرخ قہر ماں باد  
نصرت ہمہ عمر ہمنماں باد  
زین پس چہ طلب کند ہماں باد

سلطان جہاں جہاں تساند  
اسکندر روزگار سارا  
چون مردم دیدہ جہاں دوست  
بر خلق چو صبح مہربانست  
فتش ہمسال ہمرکابست  
زین پیش ہر انچہ خواست آئند

۷

یارب قلم حسن بدش  
پیوستہ چو تیغ اورواں باد

۵۶

کہ چانم را بیا و دوست پیوند  
خدا و ندان عالم را خداوند  
نہاد آدم از فیضت برومند  
منزہ از زن و فارغ ز فرزند  
نئے بستت از تو در کمر قند  
بیک دیدار شان خشنود و خرند

بنامت میکشایم نامہ را بند  
خدا و ندا تو عالم را خداوند  
نہا و عالم از فضل تو قائم  
توئی پروردگار جسد عالم  
نئے گشتت از تو در صدف و در  
زہ و صف بجا تملی ہو اللہ

۵۷	<p>تو زین چابک رواں بسیارواری حسن را دست بر فقر آتش بند</p>	۱۲
<p>چو شغال جاپوں علم بروں آرد علائے دولت و دین کاستان حضرت او محمّدی که ہم از بهر دین و ہم نامش بحق کعبه که چون اقدم هند بمصاف سیاه روی ماه از صوفیت از ناست شهنشاه فلک از جنبه کند بخطا و گر زمانه مبد و افسر و دوزین ز فیض فضل تو آن کس که جرعه بچشد دل مبارک تو هر رستم که بر لوحست حسن بگردش نایت برآمد از پی آنکو بر دست نزع من سر به بحر فکد فرو</p>	<p>زمانه نزل طفس و مبدم بروں آرد ز فتح و نصرت و سیل و علم بروں آرد چه لشکرے ز غربت با عجم بروں آرد هزار ز مرم فتح از قدام بروں آرد که با وجود سپاهش حشم بروں آرد کف تو خطا اماں اسم بروں آرد عنایت تو بدست کرم بروں آرد بجام هند سه جام جسم بروں آرد یگان یگان غرض آن رستم بروں آرد ز صحن سینہ همه گرد غنیم بروں آرد ولے چنیس در بے مثل کم بروں آرد</p>	
۵۸	<p>بقائے ذات تو چندانکه تا بنی آدم سرو وجود ز جیب عدم بروں آرد</p>	۱۶
<p>هر که نصرت سلطان ازل یار آمد تا ابد یاری اغیار نبودش حاجت</p>	<p>اخترش بنده افلاک خریدار آمد مهر کرایاری یاری ده او یار آمد</p>	

چونکه شته تازه نهالیت بر آورده حق  
 شته جهاندار جهانگیر علی دل و دین  
 داور کل اقلیم محمد شاکر  
 دست افلاک ستاره هزار کار بماند  
 کارزار می که در ایام شته عالم رفت  
 هیچ کس راه گزینے نتوانست گرفت  
 راسے باریک شهنشاه چوروش گریه  
 رفت چون چشم جهان دیده سرفتنه خواب  
 قاف تا قاف بهائے سرخس گرفت  
 سرپاوسی شاهنشده دوران دارد  
 چرخ درپائے وے افتاد سرش بر گرفت  
 حسن اندازه وصف تو نبی را گفتن  
 حافظت با دخیل هم شب هم روز کرد

لاحسنم شاخ امیدش هم در بار آمد  
 که جهان را ابد الاله هر خسریار آمد  
 داور راه سرگنبند دوار آمد  
 بخت عالی قوت هم شاه چور کار آمد  
 کار بر خضم سپهر گویم که چپه شوار آمد  
 آنکه بگرفت سرانجام گرفتار آمد  
 هر چه از هند سب غیب پدیدار آمد  
 این همه از اثر دیده هبیدار آمد  
 جان یمنغ از ازاں رشک بمنقار آمد  
 دور افلاک از ازاں دایره کردار آمد  
 کویا هست و الاے و را عار آمد  
 گفت او آنچه در اندازه گفتار آمد  
 روز هم دشمن دین بچو شب تار آمد

۵۹

حق بگهدار و نگهبان سر دوش در همه حال  
 خلوت را او چون نگهبان و بگهدار آمد

۱۱

روئے او خنداں چو گل نه بلکه صد چنداشد  
 می هنر دگر نصرت غیش به پشتیباں شود  
 در علوط لعل میمون او حیراں شود

هر کراول چو گل از باد صبا خنداں شود  
 شاه ماچول تمت حق را کند پشتی بعدل  
 شته علار الدین والدینا که چشم آفتاب

<p>ابر گردسته ز نبرد دست شازاد خاصیت          شاه را صف صفا حضرت حق را ست          زان طرف فیضان جنگی بر سر ریش رسید          مغربی چندین هزار ایل کفر و ظلم شال          از برای تخت نزد شاه می انگشتند          در بساط ملک فیل افزود حق باد شاه          شاه قایم باد بر تخت بقا تا ختم را</p>	<p>این که بر ماقطه می بارد گهر باران شود          زان شب و روز ابلق شاه پیش در جلال شود          زین طرف نرس گوشت لشکر در حق فرماں شود          آسمان آکنده بر برج هم لرزان شود          تعبیه کان بخشش انگیز حقیقت آں شود          بر خلاف اتفاق فیل آب آسایش شود          مهره گردون پیائے تخت او غلطان شود</p>
---	---

۱۱

شماره را با اسم و فعل امید است آنک  
 این حسن در بارگاه دولتش حستان شود

۶۰

<p>شاه ما را از دژ شاهان دوران بر کشید          خاص درگاه خدا اعظم خدیو اعظم است          شه عباد الدین محمد آنکه رائے کاملش          گاه جوشش آب روان ز هر خور بر کشاد          سائبان از بهر دفع گرمی خورشید شاه          چتر ایران گیرا چون رایت توران کشاد          خسرو اعلی سخن آیش ازین نامه نبود          بخشش شه اعطارد در شمر دن عاجز          بحر و دوست او بشید دشمنی در گرفت</p>	<p>کیست کز فوسر کشد آنرا که ز داں بر کشید          کو علم بر اوج ماه و فوج کیوان بر کشید          روئے ماه آسمان اداع نقصان بر کشید          وقت بخشش خول لعل از دیده کان بر کشید          سائبانے دیگر از خورشید تابان بر کشید          بر سر شهنشاه ایران توران بر کشید          دوران غم تو نام هر سخن داں بر کشید          زهره تواند ازین زرباندا ماں بر کشید          رعد برق خنجر او دید و افعال بر کشید</p>
---	---



تو سخن سنجیده میگوئی و لعل مدح تو      هرگز اندر پله اندیشه نتوان بر کشید

۱۴

پایه تخت ترا بنده حسن تابنده شد  
صرح درخشش کردن دست احسان بشید

۶۱

ز فرط طالع میمون شهریار آمد  
زمین دولت سلطان کا نگار آمد  
زمانه راه زمین پوشش افتخار آمد  
که چون محمد مقصود هشت و چهار آمد  
چو باز دولت این شاه در شکار آمد  
بخنجر کمر علی الفتل و الفکار آمد  
که پشت مملکت دروئے روزگار آمد  
دو دود برج که در دورنه حصار آمد  
که هر چه خواست بزودیش در کنار آمد  
که هر یک چمن ملک ابهر آمد  
وزاں نهال نهال دگر ببار آمد  
که گل بدیده بدین خصم خار آمد  
بقائے اوست که اسلام را بدار آمد

سعادتی که بیایه دریں دیار آمد  
جهان و خلق جهان نوید دولت کام  
خدا یگان سلاطین علمای دولت و دین  
ابوالمظفر شاه جهان محمد شاه  
رسیده از چپ از راست فستج باریده  
بریده گردن گردن کشان علی الاجال  
جهان ز پشتی شمشیر اوست روتازه  
بلندی از سرش یافت کنگره وار  
هزار گنج بشکرانه در میاں آورد  
چو گل شگفتن شهر از دبا همی خواهم  
بیان دولت او خضر خاں نهال خواست  
همیشه باد گلستان این ممالک خوش  
شبات ملت ملک از بقائے شه بادا

۸

حسن چگونه تواند شمارش کرد  
که عمر و ملکش هر دو بے شمار آمد

۶۲

<p>شاه کہ یک جہود صغیر گنج عطا بخشد          خورشید ندیدی گو بر ہر سہ کس تابد          ز بخش علّار الدین بردینا و دیں حافظ          یارب تو بفضل خود ہر گنج مرادے را          چون سپرخ دم بہت براوج علوراند          و متی کہ شنّا خوانند عالم چو بدہ انجا          دچہرہ او بینی نورے کہ خدابخش</p>	<p>تا نام بقا باشد زیدانش بہت بخشد          خورشید صفت سلطان زرد رہم جابخشد          دیں را بکنت اردو نیا بوعطا بخشد          کا ند رول سلطانت می بخش کہ تابخشد          چون صبح زرد روشن بر صدق و صفا بخشد          محصول تمام آن بریسم شتاب بخشد          در سایہ او یابی فرے کہ ہر سہ بخشد</p>
--	---

۶۳	<p>ایں ملکات کامل بخشیدہ آرے          نقصاں کہ تواند کرد آثر اک خدابخش</p>	۷
----	--	---

<p>مرا شبے چوں صبح نورانی ہی باید          من خورگاہ و آتشدان و نختے عود بر آتش          فلک اگہتم ایں دُربار بہر چہیت گفتہ          کر مہار و حق در حق سلطان سلماناں          علّار الدین والدینا کہ تا نام جہاں گم شد          فراہم میکند از فضل نزداں کار ملک دیں</p>	<p>عقیتے در تین الماس نہانی ہی باید          ز متانت اسباب زمستانی ہی باید          ہمہ بہر نشا ربزم سلطانی ہی باید          حقیقت شد کہ اورا در سلمانی ہی باید          ہمایوں ذات او اندر جہان بینی ہی باید          بلے ایں کار ہا از فضل زیدانی ہی باید</p>
---	---

۶۴	<p>چو شد درد و دلکش ناز و نعمت جہاں ارزاں          بس ایں ملک جہاں ہرے ہم ازانی ہی باید</p>	۱۱
----	---	----

<p>باز نو سروے بباغ دولت سلطان رسید یا خضر بپیشرو کان چشمه حیوان رسید میوه کاں شلخ جانز امانی بخش آں رسید صیت طبل تنهیت بام هفت ایوان رسید آفتاب در کنار سایه یزدان رسید نعل خرش مہش بر تارک کیوان رسید تا ابد بر خلق فرماں دانش فرماں رسید رونقے در دل فرود و راحے بر جاں رسید تا کہ نوے خواہد اندر عالم انساں رسید چون زد و در عدل و آسائش دوران رسید</p>	<p>باز تازہ نعمتے از حضرت سبحان رسید گوئی از فال مبارک چشم عالم نور یافت کو کجے کان چشم جانز نور بخشد رو نمود صوت ساز غری از کام هفت اختر کشاد بوستانے در میان گلشن شاد شکی گفت شہ عطار الدین والدین محمد شاہ آنک آں خداوند خداوندان عالم کر خدائے جان خلق و دین خالق را پناہ از عدل تست تا کہ دور انرا بقائے ہست از دور سپہر دور دوراں ہمیشہ شاہ عالم بادوبس</p>
---	---

۶

بح سلطان خستم کن ہم بردعاً و حسن  
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتوان رسید

۶۵

<p>ہمت در ہائے ہمت اکلید آورده اند ہفت گردوں از پے جاہت پیدا آورده اند ببر وین چشم دوم را مفید آورده اند زانکہ نسل تو چو عمرت بر مرید آورده اند در نہایت بندہ را رشک رشید آورده اند</p>	<p>شہر یار الملک ملت بر مرید آورده اند شہ عطار الدین والدینا تو آئی کر از دل دیدہ روشن شد شہباز بخت بر سبزت مگر نعیش تو باشاوی شہزاد ہا فرخند باد اے کمینہ بندہ ات بر تر ز صد خوار ز شاہ</p>
---	--

جام کے کش نام ہے بر ملک پرور از آنک

۹	ذات توار بہر اس مہسنی پیدا آورده اند	۶۶
<p>سایہ دولت شہر بر سرش از زانی باد مدد دولت او سایہ سلطانی باد ہر دور پشت و پسنہ نصرت سبحانی باد کرم شاہ جہاں ہم مدد بانی باد روئے بخت ہم از ان آئین نورانی باد شاہ اقبال تو تا شہر شہانی باد مدد جاں شہ از عالم روحانی باد چوں دل شہ سپنہ دین مسلمانی باد</p>	<p>خلق در سایہ اقبال آفتخانی باد جاں اسلام مغرودل و دین کہ مدام خان مار آمد از دولت سلطانی شد خان پوشد خانہ انصاف و کرم ابانی خسرواروئے چو در راہ شہ دوستی شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد روح روح تو چو از باد شہ عالم شد دل پاکت کہ امان بخش مسلمانانست</p>	
<p>۱۳۳</p>	<p>روزگار شہ و خان غیرت خاقان آمد گفتہ بندہ حسن غیرت خاقانی باد</p>	<p>۶۷</p>
<p>فتوح ہمدوم و اقبال ہمیشین تو باد خدائے عزوجل حافظ و معین تو باد کہ دوست و دشمن در حکم ہر کین تو باد کہ صد چو خاقان روز رزہ چین تو باد کفایت ابدی نقش آں پنجگین تو باد طلوع صبح دے از مطلع جیس تو باد</p>	<p>خدا ایگنا فضل خدا معین تو باد بہر مقام کہ آئی و سر کجا کہ روی علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ شدہ غلام تو خاقان چین و سیگوید عنایت ازلی چوں نگین دولت تست جہاں شبہ است بصبح سعاد آہستن</p>	

<p>ہمیشہ در نظر رائے دور بین تو باد فلک موافق اندیشہ کمین تو باد رضائے آل ملک قریں قرین تو باد کہ اعتضاد ممالک ہم ازین تو باد بحکم تو کرہ سپرخ زیرین تو باد چو غم گویے کنی آسمان میں تو باد</p>	<p>ہلال فتح کز اوج ظفر نسید روی برق دشمن دیں چوں کنی توانیشہ رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضات توئی بین خلافت حسن ماکویت خیمہ بین چو خورشید شہسوار جہاں زہے زین زفت دم تو آسمان گشتہ</p>	
<p>۴</p>	<p>چو فتح باب ممالک بآستان شہ کلید حمد مقاصد در آستین تو باد</p>	<p>۶۸</p>
<p>فتح داعی بخت چاکر چرخ دو قنواہ باد شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد تحت فرقہ سائے او بر فرق مہر ماہ باد</p>	<p>شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد تا کہ سیر آفتاب از شرق باشد سو گنج بخت عالی رائے او بر اوج چرخ چمبلر</p>	
<p>۵</p>	<p>سدا کبر کز سعادت ہاست بر فرش کلاہ ہیچو جز از کمر بندان ایں در گاہ باد</p>	<p>۷۹</p>
<p>دشمن بہ قہر و قوت تو ستزید باد تیغ جہاں کشائے تو اور اکلید باد در پیش رائے تیز تو دایم مرید باد چوں دور چرخ مدت ملکیت مید باد</p>	<p>شاہ با بقائے دولت تو بر مزید باد حصنے کہ عاجزست جہاں در کشا و نش صوفی خانقاہ ششم ایں مراو کن اکنونکہ دین حق ز در تو مد گرفت</p>	

۵	بادات عیب فرخ و اندر و یار ملک از ماه رایت تو هم عمر یار باد	۶۰
ہر آرزو کہ بہست ترازو کن ر باد پرورہ عنایت پروردگار باد تخت بلند پایہ تو استوار باد یارب کہ روز دولت تو بر سر باد	شایانائے دولت تو استوار باد طفل امید تو کہ دو عالم طفیل دوست گر طاق چرخ روئے بہ پستی بند چ باد از جام انتقام تو شد خصم بیقرار	
۶	ہر صبحدم کہ گفت زبان حسن و عات آین جب سبیل براں گفت یار باد	۶۱
بر جملہ مراد کامران باد چون خضر بقائے جاودان باد بر خصم چو سپرخ قہرمان باد خضرش ہمہ دم زہرمان باد دیگر چه طلب کند ہمان باد	سلطان جہاں جہاں ستان باد اسکت در روزگار مارا بر خلق چو صبح مہربانت فتحش ہمہ سالہ در کابست زین پیش ہر انچہ خواست آشد	
۵	یارب قلم حسن بدش پیوستہ چو تیغ او روان باد	۶۲
سر نہ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد	طرہ رخشان فتح چتر سپاہ تو باد	

نورہ صبحی طرف کلاہ تو باد تا با بچنیں فتح گواہ تو باد بر سر ہفت آسماں پایہ جاہ تو باد	عقدہ نہ آفتاب طاق کمند تو شد میکنی از فضل حق ملک اتا لیم ملک تا زہوا بر زمیں سایہ ابرادفت	
۵	اے توشہ دیں پناہ دیں تو افروز دہ است عصمت پروردگار پشت و پناہ تو باد	۴۳
خلق راضی از تو حق خوشنود باد ہر چہ خواہی عاقبت محمود باد بد سگالت سوخت چوں عود باد در مبارک ذات تو موجود باد	خسر و افالت ہمہ مسعود باد تو محمد اسمی و محمود رسم نیک خواہاں از دیت عید شد نقد عمرے کز خدا خواہد خسر	
۵	اے زحق ہر روز شادی یافتہ طالت چوں طلعت مسعود باد	۴۴
دولت تو در جہاں فیروز باد ہمچو خسل بوستان فیروز باد پیر گردش فستق آموز باد روز تو عمر روز چوں نوروز باد	شمع اقبال جہاں افروز باد بر زم تو بستان شاخ دولت طفل بخت کوست پیوت جواں اے مبارک غرہ ات خوشتر ز عید	
۵	عالی خوش از نسیم خلق تو دشمنت چوں مجسم اندر روز باد	۴۵

<p>حافظش فضل حق تبارک باد کز ہمہ فیا تو مبارک باد گردیدہ اشش تاج تبارک باد بر سر دشمنش پلارک باد</p>	<p>شاہ راروز تو مبارک باد شاہ عالم علانے دینا دیں خسرو طارم چہارم را بر در او نشا رگرو دستخ</p>	
<p>۶</p>	<p>ہمہ احوال او ہمایوں شد ہمہ ایام او مبارک باد</p>	<p>۷۶</p>
<p>شراب رنگیں در جام سادہ می باید بیارے کہ در دل کشادہ می باید بشکر نعمت او داد بادہ می باید نخست شیر فلک راقلا دہ می باید خوشت بادہ دلے وجہ بادہ می باید</p>	<p>ہو خوشست در جام بادہ می باید بنام شاہ در آسماں چو بختاوند علانے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ گہے کہ باشد یوزاں شاہ راعرضے بیاد نسخ شہنشاہ اے حسن امروز</p>	
<p>۱۶</p>	<p>ہزار سال دگر عمر شاہ خواہ بود براں سعادت دیدہ نہادہ می باید</p>	<p>۷۷</p>
<p>بخرمن گل ازاں مشک بار بر بندو کہ راہ روز بشہاے تار بر بندو کہ باغبان رہ لبس بخار بر بندو چو شکر زہر اے شکار بر بندو</p>	<p>بتم چو سلسلہ مشکبار بر بندو برخ بھی نگفت تار زلف می ترسم رقیب بردر خود نصب کرد و عینیت میان سنبلیہ جوا نہاں شود از بیم</p>	



<p>             علائے دولت و دین آنکه باد بر خوردار              شهنشاهیست از مایه شمال تست              چو سوسن آنکه زبان و شنات بکشايد              ز بخشش تو گرايے طلب کند ماح              و گر شتر طلبه سایل از درت حالی              بمعجھو تو شاه کشته دست کنی              و بی چو فرمان باشد برائے بنده تو              دل حسن که چو دریا کشاوه ز ابرو              سخن اگر چه بکام دست لیک زبانش              هزار گره چه لقب کرده اند بلبل را              بکوه تانهد ایام نعل بر آتش           </p>	<p>             بهر چپ از گرم کردگار بر بند              بضاعتی که مسبا از بهار بر بند              گره گره زده او غنچہ دار بر بند              سخت ابلق لیل و نهار بر بند              ز بهت چرخ فلک یک قطار بر بند              چنیں ردیف ز بهر چپ کار بر بند              بدست فضل حسن چون نگار بر بند              بسک نظم در شاهوار بر بند              مهابت تو شاه کا نگار بر بند              حضور شاه نفس بر هزار بر بند              به بحر هم گهر آب دار بر بند           </p>
---	---

۸

تو گنج پاشن گهر بخش تا ز شرم گفت  
 دل معاون و دست بکار بر بند

۷۸

<p>             بخد مت چو تو یارے سلام ما که رساند              ز دستگیرے زلفت برگ وصل بتانم              مرا ز خویش بروین برده است فرقت تو              تر از غیب سیدست باوشای خوابان              خدا یگان سلاطین که هر چه در دوش آمد           </p>	<p>             سلام مرغ بگلزار جز صبا که رساند              ولیک آن سرشته بدست ما که رساند              بروین زچون تو که ییچین صلا که رساند              حدیث بنده مغلس بپادشا که رساند              همه خدایش رسانید و جبر خدا که رساند           </p>
--	--

مدار و ہر سلاطین علاقے دیں کہ عدد را حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش نوال او چو دعائے حسن رسید گردوں	رسیدہ باد خد بخش بہر کج کہ رساند بجملہ شہر رسید و بشاہ ماکہ رساند بسمع شاہ جہاں از من اس دعا کہ رساند
---	---

(۲۶)

رویف (۱)

(۷۹)

ملک معنی را بخط غیب فرمان دگر  
وین کان کن فکان دارم نہ از کان دگر  
آفتاب دیگر است این آفتاب افشان دگر  
دم بدم زان جابر بر روید گلستان دگر  
نظم و شعر من نگر ہر نفس بتان دگر  
روز و شب این داستان خواند نہ دگر  
دور ہا نوشند بر یاد دم بدوران دگر  
وین کرامت بست بر شان سخن شان دگر  
او ہمیں سودا پر خورش ز دوکان دگر  
عاقلاں گویند بر ہر نکتہ بر ہان دگر  
کو ز نادانی شنید او ہم ز نادان دگر  
اہل دعوائے راجہ دعوائے غیت نقصان دگر  
سکس کش بر سر وقت از گریبان دگر

تازہ کہ دم باز در نفس سخن جان دگر  
گو ہر نظم و نثر و رائے لاسکان دگر  
طعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر  
ہر علم نہ کار و بار کیش کنم چوں نوک خار  
بوتاس ہر اذیک فصل گیر و زنگ و بوئے  
عذیب اربشو دیک داستانم از ہزار  
گر کے امروز از معنی من بہرہ نیافت  
اے بسا منزل شد آیات سخن در شان من  
اے بسا کس کو سخن دانی کند و روئے صدق  
ناقلاں اور سخن دانی نباشد بحتہ  
راستی حال دانا و انداز نادان میرس  
آہ دعوائے کمالت بروں بروم خد  
اے حسن دگر گریبان کش کن این سر کشی

چند باشی میزبان همان بوالفضل  
 چونکه آمد خوانده فقر خرمی در میان  
 دستگیر باو تسکین بخش درویشی ما  
 مصطفی کالطاف غیبی را جهان دیگرست  
 کفنه مهر و مرار افتند در کف پلاک  
 چشم دشمن گرشبه در خواب بیند تیر او  
 کئے توان زد در صفات نفیس نیک انفس  
 شمه از خلق او گریزین خواهم بجا  
 درفشاندم در نهایت در خدا خواهم کفم  
 گوهر جاں آورم بر دزدانانت نثار  
 چون زدیوان قبولت یافتم پروانه  
 ای رسول هفت کشور بد بفضیل هفت

خوشر از عزت نخواهی یافت همان گریز  
 پیش توان دوست عهد بر خوان دگر  
 هست درویشی دگر پیهات سلطان دگر  
 بل جهان دین و دنیا را جهان بآن گریز  
 او بعدل خود تواند کرد میسر آن دگر  
 روز دیگر هر شمره بنش پیکان دگر  
 هست نقش دیگر نقشش ز ایوان دگر  
 بر دما از هر سفال تازہ ریحان دگر  
 بر سر روضه ز دیده گوهر افشان دگر  
 چون او سیم نیست جانے فردندان دگر  
 مع خاصیت انجوا هم ساخت دیوان دگر  
 حاست بر نعت حسن امروز حسان دگر

تاج اکبر ازت ماه عرصه شام  
 به پیش سوسن بکنایه ملک بهار

بر حسن گریه کنی یک روز حسن التفات  
 بسند از دور فلک امروز احسان دگر

۲۵

۸۰

بهار کرد علامات خرمی اظهار  
 جهان بهشت شد از اعتدال لیل بهار  
 گل انجبه های زرو سیم آوریده نثار  
 سبزه دم چو زنا بر خیمه در گلزار

رسیده کو کعبه عید و کاروان بهار  
 سپهر زیب گرفت از طلال فسخ عید  
 بطل عید درم ریز کرد از کوکب  
 نثار عید کند شاه را در از دامن

زمین نام شہست انتظام مطلب عید  
 علای دولت و دین کربہار دانش او  
 شکوفہ چین مملکت محمد شاہ  
 گل از خزانہ تشریف او بہاری پوش  
 مہ نواز کمرش مہر مغربی در جیب  
 ز فتح شاہ و گر عید شد گستاں را  
 بان قوس قزح و سمہ کردہ ابرو کاہ  
 بہار از مہ را یات او ست عیدی خواہ  
 بیش رایت گلگون و عکس لالہ او  
 زمین عاطفت او ست عید راز و نق  
 اگر عنایت او نیست عید چیست عید  
 مرا بیاوش ہر روز عید و نور و زست  
 شہا ملوک پناہ سب رکت بادا  
 تو عید عالم و پتر سیاہ تو شب قدر  
 خجستہ عید تو آن نو بہار را ماند  
 حسن نگار کہ بہریت شرح داد و فصل  
 ہمیشہ تاکہ بعیدست وقت مردم خوش  
 بہار باد نو اساز مجلس عیدت  
 بساز بر صفت عید جشن سیر نشاط

چنانکہ سکہ گل را از خلق او ست عیاً  
 چو عید تازہ شود عیش بر صفا رو کیا  
 بہار عدل و عدل آوردہ عید عزت  
 مہ اندر انجمن موکبش عساری دار  
 گل از مکارم او آستین چ از دینار  
 کہ دستہاے گل از ہر سو آستہ نگار  
 بشکل بستہ گل نقش بستہ دست چار  
 چنانکہ عید ز عید سخا شس اجر افوار  
 شدت عید چو تصحیف عبد خد سنگار  
 ز فر سعادت او بہار را ر ا مقدار  
 و گر رعایت او نیست گل چہ باشد خار  
 چو عید روزی او باد عید نو بہار  
 چو در رسیدہ عید و مہر گل کیبار  
 رخت بہار کرم چستہ لعل تو گلزار  
 کہ باشد آمدہ ایام عید او بایار  
 بہار فصل و را بہ فصل عید انخار  
 ہمیشہ تا بہار است زیر مرغان زار  
 بقا ز برگ درختاں بروں ز حد شمار  
 بباشش در چین ملک سر و دیر قرار

چو ماہ در شب غره ز بزم خستج بر آے

چو ابر وقت بہار ان اوج فصل بہار

(۸۱)

ہزار بارہ بہیں فصل عید و موسم گل  
ہزار بار چہ باشد ہزار بار ہزار

(۱۶)

ز شب نیم طرہ شمشاد ہر ساعت مطراتر  
نروے دوستاں چیزے کجا باشد دل آساتر  
خط زبانش تر گشتے ز بنبرہ ہر چہ زیاتر  
کہ ہر بخش ز طبع صبح می ہمیم مصفاتر  
کزین کسی آمد پایہ تختش معللاتر  
کنون در عہد ہم نامش شد این دین آشکاراتر  
بشکرش ماہیاں بزبان از مرغ گویاتر  
چو نور شد ست یکتا بلکہ از خورشید یکتاتر  
ملح مجید ست انسخہ خواہی کرد گنجباتر  
کند ہر روز اسباب جہان داری ہتباتر  
دلے آں سر نشاد کمنگر دروازہ بالاتر  
علہائے جہاں گیر تر اباز و تواناتر  
نیادہ در امور ملک طلت از تو داناتر  
کشاید دیدہ ز گس ز چشم یار عناتر  
جہانت کمترین بندہ فلک ان بندہ مولاتر

بساط بنو تر گشت و کار سر و بالاتر  
دل بسبل گل آسود کورا دوست میداد  
یکے در خوبی گل بین خط بنر ش از بنبرہ  
مگر گل ہجومن انخلاش دار و دون دل  
علاء الدین والدینا محمد شاہ دریا کف  
محمد آشکارا کرد دین حق بنام ایزد  
گرازا بر کفش یک قطرہ در بحر اوقندینی  
کو اکب ہر یکے اندر صفات بندگی شد  
فلک در ہفت دفتر مینوشت اوصاف گفتم  
جہاں بخشا تو اس شاہی کہ دست قبح بہر  
مخالفت خواست تا چون جگر دوز سر بلہ فرزد  
خدایت یا خواہم تا بنیم در جہاں ہر دم  
بدانائے کہ اودانائے اسرار است از شاہاں  
ہمیشہ تا بہار نو پے نظارہ در بہتاں  
بہارت باد فرخندہ سراں پشت انگزندہ

<p>۱۳</p>	<p>حسن ہر سال ہر روز نوت گفت شعرو باقبال تو ہر شعرے زدیکر شعر غزاتر</p>	<p>۸۲</p>
<p>کشم زد در قس گر دول سراچہ نور میان جانش کہ پروردہ خوشہ انگور ز خوشین نیندم کہ شستہ ام خمور کہ در کشمئے چوں کوثر از کف چو تو حور کہ بہت دینا و دیں از دو جود او معمور فرو نشاند غم زمانہ مغرور کمینہ بندہ او چیں در ابروئے فغفور نہ در سیر سلاطین نہ در کتب مطور بد نزد من ز طریق ادب بنیاد دور کہ خود بخا صیت خویش می فشانہ نور بان تیغ بود و در آمدن مشہور کشادہ باد جہاں دشمن از جہاں مقہور</p>	<p>چو صبح عید ز مشرق کشید ایت نور چو بے کشد دل کہ گوشہ بگر است سے خمار شکن پیش ساقی است جہاں ز عید بہشت ساقیا بہشتا بیاد دولت سلطان علاء دینا و دیں محمد کے محمد صفت بقوت عدل مخالف ارچہ کہ فغفور حسین و دکنہ بحق حق کہ ندیدم بہت شش شاہ درم کہ خواست کند از جبین زرخش بر آفتاب تقاضاے نور حاجت نیست ہمیشہ تا سپر آفتاب ہر صبح ز تیغ شاہ کہ بہت آفتاب عالمگیر</p>	
<p>۲۳</p>	<p>سپہر بندہ و اعدائے حضرتش در بند خدائے ناصر و ارکان دولتش منضو</p>	<p>۸۳</p>
<p>رخس بہت خطش شکش در شک</p>		<p>یکے در جن جاناں میں کہ جاناں تازہ کرداں</p>

برقت از دین آن دُشک و شک و سر و ش  
 غلام آن و آن شک و سر و شکرم آمد  
 نه تقدیر کو یک جقه نوشین بیا  
 پستش برین انگشتش گرفته شیشه پر  
 غزل رسم قدیمست از پے آن میکنم زنجیر  
 و گریز با وجودیج شنه تو آن ستودن خود  
 سر شاهان مدار دهر و ملک و پشت دیں  
 مبارک دی فرخ رای گرد و دل و دریاست  
 جوان سال جوان نخت جوان و جوان دل  
 بوقت عالم صد حشر و فرمان صد فریاد  
 کیم بنده اش فغفور و کمتر چاکر شش خان  
 نیامد در وفا و عدل احسان کرم مثلش  
 ز عدل دوست امرو از من قهرش و ز شرارتی  
 کشد تیرش ز بد تیغش در دهمش بر دهمش  
 اگر فیض فضل و عین عدل بود باز  
 نشاط آورد و چتر و در باش خورش و شش را  
 ز بے شائبه که دارد خاطر و طبع دل روشن  
 حسن از غم و اندیش و رخ و من بودی  
 کون می نیست از جا و جود و بدل عدل

قرار نفس و نفس از هوش و هوش عقل و عقل  
 یک جنت یک ضلوع یک طوبی یک کوه و کوه  
 و بدل و نه لود و بد سبزه کشد غیر  
 بلور صاف و سیم صرف و زتاب لعل تر  
 لب خامس رخ کاغذ دل دیوان سر دفتر  
 سر سرد و بر و حسن لب غنچه قدح عمر  
 علاء الدین و الدین تاج شاهین پر  
 مخالف سوز شرع اندوز دین و زو دین گتر  
 جهانگیر و جهان بخش و جهان دار و جهان دار  
 بد او گیر صد و آرا بستان صد اسکندر  
 کیمین یا سببا محمود و کیمینو تی سحر  
 مگر بو کیمین فاروق یا عتسان یا حید  
 بهشت اقلیم و بهشت اعضا و بهشت افلاک و بهشت  
 رگ محمد پے قمر دل و شرک سر کافر  
 چمن لاله و لاله و فلک اختر صدق و هر  
 ثوابت دیده انجم دل ممالک جان ملکات  
 رضا بر دین خطا بر کان کرم بر با ستم بر زر  
 زبان ساکت قلم ساکن سبانی کیم سخن کمتر  
 سخن بیافضل افزون و شعر اسان سخن از بر

ہمیشہ تاگل و گلزار و ابرو لالہ ہر سالے  
شہ آفاق مادر سال ماہ روز و شب بادا  
کنہ جلوہ شود خنداں بود ساقی کشد ساغر  
قدر بر کف طرب دل شفاورتن غرض و بر

۹

قضا خا دم قدر خاضع جہاں مخلص طغف محمد  
فلک بندہ ملک داعی خلیار و خردیاور

۸۴

ہمہ نظر بارو شش و ازاں دیدار  
نمایدش ہمہ مانند آسمان دیدار  
نمودہ ہر نفسش بخت کامراں دیدار  
مبارک آمدہ ازوے ہمہ جہاں دیدار  
نمودہ ہر نفسے فتح جاوواں دیدار  
بہار را شد با باغ و بوستاں دیدار  
ز ساقیاں مے ناب ز دوستاں دیدار  
بہشت میکن ازو بعد از ازاں دیدار

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار  
چو آفتاب صفت بادشاہ ریزد دور  
علائے دولت و دین شاہ کامراں دولت  
ابو المنظر و شاہ جہاں محمد شاہ  
کشادہ ہر نفسے فصل ایزدی دیدہ  
زمانہ را شدہ با عیش و خرمی الفت  
ز اہل عشق سماع و ز اہل طبع سخن  
بداں خداے کہ ہر بندگان مخلص را

۱۳

کہ بادولت سلطان علایے دیں باقی  
ہمیشہ ذات و را با وجود جہاں دیدار

۸۵

بہار فتح شگفتہ در ابتدائے بہار  
ز عدل معتمدش اعتدال لیل و نہار  
خداش داشتہ از ملک و ملک بر خوردار

فتوح غیب نگر پیش تخت شاہ نثار  
ز قمر نام شہت ابتدائے فتح و ظفر  
خدا یگان سلاطین علای دولت دیں



<p>ابوالمظفر خاص خدا محمد شاہ  سپہر بندہ وسعد سپہر جاگیر او  ز تیغ آب و عاصف کرد اسلام  ز ہندویش بجد ہیچ ہندوئے گریچ  رسید سجدہ کنائے و ہرچ بود ہمہ  ز ہر مقدمہ دست برد نصرت شاہ  پیاد گال درش قبیہ و او گروند  بشاہ باد ہمہ سال تخت و تخت بلند</p>	<p>پناہ ملت و پشت ہی محمد وار  زمانہ داعی و اہل زمانہ خدا مگار  ز تیر و ر بہت تار کرد و تار تار  ز حل صفت رو اندر فراز سہت صفا  بنام خسرو کشور کشائے کرد ایشار  کہ بر بساط ممالک خداش قایم دار  ہمہ بدولت شبہ باز گشتہ فیل سوار  بہر طرف کہ ہند رخ شہ ملائک بار</p>	
<p>۸۶</p>	<p>ہزار سال بقا خواہم از خداش را  ہزار فیل چہ چیز ست فیل خانہ ہزار</p>	<p>۷</p>
<p>در سادات از صف فضل کوگا  شہزادہ معظم و شمع دیار دیں  امید ہائے ہر دوسرا شین آمدہ  یار بپاکی دل پیران صبح خیز  بادا ہمیشہ رونق این خاندان ملک  شہزادہ دام دولت شہزادہ اش باد</p>	<p>کرد آسمان بفرق شہ کلام ان نثار  خوشید اوج عزت و جہد روزگار  مقصود ہائے ہر دو جہانیش در کندار  یار ب محرم دل مردان روزگار  اقبال در عین فتوحات بسیار  سال بقا ہزار نجویم کہ صد ہزار</p>	
	<p>تا بید غیب یا رخسار شاہ خاں شدہ  از فضل حق بحق خداوند کا مگار</p>	

۷	رویف (ز)	۸۶
<p>نامہ بنام تو رواں گشت باز ہم تو از ان و ہمیں اینے نیاز یو کہ نسا زی شودم یک نما از خود و از ہر دو جہاں احراز مرحلہ بس دور رہے بس دراز زانکہ کریمی و شکستہ نواز کار بس از شش کہ توفی کار سنا</p>	<p>اے ملک منعم مفلس نواز از تو پیدا شدہ عرش و فرش قطرہ از ابر عنایت بریز زاں خودم کن نفستہ تا کنم رحمت خود رہبر با کن کہ بہت با حکم تو دل مانسکند بندہ حسن را کہ امید شست</p>	
۵	رویف (ش)	۸۸
<p>از ہر چہ گفت ایم و جویم بہت بیش رونق گرفت عالم و شد راست دین بیش اسلام شرع آمد ہر روز بیش زاں ساں کہ با ہم اندشب روز گرفتیش</p>	<p>شاہے کہ برگزید خدایش بفضل خویش اے خسروے کہ از دم لطف عنایت سلطان علاء دولت دیں کز علو او سرتا بسر گرفت جہاں را بنور عدل</p>	
۱۳	در خلق چوں محمد و حیدر بروز رزم مداح او حسن شدہ سلمان یار خویش	۸۹
فرخندہ باد یارب نور روز و روز عیدش		شاہے کہ فضل ایند از خلق برگزیدش

<p>نوروز بزم شہ را افزود رونق نو سلطان علار و نیاست ہ جہاں محمد ہست آفتاب سیرت شاہ یگانہ ایرا حتی کہ نیست مثلش در عالم آفریدن بینی درم خریدش ہر دم ہزار بندہ چون شب کہے کہ با افزود از سیدے دم زین رو کہ خطا نویس تیرست یک دیش خود چرخ گردہ شد تا شاہ گوئے بازو بندہ حسن بعدش وقت شکر فانی تا عید باشد و گل باد است جہاں را روزے حسن بسازد نوروز عالم آنجا</p>	<p>بہر طرب فزائی عید از عقب ریش کایز و محمد آسا از خست بر گزیدش در آفتاب گردش گیتی دوم ندیش از خسروان عالم ہمیش آفریش بل صدر ہزار چوں من بینی درم خریدش پیراہن سلامت چوں صبح بر دریش زین رو کہ زور دارد و چرخست یک دیش در نوبت ہمایوں اسحق نکو دودیش بخشا فضل دہا بے پارہ کلیدش عیشے چو عید فرخ فتحے چو گل جدیدش چون نقش عید باد از کمر تین عیدش</p>
--	--

۱۹

دوران چرخ را شش ہ فلک لاش  
ہم ملک برد و امش ہم عمر بر مزیدش

۹۰

<p>شہ کا سلام را سکہ منور میکند ماش ظفر چوں شمس روشن جہاں چوں قبضہ در دستش علار الدین والدین محمد آن کہ دین حق جہاندارے کہ از تیغ زبانش در جہاں گیری مخالف تانگہ کہ در آتش شمشیر شاہی را</p>	<p>مبارکباد و در دولت ہما یام اعوامش فلک چوں محکم در کش و چوں رخ در دوش تا میت گرفت اکنون و در دولت تماش وہان تح خداں کہ دین و از جہاں کلش نماند از تن لرنہ چوں سیما ارباس</p>
--	--

نگرد و پاک خشم او چو سایہ از سید روئے  
 بہ گفتیم تو فعل مرکب است ہنہشی گفتا  
 کہ یار و قصر شامش اصف کہ دین گزروں  
 ہر آن کارے کہ آغاز و خجستہ خوبی انجامد  
 نہ شہ شام کہ ہم فضل و برترش ختم شد اکنون  
 مواجب دادن شاہاں بہیزان دگر بودے  
 دریں میزان کہ عدل شاہ آزار است میداڑ  
 الہی تاکہ میزان است خضم خانہاں ہمیش  
 چو ہر اش فلک تا ہفت گنبد تخت گہاوا  
 کے کیش ہفت تعلیم امونے کرنا زید شد  
 حسن را از شائے او شرف حاصل کر اصل  
 چو جان خود ہمہ جانتا ہدائے جان او خواہم  
 شہست اسکندر شانی کہ دائم با دار زانی

اگر از گنبد خورشید بردارند جمالش  
 سمش بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش  
 کہ ز طاق فلک یک نردبانے باشد از باش  
 بے فضل خدایارست در آغاز و در انجامش  
 خطا پوشیدن خاصش عطا پاشیدن عامش  
 کنوں کیونہی سخن آں میزان ایامش  
 بیک پلہ واجب بین یگر پلہ انعامش  
 الہی تاکہ عقرب ہست بیت ہر اش  
 بہست پاسبان ہفت گنبد ہفت اندیش  
 عذاب ہفت و نزع با داند ہفت اندیش  
 مشرف ہم بہ تشریف مکرم ہم با کرامش  
 حیات فوج در جانش شراب خضر در جانش  
 مرا در اختر ہم جام و خضر را عمر ہم نامش

۸

ظفر مقدور پیکر انش عدو مقہور پیکانش  
 ملک مامور فرمانش فلک محکوم احکامش

۹۱

تخت از سپہ ہفتم سازد بجائے خویش  
 آفاق تازہ کرد زابر عطائے خویش  
 کوراست ست در ہمہ جا بخدائے خویش

شاہ کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش  
 آں آفتاب ملک چوں کوکب میں  
 زان راست آورد ہمہ تدبیر با خدائے

سلطان علاء دینا و دیں آنکہ دین حق گو سر بخت مند خیرسان نامرا بنده حسن چو از کرم شاه قایم است شہ باو تا بد چمن ملک را نہال	در سایہ سر اداق ادا کرد جائے خویش دیدند از سیاست شاہی نہائے خویش اول ہمارے شاہ کند پس ہمارے خویش تا بر خور و ز دولت بے منتہائے خویش
--	--

چند اں بقاش باو کہ شاہان خویش را بند چو خضر دیر بقاء و بقائے خویش	۶	۹۲
--	---	----

زلفت کہ باو بر رخ نشان ساندش دل پیش دارد از سر زلفش شبہ دراز عاشق امید بر خط سبز تو بستہ است بستم باہ خود دل خاکی خویش را بردست دل نہم پس ازین قصہ حسن	ابریت آنکہ برستہ تابان ساندش آں طاقت از کجا کہ پایاں ساندش تا آں خضر بہ چشمہ حیوان ساندش ہم آہ من گنج برداں رساندش باشد بارگاہ الفخاں رساندش
--	--

اعظم معز دولت و دیں آنکہ روز کار ہر آرزو کہ او طلب آں رساندش	۵	۹۳
---	---	----

شعبہ کہ باو ہمایوں عزیمت سفرش علائے دنیا و دیں آنکہ بود و خواہد بود بہر طرف کہ رواں گشت عالم بکشاو فلک جنبہ کش آستان حضرت او	در آمدن طغری و دیروں شدن گردش چو دولت از حضرت بل سعادت از سفرش گمرز آیت فتح است ایت طغرش چنانکہ بود فلک یک قطار از زعفرش
---	---

<p>۱۰</p>	<p>حسن زبور جہاں در پناہ شاہ گنجیت خجستانہ شہ نیست ہیج جا سفرش</p>	<p>۹۴</p>
-----------	--	-----------

مرا ز عشق تو افتد وروں جاں آتش  
مرا چو آب حیاتے نماید آں آتش  
کہ جائے خار بنامد ز کارواں آتش  
گذرند ارونہ و ابر آں آتش  
ز روئے توشہ تازہ چو گل آں آتش  
پیالہ کہ چو آبست و در میاں آتش  
زودہ است دشمن دین ابجائمان آتش  
کز گرفت خجالت بہر زباں آتش  
عجب کہ بخدمتش از مغز استخوان آتش  
کہ ہم چو آب شد شوق امتحان آتش

شب برات برآمد ہر مکان آتش  
ہر آتش کہ بود عکس عارض تو بود  
تو میردی و من سوختہ ہاں شکلم  
کہے کہ نام تو امر و زور زباں آرد  
خلیل عہد منی اے در تو کعبہ من  
بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور  
کشم بیا دہشے کو بدوستی خدا  
شہ زمین و زمانہ علماے دولت دیں  
حضور از لطف تیغ تیز را و در رزم  
حسن فرمائش چنین نوشت این سطر

<p>۷</p>	<p>رویف (ل)</p>	<p>۹۵</p>
----------	-----------------	-----------

اے خادم خط گشتہ سنبیل  
بنکرچہ باشد این تحمیل  
تا چند تو اں زیست بہ تو کل  
شتم ہمہ جزو ہا کنوں کل

خط تو رہر خطیت برگل  
جز بردل من نیست بار ہجرت  
بس طرف طریقت عشق بازی  
بیا نوشتہم حدیث خواباں

<p>در مع شہنشاہ کنہ تامل از خاک در شین چرخ زائل</p>	<p>بارے چور و نظم را تفکر سلطان سلاطین علما و دنیا</p>	
<p>۱۸</p>	<p>سروچمن ملک باد سلطان تا برگ گلست و نوائے بیل</p>	<p>۹۶</p>
<p>وصول رایت سلطان بستر جلال یگانہ دو جہاں ہم بحسن و ہم بخصال چو خضر از رخ شادی در ابرام کمال در آمدے سعادت بر آمدے کمال نہ ماہ نقصان بیند نہ آفت زوال چنین کہ دین عرب را از گرفتار ہمائے حتر ہمایوش ابا زوال برند عاشیہ و پیش و پست و دنبال مرا ہوس کہ بشعر اندر آرم اینست خیال کہ منہ قدر تو پایے عروس اخلال فلک برقص در آید ازین ہوس حال شہاب ثقب تو گردواں شود چو ہلال کہ بار کاب تو دارد تعلیم چو وال مراد صاحب حاجت چاہست سوال</p>	<p>خجستہ باد بتائید ایزد متعال خدا یگان سلاطین علما و دنیا و دیں محمد ست محمد صفت بنام ایزد چو شتری و میر چارہ است دولت او اگر بطالع مسعودش التجا باشد چنین کہ ملک عجم را از وفود بہا عجب نباشد اگر چتر سازد از پر خویش فرشتگان بچپ راست شاہ عالم را علو شاہ کہ ہست از خیال و ہم ہر وں ہلال رایت تو دست چرخ را یارہ اگر فلک را یک روز گئے خود سازی مخالف تو شفق وار غسوق و غم عنان دال مراد این مان بہست گشت دلت بنور غراست چو میکند روشن</p>	

مگر تودادہ از آفتاب بدر زر حسن دعا تو گوید در انتہائے ثنا ہزار سال بقائے تو بادور دولت بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی	سپہرا کہ بود کو ز پشت چو تھال چو ابتدائے دعا در رہ اجابت دال ہزار گونہ ظفر دست داوہ در ہر سال معین و حافظ تو بادایزد متعال
---	---

۹

ردیف (م)

۹۷

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم عالم ز شرق و غرب بفرمان حسنت یاراں ہی روند تماشاے بلغ گل گدگہ بطنز گوی کر پیش من برو راہے دراز و منزل مقصود ناپید خلقے براے حاجت خود کعبہ میروند سلطان علاء دنیا و دین کجہ نیست دست مبارکش سبغا گنج گوہر است	از خویش دور میکنیم تا کجا روم اے ماہ روے ہم تو بفر کجا روم من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم جان و جہاں تو داری تنہا کجا روم نے رہبر و نہ قافلہ پید کجا روم من ہسم ہوس ہی کتم اما کجا روم ایجا سرے ہی ہسم اما کجا روم گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم
--	--

۵

گوید حسن کہ من در سلطان گرفتہ ام  
آساں ازیں ستانہ والا کجا روم

۹۸

از بہت دل چہ جاں کتم کہ نہ دارم

از در دنیا چہ دم ز کتم کہ نہ دارم



خلق بخت امید تخم تمنا نقد مراد اندر آستین خاست شاد و شسته شامد آتشی که دارید	می فکند من چه افکنم که نه دارم خیره چه گیرد و دامنم که نه دارم شاد تر از هر همه منم که نه دارم
--	--

۹۹	دزد و گرو و بگرو من حسن دار شب همه شب نعره میزنم که نه دارم	۴
----	--	---

اگر چه از گردش گردون تاریک شد روزم فضای فضل ابا زمره و صدق اسازم مرابا خاتم همت فلک فیروزه آمد کمر بسته ز جواز پیشم آمد تیر خدست مرام روز چون باغ خزاں دیافت منگر ز سلطان سنجرخ آرمید یک نظر باشد	و لے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم بنای عشق را از دم شب عاشق اروزم بدان فیروزه و صف صفا پیوسته یوم دگر نایب بتیر آه تا جواز شس بر دوزم اگر بختم کند یاری بود روز نوروزم نظام الملک طوسی نظام الملکی آموزم
--	---

۱۰۰	حسن گوید چه پاک از سوختن شمع جهان من جہاں تاریک تر گردد اگر کمت شود نورم	۱۹
-----	---	----

ز به روز ببارک طالع و وقت خوش و خرم شهنشاه کی می سازد شہاں اقبال و عاجز علامہ الدین والدین محمد شاه دیں پرو سعید از بولے رح او شد حلقہ زیریں	نظر کردن بروے عالم آرائے شہ عالم جہاں دارے کی میدار و جہاں را افضل اوزم که سلطان سلاطین است برہان بنی آدم شب قدر از برائے نیزه او طہ پرچم
---	--

برزم از بخشش او شبجهت آسوده رست  
 و در خود بزم در زرش دید بونے کے گریختے کس  
 چھینیت مید بندیار نگیں ملک را نامش  
 نہال غم برافت و از نہاد دل یکبارہ  
 ز سیرخ از شاخے نیست نامے ہست گیتی  
 فلک در طاعتش حاضر گراو کو اکب میں  
 چو گوید بجز ذاتش تو پنداری اثر دارد  
 چو گوید بہفت کشور و خط نشان او ماند  
 خدا را رضی قضا خاضع فلک داعی ملک مدد  
 صفا و صدق او احرام گاہ فتح را حرم  
 مرقع از گل افلاق او بینی دل پاکاں  
 مگویا د آید اینجا موسم نوروز و فصل گل  
 اگر ذکر بہار را اندر شنافت و مطلع  
 ہمیشہ تاکہ باغ از باد و از غم میشود تازہ

برزم از بخشش او پنج حس بیکار بر ضیفم  
 بروز بزم نام جنگ روز بزم جام حجم  
 چنان حو دست انگشت چو انگشت خاتم  
 و رخت دولتش با پنج کرد اندر جہاں محکم  
 بہمد او نیابی نام را جائے نشان غم  
 حسن روح او حیران او ہنہا ملک ہم  
 کفش از موسیٰ عمران دش از عیسیٰ مریم  
 کنوں کیں ہشت چتر آمد بد و دولتش بد غم  
 جہاں بندہ زماں چاکر ظفر ہجرہ وفا ہدم  
 ضمیر پاک او خلوت سرے غیب را حرم  
 شرف در موسم نوروز یا نہایت عظم  
 کہ نوروز سعادت باد و روز دولتش را ہم  
 بہارستان غیبی دعاے اوست و منتقم  
 ز فیض فضل یزداں باد باغ ملک اور انعم

۷

کشید جاہا عیش چوں فرشتہ چمن نو نو  
 رسید ناہائے فتح چوں اوراق گل ہر دم

۱۰۱

مسنراحتی الغن مغنم  
 شدش نصر من اللہ نقش خاتم

بدار الملک کشور گیہ عظم  
 گرامی گوہر الماس کوکب

<p>زینش خلق چون گل شسته خدای فلک تاثیر زومی باشد از او زینش ملک چون غنچه فرام زینش تاتازه رومی باشد از غم زین در حکم او باد از ما هم وے اندر سایه سلطان عالم</p>	
<p>۱۳</p>	<p>۱۰۲</p>
<p>محدث همه بدایع و تو مبسوع قدیم از آفتاب شمع زرا ز ماه طشت سیم فلک ز انش جنت و از وحشت جحیم خود مردم دو چشم جهانندان و میم پا چو نگیسند بر سر گنجش بود مقیم آں در که بود چندی گم در عرب تیم انصاف چیست از ره سنی همی دو نیم وے خالق که خلق رسول از تو شریفیم طبیعیست لطیف و غیرے چنین نفیم در سال دال بود بر دور فرسوده سیم لیک از عرب عواقب یکبارگی عقیم نقدے چنان سرود که بود سگداش سلیم</p>	<p>اے جا حکم جہاں و جہاں داو حکیم جز تو که داد و منقرش لیل و نهار را نقشتم یکمیت با تو از ان دورم از دوی میم محمد آئینہ چشم عالم است هر کارید خاتم خلاص تو بدست آخر نه جاہ تاج لبرک هم از تو یافت انصاف بود و بدو نیم بر نهادنش اے مالک که ملک بقا از تو شریفیم این نعمت اندکست کز انعم و اویم انشاءے این قصید که دال سعادت از راه شکر جاہل صد بکر منیم مار از دوا ضرب قناعت عطیت کن</p>

مرغان خوشنوا که در آری درون باغ درنگنای پیچ و امید را دشت ده ایم چون راست گفت اندک کار تو شد کرم	هم بخشش کن بگردن ماندگان یتم چون کار بر امید تو افتاد پس چه بیم این هم دروغ نیست که میخوانست کریم
--	---

۱۰۴	گراز حسن نیاید فصلی چون نام او هر فتنه ز رحمت تو بسند است یا رحیم	۵
-----	--	---

الهی جسم کن کالود همایم هدایت راه و روئے پدید آ روا بجو نیست اندر سکه ما بفیض فضل نقش بازو شو	بخون دل جگر پا بود همایم که مادر کار خود گم بود همایم که مشت سربسیم اندو همایم که از سرب ماتم آلود همایم
--	---

۱۰۴	یکے بروز کار ما بخشائے که ما بر خویش نا بخشود همایم	۷
-----	--	---

این نامه را بنام خدا بامیکنم از جنبش قلم که کلیب معانیت آن بلبلیم که شهر پر آواز همنیت ست سماع قول مندا اهل این دیار یار تو بخش آن قدمم کاندیس سماع سماں اگر بشا هئی خود می کنند ناز	سر نامه سخن ز سر آغاز میکنم در بایء ذکر رحمت حق باز میکنم کز اوج کنگر فلک آواز میکنم اینک بهاں طریق غزل ساز میکنم رقصه چو عاشقان سر انداز میکنم من چون حسن بیدگیت ناز میکنم
---	--

۱۰۵

ہر چند ایں حدیث خوش آئندہ قطعیت  
انصاف را گناشتہ ایجب زینم

۷

زلف والیس اذا سجدی گفتم  
مشک گفتم خط خط خط گفتم  
ہمہ گفتم چو مصطفیٰ گفتم  
عفو کن ہر چہ ناسزا گفتم  
ہم از اینجا منش دعا گفتم  
حکم فرمائے مابعد گفتم

روئے خوب تو دالغی گفتم  
سرو خواندم قد غلط خواندم  
خو استم گفت نفقہ بسیار  
اے سزاوار صد جنیں رحمت  
آستان تو آسمانِ عاست  
خون چشم شد از فراقِ رواں

۱۰۶

حسن از پا در آدست عظیم  
اے سر سوراں ترا گفتم

۷

جاں نثار روضہ پاک رسول اللہ کنم  
پس یہیل ہر قرعہ اندر دودیدہ رہ کنم  
آں بدان ماند کہ مر را جلوہ برا کہ کنم  
کلک را اس و ذنب سازم ہزار کہ کنم  
عاقبت سرور سر بہر اہی آں شہ کنم  
گر بہ پیش شہ کشندم کاہم گردہ کنم

کہے بود یارب کہ دل اسوئے رحمت بہ کنم  
خاک راہ او بہر میلے بگیرم سر سہار  
ہر زماں بر عقل خوانم داستانِ جن  
ماہ اگر پیش جنت لاف کمالیت زند  
گرچہ کہ گنج رو و پایم چو فریزیں زیر سلاط  
وہ کہ بے اوزیتن نزدیکم از اسلامیت

نیت جز گیسوئے او پیش حسن جبل اللئیں

دوش در دے کہ خاست از جگرم  
آتش جاں از آن جگر نوزست  
جگرم در دے خورد شب و روز  
جگر از تنگنای پہلوئے خشک  
تا مر ابرگ کند نای بہت  
کوہ بر فرقہ دمک صد بار  
این نمک دین جگر مقرر شد  
گفتی از آسمان طلب وزی  
در روزیم تنگ بسته چہ سود  
چسیت حاصل کہ آسمان شب و روز  
در روزی چو آسمان دارد  
کاشکے نام ہم نبودی ثبت  
چو حسن مر مرا میر شدست  
شخصہ حکم چند خواهد داشت  
دو لثم راستارہ مانع نیست  
بشکنم بند گرفت را خواهد  
صد قم خورد بشکن آن خواہ

گوی از دوشش باز کرد سرم  
کاب نگذاشت چرخ در جگرم  
بخت این بار بخت ما خرم  
نمک از شورہ زار چشم ترم  
ہشت بستان بترہ نخرم  
بہم بار منے نیم  
راتب توشہ خانہ سفرم  
آسمان سفر روزی از کہ برم  
آسمان نہ داخ در نظرم  
می نویسہ بر است خیر و شرم  
بر در عسہ زید چوں گذرم  
در نسب نامہ ابوالشرم  
چہ گل از گرافی سفرم  
شہر بند حظیرہ خطرم  
از قضا دید باید این قدرم  
چکنم بند بستہ اگر م  
تا بہ بیہی بزرگی گہرم

من که از حلم گشته آم یا مال  
 گرچه گوشه نشین شدم رفیق  
 واجب آید زکات فضل از آنک  
 سالک الملک این عطا کردست  
 بوریائے بس است در پیچ  
 نیست در دم ز تیر سخت انداز  
 آتش خانه سوز بهر تر از آنک  
 اگر فروخت مرغ بے مایه  
 روح علوی و دیو نفسی را  
 اگر نه این گرفت از خدا باشد  
 پدرم آنکه زاده ایم از او  
 حکم حق اعتبار کلی یافت  
 حکمتی کما زره چنان برگشت  
 تابدانی که هم بدین یک نفی  
 می رسد نیز و دوازده هر سال  
 هفت سیاره بر سر این چاه  
 هفت سیاره هفت روز و شب  
 هندوی چرخ زهر داد مرا  
 مشتری هم بطل نعم مقررست

بلکه با کوه دست در کرم  
 چون من تو بفصل مشتهرم  
 صاحب گنج خانه فکرم  
 از فحاشت ممالک بکرم  
 تحت بر زیر دماج بر زبدم  
 لیک سختست منت پریم  
 نور در روزن افگند مقرر  
 جبر نیلست موزن سحر  
 مایه عسرو مایه تحرم  
 بخند اما بد منش بدرم  
 و آنکه از من بزاید او پریم  
 حکمت خلق نیست معتبرم  
 من چنان راه کمتر ک پریم  
 من این ثباتات بیخبرم  
 هم چو یوسف زیاده ضررم  
 یوسفی در میان نمی نگریم  
 کافه از شتر هر یک شرم  
 همه هندوستان پرازش کرم  
 بهبوط سقر کند معتبرم

ترک گردم سوار بره شکار  
 آفتاب ارچه خور ہی خوانند  
 خاک در کاسم زند ناپید  
 آنکه سوئے عطار دش بحیوت  
 از جوئے ساخت جانب من  
 از حکیم این عطیہ حاصل بود  
 گفتی بر فلک بخار انجخت  
 خاک بر توتیائے او که بود  
 روز دولت بلند شد ہمارا  
 تا بدیم ز عقل کل آثار  
 سستی روزگار میں کہ فلک  
 طیرانم براوج معرفت است  
 من ہی فرق دارم از دودام  
 با ہم راستی سیرت خود  
 خوار چوں خاکم از پس دیوا  
 تا مقرب شوم بقربانے  
 راست در حق من گو کہ کج  
 گہ گئے خاص سہمان بہشت  
 از ضیض و بال و اوج شرف

کہ زند شاخ و گاہی شرم  
 نیست یکروز خور خواب و خرم  
 چه نواز د بقول کاس سرم  
 از دور نگیش سخت پر خرم  
 نہ شمائے شمایل نظر م  
 بر بروج و کوکب صور م  
 ہم فلک توتیاء و ہ مگرم  
 سنگ بصرہ گو ہر بصر م  
 من ہمہ شب ستارہ می شرم  
 عقل جسدوئے نید ہا شرم  
 بچنین عقد ہائے سخت درم  
 زیں ہمہ بشکند بال پر م  
 خواہ عتیم خوان و خواہ خرم  
 در لکد کو ب چرخ کرد سرم  
 چہ توان کرد آب پیش درم  
 ہمہ تن گہ کھن گہ سپرم  
 پس بد از گوش من مبر کہ کرم  
 گاہ تہنہ مجا و برقم م  
 فرد از انم کہ آفتاب فرم



<p>سُر پائے بشکل پاوسرم          ورق چنہ بینق فغم          زائے ارض تموت باخبرم          بہترین دُر و کہتہ ترین عظم          لاجرم مہربان و مہرورم          چوں شنید آب داری دُرم          کہ من از حد منع راستم          زین از مرگ نہ دوزین عذرم          ضرب شاں حیت کیشہ سپرم          من زیک مادر زیک پدرم          کہ بہ پنج کسے رسد بترم          من بغیرت ازین سراپدرم          چوں در مصطفاست مستقیم          کز ہوایش بر آمد این شجرم          بے شنایش نی دہ اثرم          حسی اللہ ہے بس است برم</p>	<p>از وجودم ہے رگے در پوست          آفتابے کہ خاور سخت          من گرفتہم جہاں بصف سخن          بحر امانہ از چو من ابرست          از سخن آہم از تواضع خاک          شکم از غصہ پارہ کردہ دست          منع بجز چہ میکنی خواجہ          باز بھنے خاں و بد وہناں          طعن این دشمن کنند و مباد          چارہ مادر کنند و ہفت پدر          دست در شاخ من زندہ و مباد          در دنیا سرائے بولہبیت          خانہ بولہب چہ جائے قرار          قرشی اصل و ہاشمی نسبم          شجر نژادش خن نظم امروز          نعت او بردہ رضائے خدا</p>
--	---

۱۳

نظم چوں مر مر محم شہ  
 پیغمبت از گران صفرم

۱۰۸

کرامت قدم محران بیت حرم

سعادتے کہ جہاز است ز آستان کرم

نشار بارگہ بادشاہ عالم باد  
 خدا یگان سلاطین مملکت دولت دیس  
 مدار ملت و پشت ہی محمد شاہ  
 شہ فرشتہ دستے گز میا من تاش  
 ز عدل او خلفائے عرب شدہ میراں  
 زمین سعادتش تازہ راہ ہا ایمن  
 ز فرد ملت او کار ہفت کشور راست  
 چون گشتہ بدحوئے طاعتش صادق  
 صفات قدر شہنشاہ بر دل از اندازہ دست  
 ہمیشہ تاکہ بر رسم قدیم در ہر سال  
 چو کعبہ بادشاہ قبلہ حاجات

کہ ختم گشت بر بادشاہ ہی عالم  
 شہ ستارہ سپہ قلب آفتاب عالم  
 کہ ہست ہجو محمد سپہ اہل اہم  
 طراز یافت نسب نامہ بنی آدم  
 چو از کمال جہاںگیرش ملوک عجم  
 جہاں بدولت او چوں جہانیاں خرم  
 ز بار منت او پشت ہفت گردوں خم  
 نگر چگونہ جہاں را گرفت در یک دم  
 ہے قہر بود اندازہ زبان قہر  
 مسافران سوائے کعبہ رواں کنند قدم  
 ضمیر او حرم ستر غیب را محرم

چنانکہ حاجت جملہ جہاں بر آورد دست  
 بر آورد ز کرم حاجت حسن اہم

۱۶

۱۰۹

نختہ باد و مبارک وجود راایت اعظم  
 رسد بنہ کرہ اکنول عنان شہرت شادی  
 پناہ جملہ اسلام و پشت زمرہ ایماں  
 خدا یگان سلاطین مملکت دین محمد  
 زابر رحمت او گشت روی ہفت زمین تر

ز دار و گیر ممالک بدست ملک معظم  
 چو در رسید بدولت کاب خسرو اعظم  
 مدار ملت احمد مراد خلقت آدم  
 کشیدہ دائرہ عدل گرد مرکز عالم  
 ز بار منت او یافت پشت ہفت فلک خم

تجربہ مست کہ وارد بفضیل فضل الہی  
 بیاں امید کہ بوسے زند بخشش بخشش  
 ازاں رسد بقدمش نثار غیب سیای پی  
 رساند مژدہ فتحش صبا بملک یاسین  
 بروز و شب مرد و مہر شش نہ کنند زبالا  
 حدیث ملک جم اینجا پست است گاند  
 ازاں طواف کند فتح گرد بارگہ او  
 زبے بکعبہ شاہی صفات ذات تو بہر  
 بدولت تو نداند حسن کہ غم چہ بود  
 زمانہ یار تو بادا بہر مقام کہ باشی

کفے چو موسیٰ عمران دے چو عیسیٰ مریم  
 خمیدہ اند ہمیشہ فلک چو حلقہ خاتم  
 کہ میکنند ملائکہ دعائے صبح و دایم  
 ازیں نشا طنیاید وہاں غنچہ فرہام  
 کہ اے جہاں بتو قایم جہاں تراست مسلم  
 فدائے جہرے جاش تمام مملکت جم  
 کہ یافت از دل روشن نشان کعبہ زعفر  
 خیمے طراز الہی ضمیر پاک تو محرم  
 مگر برائے تو افے کیش یاد دہ غم  
 سپاسانت بفرماندہی گرفت زین ہم

چون بخشش تو ہزارست ہم خداے یغیند  
 ہزار سال بقایت ہزار سال بر فہم

۱۷

۱۱۰

بکشا در سعادت خوش خواں بفتح باہم  
 امروز تربیت کن روئے چو آفتاب ہم  
 یارب تو تا قیامت روزی کن این ثواب ہم  
 صدر روح دادہ ہر دم از فتح این کتاب ہم  
 ہم فرد دولت او تنقین کند جواہر ہم  
 وز عدل پائدارش آبا و اجداد ہم

اے چرخ یار من شو کامروز یار باہم  
 زحمت بے نمودی از روئے برف باران  
 روئے مبارک شد دیدن ثواب باشد  
 سلطان علمائے دنیا شاہ جہاں محمد  
 از اوج بخت شاہی گر گسکت سوا الم  
 از فضل دستگیرش بیدار گشت بخت ہم

<p>خواہم کہ گوئے گردم پیشش برشتابم ہرگز شبے زمانہ نہ نمود جس نہ بچا ہم وزہر مراد دادہ اقبال اونصابم خورشید سائبان شہ جبل المیتں طنابم طاس قسریالہ کاس فلک ربابم یک بے جرعہ شب بہتر نصیب شرابم اکنوں سوئے دعا ہم لختے نعتیان بستابم اول ہمیں مفید از ہر عیش و ہوا ہم تا چون حسن بنیں در ہم نہان بود ہم آہم انعام عام روزی ہر روزیں جنابم</p>	<p>چو گاہ چو کف آرد تا گردوئے گردو ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا نقل مراد گشتہ از دولتش نصیبم تا خیر نصیب کردم در عرصہ گاہدش ادج سپہر مجلس فوج فلک مرعوبم یک شکر نعت حق بہتر نصیب تنعم چوں ہر طرف کشیدم رخسار سخن بجالاں باد اعزیت شد در ہر خط مسلم باد ہمیشہ بودیم بر خاک آستانش باد ہزار سالش ایں جاہ با جلاش</p>
---	--

۶

دوش ایں عاکہ گردم پر شد با سما نہا  
از عرش برگزشتہ میگشت مستجابم

۱۱۱

جانے دگر ز جام تو دین در آوریم  
اکنوں علم ز عالم عشرت بر آوریم  
و در ان چو قبحہ فلک اخضر بر آوریم  
ما ہم نہ شرمعت دم او گوہر آوریم

ساقی بیارے کہ دے خوش آوریم  
عرض استیم کہیدہ را در صلت  
زاں مے کہ او بدور قبحہ کیا کند  
شادی ما ہمہ قدم شہر یار ماست

۱۲

سلطان علّار دین کہ چو ساغر کن طلب  
اے میں نے مراد کہ در ساغر آوریم

۱۱۲

دولت از حق تعالی یافتم  
 خسرو اعظم مسند دین حق  
 قدر او را با فلک کردم قیاس  
 ذات او را در صفا و در صفت  
 بزم او فرخنده تر از بهشت باغ  
 شد کف در بخشش او دریای جود  
 چشم بدور از چنان دریا کرد  
 از خیالات مدحش در ضمیر  
 در بهارستان مداحی او  
 در سواد خط معانی شناسش  
 در تفت داشتند ویدار او

دست بوس غان الایافتم  
 کش ز حسد مدح بالایافتم  
 پایہ قدرش معطایافتم  
 راست چون خورشید بچایافتم  
 جرعه دانش جام مینایافتم  
 من در دولت ز دریا یافتم  
 چشمه خاطر مصفا یافتم  
 هر چه می جستم بیتایافتم  
 بلبل هر طبع گویایافتم  
 در شبہ لولو لالایافتم  
 شکر حق را کائنات یافتم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد  
 این مراد از حق تعالی یافتم

۱۳

چون چشم نیمست تو اندر جفت تمام  
 میخواست صبر در دل نگم گذر کند  
 ای لاف پتیبالب شیرینت بدار  
 آواز از قد تو شد و غل بلند  
 چند از شک رفتن تو خور گریست

دست تو شد بر بخن خون ما تمام  
 غم غمت زانکه عشق تو گرفت ما تمام  
 دعوی سرو با قد زیبایت تمام  
 اسباب از رخ تو شد ما تمام  
 کاند میان خوش فرو رفت ما تمام

<p>             چون دولت شهنشہ فرمانروا تمام              ہر چہ از خدائے خواستہ دادہ خدا تمام              بر خلق و خلق بر صفت مصطفیٰ تمام              اندر تمام خانہ یکے بوریہ تمام              نیمہ رویف کردہ ولے در شتا تمام              کر فضل ادر است ہمہ نہیہ تمام              کا ندر مدیح طاقم واندر شتا تمام              مانند خضر در کشن جام بقا تمام           </p>	<p>             حسن و حسن چہ روایت کند کہ است              سلطان علای دولت وین خانہ              نام محمدت و بنام ایزد آند است              خصم تو خواست خرقہ پوشیدہ ہم نیا              شاہا قصیدہ کہ ادر شتا تمام              من ہم تمام میکنم این نامہ اجواب              در آخر مدیح شتا تمام              اسکند زمانہ توئی دور دور است           </p>
--	---

۴۹

رویف (ن)

۱۱۴

این کہ جز داغ تسلیمت نزار و بر سرین  
 و قہر فضلت مہراز شہور و از سنین  
 حکمت تو از مشیمہ پردہ پوشے بر جنین  
 نیست بر نہ خاش جز نام تو نقش نگین  
 شد شکہاے صدف آبستن در شمین  
 از پس ہر پردہ چندیں لبستان نازنین  
 عقل و فضل و افرات اہم رہی ہم رہیں  
 طوق تو در گردن گردن کشان شرح دیں

اے بصف صنم تو یوں شہ پر خج بریں  
 پایہ قدرت منورہ از سما و از سمک  
 قدرت تو از بسا تین نقش بندہ در جہاں  
 اے فلک چوں حلقہ قائم مدور ساختہ  
 حکم تو چوں نخت در دریا نام صلب سحاب  
 کیست جز تو باشد در جلوہ گاہ گل بروں  
 روح حکم کالمات اہم متابع ہم مطیع  
 شوق تو در سینہ منورہ ان روح و عقل

اے خوش آن دیوانگان کنیاداست ماندہ اند  
 لشکر نمرود صف صف لشکر تو پشت  
 باچو تو ہتہار مائی ہنی محض خطاست  
 اے بفرق ہر سر از تاج تو دولہا عیاں  
 روز پریش ہم برون آورد مرا از خوف و حزن  
 بردرت آلودہ چوں آیم کہ نتوان آمدن  
 باکہ آویزم سب داگر ز بخشی تو اماں  
 غرق بحر غفلتم در ماندہ در و گناہ  
 جز شفیع آوردنی در سن نہ بینی ہیچ کما  
 اول آرم آخری انبسیار اعذرخواہ  
 آنکہ می آویختے در ذیل اوروح القدس  
 و اں سرفا شدہ بہنگام سجود از آسماں  
 و اں چو سبزہ سر بجا کہ از شربت نہ ہر آزمائے  
 و اں ہلاکے کو چو بویخت اشک از دیدہ صا  
 و اں میانی کو کیے باکو کب فقرش قرار  
 بو حیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر  
 پس شفیع آرم ربح جن شیعہ ہم را بہ  
 آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل  
 آن حسن کو بود بصری دیدہ دین ابصر

خاج از ناز و نعیم و دست سرخ از مار معیں  
 اے تو سلطان ازل باتو کہ یار و کر دکیں  
 خاصہ از چوں ماضی چند از ماہ مہیں  
 وے کنج ہر دل از تو گنج دانشا دخیں  
 کہ عقوبت خایفم در عاقبت گشتم خزیں  
 در بہشت پاک با داماں تر از پارگیں  
 وہ کج با شتم مبادا اگر نباشی تو مہیں  
 از کرم در مان من فستاد چو دریا چمنیں  
 ایں چہ آوردم بر جہت مکنظر در کوہیں  
 نور خلقت را نخستین و در دعوت را پسیں  
 و آنکہ می بگریختے از ظلمت او دیو لعیں  
 و اں کوہ افشاں بہنگام کوع از آستیں  
 و اں چو لالہ رخ بچوں از خضر خوباں سمیں  
 و اں ہلاکے کو شفق ساں داشت دل در چویں  
 مطلع ز بہش اقرار ز ہدایت بقیریں  
 شافی کو بود در دیں خفیہ را میں  
 خلوت غلام اشیاں باغ غلہ حوریں  
 حرمت داد و طانی آنکہ طیب داشت دین  
 و اں حسن کو بود نور سی نورطاعت جیں

آن حسینی کو بتعریف عجم بستے مکر  
 پیر بطام المکرم بحسب عشق بطائش بود  
 مالک دنیا از صدیق بل گنج صف  
 بوسلیماں آن شد آثار تسلیمش سمر  
 آن سعید رازی از راز دشمنان گشت یتیم  
 سہل عبداللہ صحتش رفتہ در سہل و جبل  
 خیر ساج آنکہ با غیرے نشد در بافتہ  
 احمد حضورید آن آفاق را خضر و گر  
 ذکر ذوالنون و حدیث صفوت سیفاں عجم  
 رفت رزاق و سرور و خواجہ اصل  
 شیخ عبداللہ انصاری نیاران بزرگ  
 در بوستان سہر یعنی سہروردی کہ داشت  
 آل یگانہ و صف بحسب مولانا فرید  
 پیر ابدال صفایافت قاضی حمید  
 حق دین پنچہ کہ بخش از پنچہ نفسم خلاص  
 می طلبد چون مہی اندر شایستہ سوائے چاہ  
 سین و دیش نشین شکر خود گرداں بدل  
 اربعینے ساخت کہل اہم این خمیس نوشت  
 گرز گلک لاغر شحرے بہ تحریر آمدست

داس جنودی کہ بنید صدق بکشا و مبین  
 پورا دہم کا دہم اخلاص پوش زیر زمین  
 شبلی آن شیر صف عشاق بل شیرین  
 بو سعید آن بودہ آیات سعادتش بزمین  
 و ان شفیق بلخی از بلخی خوش گمزدہ حسین  
 صالح مرئی صلاحش حافی اہل یقین  
 پور صلاح آنکہ خود را پنہ کرد واز  
 احمد غزالی آن اسلام را جبل المتین  
 باز عرفان دل معروف شمس العارفین  
 خلوت خواص و قرب حاتم خلوت نشین  
 خواجہ عبداللہ مرداں پیر مردان گزین  
 ہم جلالت و تصوف ہم نہانی نظرین  
 عین علمش آفریدہ فسر عالم آفرین  
 میرا قوام مبارک روئے سید نورین  
 بوکیجا را ز سرائین سگ برآرم پوشین  
 شت او آن سین و داشتہ بلے داشتین  
 حرمت حسینی کہ بودست آن نزدیک نشین  
 چوں عدو فیصل دہم سنیش را برار حسین  
 ہم تواضعیت ساحت شوقے آن عیب نشین



اے ہمہ شاہان عصر زخوانِ فضلت زلہ خواہ در قبائے اعتقادِ نیست چنیے از صفای	اے ہمہ مستان عشق از جامِ جود جبرِ عین از لایم شریفِ آں یک صین از ملکِ عین	
۱۱۵	دانست یا حقی یا قیوم تا جان در تن است و تو رحم آری بگویم وقت جان دادن ہیں	۵
ز ہے مبارک ساعت ز ہے خجسته زماں ظفرِ جنیہ کشِ فتحِ ناشیہ دوش ابو المنظر سلطانِ علّار دینی دوس کش و قلعہ کفار کرده قطعِ عدو	کمی در آید در شهرِ شهر یار جہاں زمانہ خدمتے آرد فلک تیار آفتاں کہ باد و تاباں بر بہر بہاں سلطان بتیغِ ہندی بگرفتہ ملکِ ہندستان	
۱۱۶	خداش در سفر و در حضر نگہباں باد کہ عدل دستِ نگہبانِ عرصہ گہیاں	۱۳
طلوعِ کوکبِ فحست ز افسرِ سلطان تبارک اللہ دینِ ہدی چہ نور گرفت سرِ سلاطینِ سلطانِ علّار دینی دوس ابو المنظر شاہِ جہاں محمد شاہ مقررست کہ در ملکِ مشرق و مغرب بدفعِ تعبیہ گردانِ ملکِ امروز عدو ز خشمِ ہماں شہم بدنگاہ کند	سعادتِ ہمہ آفاق ز آخرِ سلطان ز رویِ انور و رویِ نور سلطان دارِ کعبہ ملک و ملکِ در سلطان ظفرِ تاقی فوجِ مظفر سلطان شہے نبود و نہ باشد برابرِ سلطان نگر چہ حجبِ قطعتِ خنجرِ سلطان زد و چون نگر و گرد لشکرِ سلطان	

ہمہ زر گری آفتاب حیرانند سرشک باری ابراز کف شہنشاہست ہزارشکر کہ می پروریم جان درناز ز بعد بندگی حق ہمیں تفرہ پس عیشہ فضل الہی رفیق سلطان با	چو آفتاب زپاشیدن سلطان چو شور کردن دریا زگوہر سلطان بزریر رایت اسلام پرورد سلطان کہ امتثالِ ولیم و جاکر سلطان حسنِ فکر نیستی شاگرد سلطان
---	--

۱۱۷	رضای سلطان سایہ فکند بر سر خلق ہمہماے چتر جہاگیر بر سر سلطان	۴۰
-----	---	----

موسم عید می بند و انچ عید در میان عید چو نقش بندگی بستن طاق بندگی منبر عید شد فلک خطبہ نام شاہ را فر خطاب خسری دوش تباقت بر افق شاہ جہاں علّاء دین خاص خدا علی القیاس پشت پستی محمد اں کوست ز روئے معد تیغ جہاں کش را عیبت و نشتن چتر سیاہ او چو شب رونق عید عیازو خبر تیر طبع او صرف بحر فاشته شہ چو کمان ملک را کرد بعدل پاشنی جہد و جہاد کو نمود از پس سدھنہا	غزہ ماہ می دہد مرادہ عسکر جاد و ال خوان سرای شاہ را حمد سرا و مدح خواں خبر مہر تیغ زر طرہ صبح طلیساں از اثر علو را و عین ہلاک شد عیاں حافظ نقد و ملک دین اسب گنج بحر کاں پہچو محمد امین کافہ ملک الاماں چتر جہاں نمائش سایہ و رائے لاسکاں سین ادا و بس است از شب قدر شد تہاں سورہ ملک در ضمیر لیت فتح بر زباں چرخ کہ پریدہ زہ گوشہ گرفت چن کماں صدیک ازاں صفت کتم گر بتوان نمیتوان
--	--

آنچه کہ کرو می کند بہر بقائے دین حق  
 حصن قوی کہ بر شیدانی حضرت انجمن  
 خلد ز منظرش محل جرج ز لنگرشن زبون  
 وہم بہر شکر رسد و جد ارتقا او  
 ذات جہاں نشائے شہ باو سلم از فتن  
 شاہ جہاں کہ مثل او چشم جہاں ندید ہم  
 ہجو سکت آمدہ طالع شاہیش قوی  
 داعی شاہزادہ ام خود بنایت زل  
 عہد شہان مگرش باد ز قمر ہفت فزوں  
 اے فلک آنچه دیدہ از خلفائے ماسیہ  
 مجلس عید گاہ میں رونق بارگاہ میں  
 خاتم جمہ در آستین باغ خلیل در سہ  
 صفہ بارچوں فلک صفہ ملوک چوں ملک  
 چتر سفید بر سرش باز چہ زیب میدہ  
 بر تہ مصطفیٰ سیر چتر سفید گوینا  
 اے بزمان دولت گر کہ مری بہ  
 دست تو ابر مجلس است اینت عطا ایڑ  
 شاہ مبارک اخترے اختر اوج سلطنت  
 عید ز عدل تست خوش نزد خوشی کہ میشود

ہم بخدا اگر کند جز کہم خدایگان  
 عاشق تشکر اوست دل عاجز شرح اویاں  
 از سر رفعت اینچنین از در صولت آنچنان  
 ہست فرود خندتش ہفت چہا آسمان  
 زانکہ بدو رتوش دار سلام شد جہاں  
 شاہ جہاں جنس سروداودہ و جہاں شاں  
 آئینہ مقاصدش طلعت شاہزادہاں  
 در نظر مبارکش حضرت قیامت خضر خاں  
 در ہمہ وصف بہترین ہمہ حساب قراں  
 بر در شاہ ماگذر وصف گذشتہا ہماں  
 فرش زاطلس فلک بردہ زندس جہاں  
 شربت خضر در قیح خواں سج در میاں  
 شاہ دو چترش از دو سوماہ میان فرقاں  
 راست چو سج روکشہ آمدہ آفتاب آں  
 ز ابر سفید مصطفیٰ ساختہ اندساہاں  
 دے بزمان رحمت ماہ رفوگر کتاں  
 تیغ تو برق مہر کہ اینت بلائے ناگہاں  
 بحر بلند گوہرے گوہر کان کن فکاں  
 عقل بخش او گردو سرخس راو گراں

<p>دشمن تو خراب باد از مے محنت زماں خون غیب پر خورم آب حیات در دہاں کاب ہم از تو یافتم وز در دولت تو ماں از کرم تو بزمے انس و لای انس و جاں خلق تو چوں می بہشت آفریدے جوئے جاں وے شد ہر نگاہ تو حیرت بہشت بستاں ہم بید بہ تر سخن غم مبدیج در فشاں عید در آید و شود جشن زمانہ را زماں شادی دل نفس نفس نصرت حق زماں</p>	<p>مے پر بود چو سرت شد خلق ز جام جو دتو یا تو بر لب آئینے بادہ کشم خطا بود جز باشارت مبدی از ہدایا کے غم گو ہر شادیت کرم از پے آنکہ میرسد فکرت تو چو جام جم آئینہ جہاں منائے اے شدہ بار جائے تو غیرت بہشت نظرہ خاست بہشت حسن از دو جہاں بگنائے تا بہو اے مجلس از پے نقل و زبا جشن تو باد نو بنو عید فتوح و مہم</p>
---	--

۴۱

تخت چو تخت دیر پاتاج چو عرش چتر سا  
عیش چو عیش بیعد و عمر چو ملک بیکراں

۱۱۸

عالم چو تخت خسرو عالم گرجاں  
سوسن بشکر فتح شہنشاہ تر زباں  
چوں عرضہ داشت فتح سپاہ خدا یگان  
عالم فرزند گوہرے از کان کن فکاں  
عرش چو عمر خواجہ غضب باد جاوداں  
امداد عدل او مدد آخر الزماں  
چشمہ کہ در میانہ دریا بود رواں

مہد مہد با ساحت گلزار شد رواں  
بلبل بیا غنچہ نو خیز خوش نواست  
اوراق غنچہ بین کہ چہاں نو بنو رسید  
سلطان علاء دینی و دین شاہ بحر کف  
سہ مسدی محمد اسکندر دوم  
انمار فضل او شرف اول البشر  
تین جہاں کشائے کف گنج بخش اوست

<p>از گزشتہ بگردن اونٹے گراں اول بپوس پس صفتے کن اگر تو اں گفتم چہ تو گفت بلند است آسمان ورنہ در اں محس چہ کند ز آہ ہیکشان نوروز فتح لشکرش ہنشہ جہاں صحراے جنگ ہوسن تی بودار غواں فہم فرشتہ باز نیار و شمار آں یار بچو ز خور و شکستند استخوان وزراے کا نگاروی و بخت گامراں گیتی ز نقش بندی او یافتہ نشان سر بر زمین طاعتش آوردہ آسمان اقبال ہر کاب و بی بخت ہمعیاں چون شب رسید دولت بیدار پاسبان</p>	<p>خشمش بجان سید باز غم فلک نہا گفتم بقتل خویش رواستمان عقلم ز زبان نہم چرخ باز گشت چرخ آخوردہ اکب فاص شہنشہ است نوروز می کنند جہانے ولیک کرد از تیغ بندگان شد خوان اہل کفر کفار گشت گشت کہ روز شمار ہم آنکس کز استخوان بزرگ آوردہ فخر ایں از کمال دولت سلطان عالم است تا آسمان نشا ز تقدیر ایزدی است گیتیش بندہ بادہ عمر بندہ وار تا بندہ ہنشین بی و بخت ہمنفس تا روز بہت نصرت نمی ندیم او</p>
--	---

۴۰

دوم در کشتن کجنگیان او پس است  
سار عیب پوش و جہاندار غیب دال

۱۱۹

جہاں آفتاب دین زمین اسایہ نیر دال  
عباد اللہ را را عی بلاد اللہ را سلطان  
کشادہ کشور روم و گرفتہ ملک ہندستان

ز سہ اسلام را بخت خیمہ افاق سلطان  
امور ملک را ضابطہ روز غیب را و اقف  
علما و الدین والدینا محمد شاہ دریا کف

بنام یزدن ہے چہ پست شدین دایر کرم غفلت  
 بر رخ نور سواد چتر و چتر شش زید دولت  
 بہ برہان الطیعو اللہ ہمہ عالم مطیع او  
 پناہ شش جہات گیتی و مقصود نگردوں  
 مدار و ادنی و مدار و خلقت عالم  
 کمنہ قدر شش انگندہ در جرم عقیدہ  
 ملک با عزم او محرم فلک با جنم او ہمد  
 کفش همچو کفش موسیٰ حاسد گشت شست گل  
 جہاں از عدل او بنیم چمن از خلق او خرم  
 حشم از جہاںش افزودہ خدم از جوش آسودہ  
 جہاں از فرش برش گیر با آن زینبت وافر  
 بساط جہاںش اورا غلہ از ہر سو گل انگندہ  
 زبس دادند صد کراچو افرینش صد مولا  
 شائے بے بدل گفتم دعائے بے ریا بشنو  
 ہمہ اندیشہ با صائب ہمہ تدبیر با فرخ  
 سہ جہاں نفس سلطانی تو تخت تاج چتر ش

پر جبریل را ماند سواد شش چرخ خط فرماں  
 بتن پشت پناہ ملک و ملکش دادہ سبحان  
 بفرمان رسول اللہ ہمہ گیتیش در فرمان  
 خراج استان ہفت اقلیم تو بخش عا پرکان  
 این ملت احمد امان نمرہ ایمان  
 سمند دوشش آوردہ دھن فلک جولاں  
 وفادار طبع اوسا کن ظفر و قلب او مہاں  
 حیاتش چو حیات لوح شبنم غرق در طوفان  
 مہ از خاک دوشش روشن خون از فرخش نشان  
 ستم در عہدش آرد جہاں از عدش آبادان  
 فلک را کشکبیر شش گئے با آن دوست ایں  
 نثار فتح اورا ابر دراز ہر طرف باران  
 چو خاقانیش صدای ہزار شنید چو خاقان  
 بقایش با دیکہ و کمالش با دیکہ نقصان  
 ہمہ امید ہا حاصل ہمہ دشواریا آسان  
 دو چشم اندر سر دولت خضر خان مہاں کراخان

۶

علی کردید گستر جہاں در خدمتش قنبر  
 محمد واردین پرور حسن در خدمتش حناں

۱۲۰

اے دست منزلکہ روح الامیں ! آسمان در پیش تو سر میر زمین

<p>من چو گویم رحمت اللعالمین یا تو شدی دی لہائے غنیم حضرت حق را بجان تو میس اول و آخر ہیں گویم ہیں</p>	<p>ذات پاکت آیت از رحمت نام تو تعویذ اصحاب مرض زمرہ دیں را بجہاہ تو یسار دستگیر اول و آخر توئی</p>	
<p>۷</p>	<p>یک نظر گر حسن داری شود ایں ہمہ خرمہرہ اش در شیں</p>	<p>۱۲۱</p>
<p>نبوت راز تو امکان و تمکین دریں عرصہ نہ شدہ بودے نہ فرزین کہ آدم بود بین المار و الطین توئی امر و سلطان السلاطین پس آنکہ قلب آں لشکر چہ یاسین یکے در حال ما بجپارہا ہیں</p>	<p>نہ ہے محراب شرع و قبلہ دیں تو بر تخت نبوت شاہ بودی ترا آفرود شد بنیاد ایں کا ز درویشاں کہ سلطانان فقر خدایت شکرے دادہ ز قرآن الا اے مردم چشم دو عالم</p>	
<p>۹</p>	<p>دعا ہائے حسن دروین و نیا بآمین تو مقصدوں باو آئیں</p>	<p>۱۲۲</p>
<p>فتوحات فلک نوع فتح شاہ صمدیہاں بشارت میدہد فتح دیگر از ہر بن ہذاں بجائے گل ہر بنیاد بجائے دل بہنہاں</p>	<p>دل اسلام شد خرم دل اسلامیان حصار سے فتح شد اکون ہر زندان ازوے نگرنا ظف شدہ آورد بر قومے کہ بود انجا</p>	

<p>بلے ایس معجز است فتح شاہنشاہیں پر          شہ عالم علاء الدین محمد شاہ دریا کف          فلک را گنبد ہے پندار در گرد باغ خاش          جہاں گر خور دس گندے سر شاہاں گہے اکنوں          ڈرے کر سسک کلک ام روز در تیب نظم آورد</p>	<p>نہ در وہم غم و گنج نہ در غم خرمندان          کہ از باد سنن او چو گل شد عالم خندان          نہ نوطاق و خوش آئینہ خورشید رندان          بود خاک کف پائیت سر آں جہلہ سو گندان          حسن جانشان در رکاب خرم افغانندان</p>
---	---

۱۲

جہاں تباہت او باشد خداوند ہمہ عالم  
 معین جاہ و ملک او خداوند خداوندان

۱۲۳

<p>روا بود کہ کند اہل آسمان زمین          سہمہ خلفائے امم محمد شاہ          ز فرق تا بقدم تاج و تخت دولت          ہمہ بیند گی شاہ راست روشدہ اند          خدا کست نہ ثانیث خواہد ہستم اول          چو او کست نہ ثانیث سین تحسین حرف          مرا کہ طوطی باغ لطف است لعل          ہر ارفال حسن برین انجمن نبود          نفس کہ میر نم از قدر دولت شاہ است          چو دین و دنیا در حفظ و در مونت اوست          ہمیشہ قاعدہ دیں برو قوی بادا</p>	<p>دعائے دولت سلطان علاء دیناؤیں          ندایگان فلک چتر آفتاب بگیں          جہاں نمیدہ چو اوج بخش تخت نشین          نہ مانند کج روی امروز جسز کہ در فرزین          پس این خطاب نہایند تا بروز پسین          بلے چگونہ شود و دریں صحبت شین          شدہ زماہدہ شکر دوست شکر چیں          کہ بشنوم ز شہ شرق و غرب یک تحسین          و گر نہ حدین مخمق سر بود چسندین          خداے عزوجل خواہم شس حفظ و معین          بنور روح محمد بحق روح امیں</p>
--	---



<p>۹</p>	<p>زہفت چرخ شاد و زستارگان حسنت ز چار سپرد و عا و ز فرشتہ آیین</p>	<p>۱۲۴</p>
<p>تا جہاں باشد تو بر تخت جہانباہی مہاں مالک الملکت بخشیدست ملک جادواں چون موسیٰ خواست بردیں دین و دوزاں شاہ ہم پسندش زیراپندیدہ است آں تا ترابیں بدست دیگرے نہ بدعناں کہ می درآید شہر شہر یا جہاں کہ باد تاباید برمسہ جہاں سلطان بہ تیغ ہندی گرفت ملک دستاں</p>	<p>ولہ</p>	<p>اے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں جادواں در ملک فرمان کہ بہر دین حق ہر نفس فرعون گرگی می نمود ناچہ پاک یامعی آیدم از بیت استاد قدیم آسمان صد ہزارانیدہ آخر کور نیست نہے مبارک ساعت زبہ خجستیکان ابو المنظر سلطان علای دولت دین کشاد قلعت آفاق و کرد قطع عدد</p>
<p>۷</p>	<p>خداش در سفر و در حضر نگہاں باد کہ عدل دوست نگہبان عرصہ گہاں</p>	<p>۱۲۵</p>
<p>زیبائی نہ از چہ لب و از ماہ زیبا روئے من حالا چو شمع در سیدناہ شکیوئے من صبح این طرف ماہ آن طرف خورشید ہزاروئے من اکنون کہ بہت از نام شہ توید بر بازوئے من اہق ز چشم حمت دار و نظر ہاسوئے من</p>		<p>امروز وقت صبحدم آمدہ من سوئے من دور از تو عالم داشتہ تیرہ تر از گیوئے تو آہوئے صبح آراستہ مغرب نہ پیراستہ با من اسد در آسمان گر خجستہ اندازہ چہ غم سلطان علای الدین کہ باد از حق نظر ہاسوئے او</p>

چونکہ من بندہ شدم در گاہ شاہنشاہ را  
گیتی غلام میشود ترک فلک ہندوئے من

(۴)

از شب گذشتہ چار پاس از مہ گذشتہ چار مہ  
مہ در گذشتن یا شب شب یا ہم پہلوئے من

(۱۲۶)

فاتحہ بر خوان پس اخصاں با آن یار کن  
نثر این شاہ فلک قدر ملک مقتدر کن  
فتح موسیٰ کار نفس فیض عیسیٰ کار کن

شاہ عالم باد و ایم این عابر کار کن  
نظم پرویں یار کن انگاہ از بہر نثار  
شہ علاء الدین والدین کہ دوزدویت

(۷)

اے حسن گوشت چریے از برائے نیست  
نیم جانے بہت با صدق تمام ایثار کن

(۱۲۷)

عدل تو پستہ اہل ایمان  
جان عرب و عجم النعمان  
صیت کرم تو در خراسان  
وزرے تو جسم عدل اجاں  
باد است ببر و بحر فراں  
وز دشمن خود غرور نشان

اے دولت تو مدار دوران  
ز بخشش معز دولت و دیں  
سہم سپر تو در عراقین  
از روی تو چشم ملک را نور  
تا خشک و تری بہر و بحر است  
با دوست بصد سرور بنشین

(۲۴)

جامے بکف نشا مکی گیر  
رنختہ بصف مراد میراں

(۱۲۸)

ایوان کہ ہند پائے شرف بر سر کواں

امروزہ خوش پردہ کشیدم بر ایوان

تا نگدہ عرش شد افراشته منظر  
 بر صحن و طبق سیوہ و مجلس فرح انگیز  
 پسیدان عماری کش ازین راہ در آیند  
 ہر ہفت ستارہ گہرا نشانہ بالوہ  
 بر بستہ بہ پیلای جبر سے از زویا قوت  
 بر حصں چو زہرہ است ازین تعبیر قاص  
 ہم مجلس فرخندہ یکے تازہ بہارست  
 بادہ چہ توان گفت یکے شربت کوثر  
 رضوان نگریہ آمدہ در صورت خانان  
 میدان شہنشہ نہ زمین ساحت گروں  
 بر آتش خورشید پسند آمدہ کوکب  
 مریخ براں شد کہ نہ رو آورد اورا  
 ز زنجش عسار الدین سلطان جہانگیر  
 اے پشت پناہ امم و بازوے خلقت  
 خواہم ہمہ سالہ ہمہ اقلیم مطیعت  
 چشمست سوئے شہزادہ و بہشت سوئے باؤ  
 آن شاہ مبارک کہ از چشم بدان دور  
 یک شاہ و گرنیہ مبارک قدم آمد  
 شاہا تو نگدہ داشتہ قاعدہ دیں

از جملہ فردوس شد آراستہ ایوان  
 از بام فلک خضر دولت گہرا نشان  
 تا شاہ نظارہ کند آن کوہ خرامان  
 ہر ہفت فلک نیز متق بست بہر سال  
 برگرد عماری کمرے از دور و مرجان  
 اقبال چو بہشت بایں مایندہ ہماں  
 ہم بادہ گل رنگ یکے تازہ گلستاں  
 مجلس چہ توان گفت یکے خور رضوان  
 از جوے بہشت آب نہ درویدیاں  
 خورشید شدہ گوئے و مہ نوشتہ چو گلان  
 گردوں شدہ چون لنگرہ گنبدہ دوراں  
 پاکوشتن ترکی در مجلس اس سلطان  
 سلطان جہانگیر و شہنشاہ جہاں باباں  
 اے دیدہ اسلام پسندیدہ سبحان  
 خواہم ہمہ عمرت ہمہ آفاق بفرماں  
 ہم خضر تو از زانی و ہمہ چشمہ جیواں  
 خاک قدش روشنی دیدہ دوراں  
 ہم بر تو و ہم بر خود ہمہ ہمہ ارکان  
 دیں را تو نگہبان و نگہبان تو نوزدان

اے کشتی عدل از قدمت ماندہ بیک طال باد است خدایا رہس کار کہ باشی ہر روز شدہ کار باقبال تو روشن دولت بدعا و بہ ثنایت شد حاضر	چوں فوج حیات طلبم یکجہ دو چندان دشوار ترین کار باقبال تو آسان ہر لحظہ زدہ اشہب میدان قجولان من بندہ حسن بر تو دعا گوئی و ثنا خواں
---	--

۱۲۹	رویف (و)	۱۰
-----	----------	----

فرخندہ باد بر شہ آفاق سال نو سلطان علار دولت دین آنکہ چوں بہا روئے عروس دین محمد جمال نیت بازیست تیر شد کہ ہم از دست شد پرد نیز از دیر شاہ محل ماند چوں بدید نقش بنجم راز پیستج زانوش از ثور بر کشد اسد ارعاجت او قند طبع حسن شد آئینہ چوں ہر نفس درو تامی شود پدید ز تقویم کن نکاح	اسلام راز و ریشم روز فہ فال نو داد از کمال عدل جہاں را جمال نو از چتر شہ خدائش را فرو جمال نو بکشادہ در ہوا بے ظفیر رز بال نو ہر روز ضبط عرضہ نور امتثال نو اعداد و فوق دان و منہ سفال نو بہر رکاب دولت اوراد وال نو رومید ہر ز بکر معانی خیال نو حرفی بروز نامہ ایام سال نو
---	--

۱۳۰	شہ سرو بوستان بقا باد آمدہ ہر بار باغ دولت اور انہال نو	۷
-----	--	---

گل خواہم از جہان مے چوں گلاب تو	در در ناب رنجت یا قوت ناب تو
---------------------------------	------------------------------

صبحے سیدہ دئے چوں آفتاب تو خمرگہ ہی ایک بٹکے بر شراب تو تا وقت صبح ماو شراب کباب تو دریغ و در غزل شہ مالک رقاب تو دانی چن سرق ہاست میان جواب تو	روزے بدینیم این شب اندوہ خویش را جائے و کبک بر سر آتش بد اشتہ اشب بدیدہ دولم ار میہاں شوی گفتے حسن فحش است کہ گویاش کردہ آن گفتی جواب خوش نہایت بے تو خود بیا
---	---

۱۳۱	خواہم کہ در خسرا بہ من سر و روں کنی من باشم و دے کہ تو کردی خراب تو	۷
-----	--	---

اے سر سر نامہ نقش نام تو ماچہ در کج محنت ماندہ ایم عاجزے چندیم ولانے از فضول آنکہ کمنا بنی آدم شنود اے خوش آن گوشت نشین کار است ہست مالا مال جام حشمت	نام مادر دستر انعام تو اے کلید گنج دولت نام تو دست در قراک فضل عام تو نمک عالم زاوۃ اکرام تو گوش اور اعلیٰ پیغام تو بندہ را یک جہم بخش از جام تو
--	---

۱۳۲	سر ہند بر نقش نام تو حسن اے سر سر نامہ نقش نام تو	۷
-----	--	---

اے بسر پردہ جان راہ تو روح قدس خردہ دو مقتد	بام فلک پایہ از جاہ تو روح آیین پایہ کش راہ تو
--	---

معنی والیسل شب گیسویت ز آمدہ و رفت رسانیدہ حق پیر سپہر آمدہ چوں کودکاں ذرہ از نور نگر د جہا	واضح طابا رخ چوں ماہ تو آگئے در دل آگاہ تو در پیم دولت برناہ تو ہر کہ چو ذرہ است ہوا خواہ تو
(۱۳۳)	اے سگ در گاہ تو سکیں حسن سگت کہ خاک سگ در گاہ تو
شاہ رسید و میرسد کو کب شکاراو رایت فتح بہر شش فوج فتح کشورش خاتم ملک در بنان مہر دوام نقش او شاہ جہاں ملکائے دین ملکات ان کم پیش شمع نبی و دین حق نشو و نما زکرت و فر از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمیش	ماہ رکاب دولتش چرخ رکابداراو آخر سداور شش فضل خدائے یاراو ابلق چرخ زیر راں گنج ظفر نثاراو بر ہمہ غالب آمد دولت کامگاراو یافت بہمد مصطفیٰ باز بروز گاراو عدل چو دعادتش بذل چو فضل کاراو باز چو در حضور بود حفظ حد یاراو
(۱۳۴)	بندہ حسن بعد زمان داعی دولت توشہ خسروا خستہ راں بود ماح روزگار او
فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو سلطان ملکائے دینا و دین آفتاب	چوں ماہ نور فضل خدائیش جاہ نو عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو

گل بر سر پیر شاہ ز غنچہ کلاہ نو  
از کار گاہ فستح و ظفر بار گاہ نو  
از فرج فستح و لشکر نصرت سپاہ نو

تاج شہی تمار ک او یاد تانہند  
ہر دم در پس سداوق اقبال نصیب  
ہر روز در رکاب سعاد رسیدہ باد

(۷)

روایت (۷)

(۱۳۵)

شرف ہی طلبی مایہ وبال بد  
ہر آنچہ بہت فدائے چنان حال بد  
بریں منال ازین پیشتر منال بد  
بنام نیکو و کوری بد سگال بد  
حصول ہر دو جہاں ہم بیک سو ال بد  
یکے بگوید خواجہ نہ کو اقامت بد

کمال معرفت آرزو ست بال بد  
عروس تی آساں جمال نہ نماید  
منال دنیا چنید یاد خواہی کرد  
چو دیو با تو سگالہ کج جمع کن زرد و سیم  
جواب سخت مہ سالکان سکیں  
نہے خیالت وقت ابرو درویشے

(۱۳)

نگار زر طلبید از تو اے حسن زکو  
سرے کہ دارم پیائے او جمال بد

(۱۳۶)

سجدہ بر ہم مجلس راحت رسان شاہ  
لے ہر کجا کہ جانے پیوند جان شاہ  
از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک از آن شاہ  
اندر پناہ مملکت جہاں شاہ

کے باشد آنکہ بوسہ زخم آستان شاہ  
پیوند جان من نظر رحمت شاہ است  
سلطان علماء دینی و دین شاہ بحر و بر  
شاہ جہاں محمد شرع محمد نیست

<p>بے سیج شبہ شد بود اندر پناه حق ملک دوام را کرے ساخت است تخت گرچه کمان ماه شد چرخ بس بلند از جام شاه چشمه سرشت خدرا دریا اگر بجیب عدم فرو برد پرورش شود چو کام صدف گوش من تمام هر روز از فلک همه آفاق راست در بزم شاه خوان عاین که چو کشید</p>	<p>زیرا که هست دین حق اندر امان شاه و ان چیت نامت مگر در میان شاه هم سرگشت گرد و پیش کمان شاه یک جہ عدان بہت فلک جہ عدان شاه ما نیم و دامن کف گوہر نشان شاه گر نیم آن سرین شنوم از زبان شاه قرصے کہ ہست رابطہ اوز خوان شاه بندہ حسن کہ ہست یکے مع خوان شاه</p>
--	--

۹

چون خلق شاه خلق خدا را است پاسبان  
بادا خداے عز و جل پاسبان شاه

۱۳۴

عرضہ دارم حال خود برائے شاه  
از چہ از روئے جہاں آراءے شاه  
کا سمان سر می نہد بر پائے شاه  
از شعاع تاج گردوں سائے شاه  
چون قبائے ملک بالائے شاه  
رائے فتح انگیز و نصرت زائے شاه  
راست چون صیت فلک پیکر شاه  
باد بہ تخت ممالک جائے شاه

دولت من میں کہ بوسم پائے شاه  
دیدہ امید خود روشن کنم  
شہ عمار الدین والدینا کہ ہست  
آفتابے تافت بر گردوں دگر  
تاج دولت بر سر شہ چست ہیں  
قلعہا بکشاد و کشور ہا گرفت  
بردش نظم حسن بالا گرفت  
تا کہ تخت چرخ تراشہ ہست مہر



۱۳۸

شاہ قاسم بربط مملکت  
ماکتہ پہچو پیل اعدائے شاہ

۸۶

عید است بطبریک یک میا داشت  
ساقی در آن کشتی زرد ریاحے دارد بخور  
در روے خوردیدی کہ چو شہچو دامن نگوں  
خوشید در کشت ناں چو خربزہ بیگیاں  
از سختی روزہ گرفتار داشت از گرمی اثر  
یکسودہ اینک ناگہاں مہر از آق مہر از ہاں  
عید آمد وزد بر زین قسندیل طاق چاہیں  
برداشت ماہ روزہ پے اکنون سالاد خواہے  
جان از جامے نوی دل از نوے غش قوی  
چنگ ست شکل قابلیش آداب مجلس حاصلش  
برودہ باب اندر نعم از ہر دل اندوہ ستم  
بے زن تخرکیسیاں دارد بدیضایاں  
دف از ورق کردہ سلب حاشیہ نقشے عجب  
ساقی مہر جان چوں پری شاہ بتان آوری  
لعلش لبالب نشین کن و سنبل نشین  
برستہ خوش خوش برینے آفتش برینے

مے از طراوت کردہ گل مجلس مطرا داشت  
کشتی ماہ نوگر بر روے دریا داشت  
روے فلک میں کنون بروے عذرا داشت  
زاں خربزہ میں آسماں یکشاخ پیدا داشت  
چند انگو می لرزید خوبا لرزہ صفرا داشت  
می عقد بستہ باہاں رواز تبر داشت  
برجائے آں قسندیل میں جام آشکار داشت  
سی روز شہرے بہر روے دل آشکیبا داشت  
بتان بزم خسروی مرغان خوش آوا داشت  
در خدمت اہل دلش مطرب بکیا داشت  
از بہر وستا و زغم غم بھیا داشت  
طرفیہ بیضا ست آں شبان گویا داشت  
چوں نقش اہل ادب جلدے عشا داشت  
خطش مثال دہری ابرو شش طعرا داشت  
صوت برانے نوش میں منسی مینا داشت  
ساعر منقش میں درو سیوہ منت داشت

فوج افاضل تاخت اشعار نوپرداخت  
 شد در مقام بارخو بادولت بیدارخو  
 سلطان علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو  
 گردوں براں القاب بر احمد میخواند زبر  
 عید از سحر تا چاشت نگذر ز نورست انجمن  
 شمع حسن شمعین خاص غزل سحر میں  
 ترک من ساقی مگر چوں سرو بالا داشته  
 ایں سرو نوپیراستہ نو فتنہ دان غاستہ  
 ایں ما پیش یک دگر آرنده صلا حاضر  
 سودائے چوں من بجائے جست صلا اراں  
 رویش پاک پچو دین دین ہمد ہایقیں  
 اے برو زلف تافتہ حسن ہو بجا فتنہ  
 زلف اژدہا و جبہ سرخ ہر دو بہتر ز گل  
 من چون کے یا ہم دگر طوطی لبے طائوس فر  
 در عاشق خود ہیں بیا ولدادہ و دلبرتاں  
 تو آفتاب کوان دل باتو چوں سایہ دواں  
 صبح از دولت نقش ستم اشکم نگراے ماہ کم  
 چشم تو در ہر چشم زدستہ کند بیرون صد  
 کر چشم شوخت دمبدم غوغا کند مارا چہ غم

بعضے مروف ساخت بعضے متقا داشته  
 در دست لولہ بارخو یا قوت حمر داشته  
 از حضرت اعلام ادا القاب علیا داشته  
 تشریف ہر نامے نگر از صدر طہا داشته  
 در حرف اول کن نگہ اینک ہاں دا داشته  
 ایں شرح و بطن عید ہیں ہم پے غزل داشته  
 اندر میان لعل تر لولہ لالا داشته  
 رویش جو عید آراستہ لب شیر خوار داشته  
 او در دو ماہ نو نگر صد گونہ صلا داشته  
 صد ماہ نورادر زمان زیر ثریا داشته  
 برگردین پاک ہیں کفرست عدا داشته  
 خوبی و یوسف یافتہ نقیسیا داشته  
 خط شام و عارض صبحکہ ہر شش بیکجا داشته  
 طائوس کردہ جلوه گر طوطی شکر خدا داشته  
 گرچہ تن گشتہ و تامل باتو یکتا داشته  
 اے از ہلال ابرواں یک شہر شیدا داشته  
 شستہ کجا گرد و رقم بر سنگ خارا داشته  
 اے چشم تو مست ابلہ رنگ صبا داشته  
 تا عدل سلطان اعم بر دفع غوغا داشته

<p>سلطان عطار الدین کے ہے بالکلاوشہ بنشیں خورشید بہر جاہ را خصلاص آں درگاہ را پا پوشیش تا نامزدان تا جباران میند</p>	<p>ملک کندر و اربین شہر قادیان داشتہ نام محمد شاہ را بر چشم بینا داشتہ اوپایہ کرئی خودش از تنج و آرا داشتہ</p>
<p>۱۳۹</p>	<p>۴۶</p>
<p>اے پائے ہمت از فلک صد پکا بالا داشتہ اے رایتو خورشید زاندر علو خورشید درگاہ تو چوں آسمان شد قبیل زماں آنجا ست دولت یافتہ سجد گئے پر داختہ ذات جہانگیر تو شہنشاہت ممالک پانہ اے بندہ خلقت سمن نازہ بعد تو چین شمیر تو آتش نشانوں اثر دہا آتش نشان غنیہ بہر غوغا و فکر دایمی بستہ کمر خشنے کہ از وے لاہا بستہ اگرچہ سالہا ہم ز آب حیوان کرم روے ہوا را دادہ ہم اے داوہ ملک بیخیا چوں گردوئی پیا ارقام ایس لوح کہن آستہ تر پیا ہیں ظہیمت بخت نام جویش فلک قدرت تو</p>	<p>افلاک انجم یک بیک بر تو تولاد داشتہ خورشید آں خورشید اطاعت تو جزو داشتہ من جاہان دارم کہ آں عاجبہ پیدا داشتہ بختش اہل جاساختہ اقبال ملجا داشتہ ماندہ عدد در مانگیوں رخ بہیجا داشتہ گل در شنائے تو چوں ترتیب اجزا داشتہ در جوئے جائے سر کشاں آب مجرا داشتہ حقہ پر از یا قوت و زور وے سحر واداشتہ اصدا فہم از ثا اہا لولہ بیضا داشتہ ہم زیر چوکان حکم گوئے زمین را داشتہ خاصہ فی را خدا فضیلت بر پا داشتہ رائے تو در اسرار کن حل مہما داشتہ پیران چارار کال ازو خاطر مصفا داشتہ</p>

چو خلق باغ خوش تعلقا کوثر میوه رضوا  
 طعلیت کو خیش بکشت چار ماوراء شرف  
 بل دیده ام بلخ جنال در بزم تو بخت کنان  
 ادریس در بزم تو شاد و خوش بنال داده ره  
 میدان سلم نمیت گو از فلک نیمیت  
 خنک اگر بینی ز باغیزه معلق زیر فضا  
 نعلش مه و سیخ انجش از گیسو نه هر دش  
 دیدم نشانت دیدم هم در عرب هم در عجم  
 ترکان تینم بیگما نصرت بقصد چو کمال  
 پدید فلک شام و سحر خاکت بود گمر  
 خشم بد اختر را پس بر بهشت بگزیده کیس  
 اے دوست بد خوابت قلم دانه درست الم  
 بنده حسن بی سال مه و طاعت این برگ  
 پرورده فضل از دشمن ز شاد و غمی هر شدش  
 هست اندر دولت سر آمد مگر و دعت سرا  
 از دولت شاه جهان آسوده پیداهان  
 چرخ اگر چه کشته ماقبل از دور سر کشی  
 اما بهدست این زمین در بندگی در وادتن  
 من زانچه برستم ز تو دل شاد بستم ز تو

هرستان بقادر و تماشا داشته  
 دست تفاعض خلف بر هفت آباد داشته  
 همچو نماز مومنان سجده مشاء داشته  
 جادو بصری بارگه از زلف جورا داشته  
 از شام ادهم نمیت از صبح شهاد داشته  
 عرشیست پنداری قصه بر فرق غیرا داشته  
 خورشید گردے از بمش بر آسمان داشته  
 در ملک گیری چون علم باز توانا داشته  
 آهنگ نیما هر زمان بر چین و یغما داشته  
 طبع بدین حسنه نگر آں باد پید داشته  
 بگذشته جلالت ز نار تر ساد داشته  
 کتور کشا کردی علم پس عالم آرا داشته  
 از بهت والایه شده صد گونه آلا داشته  
 بوده بدایون مولدش دلیت نشا داشته  
 شکر ایادی ترا داعم هویدا داشته  
 ز خود شکایت ز بهان ز جور خفرا داشته  
 در حق مسرت و شگفتی بیودا داشته  
 از کل اوصاف فتن خود را میرا داشته  
 اینک بدین ستم ز تو عیش میا داشته

دادن بدرویشاں نعم اقبال شاہانراچکم  
 اے ہر کہ دانستہ سیر بر خاک پات سودہر  
 چوں حرز بر خوبستہ دامن تر ہفت آسمان  
 اے باکفت دریا چرخ بر ہر درنظمت ہوس  
 نظم حسن میں بر محل نظمے بیس شدہ شل  
 کردم مہین خسروی بر حکم فرمان سوری  
 از شعرا و بیایگان مایہ گرفتہ رایگان  
 منصف شہید بحر و بر انصاف میدی نگر  
 تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راچیں  
 صد سال فانت پادشہ چون تاج بر تخت گ  
 صد سال اگرچہ شدہ شمس صدال برے باؤنم  
 روحانیان اندر نہاں در دو عایت در وہاں  
 کرد و بیاں از جہاں تو را فی بر ستم راہ تو

بہرام ہم بود از گرم سے بہشتا داشتہ  
 چشم منائے تو نظر بر جان انا داشتہ  
 اہل میں تو یزدان بر ہفت اوصاف داشتہ  
 عین عنایت نفس بر اہل انشا داشتہ  
 ہم وصف عید ہم غزل ہم مع غرا داشتہ  
 تا ہم ردیف ہم روی خاقانی آسا داشتہ  
 شعرش نہ داغ شایگان نے عریطہ داشتہ  
 اینک سخن از خشاک و تریش تو شاہا داشتہ  
 ہم تا جو رہم تخت شیش ملکہ بہنا داشتہ  
 بر تخت خود بر تلج مر از بخت برنا داشتہ  
 صد سال دیگر آن قسم گیتی مندا داشتہ  
 تیغ جہاں سوزت جہاں بفرق اعدا داشتہ  
 تا حشر دولت خواہ تو سر بر مصلدا داشتہ

۱۱

باد اور تو دیر ماں از دور ہفت این آسمان  
 ذات تو دیرین اماں ایزد تعالاداشتہ

۱۴۰

بر ماہ بستہ زیور بر مشک را نہ شانہ  
 در دل ہوائے عشرت در سر می شانہ  
 این عسکر ابشارت وآل عشق لہبانہ

دوش از دم در آمد زیبار نے نیگانہ  
 در روشن شادی در لبش طاغندہ  
 روئے چگونہ روئے زلفے چگونہ زلفے

در صنف خبر دیوان سپهر علم شانه  
کز فرط طاعت تو فردوس گشته خانه  
از نام نسبت خود گویم تمام بانه  
پیوسته هم عنانم با خسر و زمانه  
کور است گنج نصرت سجد و بیکرانه  
هر روز واجب آمد طبل هزار گانه  
با مملکت محسد با عسیر عاودان

در جمع ناز نیناس سپهر در منور  
گفتم بجوین نامی دز نیکوان کدانی  
خندید گفت کز من چون باز پرس کردی  
من بخت کامگارم کز عالم عنایت  
سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد  
اسال چونکش رافتح هزار پلایت  
یارب بار باقی سلطان ان عهدا

۱۴

تقریبات اوبرتر ز هفت کیوان  
بنده حسن بریں در مداح آستانه

۱۴۰

وز درون و برون ما آگاه  
فیض فضل تو خسته شوئے گناه  
شهد اند بریں حدیث گواه  
و غنی رفت از تو حاجت خواه  
یافت از سجده بلایک جاہ  
و آنکه تسلیم یافت در بن چاہ  
برو بر طارم چہارم راہ  
بر نہ ایوان دہشت خلد گناہ  
سر بلندی تازه وہ چو گیہ

اے قسم رانده برسفید و سیاه  
دست لطف تو نقش بند امید  
نیت جہر خدائے حکم انیت  
اے خجل مانده از تو حجت گوئے  
بخت آیت خلافت آنک  
و آنکه تکلیم یافت بر سر کوہ  
سر روشند لے کہ چون خورشید  
روز بازار شب روئے کہ نکر و  
کہ حسن راز خاک در گد خویش

اوش چوں از شهر بند عدم	رہنمائی تو کردہ ناگاہ
۱۴۱	آخرین روز ہم بیدار تہ بخش شخص لا الہ الا اللہ
مطلع دیوان بنور غیب میں آراستہ نیت این دیوان کہست از فیض عقل عالمی خانقہ کو آسمان اوزیں اصل نعت دست لطفش بستہ اندر طرہ شمشاد میں دیدہ ہم را کجھ شب منو داشتہ	یک بیک الوانش از فتح ہمیں آراستہ عالمی از نام رعب لیں آراستہ ضلع او ہم آسمان و ہم زمیں آراستہ طرہ چوں زلف نخوردیاں ہمیں آراستہ مکوشن باہی ابد ہائے غمیں آراستہ
۱۴۲	مرحمن را تائبہ بارتش افتاد کار کار دنیا راست گشت و کار دیر آراستہ
ہزار شکر کہ از دین فیض فضل الہ بدین جلالت و فتح آسمان مقرر آمد سریرشہ را ز ازاں میرد سپہر وجود لوک ماضیہ را پیش ازین ستود فتح ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر خدا یگان سلاطین ملائے دولت دین سر ہمہ خلفائے امم محمد کنگ	جہاں جواں شد ز آثار فتح شاہنشاہ ز نہرے مرید جلالت ہزار موسی و جابہ کہ شہ سپہر سرپرست و ہم تارہ سپاہ بر آمدے بسعادت بر آسمان کہ گاہ طلوع میکند از سائبان قوس الہ کہہست برائے وے از چرخ نار و آگاہ کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ

<p>ہمہ سواصل بحر محیط و دہلوش          ز فیل تو چہ توان گفت در بیطین          عجب نباشد اگر فیلس آسمان را نیز          ہمیشہ تاکہ یکلک بہار غنچہ نو</p>	<p>کشادہ رؤ ز چہ از رفع دشمنان تباہ          تو گوئی آن بہر فیت رستہ جائے گیاد          بہ بندگی شہ آزد با عمار ری گاہ          بفتح گل بود از ناز کج نہادہ کلاہ</p>
---	--

<p>۱۱</p>	<p>قبائے فتح ہمہ سالہ در بر شہ باد          ز دور دامن او دست فتنہ کوتاہ</p>	<p>۱۳</p>
-----------	--	-----------

<p>کفید فتح شہ بنگر بہار کار بکشاہ          علاء الدین والدین احمد شاہ دیں پردہ          فلک در طاعت در گاہ او احرام در بستہ          شہنشاہ ہے کہ می بسیم حواریان عیسیٰ را          زندگ او کلاہ خسرو افلاک بر بودہ          ز فیلان جوان زنجیر در زنجیر دست          بہت عدل جازا دتن اسلامیہاں کردہ          یکے از بندگان حضرت اعلا شہ بنگر          بیک محمد بفر شاہ چنیز قلہ بگرفتہ          ہمیشہ تاکہ بکشایند ہر شب چشم اخرا</p>	<p>بر تیغ مسیحو دریا کار دریا بار بکشاہ          کہ بہت از روی درایش عالمے را کار بکشاہ          ز حل از بہیت شمشیر از ناز بکشاہ          سر اسر در قد مگاہ فتوحش کار بکشاہ          شان او کمر از گنبد دوار بکشاہ          ز درہائے شمس انبار در انبار بکشاہ          بر تیغ قہر خوں از دیدہ گفتار بکشاہ          ہمہ بحر محیط از تیغ گوہر بار بکشاہ          کہ از خیرہ سراں چرخ فرزین دار بکشاہ          وزاں ہر چشم باشد چشمہ انوار بکشاہ</p>
--	---

<p>۱۳۳</p>	<p>سعادت پاسبان آستان شاہ باد امین          در ہر آرزو از دیدہ بیدار بکشاہ</p>	<p>۱۳۴</p>
------------	--	------------



<p>و یکے ملک را یو ہم بحر و ہم برداشته  سور و انا فتحنا نقش افسرداشته  آفتاب آسایک تن بهت کشورداشته  بر تو شد ہم دین و ہم دنیا مقرر داشته  سدا سلامی و یکن کے سکندر داشته  ہر دو عالم زین طغر عیش مقرر داشته  تاقیاست بین و شاخ ازد و سپر داشته  اے بر حمت گرد کفر ارد وین برداشته  از فتوحات خدا این یار و یاور داشته  آنکہ شہر علم بودت از علی در داشته  این طبق پر گوہر و آل طشت پر ز داشته  آب چشمش فگند برق در برداشته</p>	<p>اے بر حمت گرد کفر از روئے دیں برداشته  آیت نصر من اللہ ورد جانم یافتہ  صبح سال یک نفس ہرش جہت را گرد ضبط  شہ علام الدین والدین محمد کرازل  در شا اسکنہ زمانیت میگویند یک  عالمے گشتہ ز کافر عالمے کردہ اسیر  چرخ گرداں پیر گردانیدن بنخواہ را  باز خواہم گفت مصراع کراول گفتہ ام  ہر کجارد آرد و یار سی دہ فتح و طغر  از دماغے او علودر گشاہیت باد  آسمان و صبحدم بہر نشار مقدمت  قصہ ضربت بہ تیغ آسمان گون خضر را</p>
---	---

۱۰

بنہ گانت ہر کجارہ بردہ بہر دین حق  
حق تعالی شاں بفرمودہ مظهر داشته

۱۴۵

ملک از آسیب ہر فتنہ مسلم یافتہ  
ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ  
بل سکند و ارمیت اقلیم عالم یافتہ  
از ازل ختم سلاطین مہر خاتم یافتہ

اے ز رفیع فضل یزداں ملک عالم یافتہ  
ہم ممالک را تا ابیشل محمد داشته  
راست بچوں نام خود ہستی پناہ ہر  
شہ علامے دین و دنیا شہسوار شرق و غر

اے زمین صحت کامل بقائے خوشنیت نور صحت چوں کف موسیٰ عمراں داشتہ آب حیواں یافتہ از عین عون کردگار طل شادی ہیں درائے گنبد گردان چرخ ہم بساط از موج درچوں بحر پر گوہر شدہ خاطر بندہ حسن افروخت از مع شاہ	خلق عالم از شرق و غرب فرم یافتہ نوش دارو چوں لب عیسیٰ مریم یافتہ عمر خضر و ملک ذوالقرنین را ضم یافتہ ایں بشارت ہفت چرخ و عرشیاں ہم یافتہ یاد آں تخت جابر تارک جم یافتہ صبح وار ایں روشنائی ہما دادم یافتہ
---	--

۱۷

ردیف (ی)

۱۴۶

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی مدار عالم و داراے دور و داور دوراں علماء الدین والدینا محمد شاہ و دیاکف چو دریا باریش را دید از رنگے برنگے شد زرے کرکاس بروں آمد بد شواری خلایق را اگر فردا زین از نقرہ خواہد بود شاہ ما نہے شاہ جہاں بخش جہاندارو جہان دار یگانہ خسروے کرے عدل بدل و ادویں عدایت عمر تو بخشاؤ نو تا کہ پو ستیہ بہ زروا و ن سپاسے بر سر بہر کنس نہادی کسے را کز گناہ نخواستیم اں شد گنہ بخشہ	جہان بانے کہ چست آمد بد و تلج جہان بانی پناہ ملک و پشت ملت و سید مسلمان کہ دریا را دہن باز است پیش ابو بحیرانی چنانک انے رشک جوش قطرہ قطرہ کہ دبارانی بنام ازو چکویم تا چہ می بخشد تبارانی زمین فرش زریں بست امروز از زلفشانی کہ در رسم جہان داری نہار و در جہاں ثانی مدار ہفت استلیمی مراد چارار کانی جہاں را داؤد بخشی وز ستگر داد بستانی بجائ کسی ترا بر ہر تنے شد منت جانی و گر ہر دم دہی صد گنج ازاں ناید پشمانی
---	---

ز خاک آستان نقش شد پیشانی مرا ز حل چو ترا زور است شد باندگان شد بہد تو ہر آن نعمت کہ نخواہیم از اناست خدا را صد ہزاراں شکر آمد اندرین حضرت درین شش طاق شش روزہ پانہ ہفتہ حق خود آن نقش سعادت در ازل بود پیشانی مگر اورا حکم این شرف گویند میزانی ز بہ لطف الہی تا قیامت با در زانی ترا صد بندہ چون خاقان بندہ صد خاقانی ترا خلق محمدش حسن را شغل حسانی
---

۶

ہمیشہ تا جہاں آتش بہت باشد ترا خواہم  
کہ در دولت بہت اقلیم ملک جاوداںانی

۱۴۷

ترک عالم گو گامین فن میزنی  
دوستاں را کفش دشمن میزنی  
کوہ را سنگ فلاخن میزنی  
پس چرا لاف تہمتن میزنی  
شیر بارو بہ چہ سوزن میزنی

اے کہ لاف از عالم من میزنی  
دین دول راوی بدینا آدرین  
عربہ با چرخ داری اسعجب  
ناکشید بترن خود را ز چہا  
یک سر سوزن نداری شیرینے

۱۳

اے بد عوی صد تنہ چو حسن  
چوں بہنی میسری تن میزنی

۱۴۸

مخصوص ز نر ازل و حکم الہی  
چہر سیہت مردک دیدہ شاہی  
اسخی شہ دیں پرورد اسلام پناہی

احسن ز بہ نعمت تو آیت شاہی  
گر و سپہت غالیہ گیسوئے نصرت  
جان بخش عطار الدین سلطان جہانگیر

<p>سلطان جہانگیر جہاں بخش محمد گر زان سر و از گاہ بدے رونق شاہاں ز بخشی تو ابر صفت نے ز تامل تیغ ز پے ضبط جہاں حجت قاطع میرا بازل چوں صفت شست تو بستند اے چتر سپید تو درایات سیاہست باد اوجہاں قاعدہ ملک تو محکم چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو یکتا اندر کف ففضل تو افلاک و ستارہ</p>	<p>اے دین محمد بوجود تو مہربا ہی توزیب دہ انسر رونق دہ گاہی رز و ادون تو صبح صفت ہم ز بگاہی تیر تو بدیں حرف دہ راست گواہی تا حشر زرہ دور نہ کرد از تن ماہی بجرف جہاں جلد سپیدی سیاہی حکم تو بر احوال جہاں آمر و ناہی نار و فلک اندر تن او پیش و تاہی اندر پنے عدل تو شہری و سپاہی</p>
---	---

۱۳

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہند  
عمر تو فساد اہل تراز اں باد کہ خواہی

۱۴۹

<p>مرآةالمقین دولت بہ کہ الہام سحر گاہی شہنشاہ کہ اندر پنج وقت آوازہ افش عمار الدین والدین محمد شاہ کو دارہ ظفر راز اہم بیسم بہر راہے کہ شاہ خواہ فلک کہ چہم از روز ازل پستش دو تا آمد ہی خواہ کہ بوسہ پائے بخشش آسماں اما ہلال از بخشش شاہست روشن در نہ از چرخش</p>	<p>صفائے غیب بخش از شنائے حضرت شاہی ہی خیر و زونبت خانہ نصر من الہی ز شمش جہات و سیرت افلاک آگاہی سعادت در رکاب اے عیان دادہ بہر اہی ولیکن تا باد و طاعتش و زید کجاست اہی نی یار و دیاں پایہ رسید از دست کوتاہی ہماں مہر نگستہ میرسد ہر ماہ ستر اہی</p>
--	---

چو بر آب و ماہ و چو بر روئے زمیں ماہی  
جوانی نخست ایں است بل ماہر نہای  
اسد باآں ہمیشہ شری مقرر آید برو باہی  
بجداوند کہ آں امید ہم مایست ہم جاہی  
بنخواہشہائے صبحی و دعا کا سحر گاہی

ہی لرزد عدو و مہ چندانہ را یا تش  
جہان پیر حیراں در جو اینہائے تخت شد  
عیاذ اللہ از قہر شش کشاید پنجہ گردوں  
حسن امیدال جاہ و اریح سلطان  
شہنشاہ رعیت ایزد ارزا نیست میخواست

۱۲

طرب چندانکہ میرانی طفر چندانکہ میدانی  
جہاں چندانکہ میگیری بقا چندانکہ میخواستی

۱۵۰

کہ از اقبال شد ما را ہمہ شادیت بر شادی  
کز اس مروت اہل شرق و غرب آزادی  
کہ ناز کرد پیش سہفت دیاد عویادی  
کہ از عدلش اساس شمع واد و سخت بنیادی  
ظفر بنیاد غیر وزی و فتح از مہدی ہادی  
کنند خورشید گردون گری میخ ز نژادی  
چو تو پای مبارک بر سر رکب بنیادی  
کہ واللہ از تو انصاف انصاف کم ہادی  
تو پنچو خضر بخور و اعر خوشن بادی  
کہ دلہا از نسیم رحمت چون باغ بخشادی

بیاساقی و لم بخشا چو ہر شیشہ بخشادی  
و گر سرو نو اندر بوستان ملک پیدا شد  
بدہ جامے بنام شاہ ہفت اقلیم آتش ہے  
علاء الدین والدینا محمد شاہ دیں پرور  
خدا ہادی خلق و شاہ ہمدی خلق پیوستہ  
جہاندار ابرارے رزم و بزم تو ہمہ سالہ  
سردین محمد شہزاد ہفتم آسمان برتر  
چکویم وصف ز بخشیدن ات کریم تو  
ہمیشہ باد عمرت ہر کہ در عالم فدا ہے  
زہر سیوہ کہ اندر باغ دولت میرسد بخور

حسن انگشت شاگرد عطایت در شنائے تو

۷	باقابلت رسد روزے زشاگردی باستادی	۱۵۱
چورائے خسرو عالم شدہ در عالم افروزی نمی بینیش پوشیده قباے لعل زروزی نگر جو خاست سوسن زبان ہم درو آموزی کہ خلقش عین فیروزست دستش ابرو زوی نبودے آب جان بخشی آتش لاجبانی برآں فیروزہ نقشے کردہ بخت از فتح فیروزی	فروغ روے گل نگر چو شمع از باد نوزوی گل سوری ز فستق تو خبر آورد بر سلطان دعائے شکند تلقین بر اہل بوستان لبیل علاء الدین والدینا محمد شاہ دین پرو اگر در آب و آتش بودے لطف و قہر تو نیگین خاتم ملکشن نگر فیروزہ دولت	
۷	حسن از صبح دولت را ہم روز این دعا گوید کہ نوروزش مبارک باد فتح و نوش روزی	۱۵۲
بالماس اندران مرجان تو داری ببیاری در آمیساں تو داری سرش آگوستے کن چو گان تو داری مے چوں چشمہ حیواں تو داری شکر در پستہ خنداں تو داری بجھائے کہ امروز آں تو داری	بیا ساقی کہ قوت جان تو داری قدح میدان دے رنگین کیمتے سرا چو گان لطف ہر کہ بر تافت دلہم جان نواز تو چشم دارد چومی دادی بگو نقل از کہ خواہم نمک رصوفیاں آں نام کردند	
۷	حسن دور سخن بر یاد شہ نوش کہ ایں معنی دریں دوران تو داری	۱۵۳

دستم راستم یک رائے و یک روئے عروس دہر تا در جہلوہ آمد کہ خواہد این عروس بیوفا را کے چوں بگذرد دیگر در آید ہمہ پر طبع خود کم می توان یافت نہ در ہر روئے بینی رنگ لوتف	کثری دامن زینبی یک سرموے دلہ ہرگز نظر نداشت اُس سوے کہ ہر روزے چونوش نہ کند شوے بآہ شد عمارت یا ایں کوے طباع راتفاوت ہاست درخوے نہ ہر پیراہنے را یابی اُس بوے
---	--

۱۱

نباشد ماسداں را با حسن خوش  
نباشد ز نگیاں را از اُمینہ روے

۱۵۴

سمن بخندہ در آمد چمن بجلوہ گری  
چو غنچہ گل سیراب از دم سحری  
رسیدہ گشت چنین دشتی و بتری  
کہ بترست خیالش ز فکر ت بشری  
غایت از لاش راہ و براہ سہری  
چہرہ بہمت شد خواست بردن چو لگی  
حدیث تیغ علانی و دولت نہری  
نخستہ دست وے از غنہ زمانہ بری  
ستارہ و سپہ بیکران و حشری  
بحکم نقش نگینش روزی و پوری

سفیدہ دم چو ز باد معطر سحری  
مرا بخندہ تیغ اندون گلے شکفت  
چہرہ شدہ شمع ممالک مشرق  
بغردت سلطان علاء دولت دین  
جہانخشاے تیغ ابد محمد شاہ  
شکتہ تعبیہ دشمن فیل بردن او  
نہ حدایت از کمال فضل خداست  
خداے عزوجل ہر زمانش تسخیر  
سپہرادیانی در گیش تاحشر  
ہمہ جہاں شد در دست اوسلیمان وار

<p>۱۳</p>	<p>حسن بھڑت او خدمتے کند جاں را چہ باشد از چو منے آنچه بہست ما حضری</p>	<p>۱۵۵</p>
<p>توام مملکت و قوت مسلمانی چہ پایہ از قدش یافت تخت سلطانی کہ بہت او خلافت سکندر ثانی کہ ختم گشت براو آیت جہان بینی کہ زوست بر ہمہ اسلام منت جانی کہ گنج بخشہ و باشد کشادہ پیشانی ہزار سال دیگر باد ملکش از زانی بہ زخم تیر بر آورده نفس پیکانی ز آشک کردہ روان قطرہ قطرہ بارانی بشکل دست در افشانہ گوہر افشانی کہ صدر ملت و پشت دیناہ ایمانی</p>	<p>نخستہ باد بر آفاق فرزندانی بفرود دولت سلطان مشرق و مغرب ابو المظفر سلطان علاء دولت دین جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ بجان جملہ اسلامیہاں خورم سو گند ہر روزی ہمہ روز آفتاب امانہ ہزار سال کہ ہم ملک دولت شاہ بگوہ بر شدہ خورشید از مطالبہ تو چو ابر و دیدہ بآں نوع تیر بارانست ہمیشہ تا کہ کند ابر و رہم عالم در سعادت دولت شمار صدر تو با</p>	<p>۱۵۶</p>
<p>۴</p>	<p>کمینہ بندہ جاہ توبہ کہ صد خاقان حسن بفرشائے تو صد چو خاقانی</p>	<p>۱۵۶</p>
<p>ثبات ملک و عمر جوانی بقرطالع صاحب قرانی</p>	<p>سبارک باد فتح آسمانی تو آں شاہی کہ بہتی چشم شاہاں</p>	<p>۱۵۶</p>



<p>علاء الدین والدین کہ دولت چو دست چو خورشید است دریا چنان قلعہ کہ گوئی آسمان است ہمی خواہم کہ بر خوردار باشی</p>	<p>کنہ بر آستان پاسبانی بزر پاشیدن صاحب قرانی تو بکشای بفتح آسمانی ز تخت و تخت و اقبال جوانی</p>
--	--

<p>بنام نیک کشور بر کشائی بکام خویش دولتہا برانی</p>	<p>۱۵۷</p>	<p>۱۳</p>
--	------------	-----------

<p>بیاکہ ادلب جاں بخش سر بر جانی میرس تا بفراق تو حال من چو نست برو نیں اگر از حال من نمیدانند ہمہ جہاں را گرد سر تو گردانم بخوانمت مہ نو یا ستارہ یا خورشید اگر نماند برگے ز شاخ گل مثلاً گرہ کہ بر سر گیو زوی نکو کردی خدا یگان سلاطین علائے دنیا و دیں مرحیف ملک و ملل تہم شاہ چو آفتاب در افشانی آفتاب فرمود بخاک پائے ہمایوں تو کہ بندہ حسن دعائے دولت سلطان شرق و غرب کند</p>	<p>مرا بفرقت خود پیش ازین چہ رنجانی بیاکہ آمدنت فتنے بود جانی تو کہ درو نہ بروں نیستی نمیدانی اگر عنان وصال این طرف بگردانی کہ ہر چہ وصف کنم صد ہزار چندان تو دیر مان کہ بخوبی بہشت را مانی بعدل شہنواں این قدر پریشانی بدر ملک و بازوئے مسلمان نشان سبع مشائے سکندرشانی کہ ماند دیدہ جہاں پراگان بحیرانی بغیبت و بحضورت در شاخوانی کہ باد دولت او تا بحشر ارزانی</p>
---	---

۱۴	جہاں چودہ ہنس باہزار اپنی ست ہزار سال بمانا دور جہاں بانی	۱۵۸
حرفیاں شبانہ ہم نماں داریاں نیے رخ مشرق ہمہ گرفت دروے آسمان نیے تو گوئی بوالعجب مہرہ برآورد از میان نیے بجان تو کہ اندر تن خواہد ماند جان نیے ہم آخر است کن آخ ابے نامہ ران نیے شیشہ ہمہ بکشتائے دور خانہ نماں نیے نذار دیکل بالائے تو سرو بوستان نیے چو آں ترکے کہ او بیرون تیر از کماں نیے چو میری نازاے دوست بہن ان میان نیے کہ بگرفتہ تو از اقبال شہر ہندوستان نیے کہ چوں جلد جہاں گرفت بخشد از جہاں نیے کہ خورشید فلک را بگذر دبر نوباہ نیے کہ در صدال تو اس گفت از اس یک داستان نیے	بیاساتی مے در وہ کہ شرف از میان نیے غلط گفتم طلوع روز نزدیک نور خور نظارہ کن کہ اینک بعضے از خورشید طلوع من از جام عطیت تم بہ کجہرے روشن مرا یک نہ گفتی چہ خوابے بود آن مدہ بیست تاشب خوش بودیم بادہ خوار از آغوش تر اگر دوست بالائے تمام ست در عالم چہ خیز بست از دیم غرہ چشم ترکان دو نیمہ کرم از عشق میان چوں حسن خیرا اگر کرم کی را از دوزلف تو فلک گوید علاء الدین دالدین محمد شاہ دریا ز بام عرش بر شد قدرا و نا کہ رسید انجا ز باب خلق او در ہر باب صد داستان	
۷	خداوند اتو شاہ کامراں را عمر چند لہ کہ باشد عمر نوح از عمر شاہ کامراں نیے	۱۵۹
چرا بابت گاہ در بند کینی	مکن نازا چہ ترک ناز نینی	

<p>زخا پوشیت عیش بندہ نکست          ز شک رویتو اے ماہ بت رو          ہمیش تو کمر بند ستارہ          مرغ ار خوانمت باد زمانہ          ترا خوبی چو ملک کی قیادت          علّٰی الدین والدینا کہ بہتست</p>	<p>وہن بکش کہ جسد انگینی          شود روئے بت ان و مہینی          کھ کج نہ کہ ماہ راستینی          زماں دانند کہ غور شید ز مینی          بنزد ہر گداے کے نشینی          سیماں وارد حق تم نگینی</p>
---	--

<p>۹</p>	<p>حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے          کہ کردت دشت سحر آفرینی</p>	<p>۱۶۰</p>
----------	---	------------

<p>اے تو کشا جسم و جان خالق جسم و جان توئی          نیت مدھمیرا کن تو نشانہ دم          شیشہ چرخ بر ہوا بیضہ خاک پے سپر          ایں سخنم بفضل تو حجت قاطع آمدہ          سرچہ ز غم فرو برم سرچہ بدل نہاں کنم          گرچہ نظر جہتت از غضب تو غایفم          روز بروز نفس را شربت وعظا میدہم          چوں حسن آنکہ از گندہ گندشت آن منم</p>	<p>اے بتوانس جان با رائق انس و جان توئی          ہستی تے نشان بہت بدین نشان توئی          ہیچ خل نہی رسد از کنگا ہاں توئی          تیغ زبان بندہ را آب و بیاں توئی          منعم عیب پوش تو کرم غیب ان توئی          خستہ دلان خوف اجلوہ وہ امان توئی          کار طبیب این د جان و جانست توئی          آنکہ گنہ بندگان در گذر اند آں توئی</p>
---	--

<p>۸</p>	<p>ہیچ وجود مگر ہم بر سر رہ نمی رود          مرحلہ نجات را رہبر ہر بل توئی</p>	<p>۱۶۱</p>
----------	--	------------

<p>چو از شبہائے من آگاہ بودی  نہ روزے در دل من مہر کردی  من از تو چون شفق در پشت خرم  ز ملک حسن میشد راز دل ذکر  مرا گفتی سفر کن یا بدل کن  بدل جستم کسے چون تو ندیدم  علاء الدین والدین کہ دایم</p>	<p>چہ روز مرا بدخواہ بودی  نیک شب منزلم را ماہ بودی  تو مہ بنشتہ در کمرہ بودی  در آن بیت تو شاہنشاہ بودی  مگر کز عشق من آگاہ بودی  سفر کردم تو ام ہمراہ بودی  تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی</p>
<p>حسن این راہ صاحب ہمتاں بود  تو بارے فی امان اللہ بودی</p>	
<p>فی المثنوی استیاح سلطان اعظم و شہنشاہ معظم سلطان السلاطین  علاء الدین والدین خلد اللہ ملک و سلطانہ انچہ دیو کی فتح کردہ بدلی آمد</p>	
<p>بیائے گہر جوے دریائے غیب  چو آئی دریں بندگی بندہ و شش  طبق از ورق کن دراز نظم خواہ  شہنشاہ دریا دلے ابر دست  خداوند عالم کہ عالم خداے  علاء الدین آن خسرو گنج بخش</p>	<p>ز زہاچہ داری بروں کن جیب  بہار ز چہ باشد ترا پیش کش  درے در طبق نہ یا پیش شاہ  فلک وارتاج سر ہر کہ ہست  ہماول ترش دارد از صد ہلے  ز ہفتم گرہ بگذرانیدہ رخس</p>

تاجیک مکرشاد همه عالم است  
 فلک که چو دور است از انصاف داد  
 شے کا سمانہا ز میں بوسدش  
 مبارک جهان بخش آفاق گیر  
 کمانش چنان سخت دیم بلند  
 کمندهش که گیتی بدم ویت  
 سمندش یکے برق در زیریں  
 خیمه گلبن ملک را نوبال  
 رواں کرده از بهر میدان خویش  
 زخورشید بر آسمان گوے زر  
 برای و برایت برافراشتن  
 تویی در خلافت بحق دستیار  
 زهر پادشاه تو والا تری  
 کیو مرث اول جهانخویر  
 فریدوں اگر کیں کشید از دو مار  
 سکندر یکے آئینه کرد راست  
 چرپری که گنجه و نام او  
 ز رستم ز طهورش دیو بند  
 اگر رستم از بندگان تو شاه

بیک تن پناه همه عالم است  
 چو انصاف او دید انصاف داد  
 فرشته سر آتش بوسدش  
 سکندر سیر بل سیماں سیر  
 که دهم مراد در کشاکش فلکند  
 سر رشته فتح نام ویت  
 بجسته ز چرخ آمده بر زیریں  
 بر آورده حضرت ذوالجلال  
 رواں کرده از بهر احسانیش  
 ز زر وادت اندر زین جوے زر  
 ترا ختم شد ملک و داشتن  
 میں الخلافت ازین شد خطا  
 ز بالاتراں نیز بالاتری  
 پلنگینه پوشے نب چون شیر  
 تو از صد فریدوں آرمی مار  
 صد آئینه در راس روشن راست  
 که هر جرمه است بهتر از جام او  
 نمی شاید اینجا سخن در فلکند  
 بدیده که چون میکشد این سپاه

نگو بجگر ذکر دوستان خویش  
 شغیدم ز طهورت دیوبند  
 دلیران خودیں بر تیغ و تبر  
 از ایل زوراں حکایت خواہ  
 ہمہ پیل زورند در تاختن  
 ز بے آفتاب ستارہ پیا  
 از ان فتح ہر گز کہ یاد آیدم  
 بہ تیغ چو سیلاب زور خنگ  
 ز تیغ تو خون سیل نہ بریں  
 سپاہ تو گنگاشت از ان بوم و  
 وز انجا بغر خند و تدبیریت  
 رسیدی چو ابرے ز ہندوستان  
 ز دی خیمہ ملک چل آفتاب  
 دین کارہاک ہمیں کار باد  
 نہ بہخت این تخت گاہ قدیم  
 رکاب تو اورا اگر نمایہ کرد  
 مرا بین زمانہ چو بر میدہ  
 کہ دیر یا فتم غرت پائے ہوس  
 منم این کہ کردم بصد گونہ ناز

نشستیے چو زائے درایو ان خویش  
 گرفت دیوے نجم در کمنہ  
 گرفت ہمہ عرصہ دیو گیر  
 کہ ہر یک از ارکان این بارگاہ  
 ز خود پیل گیرند ہر تاختن  
 فلک جستہ در سایہ تو پناہ  
 ز ہر فتح بابے کشا و آیدم  
 نمودہ ہمہ خاک شکر فہنگ  
 از ان برق باران چو باشد ہمیں  
 ز شمشیر ہندی ز ہند و اثر  
 شدہ اتفاق جہانگیریت  
 در افشا نہ بر تارک دوستان  
 ز شرق بغرب کشیدی طناب  
 خدا یار بودست ہمو یار باد  
 کہ از حضرت یافت حاجی عظیم  
 چو تو آفتاب بے برو سایہ کرد  
 بہ ریائے دولت گز رسید پنج  
 ز شادی ندیم بر ہم چرخ کوس  
 بر گردے چہا یونہ تو دیدہ باز

کند ان نور چشم ہواں باد دور	ہمی نیست یک جہانے ز نور
خضر ساقی و بادہ آب حیات	نشستہ بہ از صد سکندر بذات
ملک آفریں خان این بزمگاہ	فلک خواجہ کش دریں بزمگاہ
زمن چون ندیے بود ناگزیر	چنین مجلسے را کہ شد لا نظیر
چنین بلغ را این چنین بلبلے	زمن باید این بزم را غنفلے
چو اقبال دستش بقبر آگست	جہاں بخت شاہ حسن خاکست
نباشد دے از دعائے تو دور	اگر غیبتش باشد و گر حضور
بہ آئیں روشن دلاں متحاب	دعا ہائے روشن تر از آفتاب
دعائے تو دارم مراد از سخن	سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
گہر جز گو ہر فردشاں خواہ	سخن گو ہرست بے گہر بخش شاہ
نثار تو تہ بند این گو ہرم	گہر ہا کہ مغتبت نظم ترم
کہ گو ہر ہی یابی از ہر طرف	ترا خود چنان ادا طالع شرف
بہیں کیں جو اہر ز جاں میکشند	اگر آں گہر ہا ز کان میکشند
بہیں جانے آں قالب خمری	ز بے جوہر جاں زیادت قوی
جہاں را ہمیشہ جہان بان تو باش	تن ملک را تا بد جاں تو باش
کہ ہر ہفت کشور بدست آوری	ز ہفت اخترت باد آں یوری
خضر و آرتا دور عالم ہماں	سکندر صفت ملک عالم ہماں
سر سرور ان زیر پایے تو باد	سعادت طراز قبائے تو باد
جہاندار مطلق نگہدار تو	تو شاہ جہان و جہان یار تو

## ایں نیز در مدح دارالسلام

چو پیداشت کلید فتح از دور	فلک را فتح شد معمور و نور
د با ننگ کوس نوبت خانه شاه	برآمد آیت نصر من الله
من از بالین غم سر بر گرفتیم	سعادت را سپاس از سر گرفتیم
بحق حق ہواں کرد نفس را	کہ بنہا منشی روانی نیت کس را
کہیہ کوست روزی بخش ہر روز	شب امید ہار مشعل افروز
کس اور اشکر گفتن کے توانہ	کہ پیش روز روزی میرساند
خدائے غیب دل از غیب خالی	عمل فرمائے ملک لایزال
بقدرت گوشمال خود پرستان	برحمت دستگیر زردستان
گذشتہ ضعیفاں فیض جودش	بساط عفوئے نعم از جودش
سکون و بخشش اس شیب و بالا	کہ یارداشتن جرقہ تعالیٰ
بساط چرخ و چندان ہر روز	ہر صفت ز صنع اوست معمور
چو خوابد تاج ہاں بر پائے دارو	جہانداران عادل را سپارد
چنانکہ امر و زارین عنایت	بشہ بخشید ملک بے نہایت
شہ اسلام شاہنشاہ آفاق	بدانائی و دانا پروری طاق
علاؤ الدین والدینا کہ پیوست	خدایش داد برد دنیا و دین دست
محمد نام و انگہ صبح تا شام	بنام ایزد پناہ دین ہم نام
خیر سلطان جاں بخش و جہانگیر	ہمایوں باد چہر آسمان گیر



بجام زر طلب کردن چو جمشید  
 جہاں کردی بزر مغربی مست  
 مبارک باد بر تفتح اس دژ  
 حصارے با فلک ہراز گشتہ  
 گرفتگی حصارے بل جہانے  
 شہادت ہنشا کشور کشایا  
 ترا طالع قوی و بخت فیروز  
 خدا چوں با تو خواہد یار بودن  
 غلوے بندگان دولت شاہ  
 بسال ہفت صد فتح دل افروز  
 پس از اخلاص چندین بندہ خاص  
 عدوے بے سرو پا را دریں کار  
 برآمد از جہاں مقصود شای  
 جہاں تہست تہ شاہ جہان باش  
 کہ یارہ انجمنیں کشور کشدن  
 چگونہ مختصر عقلی چو من چنہ  
 ثنائے تو نہ کاریک زبانست  
 مگر خلق تو در گلزار رہ کرد  
 بنہ پایہ سپہر از منبری ساخت

بزر مغربی دادن چو خورشید  
 بسنگ مغربی بدخواہ را پست  
 کہ شکلش شرح نتوان داد ہرگز  
 فلک نیمرہ ازوے باز گشتہ  
 بہ فتح آسمانی آسمانے  
 فریدوں را نیافر خندہ رایا  
 کہ اسرار تو تابہ گردن امروز  
 کہ یار و باخدا خمی نمودن  
 فروشان دایں غبار دشت از راہ  
 شنبہ ہرزو والقعدہ سیوم ہرزو  
 فلک شد بر سماع کوس قاص  
 بہ پائے پیل دیدیم و سرود  
 جہاں از آں تو چند انگوہی  
 شہ فرمان وہ کشورستان باش  
 حسن جلالست انشرح دادن  
 ثنائے سپہ تو گیتی خندہ  
 کہ ہر موجود را جودت فہانت  
 کہ سوسن یک زبان خویش دہ کرد  
 برو خضر خطبہ ملک شہ پخت

<p> فلک چوں پیش تخت است کسی  اگر کوکب کند با هم قرآنے  نباشد تا ببا شد و در افلاک  ترا از غیب غیب است جوشن  دریں عالی حصار سخت بنیاد  دو گونه قوم یک دل بوده بودند  دورنگی می نمودند آن دو دنوان  ز قوت یک عطار و آتش افروخت  ترا گردون گرداں چوں غلام است  چرخ تو چنان افروختند  کلاهت راره از حفظ الهی  بود نامه کلاه چسب رخ گرداں  سرت پاینده باد و ملک باقی  سعادت قرنها با تو قریں باد  بزور بازواں عالم کشادی  مقرر بر تو هر چه از بازوت خاست  خضر خان و مبارک شمع گلشن </p>	<p> حدیث سعد و خوس او چه پری  ز بسند طالع میمون زمانے  چو تو صاحب سران الزفران پاک  ازین آئینه انجسمل چه روشن  که مشل او ندارد آدمی یاد  بکفران و بکفر آلوده بودند  زحل پروردگاں مریخ خواناں  دل مریخ با جان زحل سوخت  ستاره گیت سیرا که ام است  که مهر و مهر ز نورش سوختند  ز به سر کیس کلاه شبنم پادشاهی  سرموئے ازاں سر کرد گرداں  شراب آب حیواں خضر ساقی  نظر سهرست و نصرت سمنشین باد  ازین اقبال برخودار بادی  الغنان معطس بازوئے راست  دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن </p>
--	--

ترا عمری که می خواهد دل تو

مراد هر دو عالم حاصل تو

## مدح شاہزادہ

ایک در درج شہسپاری روشن گہرے چو چشم نور ہم روح فرائے چشم بنیش سیارہ آسمان دولت دیب چہ رحمت الہی شہزادہ از نژاد شاہاں آورہ بصد سعادت جاہ سلطان جہاں علای دنیا تا باشد دین و دنیا آباد سرمایہ عیش خضر خاش شہزادہ نسہ دیدھاں ہمیشہ ہر یک ہزار ناز و شادی در حضرت شاہ پادشاہاں ایں جملہ دعا کہ کردہ شد یاد	پیرایہ ملک تاجہ داری اے چشم بدان رویے او دور ہم چشم و چراغ آفرینش دجہبہ اونشان دولت گل دستہ باغ بادشاہی در صدف جہاں پناہاں فتح ابدی بحضرت شاہ از دولت او بقائے دنیا بر دنیا و دینش و تگ باد جان گرے مزید جانش انصاف طراز عدلیشہ با کام و نشاط کیبادی چوں گل بہواے صبحگاہاں از فضل خداے انجمن باد
---	---

مدح النعمان معظم رحمہ اللہ بفقیرانہ درانچہ فتح سومنات کرد

چو خواہد جہاں خالق بے نیاز	کہ خلق جہاں اشد کار ساز
----------------------------	-------------------------

ز عالم کیے را بر آرد علم  
 چنانک آنجہاں بخت بر کشید  
 سر خسرواں خسرو پیل زور  
 بہا نگیر شکرش کا نگار  
 معزول عز اسلام ازو  
 شدہ دیدہ دشمنان رنگ رنگ  
 آلع خان اعظم ممالک پناہ  
 جہاں دیدہ این بخت فیروزہ رنگ  
 بلند اخترے خاست روشن ضمیر  
 فریدوں فرے بل تہمتن تنے  
 صنم خانہ ہا بر زمین کو دست  
 خود اسال آں کرد براہل ہند  
 چنان را نذر قلعہ بد خواہ تہ  
 ز حضرت براں گونہ شکر کشید  
 بسر سبز انجبا چوزد بار گاہ  
 یہ تیغ آں سیاہی چاشنی پاک  
 قوی پایہ تر مسجد کفر گاہ  
 برا نگندہ و بر کند و شکست و سوخت  
 ہاں بت کہ مہر و شان بود خاص

کہ بر لوح انصاف را ند قلم  
 کہ بر کاف کفر خنج کشید  
 پنجہ شیراں بر آوردہ شور  
 خراسان و ہندوستان مار  
 منور شدہ ہفت اظلام ازو  
 ز الماس یکاں الماس رنگ  
 قوی دولت از دولت پادشاہ  
 نہ دیدہ چوں خان فیروزہ جنگ  
 چو خورشید ز بخش آفاق گیر  
 منات افکنے سونات آشنے  
 شکستہ بت و موختہ بت پرست  
 کہ افتد پسندید گاں را پسند  
 کہ شد باد پاد پاماش کند  
 کہ موج پاماش بدیدار سید  
 جہاں دید کیسز ہند و سیاہ  
 کہ نگذاشت یک خال ہر سو خاک  
 کہ ہر گم ہے را بدو بود راہ  
 چنیں شاید از شرکان کینہ دوخت  
 بدر کردہ تر صبیح و زطلّاص

خداوند خان شہر یار دلیر  
 چو گردوں بر آرد شمشیر قہر  
 کہ تا مسجد جمعہ بر ہر شش  
 زہے پاک دین خسرو ناجوے  
 ز گجرات تا عرصہ سومات  
 ہی جست ہندو ز ہندو پناہ  
 چو اسپانڈراں تعبہ دنگند  
 بیاورد چوں نخت پوش لیل  
 چہ سیلان جہاں دیدہ دروز جنگ  
 قیامت نمودہ بشکل شکوہ  
 بدیں فتح شد روح محمود شاد  
 ز ریل بالا کہ ایں خاں کشید  
 زربے عدد گوہر سیکڑاں  
 جواہر زہر جنس چندان گرفت  
 چناں در کف آورد دہا بزور  
 غنیمت چہ پر سی چکویم کہ چن  
 ہم از بابت عطیہ صمدار  
 گدہ برگو اسپ تازی نژاد  
 شغیہ کہ خاں شاں کند یوزین

چو خاش بصد خوار ی انگنڈیر  
 بگردوں کشاں می برد سہیر  
 رو دپاے اسلامیہاں بر شش  
 بنام نکواں جہاں بردہ گوے  
 جہاں ضبط کرد از چار زور ذات  
 دلی خان اعظم ز اقبال شاہ  
 قرہ کردو شکست شاں پیل بند  
 بیک سیل مال از عدد و مال پیل  
 جہاں کردہ در دیدہ ہنہم تنگ  
 قیامت نباشد رواں گشتہ کہ  
 ہمہ عاقبتہا شش محمود باد  
 بصد پیل محمود نتواں کشید  
 نہ غنیمت دریں نے غبارے دریاں  
 کہ در چوں صف لبناں گرفت  
 کہ در ہفت دریا درافت و شور  
 نہ اندازہ دانش ہوشمند  
 شتر خود چہ باشد شتر بارہا  
 کہ جوش آتش گہ پوید باد  
 بدیں مژدہ نہادہ پاریزین

ہر خیمہ زبر زده خوب چہر  
 بیک رشتہ یک رشتہ از غلام  
 منقش ہر جا ہائے ثقال  
 سپاہ از سرو پائے زیبا شدہ  
 پیے یک گلیم آنکہ میخور و سنگ  
 بحق خداے کہ بر حق خداست  
 ندیمم تو اندم و گر خواندہ ام  
 جوان و دلکش سرو را  
 چہ داتم ثنائت زمیں مایہ پیش  
 بہاں بہ کہ از بحر گفتار خود  
 دعار ابرو آورم سر زنجیب  
 دعایت مرا فرض شہادہ و سال  
 حسن فال خود میزنی این سخن  
 الہی سپاہ الفغان تو باش  
 از ویافت چون چشم اسلام نور  
 سرایتش بر جہاں سایہ وار

مزین چنانک از ستارہ سپہر  
 بیک جام صدفیت از بیم خام  
 نگنجیدہ در کار گاہ خیال  
 پلاس الطلس و خیمہ دیبا شدہ  
 خنجد مگر بر سریر دورنگ  
 کہ این فتح کو خان اسلام خاست  
 ز تحقیق آن بدگماں ماندہ ام  
 خردمند خانانہ سر پرور  
 بدیں مختصر عقل بشنگ خویش  
 بشرط دعا فلکسم بار خود  
 دعا از من آید اجابت ز غیب  
 کہ فیروزہ سختی و فیروزہ فال  
 بفال حسن برد خستہ کن  
 بہر جا کہ باشد نگہباں تو باش  
 از ان نور چشم بدان بادور  
 برو سایہ سایہ کو دگار

## حکایت

علی ہر زده ز عالم دل

از غریب شنیدم این غم دل

<p> وقت خوش داشت با خیال کیے  ایں معانی بدرودل میگفت  کاسے چرخ شب سید روزاں  حال من میں نظام حالے بخش  تو کجا من کجا پے میگویم  از و چشمت یک اتفات نظر  پادشاہاں گدائے کوئے تواند  من کہ باشم کہ لاف عشق زخم  با چنین مستی گست خویش  بارہا آرزو برو دل من  کاشکے حاجتم روا باشد  وین تمنا ہم اندرون ضمیر  کہ زبانہا کہ مردماں دارند  ایں بہرہ گرما بود چه کنم  بلکہ جلد زمان اہل نفس  در سرم نیز کہ گایں سودا است  گرما باشد از ہمد جاہنا  یک یک اندرہ تو در بازم  چکنم چوں کنم چه تدبیر است </p>	<p> زناں ہی ریخت بر جگر نمکے  گوہرے از درون جان تحفیت  مرہم سینہ جگر سوزاں  بر در خویشم اتصالی بخش  گنج نایاب را ہی جویم  کار ہا خاکیاں کند چوں زر  عرشیاں دوعالے رومے تواند  یا بلکے نعمت بود و طعم  بجنابت کجا رسد درویش  کہ بجائے دودیدہ روشن  چشم جلد جہاں مرا باشد  خاطر خستہ را سبب می گیر  ہر یکے از درے گرفتارند  نبود جز ہوا تو سخنم  بگدائی تو کشایم و بس  کایں قد جاں کہ جلد عالم را  بنام عشق بر ما نہا  پنجو سر زیر پایت اندازم  دست از اندوہ تو گلگیر است </p>
---	--

<p>بہ نفس میتوان زون نہ نفیر  آپنجاں دارگاہ و بیگا ہسم  مونس شادی و غم من باش  جان بندہ حسن کہ شد خاکست</p>	<p>ہم توی دستگیر دستم گیر  کز تو جز تو نخواہم ارغماہم  تا دم ہست ہدم من باش  خاص گرداں بہ بند فراقست</p>
---	--

## در انچہ رایات شاہ عالم بیرون آمد

<p>مبارکباد عسرم شہریاری  ظفر آویزش چتر سیاہست  مبارک طالع تو یادور تو  بحکم تو امور بادشاہی  زہے شاہی کہ ہستی ختم شاہان  علاء الدین والدینا کہ عالم  محمد شاہ گیتی دار جان بخش  شہا تسلیم گیر اتاج دارا  خلایت یار بادا بخت ہمہ  از انجا کار تغاع طالع تست  حسن را بر دعا گوینت تفضل</p>	<p>بجی یار دولت سازداری  فلک در سایہ گرد سپاہست  ہمایوں ہمت تو رہبر تو  بدست تو کلید ہر چہ خواہی  در تو قبلہ مقصود و خواہاں  شدش از شرق تا مغرب سلم  جہان حئے و جہاں گیر جان بخش  درت رکن قوی دین خدا را  صدائے کوس تو نصر من اللہ  کواکب پیش تو بستہ کمر چست  دعا او گفتہ آئیں کرد جبرئیل</p>
---	--

## در تہنیت نوروز

<p>مبارک باد بر سلطان اعظم</p>	<p>بہار نسج و نوروز عالم</p>
--------------------------------	------------------------------



مبارک باد بر شہ جشن شاہی	مبارک باد بر شہ جشن شاہی
مروح از نشاط جساودانی	مبارک باد بنیم خسروانی
یکے باغیت بشگفتہ من اللہ	بجملہ ہایوں مجلس شاہ
ہنال ملک ملت بار دادہ	شہ انجام دست چوں دریا کشادہ
مگر از تہنیت گویان فوروز	برد کل موجودات امروز
دعائے خوانمہ و بر شہ دمیدہ	نخشیں صبح کز مشرق رسیدہ
رواں بہر نثار افشان ایں در	فلک میں دامن از غوشید پر ز
ہوا از ابر در کافور ریزی	صبائے از بوئے خوش و مشکبیزی
کہ جاں را قوتست دیدہ راقوت	گل سوری بلبل پر ز رو قوت
در آورده بر رسم خدمتے پیش	سمن سیم خود و ز گس زر خویش
بر آورده بہج شاہ غفل	برسم مال و جان خامن بلبل
سنانش بر دل بدخواہ خارا	شہے کو باغ و دولت را بہارا
ز فراست چوں فردوس خرم	علاء الدین و الدنیا کہ عالم
کہ از بختش جوانست عالم پیر	محمد شاہ جان بخش و جہاں گیر
چو گل نو فستوح تازہ بختاد	خدایش عمر بے اندازہ بختاد
بر آہنگ دعا گوئی توان ساز	حسن ہر دم چو مرغان خوش آواز
جہاں ہر روز از نوروز کردہ	سپہرش بر جہاں فیروزہ کردہ

بر شمشیر شاہی نبشتہ اند

در ہر ہفت کشور را کلیہ است

ز بہ تیغہ کہ فخش بر فریدست

دمانہ وردعائے دولت شاہ	ہمیشہ ورد او نصرت من شد
چو دریا موج گوہر زائے دارد	اگر در دست سلطان جائے دارد
علاء الدین والدنیا کہ عالم	ہمہ شمشیر اور شد مسلم
محمد شاہ تاج مارک بخت	بہ تیغ تا جداراں بندہ تخت
جہاں مضبوط تیغش طول با عرض	ہو سلطان ظل اللہ فی الارض
ہمہ تا تیغ را فیض است بنیاد	جہاں در قبضہ فرمان او باد
سریش پانہادہ بر سر تیغ	جد اندیش ورا سر در سر تیغ

### ہم در اں معنی

امروز کہ دل کشادہ داریم	از دولت شاہ ہزاوہ داریم
بنگر کہ چہ خرمی است امروز	عیشے بمبارکی دل افروز
سر یافتنی بعد سعادت	اسباب طرب شدہ زیادت
فتح آیت ناز خواندہ از بر	آزادہ شدہ و نشاطی از سر
سر یافتنی بعد ایادیت	بر ہر موئے ہزار شادی ست
والا سیر از بزرگواراں	الحق ز نژاد تا جداراں
غریب جہاں پناہاں	روشن گہرے ز نسل شاہاں
خورشید سپہر کا مکاری	از آل و تبار شہریاری
ستارہ سعد بندہ وارشش	غز ابدی کند تشارشش
ناہست سرے بر آدمی زاد	شہ تاج سر ہمہ جہاں باد
ہر شخص کہ سر کشد ز رایش	بادا ہمہ سالہ زیر پایش

یاراں ہمہ ہر کاب باشاہ یارب بوفائے نیک مرداں با اول دوستاں دریں گاہ با خاطر جمع اہل ایں سوار اقبال چو بخت یار شاں باد فالے کہ زمیند باد مسعود ایں فال نکو ہال بادا	چوں انجمن ستارہ باماہ زین خانہ بلائے بد بگرداں بشگفتہ چو گل میان گلزار زین جمع نشان فتنہ بادور شادی و نشاط کار شاں باد ختم ہمہ کار باد محمود وین عیش ہزار سال بادا
--	--

### در تمینیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز نوگشت سپہر کہنہ در سیر از زادن ایں خلاصہ عہد امروز بوقت بامداداں برداشت زمانہ با صد امید صبح آمد و کرد گوہر افشاں احسن زہے لطیف غیب خورشید و شمس چو ماہ منظور اقبال چو بخت داداں او از دایہ زہرہ پیشکارہ	کز اختر سعد و بخت پیروز نوزاد سعادتے دریں دیر نوگشت نشاط ایں کہن ہمد زین مژدہ چہ شد زمانہ شادان زین دہے زجرم خورشید از ہر بہر طرف زرافشاں بخشیدہ غیب دان بے عیب طفلیہ و چہ طفیل آیت نور تائید خدا اتا بک او وز چنبر چرخ گاہوارہ
--	--

<p>بند از سر زلف و طسره حور  اگلنده جلای از جلالت  بالت نعیم و اشتک ناز  عمرے چو زمانہ دہ دلازش  فرخندہ قدم بر اہل آفاق  بر مادر و بر پدر مبارک  افزودہ نشاط کیتبادی  ایں دقت دعاش باد و آسم  کرده در دولت آسمان باز  از کوکب سعد و فال مسعود  ایں شادی صد ہزار دیگر</p>	<p>گہوارہ نگر چو کلبہ نور  بروے بصادقی حالت  پرداختہ با ہزار اعزاز  یارب تو بصد ہزار نازش  کار ہمہ جانیان طاق  خود ہست بفضل حق تبارک  ہر روز وری سرے شادی  تا بہت زمین و آسمان ہم  ہر روز دریں سراچہ ناز  ہر روز دریں مقام محمود  ارزانی باد تا بحشر</p>
--	--

### در شہر شدن شاہزادہ

<p>در مقصود پاکشاد امروز  گہر سعد بر زمانہ نثار  دہل آفتاب برو بام  ملک اندر حصار ہادی شد  ایں ہمیشہ عشرت از چہیت  شہئی شاہزادہ آفاق</p>	<p>صبح دولت جمال واد امروز  مشتی کرد از یمن و یسار  آسمان بر سبیل شادی عام  ز ہرہ اندر سرود شادی شد  ہیچ دانی کہ ایں نشاط آرز  ہست از روئے بہترین پیشاق</p>
--	---

ایں فلک قدر آفتاب تھا  
 نور چشم شہ زمان و زمین  
 شاہ تسلیم گیر ملک پنا  
 کلم اکنوں دعائے شہ آغاز  
 اے فلک آں چناں کہ منجہای  
 شد میں عرصہ بہشت نشاں  
 بخت را میں ہوئے پیشانی  
 فتح بسنگر کہ خادمان سرے  
 چرخ باہفت قبہ گرداں  
 برکشیدہ مغنیال ہر دم  
 بشاد باش اے مراتب شاہی  
 ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر  
 مرکبانی ز چرخ برودہ گرو  
 تنق ز رنگار ز اوج سپہر  
 وقت آں شد ز شہ در آید شاہ  
 اینک اینک رسید موبک شاہ  
 نزل شامانہ پیش شاہ برید  
 گوہر افشاں کیند چوں یاراں  
 تخت کسری و کرسی جمشید

خضر خاں بیچ خضر دیر بقا  
 شاہ عالم علاء دنیا و دیں  
 خضر و خسرواں محمد شاہ  
 شاہ کشور کشائے بندہ نواز  
 بشنواں من حسرارہ شاہی  
 ابر زاب حیات قطرہ فشاں  
 رفتہ گرداں باز ہمسائی  
 دست بردست ایستادہ بہ پایے  
 یکے از بندگان ایں دوراں  
 لحن داؤد در سراچہ جسم  
 رونقے آں چناں کہ می خواہی  
 یک جہاں پیل از عماری زر  
 ہر یکے با چہ سازگان مہ نو  
 نصب کردہ درائے کلہ مہر  
 آچنانست شادی شہ باد  
 ماہی از آفتاب کردہ کلاہ  
 میوہ در طشت مہر ماہ برید  
 بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں  
 عود از صبح و مجمر از خورشید

<p>تا در آید شہ مبارک فال یارب این شادے کہ ہست کنوں یارب این کام و ناد سلطانی شاہ در عیش و کامرانی باد جا و داں باد روز دولت شاہ این گہر ہائے ترکہ اوسفتہ است نسخہ بروئے ماہ باید کرد شاہ شاہاں علاء دنیا و دین</p>	<p>شاہ پاک اعتقاد خوب خصال باد ہر روز ہر زماں افزوں باد تا روز حشر ارزانی ملک بر شاہ جاودانی باد حسن از ما و حاں این در گاہ این دعا ہائے خوش کہ او گفہ است ختم بر نام شاہ باید کرد خدا شد ملکہ آمین</p>
---	---

## ہم در ان معنی

<p>اے سعادت در اے خسر و شاد کہ ز فضل خداے بخشش غیب عیش آمادہ می شود امروز شہ خضر خاں کہ ہست چشمہ نور اے شہ شش جہات ہفت قلام بعد ازین ہم بریں طریق نگر</p>	<p>شاہ مارا بکن مبارک باد وز فتوحات عالم لا ریب عقد شہزادہ می شود امروز این ازاں چشمہ چشم بد میں دور شادی تست شادی اسلام شادی شاہزادگاں دگر</p>
---	---

## حکایت

<p>شیر مردے چہ خوب گفت امروز</p>	<p>بارے از سگ طریق فقر آموز</p>
----------------------------------	---------------------------------

سگ کہ برخاک خوار غلطید است  
 اولیں آنکہ مسکنش نبود  
 کنج ادبار باشد ایوانش  
 دومیں آنکہ آشکار و نهان  
 عمر او چوں کسے نکو نگرد  
 سومیں رسمش آں بود غالب  
 ہست گوئی محب زلف ظلام  
 چارمیں آنکہ وقت شیون سو  
 خصم اگرچہ بر اندش از پیش  
 پنجم آں دم کہ رخ بجاک آرد  
 پوستینی کہ دارد اندر پوست  
 اے حسن خفته مانده خطر است  
 وہ اگر نیت در سرت سرتی  
 چوں سگ اندر برہ نیاز پوئے  
 کالے و ظیفہ وہ گر سنے و سیر  
 شیر را حملہ دادہ سگ را تگ  
 از در فضل کم فضا ولم کن

پنج خصلت در و پند یدست  
 خان و ملے معینش نبود  
 بہر کجا شب رود شبستانش  
 تان شیریش کم رسد بجاں  
 پیش تو در گر سنگی گزرد  
 شب بہ بیداریش رود ہمہ شب  
 عجبا للمحب کیف ینام  
 از خداوند خود نباشد دور  
 او بدم لا بہ اندر آید پیش  
 چیزے از خود زبیر نگزارد  
 ایں جہاں و ایں جہاں برابر است  
 سگ نفست نفس سگ بتر است  
 از سگ آموز آدمی گرتی  
 با خداوند بے نیاز بگوئے  
 سگ کوئے تو بچہ برد ز شیر  
 حرمت شیر و حرمت آں سگ  
 بسگی درت قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار

دولت داغ خود در بیغ مدار

## ولہ

دے گم کردہ ام باز از کہ جویم؟  
 نہ از دل آگم نزد لبر خویش  
 رسیده سیل و رہ کرده بی نیاد  
 ز ما سمرغ رحمت کیما شد  
 دل من خسته و از بهر آن بجانم  
 ندانم کین خدنگ از ترکش کسیت  
 چه کردم تا بدین روز افتادم  
 دل من کافر بختش نگوں شد  
 نه هرگز من سوائے کرده ام بد  
 نه من پروانه را راندم از نور  
 نه من نقشے فرو شتم ز کاخه  
 نه من آزاد نفسے بنده کردم  
 نه بر بادی طمع کردم بپوئے  
 نه از جام جنایک جرعه خوردم  
 چه گفتم هر چه گفتم از کم و بیش  
 هدا شتم چو قدر وصلت یار  
 آگھے کش بافرخه اتصا است  
 الهی هر چه رفت از ناپندم

چه گویم حال خود پیش که گویم؟  
 چه روز آمد مرا امروز و پیش  
 کسے فریاد خواهم نیست فریاد  
 مسلماناں مسلمانی کجا شد  
 که ره داد این بلا را ندانم  
 تھے کاند دولت از آتش کسیت  
 چه افتاد اینک از خود نیست یاد  
 بپاداش که این جرم خوں شد  
 نه من بالیج نیکے بوده ام بد  
 نه من یاری زیائے دشتم دور  
 نه من برگے جدا کردم ز شاخه  
 نه من برگریه کس خنده کردم  
 نه بر مورے ستم کردم بپوئے  
 زهر افتاده افسوس کردم  
 همه از خویش دیدم آفت خویش  
 شدم لا بد بدین محنت گرفتار  
 به نا شکری ایام و صا است  
 گیری کاں همه از خوں فلندم



چو برجام در نعمت کشادی	مزیدی کن بدین نعمت که دادی
می کان یافتم از دست مردان	ز درو ناسپاسی صاف گردان
حسن را راه بر از فضل که گه	بخوت گاه خاص لی مع الله

## حکایت

شنیدم کشتی در موج گاهے	همی شد غرقه نے روونہ راہے
در آن کشتی در اغلب اہل ایمان	یکے گبرو نوونہ تن مسلمان
مسلمانان برآشفقند کاین کار	ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار
چو فورآشنائی ہست برما	بلازیں مرد بیگاست برما
بدریا انگینیم این گبر را زود	خلاص مانخواہد جز چنین بود
چو بشنید این سخن آن مرد گمراہ	بر آورد از دل نو مید خود آہ
پس آنکہ با مسلمانان چنین گفت	کہ خار از راہ خود نے خود توان رفت
گر از تاثیر شومی یکے کبہ	بلاخیزد چہ تدبیر است جز صبر
چرا صدق نوونہ مومن پاک	بثرونہ دہد دریں حال خطرناک
در انجا پیر دانا بود مردے	رسید اندر دلش زین حرف درد
بیاراں گفت بگذارد این راے	بیفتارید در راہ رضا پائے
مبیں در جود دست ناکس و کس	دریں جادو ستیگری خدا بس
دریں بودند کاوازمے برآمد	کہ اینک روز محنت با سرآمد
ز غرقاب آمد این کشتی بیایاب	علامت را ہیا گشت اسباب

<p>حسن چوں ملک ملک بے نیاز است  صلاح خود بین و فسق غیرے  خدا و خدا بحال مانظر کن  ز ما خود جز لیمی سے نزاید</p>	<p>سر اندازی دریں ره سرفراز است  بهر حال از حدای خواه خیرے  دریں ظلمت چراغ فضل بر کن  تو خود کن کز کریمے تو آید</p>
---	---

### حکایت در علومت و سخاوت

<p>شنیدم بود گبرے از کریاں  ز رو سیم و متاع دایم اشترا  برو خواهند گال بشاقتندے  مگر میکنے از افلاس در ماند  نشاں پر سید آمد بر سر او  بد و گفتند کو در بجای است  تو بنشین کعبه باز آید ز پیکار  توقف در توقف داد در ویش  بیدال آمد و هر سو طلب کرد  فتاد است آن طرط پہلو دید  بے آئین ز رخشیش بود است  بر دندان خرابش کرده ساقی  چو آمد بر سر او مرد محسروم</p>	<p>درو نور سخا چوں نور ایماں  جواہر ملک و ملک از علّ از در  عرضها خواستندے یافتندے  ز شهر خویش سوئے شهر او راند  کہ تا و چه برد از دست او  از اینجا تا بدو یک میل راہ است  بزر دادن ترا چوں زر کند کار  گرفت آن راه جلاں گاہ اویش  جوانی گفت اینک آن جوانمرد  چو تو پہلوی خود بارے ندیدہ  کنون آہنگ جان بخشی نمود  هنوزش نیم جانی هست باقی  دعایش کرد کردش قصد معلوم</p>
--	--

کہ چندیں وہ بامیدے دویدم  
 سولے داشتیم ہنگام آن نیست  
 چو آن نامہ گوش خستہ افتاد  
 درو دید آہے از سینہ برآمد  
 بگفتہ بس اشارت کردش از دست  
 بیا آں سنگ دندانم بروں گیر  
 مسافریں سخن دندان لب ماند  
 بگفتش دل ترا بس نیست خستہ  
 و گر آں مرد دنیا بخش بے دیں  
 بگفتا وقتے از جور جہ سام  
 بدارو چوں نہ پیوست اسی برادر  
 در دندان سر ز رشتہ چہند  
 تو زربتل گر نامے بر آید  
 در بچ آنگہ کشا دی لب دعا را  
 بدرد مرگ دندان بزد میں بود  
 ہزاراں آفریں بر جان پاکے  
 سخن در ہمت است ز رفتاری  
 اگر فاسق سخائے ہر زدایست  
 و گر زاہد کسند با بخل پیوند

چو دیدم از خودت نومید دیدم  
 دریں ہنگامہ جز تاراج جان نیست  
 بجیلہ چشم خون آلودہ بکشد  
 دم ہر از صفت کیسند برآمد  
 کہ زیر سر مرا یک سنگلک ہست  
 ز لب نوش را در موج خوں گیر  
 وزاں دندان شکستن و عجب ماند  
 دگر دندان چہ میخواستی شکستہ  
 فغانے بر کشید از جاں مسکین  
 ہی جنسید دندان در دہانم  
 مرا دندان بزر بر بست مادر  
 چو جاں کنیدہ شد دندان تو کند  
 ز دندان منت کا مے بر آید  
 کزیں نہ چرخ دندان غلے مارا  
 چہ شاید کرد دندان قسمت این بود  
 نیرزد نزد او ملکہ بجا کے  
 حساب کفر و ایمان را تو دانی  
 حبیب اللہ طراز دولت دوست  
 خدایش دشمن او خلق صد چند

بدہ اے خواجہ ورنہ ہی باعزاز درم دادہ بدرویش و دعا کرد چو خواب آید عواقب باز و بدکن حسن جاں بر جو انمرداں فدا کرد چو اہل ہمت مادر د خوانے	بصد خوارمی جہاں بتا نہت باز خدایت مد حریم قدس جا کرد بمردادی بہشتے را خریدن جو انمردی ہمین است اے جو انمرد بخوبی خواند از ایشان است
--	---

## حکایت منع و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے سے مختب آبد لصلابت بروں منع زمبیاں گفت کہ این عدل نیست جنید و ہم تلخ چہ رانی سخن حکم براں شد کہ ز منع بگزید دید مسلمان کہ چنین بے ہشند گفت ترفیغانہ کہ اے انجمن کز پے اسلام بخوابید کشت گرچہ کہ این بے ادبی طرف نیست حالی از اں یک سخن خندہ ناک محتسب آں جرأت از وغور کرد مرد ہاں یہ کہ در امید و بیم	با منع اندر رمضان خوردے گفت بریزند ازیں مردوخل جانب من روزہ و روزی کمیت آنکہ بدین است برو حکم کن دست سیاست بہ مسلمان برید منع بگزارند و مسلمان کشتند جلت من شد گر اسلام من من معوم و منع بچہ ہفتاد پشت یے ادب آنکس کہ دیں حرف نیست گردن او جت ز تیغ ہلاک سر بہ چنین جائے کشد عقل مرد برکشند از آب حوادث گلیم
--	---

رکن دولت گر بخداوند راست بار خدا یا بخدائی خویش عنوکن از بندہ حسن ہرچہ گفت برمن و بر ہر کہ چو من زسیت خام	اگر بنوا ہر خلل افتد رواست یک نظرے بر دل صد طے ریش از ہمہ توان ز تو نتوان نہفت افضل کن اے فضل تو دریائے عام
--	--

## ایضاً

مہر ہر سخن تا سپہریں نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن گہر بایت بر حسن ..... نمیت بہ از خندہ روکش نماید زدو چہ باشد چو طالع شود آفتاب بیک صنعت طرہ چندیں پیچ	بری پیش سحر آفرین آفرین لقب چوں نہی ہر سخن را سخن کہ جبہ اگر لعل شد لعل نمیت چو دریا زند شب ہمہ موج نور صدف پارہ خشک بروئے آب کہ در جنب بہر آدینچست ہیچ
--	--

## متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن بہ میزان بہ آید دریں شیوہ رفت بریں تا شود جمع ہر خانہ راست	یکے میگزار و دیگر جمع کن زودہ نہ زنہ ہشت از ہشت زیادت چہ می بایت آن تراست
---	---

## میزان جہان

ز یک سیر تا یک نش بے درنگ	بیک بار برکش دیں چار سنگ
---------------------------	--------------------------

یکه و سه و نه در نسبت هفت	به میزان نه آید دیں وزن رفت
---------------------------	-----------------------------

## بسته حسابی است

واں ده باقی نه افزودن کن نه کم	از یک تضعیف کن تا نه رستم
بعد نه چار و چار صد هشتاد و نه	ثبت کن گرا حساب ای سده ؟

## در استخراج جمیع حسبت

تاج جمع کنند کل نسبت	گر جمیع شوند اهل حسبت
در ماه کنند ماه در سال	آن خوب که ضرب هفته فی الی
سی را به دوازده چه ترسی	گویم بصریح هفت در سی
این بیت همیشه بر دلت باد	و ر این دوسه بیت بایدت یاد
گفت از دو هزار و پانصد و بیست	گفتم که تمام نسبت از چیست

## لطیفه در حساب جمل

جفت طاقت طاق جفت نه بی	دوستی از جمل چه گفت به بی
پنج در یازده چه باشد سه	راست گفتم درین مدارا نده
پنج در یازده ههال پنج است	خود مرا خاطر نه سر پنج است

## این چند تنوی در صفت باریت

باب البرکات آسان نیست	این در که بنائے شادمانیت
-----------------------	--------------------------

ایں درہم ازاں صحیفہ باقی	ارباب صلاح را مآبی
ایں دروے از فرید لاریب	دارالکتاب معانی غیب
ایں در بخت و نخت مفتوح	سرمایہ روح راحت روح
ایں در ہمہ عمر باد معہور	ہر کج جو پنج گنج مشہور

## ایں نیز در آں معنی

ز دولت ہارسد گوئی بشارت	چو مردم را شود غم عمارت
عمار ت ہا کہ در آفاق باشد	چناں بہ کز لطافت طاق باشد
اگر خانہ بہ نہ بہت بوستانست	غرض دروے حضور دوست
دل یار از حضور یار جاں یافت	زہے دولت گراں دولت تو اں یافت
و گر عزت پے دولت بہین است	دلے را نشاد کن دولت ہمیں است
نکوئی کُن بہ ہر را ہے کہ پوئی	نکوئی را چہ آید جز نکوئی
جہاں میں گر چہانے یادگار است	ہنوزش بقیہ راری برقرار است
جہاں ز اچوں وفائے نیست حاصل	مندید از جہان بے وفا دل
کر میانے کہ از ماییش را نند	کرم را یادگار خویش مانند
نکر خود تا چہ مانند است اندر ایام	ازاں نام آواں رفتہ بجز نام
عزیزے کیں نصایح را کند گوش	مراد ہر دو کون آرد در آغوش
نکو روشن ضمیرے کز دل پاک	صفا و زرد دریں معورہ خاک
قوی مقبل کے کز بُرد باری	ضعیفے را تواند کرد یاری

<p>ز جامِ جود آرد دهر را مست چو در نیک بد عالم یہ بسبند ز نیکی گل بر آید و ز بدی گردد ز آزار دل مردم بہ پرہنبر گو بر روئے حاجت خواہ سر دے بر آور حاجت محتاج پیوست ترا گر صدق رغبت ہست بند ہمیشہ ایں بسا معمور بادا برفت راست چون کاشائے ماہ سعادت بخش یارب را ستاں را</p>	<p>بخلق نیک گیر و خلق را دست بدی بگزارد و نیکی گزیند ہر آنکو ایں بدانند او بود مرد دلا بازار رعنائی مکن تیز منہ بر جان حاجت مند در دے در اں درگہ ترا ہم حاجتے ہست تہا مست ایں کہ خواندی نکتہ چند دلا و از شمع دولت نور بادا ہمیشہ را ستاں را اندلوراہ خصوصاً صاحب ایں آستاں را</p>
---	--

## ایں نیز در آل معنی

<p>علم بیر دل برازمیدان ہستی طلب کن صحبت بیدار بنختے خدا را شو خلافت از ہر دو عالم بخندمت کوش گزہستت میسر تواضع کن براں رفعت تواں یافت اساس کار خود بر مردمی نہ طریق مردمی در مرد معنی است</p>	<p>برو آ از خودی و خود پرستی دل صاحب دلال در باب لختے ازاں عالم بزن گر میزنی دم بپا بوسی تواں شد بر سر لہر ہر آنکس ایں عمل و مزید آں یافت دریں دنیا ئے نامردم ہمیں بہ کہ مردم نیست آں کش مردی نیست</p>
--	--



<p>             ترا خود آں نکوئی در جہاں بس              دلت آں بہ کہ در نیکی گراید              خصوصاً آں کسے آید بر تو              غنیمت دارد دیدار قسریںاں              چو نزدیک تو آید میہمانے              چہ بہ کاسباب مہماناں بازی              کرم کردن زرافشانست ز پیچ              سخاوت ورز و از طبع گرامی              خدایت ایں مقام آباد دارد              کہ یک نیکئی تو یاد آورد کس              کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید              کشادے چشم دارد از در تو              بطبع خوش نشیں با ہم نشیناں              نخست از خود خوش پیش آرخوانے              کہ دولت ہاست در جہاں نوازی              کرم کن کر تو آں آید دگر بیچ              بر آورد نامے اندر نیک نامی              دلت را در مقام شاد دارد           </p>	<p>             ترا خود آں نکوئی در جہاں بس              دلت آں بہ کہ در نیکی گراید              خصوصاً آں کسے آید بر تو              غنیمت دارد دیدار قسریںاں              چو نزدیک تو آید میہمانے              چہ بہ کاسباب مہماناں بازی              کرم کردن زرافشانست ز پیچ              سخاوت ورز و از طبع گرامی              خدایت ایں مقام آباد دارد           </p>
--	---

## ایں نیز در آں معنی

<p>             زہے پر داختہ چوں کار داناں              بدولت خوش نشیں انجیا خوش باش              نکودانی کہ ایں گردندہ گردوں              ستارہ مہربانی چوں را کرد              ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی              بہ مجلس شاد بنشیننی و پر نور              قمع کوری دشمن می ستانی              باں پیوستہ خرم تا قیامت              چنین راحت سرے میہماناں              کہ دل داری خطا پوش عطا پاش              چہ بازی ہا کشد از پردہ بیرون              جہاں ہم با جہاں داراں چہا کرد              بنام ہر بزرگی جسام خواہی              چو گردوں عیش را گرداں کنی دور              دہی مرودستاں را دوستگانی              تو و پیوستگان تو سلامت           </p>	<p>             زہے پر داختہ چوں کار داناں              بدولت خوش نشیں انجیا خوش باش              نکودانی کہ ایں گردندہ گردوں              ستارہ مہربانی چوں را کرد              ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی              بہ مجلس شاد بنشیننی و پر نور              قمع کوری دشمن می ستانی              باں پیوستہ خرم تا قیامت           </p>
---	---

در دولت کشادہ خصم در بند  
بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد  
فلک کردار عالی بارگاہے  
مروح منظرے فرخ مقامے  
عطار و دید سقفے آسماں گیر  
بگونہ گونہ نقش روح پرورد  
سعادت ہاست دروے رخ نہاد  
چو ایوان قمر از روشنائی  
طرافت بخش اوقات قریناں  
ہمہ نورست از نزدیک از دور  
چہ خوشتر زانچہ اینجا خوش نشینم  
حضور دوستاں فتح مبین است  
خداوند از بین ایں مکاں را  
مبارک فال کن بریار و بردوست  
کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد  
ستارہ کیست اینجا بار خواہے  
در استحکام وزیربائی مقامے  
چہ گفتہ کاش اینجا بودے تیر  
ہمیشہ با ارم قلب دترم کرد  
جہاں بروے در دولت کشادہ  
چو دوران فلک در دیر پائی  
مقام ہمدان و ہم نشیناں  
حضور دوستاں نور علی نور  
زمانے روئے یک دیگر یہ بیغم  
سرچلہ غنیمت ماہمین است  
بدہ قدرے کہ دادی آسماں را  
خصوصاً بر کسے کو بانی است

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

بیپاکی یاد کن از حضرت پاک  
درش را بندہ شو کا زادمانی

دلالتا چند ایں آسایش خاک  
خدا را یاد کن تماشا دمانی

خداے بے نیاز از رنگ از بو  
اگر خشم آورد کونین خاکست  
بلے خوشید فضلش چوں دہ تاب  
خداوند اگر میا دستگیرا  
توئی روزی رساں از روز تاب  
تو اندازہ نہی ہر پایہ را  
محمد را تو دادی تلج لولاک  
شب افزوی کہ طاباداشت  
بدو دادی کلید حسد دیں  
کہ آرد کور ساند جز تو داور  
درو ماہ زلف مشکبارش  
جز او اثن کہ ایں حاجت برآری  
دل از تو ہر چه حاجت خواست آن  
کیا ہے بروہ از تو بوسے طیبے  
زدل بیدار سر گنجے کشادی  
حسن را طبع بخشیدی و تمیز  
سخن کہ عشق خیزد مایہ دارست

ہمہ اور اطلب گار اے ہمہ او  
چو رحم آرد زنا پاکی چه باکست  
گناہ آنجا چه گویم حیست سیما  
گنہ بخشا پشیمانی پذیرا  
تو داری رایت ہر یک مرتب  
تو بخشی مایہ ہر بے مایہ را  
کہ شد کیخسرونہ تخت افلاک  
ز خوان واضحی ہم چاشت از نو  
درو دندانہا از سین یاسین  
بروح او سلام روح پرور  
بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش  
مراد سلک ایں دولت درآری  
چو تو حاجت روائے کہ تو ایں  
ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے  
بہر سر سرے از حکمت نہادی  
سخن دادی و عشقے بر سخن نیز  
بہاں عشقت دیگر خاک و غواست

### سبب نظم کردن قصہ

سخن بینز بانس حلقہ در گوش

مرا ہم داتاں شد دوستے دوش

چو گل رونازہ چوں سون زباں تر  
 حکایت کرد از عشق جوانے  
 حدیث عشق خود جاں می نواز د  
 شراب عشق از ہریشکر نیست  
 نہالے کال زوجے عشق نم یافت  
 گلے کور اسیم عشق دادند  
 عجب را ہیبت راہ عشق بازی  
 غرض را باشم کنوں زین شل چید  
 مرا تقریر آں مرد خوش آزاد  
 حدیث غمش مقام خوش گریند  
 حسن گوش تو برگفتار لغز بست  
 چو نرم عشق را ترتیب دادی  
 بیا مطرب سماع گرم در وہ  
 برقص آرا میں دل پر در و مارا  
 بیا اے شعر خواں شعرے فروخاں  
 چہ داری از غزل لے حسن یاد  
 بیا ساقی بیا رآں چشمہ نور  
 کہ آں چشمہ زوجے آشنائیت

میان جمع چوں شمع زباں در  
 کہ در ہر کالبد نور بخت جانے  
 نیاز عشق ہر کو جاں نیاز د  
 نہ بینی درد او بے درد نہایت  
 درخت سدرہ باہم خود قدم یافت  
 بہار غیب در حشش نہادند  
 چہ بے سازی اگر بائے سازای  
 در مقصود باید زد و بدل چند  
 بہ نظم این حکایت رنجتے داد  
 چو از دل خیر و اندر جاں نشیند  
 سماع نغز نیر و بخش مغز بست  
 ازیں ترتیب بر خور دار بادای  
 ز صوت جاں فزا جاں را خردہ  
 بجنباں طبع غم پرورد مارا  
 بساط عشق را بیدق فروزاں  
 ہماں خاں کت ہماں فرمود استا  
 ہمارا میں چشم را از چشم بد دور  
 صفائش چشم جان را روشنای

## دُعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملک و سلطنت

دو عالم را یکے حرزیت عظم  
 شہنشاہ چہاں گیر جہاں بخش  
 علاء الدین والد دنیا کہ افلاک  
 محمد نام اسکندر خطابے  
 صلاح تخت دہلی میں کہ بروے  
 بقائے تخت گیتی میں کہ ناگاہ  
 چہاں جان خود آں شب پیش کش کرد  
 فلک روئے خود آندم بر زمیں یافت  
 بنام ایزد مبارک باد شاہے  
 چو روز رزم تیغ کیس بر آرد  
 زماہ نوکماں سیخی پشتش  
 ہر سے در دل زہرہ گزشتہ  
 شہ چارم زہرہ پوشید از میخ  
 شہ برجیس بر خود مدح خوانے  
 چو گفتم نکتہ از رزم گاہش  
 خجستہ مجلس چوں باغ آدم  
 در آں مجلس کف دریا عطا جوئے

دُعائے حضرت شاہ معظم  
 بکینہ جلستان در ہر جان بخش  
 بھی بوند بر در گاہ ادھاک  
 درش اسلام را حسن المآبے  
 چناں شاہ مبارک می ہند پہ  
 چہاں بخشے چناں بروے پادشاہ  
 کہ دروے جان سلطان جائے خوش کرد  
 کہ آں خورشید بروئے زمیں یافت  
 جہاں را در جہاں گیری پناہے  
 سر آں سیل کوہ افکن کہ دارد  
 عطار د کمتریں تیرے پشتش  
 زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ  
 شجاع تیغ زن لرزان تراز تیغ  
 زحل ہم جان خود را پاسبانے  
 کنوں بشنو صفات بزم گاہش  
 رواں خول خضر دروے داماد م  
 زحل از لولیاں ہندوی گوئے

<p>بخدمت شتری از خانہ خویش  ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام  فلک کردہ دف خورشید را گرم  عطارد تیرے از بہر زرمش  مہ نوجرہ دان مجلس اوست  حسن بنیاد صنعت نوہادی  چو جام عیش پیش میکشد بخت  بیامطرب طریق باز نو ساز  بیاد خسر و کس نیست ثانی  بیالے شعر خوان مدحت شاہ  بخواں تا اہل مجلس شاد گردند  بیاساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز  اکمیں نوشے کہ من از جام بر جوش</p>	<p>گہے ماہی کشد خود کہ کماں پیش  ہنہادہ خنجر برداشتہ جام  سرود زہرہ گاہے تیز و گہ نرم  کمینہ تیرے از ایوان بزمش  نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست  بہر صنعت سخن را داد دادی  بعشرت خانہ مقصود کش خرت  کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز  نوائے کُن نوائے خسر وانی  کہ نوشتش عطارد و برج ماہ  حریفان خراب آباد گردند  چو مے دادی بدہ نقل از لہم نیز  اکنم بر یاد شاہ نامور نوش</p>
--	---

## آغاز قصہ

<p>شنیدم والے در عہد شاہ  فلک با سخت بنیادی اوست  سوادش چوں خط معشوق لکوش  زنان سیم سیمائے سمن ساق</p>	<p>عمارت کرد در ناگور چاہے  تکلف با ہمہ موزون اوجبت  در و آبے چو اشک عاشقان و ش  نہ چون بل چو خورشید از بتاں طاق</p>
--	--

<p>ہمہ سالہ براں چاہ آمدندے  چو آب از چاہ بیروں برکشیدند  جوانے کاں گروہ آکبش دید  رسیدندے غریبان ہوسناک  بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاہ  فلک آں چاہ آں یوسف جو دیدے  گرفتہ دلور اسیارہ در جنگ  حسن افسانہ را باش اینچ راست</p>	<p>خرد آشوب دخواہ آمدندے  چو سروے سوے خانہ می چیدند  دو چشم از آب رفتن چشمہ ش دید  ہنادرہ چشم بر ہر چشمہ خاک  ز وہ چندیں دل یعقوب را راہ  بدلو خور رسن ہا در کشیدے  بہ جست جوئے یوسف کردہ آہنگ  نہ دانی قصہ یوسف درازست</p>
---	---

## عاشق شدن جوانے بریکے از خواہاں

<p>ہمانا نو خطے بود از دبیراں  ز حل در میش اوچوں پیشکارے  ازاں سو طوف میکردست یک روز  در آمدچوں بگر چشمہا حوت  ستادہ دید جادو دخترے حست  بت ہند نسب چوں ترک غل ریز  بہ یک رشتہ کہ اندرچہ فرو کرد  بہ یک دلوے کہ برد از چاہ بیروں  جواں آہے بر آورد از دل تنگ</p>	<p>جوانے زندہ دل مقبول پیراں  میان اہل ہندش اعتبارے  کہ دل بردش دلا رام دل افروز  بسوئے آں چہ ہاروت چہ ماروت  کہ ازوے خون ازوے آب می  بلبش کر بہ غمرہ شورش انگیز  طناب عاشقی در حلق او کرد  کشید از جوئے چشمش دلو باخوں  چناں کا تش بروں ز دل سنگ</p>
--	---

نگار سنگدل در تنگدل دید  
 غریبه دید گشته شهر بندے  
 بنحو دزدیک شد ہر سو نظر کرد  
 خطر مائے ملامت را خبر داشت  
 بماند آں زخم خوردہ بر سر چاہ  
 ہمہ روز از غم آں ماہ تا شب  
 چو شب شد با ستارہ رازی گفت  
 چو را یات سحر گہ سر بر آورد  
 رسید آں شمس خوبان ختن باز  
 جوانے بیدل از دیدار آں حور  
 در او دیدہ بہ سجدہ سر فرو کرد  
 در آں سجدہ دعاے خواندہ بردست  
 پس آنکہ برزد از سینہ خروشے  
 مرا کشتی نگونی مذہبت چیست  
 مرا دیدی کہ بنجو و چوں فدا دم  
 بنحوں در آشنا کردی تو بارے  
 چہ دلداری چہ دلداری تو ای ماہ  
 چہ ریزی خون مسکیناں با فو  
 بدیں چہ غول چہ می ریزی بریں

یکے سر گشتہ را پا بگل دید  
 ز زلف خود گرفتار کندے  
 بہر سے در دل پاکش گزر کرد  
 بزودی زان خطر گہ گام برداشت  
 چو ماہی می طپید از رفتن ماہ  
 ز دیدہ بر زمیں می ریخت کوب  
 غم ماہ با ستارہ رازی گفت  
 جہش را شاہ جہیں از پا در آورد  
 جہش در جہیں زلف او فتن باز  
 دگر رہ زندہ شد چوں شمع از نور  
 نماز عاشقاں آں بود کہ کرد  
 دعا در سجدہ کہ خواندن چہ نکوست  
 کہ اے در جان من افکندہ جو شے  
 چہیں بجا پر کشتن مذہب کیست  
 ز دست دل بوج خون فدا دم  
 گزشتی از سرم بیگانہ وارے  
 چہ خون خلق می ریزی دریں چاہ  
 ازیں چہ آب خواہی خورد یا غول  
 چو خون ریزی دیگر در زخم خداں



یکے چاہے کین نامش ینہ کور  
 مرا آنجا بپست خود در افکن  
 زیارت خانہ کن آن خواگہ را  
 چہ میگویم ترا بامن چہ کارست  
 نخواہی برو دامن لے دلا رام  
 گرفتم کز مزاج نازینست  
 نمی گوئی سخن جانان نسبیت  
 ز مردم مردماں دم ساز گیرند  
 نہ من دیوے نہ دیوے می پرستم  
 سخن کو یہ کنتم آخر سلا مے  
 پیامے گرفتستی نام یا بم  
 بجنباں طرہ چوں زلف شمشاد  
 بر آوردستے از عاشق نوازی  
 بے زیں گو نہ بروے داستاں خواند  
 بتے عاشق فریبے را یکاں کش  
 ز چنداں نقش کاں صلیب نظر  
 رواں شد چوں ہمہ در منزل خوش  
 جوان مست کار از دست رفتہ  
 ہما نجا سر نہادہ زار گیرست

میری کابوے شیر نیست یا شور  
 چو از خاکم بمن خاکے در افکن  
 چو جوئے خضر سزاں پیر چہ را  
 گہر با خاک نام ایزد کہ عارست  
 مراد زندگی و مردگی نام  
 بدایں از دم کہ باشم ہم نشینست  
 قدے چوں نخل بر نخل رطب صیت  
 سخن از دیو مردم باز گیرند  
 اگر دیو نہ ام خواہم کہ ہستم  
 از اں لعل شکر بپیامے  
 دریں شفتگی آرام یا بم  
 مگر بوے بہ تحفہ آہ و باد  
 کین بیچارہ را چارہ سازی  
 برافسوں گرسانہ کے تواں خواند  
 کہ بردار آدمی صبرے پری و ش  
 نظر نہ دخت کاں جانب کہست  
 جراحہ تازہ کردہ بر دل ریش  
 دلش بر یار و یار از دست رفتہ  
 بجز گریہ سبیل عاشقان صیت

<p>تو خدا کن دریاں صوت صباہی          ز زنجیرے کہ داری گوہرے بخش          چو چنگی زخم ہائے چنگ ہمدار          سماع نغز دیدی نغز تر گیر          عروس تاک را پوشیدہ پیش آر          غمہ بیروں کغم زہیں جاں غم کش</p>	<p>بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی          سرم را از سروے افسرے بخش          بیا لے شعر خواں آہنگ ہمدار          ہما نجا کہ فردا آرد تو برگیر          بیا ساقی ہے جو شیدہ پیش آر          گر با او بر آرم خلوتے خوش</p>
---	--

## زارِی کردن عاشق در نظر معشوق

<p>کشید از چاہ مشرق دلو خوشید          بہر ج دلو طالع گشت آں ماہ          چو گرد ماہ روشن اخترے چند          ہی آمد چو سرے نو خرا ماں          برو کس نازدہ آسیب جز باد          دو طرہ چوں دو ہند و تیغ دردست          بنزع افگندہ عاشق را کماں          ازو در ہر دے تاریک تابے          دہن چوں رد زئی محنت کشاں          بریں شکلے کہ گفتم چشم بدور          زواندر دامن دلدار خود دست</p>	<p>چو دیگر روز ایں دولا بہ بید          چو خورشیدے کہ جوید در جل راہ          رسیدہ گرد گردش دخترے چند          انکو روے میان نیک ناماں          چو سرے از ہمہ آلائش آزاد          دو چشمش چوں دو ترک تیر درشت          گرہ بستہ برابر روے کماںش          رُخے چوں نہ گویم کافتا بے          بے دادہ بہ صاحب دوتاں رنگ          چو آمد سوئے جان چشمہ نور          جوان دل شدہ از جالے حبت</p>
--	---

بنالید از غمش نالیدن زار  
 پس از صد ناله گفت اے من غلامت  
 چه نامی از کدامی آسمانی  
 چه کیکی از کدامی کو هساری  
 بهشتت یا همه حواری غلامت  
 فدایت هستی من هر چه هستی  
 نه صلح عرض کردی و نه جنگم  
 سر گشتم نیرسیدی غرض چیست  
 نمی شاید در انصاف بستن  
 رها کردی مرا در خون و در خاک  
 تشکارے وار بخونم زدی رائے  
 مرا بر وار کا فاقوم بخواری  
 شبے طالع نه گشتی بر من اے ماه  
 نه از خانه خبر دارم نه از خویش  
 ربه گم کرده در صحرائے اندوه  
 قرار سینہ ام صحرا گرفت  
 باندن جنبش زلف چو زنجیر  
 منم مجنوں مطیع لیلی خویش  
 چه دل بستی درین جان دادن

چو از جاں دست شسته شخص بیمار  
 سر نام تو کردم حیثیت نامست  
 که آں شب گرد ناقص را نمائی  
 که چوں رفتار خوش گفتار داری  
 اگر حوری بهشت تو کدامست  
 چه بودست آنکه دل بردی بستی  
 نه نام باز پرسیدی نه ننگم  
 زدی ننگم نه گفتی کس سگ کیست  
 بدین بے اتفاقی بر شکستن  
 نه از من شرمست و نه از خدا پاک  
 بکشتی و رها کردیم بر جائے  
 که بر وارد اگر تو بر نه داری  
 نه دایم بر چه طالع زاده آه  
 ز محنت مایه دار از صبر درویش  
 نه در صحراست آرام نه در کوه  
 غمے چوں کوه در دل جا گرفته  
 بمجنونی سمر گشتم چه تدبیر  
 اگر لیلی تویی مجنوں کمن بیش  
 چه خواهد خواست از افادن من

غریب کشته گیر و خاک گشته  
 بر افکن پرده باز از رخ خوب  
 بخت پوشیده ماه از ترس مادر  
 مرا خال تو میدارد درین حال  
 اگر صد سال با تو راز گویم  
 دلت زان گفت گو آزاد باشد  
 نه دریا را بود از هیچ سگ باک  
 برآور دند پیش از ما شمارے  
 بتو خرما سپردند و بمن خار  
 کسے کاں روئے آتشاک افروخت  
 توانی از پس صد زخم کاری  
 یکے رخس رعایت گرم گرداں  
 امیدم تازه کن مانند رویت  
 پیچاں چوں دل نامدل لیش  
 عملها را جزائے هست آخر  
 بگفت اوفاد پس از پائے چول  
 براں بے دستگه کز پاد افقاد  
 برآمد هائے هائے از چپ دست  
 بتان اکبش را دید پر آب

خط از روئے لوح پاک گشته  
 چه داری ماه را در میخ محبوب  
 یکے خوں ریز خالے زیر چادر  
 تو از مادر ہی ترسی من از خال  
 ملامت هارسد از تو برویم  
 مرا نیز آں ملامت یاد باشد  
 نه سگ از هیچ دریائے شو پاک  
 بقسمت در ازل رخت کالے  
 ترا مهره بدست آمد مرا مار  
 تو اند صد چمن خاشاک را سخت  
 که کار ناتوانی را بر آری  
 دل سنگست نخته نرم گرداں  
 دلم را چند پیچانی چو مویت  
 یکے از دفتر فردا بیندیش  
 مکن چندیں خدائے هست آخر  
 دل و دلدار هر دورفت از دست  
 همه نظارگی را گریه بکشاد  
 ازین سوزاں سوزاں سو نعره هاست  
 جگر پرتاب جان را رشتہ پرتاب

ہمہ جانوز دل دماز گشتند  
 شکر لب آں سماع خوشتر از نوش  
 ز نازے کان بود در نازینال  
 رواں شد و ج لولو ہرہ کردہ  
 دگر خواباں ہمہ تاحسانہ با او  
 فلک ہر روزاں صنعت ہی سخت  
 شد ایں قصہ میان شہر مشہور  
 بوقت صبح کیں دریائے اخضر  
 شدے طالع برسم خویش ناگاہ  
 غریب خانماں کردہ فراموش  
 ہماں شور و شغف آغاز کردے  
 جگر می خوردے دی کو فتنے دل  
 ازیں دیوانہ شکلے دیو دیدہ  
 دو چشمش باز ماندہ در مَخ یار  
 نظارہ مردماں از ہر سبیل  
 بحیلہ عشق نتواں داشت مستور  
 حسن را نیز عشقے بود در سر  
 بیامطرب ز بربط حال بر سر  
 ہماں باز کہ دروے ہست کل عتّا

بصد حسرت از آنجا باز گشتند  
 از اں گوشہ نشین چوں کرد در گوش  
 نہ دروے دید نے در ہم نشیناں  
 شکر در بند و مہ در زہرہ کردہ  
 پری می شد دل دیوانہ با او  
 بدونیک از پے نظارہ می بخت  
 کہ پروانہ سرے در باخت بانور  
 کشادے چشمہ خورشید از سر  
 چو ماہ نخب آں مہ بر سر چاہ  
 بر آردے دگر بار از جگر جوش  
 ہماں سوز گزشتہ ساز کردے  
 زمیں می کندے وہی بیخے گل  
 نہ شبہا خستہ نے روز آرمیدہ  
 زبان کامگارش بر سر کار  
 چو راز از پردہ پیدا شد چہ حیلہ  
 میان سایہ پنہاں کے بود نور  
 کہ کرد ایں حرف را بروے دفتر  
 زد دفتر مرا آں یک ورق بس  
 بیک میث آں مفصل می شود راست

بیایے شعر خواں بکشا سفینه فروریز انچه زودت هست معلوم بیا ساقی بیار آں کان یا قوت بمن ده تا بدار یا قوت حمرا	دُرے در گوش ماکن زان خزمینه در منشور یا نووے منظوم اگر جاں را قوتست و چشم را قوت اگر دامن و فائے درد و غم را
--	---

## آمدن جماعتی از برهمنان پند دادن مرعاشق را

کسے کز عاشقی بر بست بارے نه بیند فال نئے تقویم خواند بود فاش جمال فسرخ یار غریبه بے دل از جاں گیرشته نظر میکرد روزے از سرچاه برهمن اصل افول خواں بے چند در ایشان بود کار آگاه پیرے و قوفش بر فرج چرخ و اختر شد آهسته به پیش خسته نشست نصیحت های پیرانے فرو ریخت رطب را از شکر خالی بخل کرد که اے غافل ز شمشیر زمانه جہاں تیغ بکفت در ترک تازی	نصائح را ندارد اعتبارے بدونیک از نگار خویش داند شب تنگیش سرگیسوی دلدار ره غم را بسد محنت نوشته از اہل خویش تو می دید ناگاہ کشاوه از در ہر دانستے پند رہبانیدہ بہر پرغاش تیرے در انگشتش حساب ہفت فقر سخن را از عبارت کلمہ است غبار غم ز صحن دل فرو ریخت پس آنگہ رخ بدای شوریدہ دل کرد خبر داری ز خمیریزیش یا نہ تو در بازی بہانہ عشق بازی
---	--

لکن بازی بقتل غویش باز آئے  
 جوانی تیز طبعی ہو شداری  
 ورائی عقل میرا افسرے نیست  
 چرا باید کہ آن گنجینہ پاک  
 مزن در شیوہ صغرائیاں دست  
 دریں میخانہ مستی ناصوابست  
 مکن کیس کار تو روئے ندارد  
 ہماں یارے کہ اور دوست داری  
 نہ فرمان تو دقتے کار بندد  
 دریں مدت کہ جان تو بسفتہ است  
 چنینیت را چرا تو می پرستی  
 چو بشتیاد آن جوان این پند از پیر  
 بنالید از دل نالند چوں جنگ  
 کہ آہ اے نامحان اے پندگویان  
 چه چندی سرزنش کردن زمستی  
 مرا میگوں بے کردست مرست  
 من این مستی نہ از ہر جام دارم  
 از آن آہو کہ چشم شیر دارد  
 چنان شمشیر ما دیدم بخون تیز

اگر کردی براں دیگر میفرمائی  
 مدہ کز کف زمام ہو شکاری  
 سعادت بخش زو ترا تھرے نیست  
 شود از دست چل تو گوہرے خاک  
 متواز بادہ سودائیاں مست  
 نہ آخر آخر مستی خرابست  
 گل پسندار تو بوئے ندارد  
 نہ دروے دوستی بنیم نہ یاری  
 نہ در روئے تو روزے باز خندد  
 شنیدم یک سخن باتو نگفتہ است  
 ازیں صورت نظر بردار رستی  
 نفیر انگینت چوں مرغان شبگیر  
 دران نالش گری برداشت آہنگ  
 ز معجون فساد اصلاح جویان  
 نہ مستم از شراب خود پرستی  
 ہو بینا و صبرم پست کردست  
 ز چشم آہو انش و ام دارم  
 ہر یک غمزہ صد شمشیر دارد  
 چه ترسانیدم از شمشیر خون ریز

من و جانے بہ بند عشق بندی  
 شما دانید و امج غرت و جاہ  
 مرا گر روز من مسعود بودے  
 تو لے فرزند پیر مصلحت میں  
 منہم را راست خواہی کرد یا پائے  
 من میں اشتغلی تنہا ندارم  
 مرغ از گردن آشتہ کہ ترختا  
 مرا کاریست افتادہ خدائی  
 دگر بارہ حکیم خوب تشبیب  
 طامت کرد لیکن راحت آمیز  
 بدو گفت لے جواں آہستہ تر بہا  
 ترا گرچہ موافق نیست پندم  
 اگرچہ داروئے من تلخ کست  
 حذر کن چند روزے از خطر با  
 سعادتہا بر آرد آں بر تو  
 از آں روزے کہ زادی تا بہ امروز  
 بشد دور تعب نیں پس طربست  
 ہم اکنون مشتری بآید فلاں جا  
 و را خاطر ظالع میں بر اشتفت

چہ خوانیدم بعد رہوشمندی  
 مرا با من گزارید اندر این چاہ  
 براں بندے کہ دارم عود بودے  
 غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں  
 خود را ہوش یا تدبیر یا رے  
 نحوست ہاست اندر روز گام  
 کلامی جائے می بینی در و راست  
 تو بے حاجت کمن کار آزمائی  
 سخن را نوع دیگر داد ترکیب  
 غمے آوردش اما شادی انگیز  
 زود آسمان صاحب خبر باش  
 ولے پذیر بہر نقتے کہ بندم  
 یہ صحت چاشنی دادن چہ با کست  
 کہ شاخ بخت خواہد داد بر ما  
 شمارے کردہ ام در اختر تو  
 بدیدم از ضمیر حکمت اندوز  
 غم و شادی عالم را سبب است  
 ہم آنجا زہرہ با و عشرت افزا  
 در آں اشتغلی این حرف میگفت



که با من از ستاره کمتر که جو  
 چه دانند اختران دورِ عالم  
 بگویم سعد و نحس آسمان باز  
 نه شمشیر و نه دگر آند نام من شش  
 نه خود را و نه میداند که چه بسم  
 نه کیوان سر خود داند کم و بیش  
 ازین تا باز بر تزلزل را نیست  
 تو ای افسانه خوان داستان گو  
 چه کردی که عیسی کال ندائی  
 چه حاجت بحث از خورشید و از ماه  
 چو آب از روی ظاهر بے گنا است  
 و اگر آب اندر گنجینه باشد  
 گنه کار این وطن اورسن یاب  
 ازین دیوانه گانه نمکسته چند  
 چو دیدند آن رسن بندهاں آن خضر  
 همه یکباره راحت ساز گشتند  
 حسن عاشق ز انجم بر چه پرسد  
 چو اهل عشق بر تقویم خمند  
 بیا مطرب چو طبع زهره داری

که آگاهایسم از آگاهای تو  
 انگیس را هم چه علم از دور خاتم  
 بنقش کعبتین می ماند ای راز  
 تو خواهی خوش بیار و غمنا خوش  
 بدین منوال می دال نقش انجم  
 نه بر جیس آگه از خیریت خویش  
 که بر هر کار خانه کار را نیست  
 نداری از گل این یلغ بابوے  
 حروف کال بخواندستی چه خوانی  
 بیا نخته فسر شو اندرین چاه  
 همه ساله چرا موقوف چاهست  
 رسن در گردن چنبره کافکند  
 بر دپستر چو شاکر در سن تاب  
 چو در در جمع آن گوش اندر افکند  
 ز دیگر روز ناسه می شود صرف  
 سر افکند از آنجا باز گشتند  
 ز ماه خویش پرسند هر چه پرسد  
 که دروے احسن تقویم بندند  
 کمن در دور مجلس هرزه کاری

ندیم است و توئی ساقیت مارا بیایے شعر خواں باشعر خورسند چو من حرنے بخوال زین تخمہ خاک بیامطرب طرب را وقت دریاب مرا با وقت با ساعت چه کار است	سعاد تہاست زین تنگیست مارا تو طالع ہیں نہ از شعریت پرسند کہ از غم تخمہ دل را کنی پاک منم خورشید کش ساقی سطرلاب چوئی آید ہمہ وقت اختیار است
---	--

### خبر یافتن شحمہ از عشق و بند نہادن

چو عشق بیدلے باد لستانے زن مرد از حدیث آں زن مرد اگر مردے زن و دیکان آں دن بہ پیش شحمہ آمد خاک بر سر بدہ دادے کہ بیدادی بے رفت جوانے نام مارا خاک کردست دخلتان مانگشتہ رطب جوئے پس آنکہ کرد از آں سرگرہ باز بد و نیکی کہ پیش شحمہ بودند بخواندش شحمہ زنجیرے در دست اسیرے بند محنت ہا کشید بہ بندش در کشید آں چرخ قتال	شد اندر ہر دیارے داستانے بہر جائے کہ میشد قصہ میکرد شدہ تیر و طعن دوست دشمن کہ ریزم خون خود با خاک پس در ہمہ آب کساں از ناکی رفت دل از شرے کہ باید پاک کردست کز اس نے رنگ خلد یافت نے ہوئے بہ پیش شحمہ از انجام و آغاز بر آں دعوی شہادی نمودند بدگیر بند پایش کرد وہم دست ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ ہی گفت از سر حالت در آں حال
--	---

<p> اکے چرخ کمال پشت کیس ساز  گرت بد کردہ ام بامن بدی کُن  پسند و تنجکس با ذرہ زوز  گس را سوختن ہر چار سو پر  چنیں عاجز گشتی تا چہ بند کردن  دو دستم بر فلک از شور و سخت  کجارت آنکرمی دید اختر من  نہ زہرہ دیدم و نہ مشتری  ہیں با ایں دو عقدہ بایدم زبست  ہیں نالید روز و شب بریں حال </p>	<p> مرا نذاں جو انم رواں سر انداز  وگر کیس میکنی با خود خودی کُن  بزیر پائے پیل انداختن مور  نخ را در سیاست خار در سر  چو من ناجیز را در بند کردن  دو بند آہنی در پائے ہا سخت  سعادت کردہ نقش دفتر من  ببد روزاں چہ جانیک اختر ی  نذاںم راس کہ یا نحو ذنب کیست  باند آں بند بروے تا بیک سال </p>
--	--

### خلاص یافتن عاشق از بند

<p> چو نوشد سال سلطان السلاطین  بہ تخت ملک دہلی پادشا شد  اشارت داد آں گیتی خداوند  چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق  چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور  بیامد بند از آں بیچارہ بردا  چو دیوانہ بردل آمد ز زنجیر </p>	<p> مغیث الحق نجات دنیا و دین  بے محتاج را حاجت روا شد  کہ بردارید از ہر بندے بند  ہمہ محبوس را فرمودہ الملاق  بحکم ایں اشارت شمعہ بر فور  زکاء خشک کوہ خارہ برداشت  رواں شد چو دل دامن جہتہ نخبیر </p>
--	---

چوتھنے کو بولے چہ خرامد  
 ہما بخا دید سر و سیم تن را  
 ہی گفت آب در دیدہ کہ ایام  
 قضا بر چاہ من بندے برا فرود  
 دیں بندم نہ پر سیدی تو یک روز  
 دیں بند ار گستے بند بندم  
 ندانم کز چہ سنگ آمد دل تو  
 کہ نے زان سنگ امید گوہر ہم  
 شہم تاریک روز تیرہ چندیں  
 چو ہرگز دل نخواہی بست با من  
 بر آنم کا فگنم خود را دیں چاہ  
 چو ایں گفت و گرفتندش چپے راست  
 صبوری کن صبوری روز کے چند  
 گرہ از کار ہر یک او کشاید  
 غمت بیا ر شد امید شادی  
 نظیرے چند ازیں ساں یاد کروند  
 دل عاشق بلا بے کے شود نرم  
 حسن تار دئے یار خود نہ بیند  
 بیا مطرب را بت را بلف کن

پس از سالی بچاہ خود بر آمد  
 بت شکر بے شیریں دہن را  
 نبودم قلع از عشقت بدیں چاہ  
 غم این جائے و این بندے کا بود  
 غلط کردم ترا کے باشد ایں سوز  
 نبودے ایں تمنا سود مند  
 کہ ایں آب تر کرد آن رگل تو  
 نہ زان آب تش دل کمتر شد  
 چہ جانے میکنم بر خیرہ چندیں  
 چہ درخوں میکشم بیش تو دامن  
 تو از من واری من از خود ایام  
 نمودش کہ ایں رہ راست سودا  
 منال از بند لاد دل در خدا بند  
 کشاید از تو ہم چوں وقت آید  
 چنین امید ملک کیقتبادی است  
 بدیں لایہ دلش را شاد کردند  
 تنور از دیرت با راں کہ شود گرم  
 سر و سامان کار خود نہ بیند  
 طرب را حلقہ دگوشن دف کن

برئے زن گو کہ لے ہم رنگ ہم راز  
 بیا لے شعر خواں شعرے کہ خواندی  
 گلستانِ دگر را باز کن در  
 بیا ساقی بیا راں جام جان بخش  
 بمن دقماغے ازل بر آرم

بد سازی دے باہماں ساز  
 گلے بود آں کہ برستاں فشانہی  
 دگر رہ تازہ گرداں مجلس از سر  
 بجاں در ماندہ دلہارا اماں بخش  
 وزو حان نو اندرتن در آرم

### نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و وعدہ دادن بمصال

چنین گویند دانا یان ایں دیر  
 بزرگ خورد را روشن شد ایں حال  
 شبے افشانده ماه چارده نور  
 تو گفتی مرزا انجم مایہ انگیمت  
 بر آمد صبح ناگہ واں درم خواند  
 بت ہند و نژاد آن شب بازی  
 ہمہ شب با پری رویان شب بیا  
 چو وقت صبحدم شد یاد کوش  
 پیشیاں گشت آن معشوق زیبا  
 شکیبائی بردن آمد ز پرده  
 در دل بر کشاد آن سنگدل را  
 بیا راں گفت ما و یکبار رفتار

کہ چون کیچند شد ستیاریہ را سیر  
 بدیں حالت بر آمد چارده سال  
 غبار ظلمت از آفاق شد دور  
 ز بہر چارده بازی درم ریخت  
 مگر شش روز پرویں کال درم ہند  
 چو تر کال غمزا در ترک تازی  
 چو چشم یار خود بود دست بیدار  
 کہ یاد آمد از اں دہماے سر دشن  
 کہ بود از عاشقے چندیں شکیبیا  
 کلید رحمت اندر دست کردہ  
 بہشت از سکہ او بخش و غل را  
 کہ فردا بار خواہم برد با یار

روم دستش بگیرم زان اسیری  
 سخن گویم وز دهم راز پرسم  
 گچے مرہم ہنم بر سینہ ریش  
 ز لباحت زرخ یخانش بخشم  
 دریں اندیشہ بوداں ماہ تاروز  
 چو زین مینا بردن دو لعل گلرنگ  
 سر از سودائے لعل دستان پر  
 نسوے بر وصال دوست بخورد  
 کہ ای بخت ایں چه سختی می نمائی  
 نیامد وقت آل کز من کنی یاد  
 چه نازست آل ز من افروز کنی ناز  
 فن خود ساز آل یار فنونے  
 سو ارم را عیان دل بگرداں  
 ایکی آن سخت دل ادر دل افکن  
 دریں بودست کز رد گرد بر سخت  
 بردن آمد از آن گرد آفتابے  
 ہماں ہر روزہ سو گلشن افروز  
 در آمد شاد پیش یار غنشت  
 بر پر سیدش کہ چنی حال نیست

چه خوب آید ز غواں دستگیری  
 فراق چہند سالہ باز پرسم  
 گہش طوفی دہم از بانوئے خوش  
 کشر و انگہ بوسہ جانن بخشم  
 کہ سر بر کرد مسج عالم افروز  
 بر آرداں فرومانہ سر از سنگ  
 گے لعل از مرقہ میر بخت گداز  
 عتابے بر خیال بخت سیکرد  
 دل تنگے بجاں آمد کجائی  
 بر اندازی بنائے غم ز بنیاد  
 چه غمشت ایں بیا یا آشتی ساز  
 فغم بردم دل جا دو فسونے  
 مہ خود کاسہ را منزل بگرداں  
 کہ دہم آرد بدیں درد دل من  
 ز روئے دل غبار درد برخواست  
 چو گنجیخ نہادہ در خرابے  
 شگفتہ چوں گل فرو ز نو روز  
 گرفتیش دوست و بوسے داد بدست  
 حساب پار رفت امسال نیست

دولت چوں بود چندین سال در تاب  
 چه خوں با خور دی اندر اشتیاقم  
 چو خاک کے خوار ماندہ بر سرِ راه  
 چو عیشش خود چشیدہ تلخی از بند  
 رہائی را رہ دور وے بخشستہ  
 خدا داناست ای دیرینہ یارم  
 بتقصیرے کہ کردم عذر بس پذیر  
 کنوں چون بخت ہمدکنہ نو کرد  
 قوی دل شوزیں پس حایہ تکیستہ  
 بفال نیک روز خویش خوش کن  
 دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ  
 من و تو جام غمش خواہیم خوردن  
 مرا جفتہ است بازگان کہ ہر سال  
 رود در باد یہ اشترستاند  
 ہم اکنون با شریکان سفر ساز  
 چو او از خانہ شد تو جا بمانی  
 ہمیں کو پائے بیریں آرد از کوئے  
 ترا در بزم گاہ وصل غواغم  
 چو آن زنجیر کعبہ را ندیدہ

جگر چوں غور و چندین گاہ خوں تاب  
 چہ محنت ہا کشیدی در سراقم  
 چو سنگے سر نہادہ بر سر چاہ  
 کشیدہ چوں دل من سختی از بند  
 بخون دیدہ از جاں دست شستہ  
 اکمن از شوخی خود شرمسام  
 گناہ از من گیر از بخت خود گیر  
 فلک رخس و فارا گرم رو کرد  
 دلیل حال نیکو فال نیکوست  
 شب اندوہ را داغ حبش کن  
 فتور غیش خواہی دید رفتہ  
 بجلوت جائے خود غواہیم کردن  
 برو اشتر خریدن را بے مال  
 فروشد پیل وارے زر بماند  
 سفر را غم مطلق میکند باز  
 درون دل قدم در نہ کہ جانی  
 شود خارے کہ در راہ است کیوئے  
 نثار چوں تو جانان جاں فشانم  
 رہ غم را بسا اینہا بریدہ

شنید آں ز لعل بر چاه ز مزم  
 بلا پرورد آں مجبور سکیں  
 بہر جانب نظر انگشت نختہ  
 سرے در پائے او آدردہ میگفت  
 توئی یا خواب دیدم یا خیالست  
 کہ امیں آیدیت لے گن اینجا  
 چہ دولت بود کہ من یاد کردی  
 چہ رحم آمد دل کا فروشت را  
 من اندر خود چون تو میہمانے  
 چہ آرم پیش کش از ہر چہ خوشتر  
 ز جاں باستہ تر باشد نثارے  
 بوسلم وعدہ وادی رست یارا  
 سخن ہائے گفتی لے پری رو  
 تو خود بابے بیاری می نہی پیش  
 بوعدت روشنائی تاملست  
 چہ خوش باغیت روشن چشمہ سارے  
 رسید ابرو بر آمد کشت محبت  
 شبان ہم از برہ گوید بشارت  
 بخندید آں گل از گفتار یارش

حضور کعبہ برد از حاجیاں غم  
 نہ دل با او دران نظارنے وی  
 نگوں بختہ شدہ بیدار بختہ  
 کہ لے کس باتو تر طاق ایندواں جفت  
 کہ صلح آب دہ آتش مجاہست  
 گل اینجا بہ کہ باشد میل اینجا  
 خرابی را بہ بطن آ باد کردی  
 کہ نرمی داد طبع کشت را  
 مہیا کے تو انم کرد خواہے  
 چہ دایم جان خشک دیدہ تر  
 بمقدار قدم چوں تو یاہے  
 ز تو بخش زمین درخواست یارا  
 ببالائے تو ماند یا سیم بونو  
 وے ترسم ز بخت اچکم و بیش  
 ولیکن اختر من تیرہ فامست  
 اگر باد خزاں نار و غبارے  
 اگر فوج مخ ناہد بہت راج  
 اگر گر گش بخواد کرد غارت  
 گرفت از بنواری در کنارش



چو بزم وعدہ در طبعش بیاہست	بجام بوسہ مستش کرد و برخاست
ازاں خلوت چو آمد سہجے خانہ	ہمی حیت آن تمنا را بہسانہ
جہاں کو آرزو را کنہ خاک	زداندر دامن مقصودشان خاک
حدیثاں جگر پائے کہ خون شد	بدیکرہ استمان گویم کیچون شد
بیامطرب بگو مارا سرودے	اگر گوی دہم از دیدہ رودے
سرودت را بود از رود آہ آب	تو قدر ایں سرود و دود و دہ آب
بیای شعر خواں تو کار خود کن	دل بہر گشتہ مارا مدد کن
بخواں نقشے کہ مارا نور بخشد	شفائے در تن رنجور بخشد
بیاساتی بیار آن میوہ روح	پے راحت دہ دل ہائے مجروح
بیانما در صف متان نشینم	جدائی ہائے عالم را بہ بینم

## وفا قمر معشوق و ختن و تبر سیدن عاشق و ختن او بر وفقت معشوق

چو ترکہ روحی از روز شب تار	بر آورد آتشی روشن عب و ار
تو گفتی شب پر صبح آتش افزوخت	برسم ہندواں خود را دواں سوخت
بت ہند و سرشت از خواب برقا	نقاب ابراز ہمتاب برخاست
بشوہر دید عسرم راہ کردہ	بیج کوچ منزل گاہ کردہ
بیامد برگ رہ ترقیب کردش	براں زاوے کہ بودا گرم و سرش
از آلاتی کہ اندر راہ شاید	بادش ہر متاعے کاں بباہد
چو ہم خانہ زخانہ سہر برون کرد	تو گوئی خانماں را بہر نگوں کرد

ہماندم تپ گرفت آن دل ستار  
 پتے سوزندہ تراز آتش تیسر  
 سر روزاں نازنیں فادوتا  
 چہارم روزش آں بت تیر تر شد  
 چو جان او ز سینه قصد لب کرد  
 بہادر گفت اے تاج سر من  
 مراد وہ کہ جانم بار بر بست  
 بگو تا ز آتش و ہیڑم در آرند  
 مرا خود آتش دل بہت بید  
 ہمیں اسباب من با من پسند  
 ترا ہم با کہ خواہد گفت ایں راز  
 کہ یار د دیدہ جانش را در آن سوز  
 منش وعدہ دہم ہں رخت بندم  
 چہ گویم یا کہ گویم چیت تدبیر  
 جگر بیکانم و بیرون کشم دل  
 گر آید آں مخالف بخت بد روز  
 بگویندش کہ رفت او دل ہمیں جا  
 بگفت این ہم پیوست دیدہ  
 خروشنے زار از آن خانہ برآمد

اند دل را بلکہ کار افتادگاں را  
 گدازاں شدن شمع شکر ریز  
 سیکبارہ بماند از خورد و از خواب  
 گل سیراب را گونه دگر شد  
 بجاں در ماند مادر اطلب کرد  
 صدف ساں برد مارا گوہر من  
 گل من رخت از ایں دار بر بست  
 دگر زیں سوختہ دو فے پر آرند  
 تنے چوں ہیڑم خشک از غم یار  
 کہے کو اینچیں مودہ است زود  
 براں پیرانہ ساز خانہ پرد از  
 کہ منید طالع اورا بدایں سوز  
 اکند بر خویش یا بر بخت بندم  
 کہ در دل شست ناول در جگر تیر  
 کسم ہر دو بیک جا در تیر گل  
 خبر پرسد ز دل پسند دل افروز  
 میں رہ رفتن منزل ہمیں جا  
 قفس بر جا و مرغ از مے پریدہ  
 بہر دل زان خبر دو فے برآمد

ہر آنکس کو شنید آں در و جانکاه  
 بر آئینے کہ باشد ہند و ان را  
 ز ناخویشاں و از خویشاں گرد  
 نہال نو براں خاشاک بردند  
 بر آتش در زود آں خوابگہ را  
 یکے از دوستان آں سید روز  
 در آمد نزد آں کارا و فتاہ  
 بگفتش چند پرسی از سرچاہ  
 سفینہ غرق کن گوہر فروخت  
 بمر د آں مہ کہ وصلت عہد میدا  
 چو ایں شربت بدیں بیمار دادند  
 بر آورد از دل شوریدہ شورے  
 چو سگ جانم بچندین داغ دین  
 کرا زہرہ کہ او بر تابداں کار  
 بدیں غمہا کہ اورا پایے و سرنے  
 مژہ پر آہم و سینہ پر آذر  
 گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس  
 بدیں سیرت بے فریاد ہا کرد  
 نشانے جست از آں سہ چوں نشان یافت

بر آورد از جگر جوش زجاں آہ  
 بروں بردند آں سر و جواں را  
 بر آوردند ہمیزم ہا چو کوہے  
 گلستانے بخارستان سپردند  
 بمریخے قراں دادند مہ را  
 چو زان آتش رسید اندر دلش سوز  
 ہم از دل ہم زولبر او فتادہ  
 کہ دریا موج بر زد آہ کن آہ  
 سعادت خشم کرد اقبال گبر بخت  
 کنوں شہریت از مرگش بفریاد  
 تو گفتی بند بندش بر کشادند  
 کہ بازاری چہ یاد ہیچ روزے  
 زہے غم کش بچندین غم کشیدن  
 کرا طاقت کہ او بر آرد ایں بار  
 ہمیں من نامزد باشم و گرنے  
 مرا از بہر ایں می زاد مادر  
 مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں بس  
 ازیں ساغر بے خون بہا خورد  
 بصحرا راند و در از شہر بر تافت

بروں آمد چو افیون خورده میست  
 چو آن آتش بر او پیداشد از دور  
 که حسنت ای دلارام وفادار  
 بگفتی با تو رو در زویشیم  
 میخیم و عدو دهری خوشم کشائی  
 تو حوری حور در آتش نباشد  
 مرا گفتی بخوابم ساخت بزمی  
 برائے دوستان این بزم سازند  
 ز تو یار می چنیں آمد زبے یار  
 روا باشد اگر مقصودت نیست  
 من اینک ره بنو خواهم کشادون  
 درین منزل نشدگر وصل ساز  
 بگفت این دجائے خود روا شد  
 رسیدند اقربا و اولیایش  
 بزد دست و بخت از پیش پشای  
 درون آتش آمد یار خود دید  
 شر زین سو رسید و شعل زان سو  
 ورا پوشش گرفت ز لایم سوخت  
 نظاره گر گردد از زن و مرد

صفت امید را دیده شکسته  
 فغانے بر کشید آں جان رنجور  
 چنیں میعاد ساز دیار بایار  
 تو رو پنهان کنی من در که بنیم  
 بهشتم گفته دوزخ می نمائی  
 مرا در کام از در خوش نباشد  
 که دادم با حیفی تو غمزمی  
 حریفان را بدین مجلس نوازند  
 چنیں باشد سر و کارت زبیر کار  
 دلم با جان پاکت بمنشین است  
 بهم خواب نیست سر خواهم نهان  
 در آن عالم هم خواهم شد باز  
 چو بادے بناب آتش دوا شد  
 گرفتند از لطف دست پایش  
 سرے چل روزگار خود پریشان  
 بکار عاشقی هم کار خود دید  
 ہماں جاتکیہ زد پہلو پہلو  
 فلک میں یار را بایاری سخت  
 سرا سیمہ شدہ زان داغ و زان دور

پس از بر خاک غلطیدن بجوای  
 روان گشتند آب از دیده ریزان  
 که این دیده کاینجا خوں نگرید  
 جوانان هر یک از سودائی یار  
 یکے در سوز مانده کین چه سارست  
 یکے در وجد پیرا همن زد و چاک  
 یکے بر یاد تجنوں مست میراند  
 همه جا منتشر گشت این حکایت  
 که بر روئے بجے چوں بت پرست  
 چو وقت آمد فلک قرار بشکست  
 علی رغم جہاں خوش بود جمعی  
 جہاں آں باد قہر آں آتش افروخت  
 جہاں ظالم ادا و ناپیشیاں  
 بیا تا دامن از وسے باز چینم  
 در آن کو شیم این جان خطرناک  
 برمانچہ دل را میکند خوش  
 چو جہاں رفت از تن نالان چنیز  
 دیر رہ خاک باید بودنے خاک  
 بد نیا انچہ دروے دل چہ پستی

پس از صد نوع نالیدن بزدائی  
 نفت آتش ز صحن سینہ خیزان  
 چنین غوغا بہ بیند چوں نگرید  
 ہمہ آگشت در دناں در آن کا  
 یکے در عین حیرت این چه بازست  
 یکے در چرخ چوں دوران افلاک  
 یکے افسانہ فسر ما دیخواند  
 خبر شد شہرہ در شہر و ولایت  
 نہ آں می ماند در مجلس آں مست  
 کہ ہم پروانہ را ہم شمع را خست  
 بہ خون ریز من و تو بسته پیاں  
 حساب کار خود را باز بیسم  
 برآید زین تن ناپاک یا پاک  
 ہمیں جان است آں ہم در کشش  
 چو غرافاد از پالاں چہ خیزد  
 کہ تاراحت رسد از تونہ آزار  
 در حق گیری از در ہا برستی

جوانمرداوست کومرد خدا شد

تو او را شو همسر عالم ترا شد

## حکایت

سوی پنجه کشید محسن غازی  
لب جوئے و مرغ چند را دید  
چنین گویند کال جانب پائی  
ملک پائے طلب بر جافشده  
چو سرسپرد ایاز خویش را یافت  
ملک گفت از چوایشان ره نوردی  
بگفت اقبال از آن سایه چرخم  
غرض چون بنده شد خاص خداوند  
کسی که کام دل را از خداوند  
کجائی اے گرفتار مل  
امین خویش دانستی جہاں را  
همه در بند غارت کردن تست  
امیں گره زند مشکل شمارے  
بر ہے در پیش با چندین درازی  
قدم بر گیر و رمی بین وے کو  
بخوبی خوشی عمر خویش بر خور

که تا بازش کند بالکب بازی  
در آن صید افکنی خوش گشت خندید  
هماناں روی خود نمود جائے  
سپا ہش را طمع از جابے برده  
کہ چون خورشید رو از سایہ یافت  
تو ہم ہمایہ اقبال گردی  
من اندر سایہ اقبال شایم  
دو عالم پیش او بینی کمر بند  
مباد اگر از او ماند از خدا ماند  
بدست خویش گوش خویش میال  
بدو دادی امانت نقد جاں را  
سر دستش طناب گردن تست  
شباں گرگی کند دشوار کارے  
تو با عذر آوران شیشہ بازی  
مگیر از خمین این کشت یک ج  
کہ بر خوبی بید ہری کشی سر

<p>کمند مرگ ازیں کو تہ گلو گیر          کیے در دوستان میں چند راندند          جو ایشان را طلب کردن شتابی          گلے را کز زمیں بروید امسال          مرا لایت ترے پر سیدامرو          حسن گر باتو دردے ہم نفس ہو          اگر رفتند یار امت رہ خویش          بیا مطرب تو راہ خویش را باش          ہوار از چنگ نالان نالہ زار          بیایے شعر خوان بنشین زمانے          بر آہنگے کہ مرغ صبح زارو          بیا ساقی بیا ناآں خون جوشاں          بدہ نامست گردم بے خبر نیز</p>	<p>چہ بندی مروے را در بہ زنجیر          از ایشان اہل باشد چند ماندند          مگر آں گنج در خلوت بیانی          بگو پارینہ یار از اچہ شد حال          کہ در دل داغہا دارم دریں سوز          ورق بشکن ہمیں یک حرف بس دو          ترا ہم بہت آں رہ رفتنی پیش          علاج ایں درون ریش را باش          منم بانالہ وزاری و بایار          ازیں مجموعہ بر خوال داستانی          بہر لحن از ہوا مرغان در آرد          بدان خوں خویش خانم را فرہ شاں          کہ مستان فارغند از چیز و ناچیز</p>
---	---

### ذکر تطف ملک اعزال دین

<p>کے کو نعمتے را شکر گوید          عیاذاً باللہ ..... پیچید          مرا ہم منعے چوں نعمتے داد          بنام ادکھم ایں نامہ را خاص</p>	<p>مزید روزگار خویش جوید          ز پیچاں کارئی دوراں تہ پیچید          بباید کرد شکر نعمتش یاد          ازو نام آوری از بندہ افلاں</p>
---	---

یکے کز برج گردنش سز و قصر	سر حبله ملوک سر و بر عصر
ستوده سیرت و فرخنده آئیں	کریم الخلق الحق عز و الدین
محمد اسم و رسمش جمله محسود	وجودش خاص بهر جود موجود
چراغ دود اعظم نقا نخل	ملک خوانچه کش بزمش فلک نخل
بدانش بهمنشین عفتل والا	بهت از مقام و هم بالا
کرم در عهد او نمے گرفت	جهاں از عدلش آرمے گرفته
اگر بخشش فقیر از کاں برآرد	ز کام هر صدف دندان برآرد
بدر دادن کم از دریا کمو شد	وے خوش بخشد او دریا بجوشد
کرا از تنگ بزرگت در پیش	نشسته نگهبان بخشد به درویش
بمرکب یافتن شهرے از و شاد	نخلے باد پایاں نزد او باد
اگر دستش رسد بر قرصه خور	رواں بخشد بجائے تنگ و زر
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے	همیں یک ذات او از دست برجائے
خدایش بر صلاح کار دارد	ز شاخ عمر بر خوردار دارد
بزرگا، کرمای، عالی نشتر ادا	سرت در سر در می پائنده بادا
چه گویم رحمت چوں تو کریمے	صفائے غازی خلقه عظیمه
کرم فرمودن خود خود بیندیش	خصوصاً در حق بیچاره خویش
مرازاں ثروت دریائے خطرناک	تو آوردی برون چوں گوهر پاک
پس اندر صد دولت راه دادی	محل دست بوس شاه دادی
ز سلطان گنجم آوردی و تشریف	عطائے خود در انجا کرده تصنیف



سر بختم تو بگرفتی ز خفتن  
 چو بیمار او فدا دم آنچنان است  
 نوازش ہائے بے اندازہ کردی  
 زرز بخششی و جان بخشی نمودن  
 حسن اینجار سیدی در دعا تیج  
 اہی شاہ را بر تخت گدار  
 شہنشاہ قرنہا بالک مقروں  
 ملک را دہ ملک را نور دیدہ  
 بیا مطرب نوارا برکش آہنگ  
 بیائے شعر خوانہا در چہ کاری  
 بخواں ہر گفۃ خوش کاہیت یا  
 بیاساتی بیاراں جام گلزنگ  
 بمن دہ تا بنوشم مست گردم

من این را کے تو انم شکر گفتن  
 ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تبست  
 بشریت ہائے خاضم تازہ کردی  
 نگودی کم بدیں تتواں فرودن  
 بدست تو چہ باشد جز دعا تیج  
 ملک را از ہمہ آفت نگہدار  
 ملک را ہر دم ازوے دولت افروں  
 بدیشاں چشم بد میں نا رسیدہ  
 بزین در کاسہ طہور خود چنگ  
 نثار وقت ما کن ہر چہ داری  
 کہ بر خوش گوئی و خوش خال آفریں با  
 مے رخشاں دروچوں لعل مرنگ  
 خرد گو نیست شو من بہت کردم



الانے قصہ پرواز سخن ساز  
 حکایت ختم شد دیگر چہ داری  
 ہنوزت بہت از آں افسانہ ہایا  
 ہنوزت لب پر از نظم خوشا

ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز  
 بروں آرا از خریطہ ہر چہ داری  
 دل ویرانت از گنجینہ آباد  
 ہنوزت حقہ پر پولوئے نابست

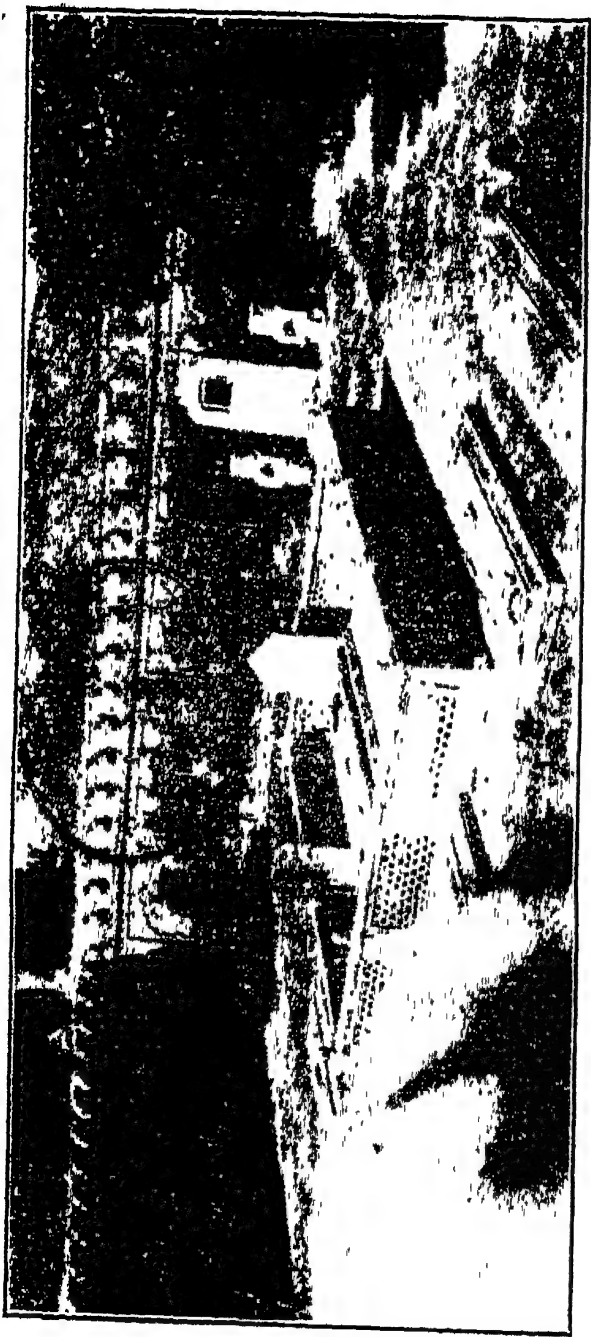
<p> سپهر سر بلند و بخت فیروز  چو تو نابد دریں روز زمانه  نیاید از خساں ایں ہرہ مفتن  بدیں طرز انجہ می ماند ستامی  زہے خوش گفتن آں پار سپاہیر  مرا بگر زبے انصافی خوشیش  چہ بے شرم کہ ایں درمی کشایم  زمن بے شرم تر ہم مرد مانند  چہ گفتم کیں سخن ناگفتنی بود  ہی خواہم زیزداں تو ہر دم  چہ کار ست ایں ہوس کار بستن  اگر خاطرہ عشق ایں در کشاوی  حدیث عشق کز سرتازہ شد باز  بخواہم کرد ترتیب شگرفی  محبت لوح بود و عشق خانہ  نودم اندریں چنداں تفکر  بسال ہفصد ایں در شد نودہ  چو در نظم آمد ایں ابیات دلکش  نہ از خود کردم ایں افیانہ بنظم </p>	<p> ترا داد ست ملک معنی امروز  دو گلے گئے جادوئے یگانہ  نکو گویاں نکو دانست گفتن  بنام ایزد چہ خوش گوید نظامی  لطافت در سخن چوں شہد و شیر  گرفتہ از فضول ایں پیشہ را پیش  چناں گل ویدہ ایں گل مینمایم  کہ ایں خواندہ از آں خویش خوانند  رہ از خار خصومت رفتنی بود  نہ از ناگفتنی از گفتنی ہم  ز تو نقشے ہر دیو باہ بستن  کجا طبع سخن را سر کشاوی  بعشق آرایم انجامش چو آغاز  دریں نامہ نمیشتم چند حرفی  از اں نامش ہنادم عشق نامہ  سواد یکشبہ بود ایں ہمہ در  دوشنبہ غرہ ذوالحجہ بودہ  شمر دم حاصل آمدش صد شش  کہ مشہور است ایں قصہ دران لوم </p>
---	---

<p>بیان عشق بے دیناں خطا بود چو قائل زندہ دل باشد زیاں نیست ولیکن عشق دریا نیست دیگر ز کفر و دیں بروست آں معانی دریں آتش کدہ در کبر بادے بیک قولم ہمہ اشکال حل کن فسونے نو دیں ہنگامہ بر گیر توقیع مقبول جاودا نے چو دیدی پیشہ ماہیت پیش آئے</p>	<p>اگر گوی کہ ایں گفتن چرا بود بیان عشق کار ہر زبان نیست تو اں کردن بصد چشمہ زباں تر کہ کار عاشقی کار نیست جانی بیا منطرب مکن از خویش یادے ز خود تو لے کہ من گفتم بدل کن بیا اے شعر خواں ایں نامہ بر گیر تو بر خواں ایں مثال مہربانے بیا ساقی سر قرا بہ بکشائے</p>
--	--

بدہ آں می کہ عشق ہر کرد دست  
کزاں مے جز حسن دیگر نخود دست



تمام شد کلیات حسن



نقشه منز آ و حضرت امیر حسن علیه الرحمه واقع خلد آباد ضلع ا و رانگ آباد  
 ملک ممد و سد سرکار آ صفیه حید و آباد کن

# اعلاط نامہ

کلیات امیرن

صحیح	غلط	۶	۶	صحیح	غلط	۶	۶
تر	ر	۵	۶۲	از	از	۹	۹
زاں	ازاں	۷	۶۳	دلے	دل	۵	۱۸
چو	تو	۷	۸۲	جو	جو	۷	۶
کو	گو	۶	۸۵	ار	از	۶	۱۹
کو	گو	۱۰	۹۲	خواہم	خواہم	۲	۲۱
ماہم	ہام	۱۵	۹۷	مذکر	مذکر	۷	۲۷
رو	زو	۱۱	۹۶	پیرہن	پیراہن	۶	۲۹
مارا	زارا	۱۳	۹۷	گامے	گامے	۳	۳۲
چو	چوں	۳	۱۰۳	رسد	رسید	۱۲	۳۴
بیدل کہ بیک	بیدل بیک	۷	۱۰۴	بیش	بیش	۱۵	۷
طیبا	طیباں	۱۱	۱۰۶	پُر	پُنز	۱۵	۳۶
چو	چوں	۱۲	۱۰۷	چو	پر	۵	۴۰
ہچو	ہچوں	۹	۱۱۱	زبخت	پہر بخت	۱۵	۴۳

صحیح	غلط	۱۰۰	۱۰۰	صحیح	غلط	۱۰۰	۱۰۰
شستہ	مُشتہ	۱	۱۶۲	افتاد	افتاد	۸	۱۱۵
چنیں	چیں	۵	"	سجادہ	سجاد	۱۳	۱۱۹
سگ	سکے	۶	۱۶۵	توئی	توتے	۱	۱۲۳
یا	با	۱۰	"	توئی	توتے	۱۲	۱۲۴
نو	تو	۱۳	۱۶۷	کہ زرد	کہ در	۳	۱۲۵
دیدہ	دید	۵	۱۷۰	کز	کر	۱۵	۱۲۶
گوشو	کوش و	۷	۱۷۲	چہ	کہ چہ	۲	۱۳۱
گور	گورے	۱۱	"	جیندی	جے جنبدی	۹	۱۳۷
بنیاد	بیس	۱۰	۱۷۴	فشانی	نشانفی	۱	۱۳۹
کو	گو	۱۰	۱۷۵	وار	و	۵	۱۴۰
سوز	سور	۱۳	"	نو	تو	۲	۱۴۳
دل بہتان	دل بتاں	۱۵	"	چوں	چل	۱۳	"
بچن	بجین	۵	۱۷۶	نوشیں	توشیں	"	"
چنگ	جنگ	۱۲	"	اگر	گر	۹	۱۴۲
زیر	ریز	۱۱	۱۷۷	ار	از	۱۲	۱۴۶
دشنام	دشنام	۲	۱۸۰	کراٹا تہیں	اکا تہیں	۱۱	۱۵۰
بیہیدہ	ہیہیدہ	۳	۱۸۰	ار	از	۱۶	۱۵۴

صحیح	غلط	۲۴۰	۲۴۱	صحیح	غلط	۲۴۲	۲۴۳
بیش	پیش	۴	۲۰۵	جنیدے	جنیدے	۵	۱۸۰
میہانیم	میہانم	۱۳	"	بعرے	بعرے	۱۵	"
دادہ	داد	۶	۲۰۷	چو	جو	۳	۱۸۱
ملک دل	ملک دل	۵	۲۰۸	دیدیم	دیدیم	۲	۱۸۳
گم	کم	۳	۲۰۹	خوانیم	خوانی	۳	"
زلف	رلف	۹	۲۱۰	ریز	زیر	۲	۱۸۴
کردند	کردد	۹	۲۱۱	چو	جو	۶	۱۸۵
چست	جست	۱۳	"	اوقند	افتد	۲	۱۸۷
نوازش	نوازش	۵	۲۱۷	اے کہ	اے	۱	۱۹۰
رنگ	زنگ	۸	"	خوں	چوں	"	"
چوں	چو	۳	۲۲۰	بر	بز	۵	۱۹۱
خال	حال	۱	۲۲۱	کینج	بگنج	۱۲	۱۹۳
تو کہ یکے	تو یکے	۱۱	۲۲۲	با	یا	۱	۱۹۷
جبار	جبار	۱۳	"	ار	از	۸	۱۹۸
بنال	بناں	۱	۲۲۵	اے کہ	اے	۸	۲۰۰
کنند	کند	۵	۲۳۳	اے ز تو	اے تو ز	۶	۲۰۳
حق کہ من	حق من	۷	"	دست	ست	۳	۲۰۵

صحیح	غلط	۴۰	۴۱	صحیح	غلط	۴۰	۴۱
قبول	قبولے	۲	۲۹۵	بخیرش	بخیرش	۷	۲۳۵
ثریاں	زیاں	۳	۳۰۹	میکاشتم	میکاشتم	۱	۲۳۸
اکنوں	مکنوں	۳	۳۱۳	کوبت	کویت	۳	۲۵۰
نہم	نہد	۹	۳۱۶	رحمت	زحمت	۳	۲۵۱
وار	دار	۱۵	۳۱۷	بجانبے	بجانب	۱۱	۲۵۳
نیندیشی	نیدیشی	۲	۳۱۷	جہت	بہت	۲	۲۵۵
مبند	بند	۷	۳۱۸	مو	موے	۱۰	۲۵۸
خرقہ	حرقہ	۱۰	۳۲۲	فضل	فضل	۱۳	"
ماہ	ا	۶	۳۲۳	از باراں	ازو باراں	۱	۲۶۰
جاناں	حاناں	۶	۳۲۶	ست	ست	"	"
از	ازاز	۶	۳۲۷	نور سحر	نور صحر	۵	۲۷۲
قرغاں	قرعاں	۱۰	"	گوہرم	گوہر	۲	۲۷۳
بر	ہر	۳	۳۲۲	ماں	ناں	۱	۲۸۳
ار	از	۷	۳۲۳	نشاں	شاں	۳	۲۸۷
با	یا	۱۳	۳۵۳	رواں	زواں	۱۳	"
ولے	ویے	۱۳	۳۶۶	تا	نا	۹	۲۸۹
درو	دروے	۴	۳۷۴	تعویذ	تعویز	۱۱	۲۹۴



صحیح	غلط	۱	۲	صحیح	غلط	۱	۲
سرانافان ضرأ	سرانافان صبرأ	۱۳	۴۴۷	زر زلفت ار	زلفت از	۱۳	۳۸۲
عزت	غیرت	۴	۴۴۸	بفلاں	بغلاں	۳	۳۸۳
جہانیات	جہانیات	۱۲	"	ز	چو	۵	۴۰۲
زہرا	رہزا	۱۴	"	گر	کز	۱۳	۴۰۴
سی صد است	سی صدو	۱۸	۴۴۹	لعل دور	لعل در	۳	۴۰۷
چہ از قلعہ کہ اند	چو از قلعہ چہ اند	۲	۴۵۴	تیر	تیرے	۱۳	۴۱۰
پاکش	باکش	۶	۴۶۵	نکو	نیکو	۱	۴۱۵
گل	کل	۲	۴۷۱	الہمار	انہما	۳	۴۱۸
خندہ	صد	۳	"	نئی	نہ	۸	۴۲۵
خداش	خدایش	۱۲	۴۷۲	چو	چول	۹	۴۲۷
کنے	کسے	۱۵	۴۷۳	کشدے	کشدے	۳	۴۳۵
خرج	چرخ	۱	۴۷۹	قلع	قلعہ	۳	۴۴۷
مبادا	مبادہ	۹	"	بہ	بر	۷	۴۳۸
سید گاہش	صد گاہش	۱۰	"	تازگی	بار گئے	۱۸	۴۳۹
کہ	گہ	۱۳	"	عطا	عطا	۱۵	۴۳۳
زہرہ	زہرہ	۱۳	"	حجاب	حجاب	۱۴	۴۴۴
نفل	لعل	"	"	بدعا	بدعا	۶	۴۴۶

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
تیز	تیر	۱۵	۵۲۵	جہاں شاہ	جہاں شاہ	۳	۳۸۰
ہزار	ہرار	۱۳	۵۳۱	گل	گل	"	"
داب	د	۱۱	۵۳۶	نہال	نہاد	۱۲	"
صورت	صوب	۱۶	۵۴۰	افروز	فیروز	۱۱	۴۹۰
چو	تو	۶	۵۴۲	روز	رور	۳	۵۰۰
برخوردار	برخودار	۱۵	۵۶۵	گیرند	گیرد	۲	۵۰۸
زیر	زیر	۹	۵۶۹	بہ بخشاے	بخشاے	۹	۵۱۱
می سفت	می سفت	۲	۵۷۰	شاماں	شاماں	۱۵	"
پیوست	پیوست	۶	۵۸۸	سافر خانہ	گوسفند بوج	حاشیہ	
راستاں	براستاں	۱۰	"	چو شفق	رشفق	۲	
انتباہ: در شمارہ صفحہ ۹۸ غلط چاند است تصحیح باید نمود				بفضل	بفضل	"	
باش	ماش	۱۱	۵۸۹	دراں	ودراں	۱۳	۵۱۹
ویا خوں	ریا خوں	۱۸	۵۹۶	عقل فضل	عقل فضل	۱۵	۵۲۱
خاصم	خاصم	۳	۶۲۱	ہرابعہ	وہم رابعہ	۱۷	۵۲۲
۲/۹۰۸				دانش			
۱۳				فن نبی			
۱۰۵				تخت منیر			

دام اقبالہ

سر مہاراجہ یحییٰ لٹلٹنٹہ بہادر صد اعظم باب حکومت  
نے

از راہ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبہ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے

